# رسائل رضویہ

مصنفہ

اعلیحضرت عظیم البرکۃ مجدد دین و ملت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قدس سرہ العزیز

مکتبہ حامدیہ

لاہور

Marfat.com

# رسائلِ رضویہ

جلد دوم

مصنّفہ

اعلیحضرت مجدّدِ دین و ملّت حضرت علاّمہ الشاہ محمّد احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز

مرتّبہ

رئیس التحریر جناب مولانا محمّد عبدالحکیم صاحب مظہری اختر شاہجہانپوری

مکتبۂ حامدیہ - گنج بخش روڈ ○ لاہور

Marfat.com

نام کتاب ـــــــــ رسائل رضویہ جلد دوم
مرتبہ ـــــــــ اختر شاہجہان پوری
کتابت ـــــــــ محمد شریف گل و محمد شفیع خوشنویس
مصححین ـــــــــ حافظ محمد احسان الحق قادری
محمد گل احمد عتیقی
مظفر اقبال
مطبع ـــــــــ ندرت پرنٹرز۔ لاہور
سن طباعت ـــــــــ جولائی ۱۹۷۶ء / رجب ۱۳۹۶ھ
اشاعت ـــــــــ باراول
تعداد ـــــــــ ایک ہزار
ضخامت ـــــــــ ۲۳×۱۸/۸ ، ۵۰۴ صفحات
قیمت ـــــــــ روپے

مکتبہ حامدیہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

Marfat.com

# فہرست


۱ — سخن ہائے گفتنی (از اختر شاہجہانپوری) ۴ تا ۷۴

۲ — الحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ ۷۵ تا ۲۱۲

۳ — انفس الفکر فی قربان البقر ۲۱۳ تا ۲۳۶

۴ — الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ ۲۳۷ تا ۴۰۴

۵ — شرح المطالب فی مبحث ابی طالب ۴۰۵ تا ۴۷۴

۶ — تصدیقات ۴۷۵ تا ۴۸۶

۷ — ابحاثِ اخیرہ ۴۸۷ تا ۵۰۲

۸ — قطعۂ تاریخِ طباعت (از مولانا اختر الحامدی الرضوی) ۵۰۳


Marfat.com

# سخن ہائے گفتنی

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ برٹش گورنمنٹ نے دینِ متین میں پُراسرار تخریب کاری اور مسلمانانِ پاک و ہند میں فرقہ سازی و گروہ بندی کا چکر چلانے، ان کی آپس میں سر پھٹول کرانے کی غرض سے ۱۸۵۷ء کے بعد جال بچھانا تھا۔ اسی لیے قدرت نے اسلامی نظریات کے ایک بیباک نقیب کو گیارہ مہینے پہلے ہی مذکورہ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے آتش فشاں پہاڑ یعنی صوبہ یو۔پی کے مشہور شہر بریلی میں پیدا فرما دیا۔ اسلام کا وہ بطلِ جلیل مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) بن مولانا رضا علی خاں (المتوفی ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۶ء) کے گھر ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو پیدا ہوا۔ آپ کا نام "محمد" رکھا گیا۔ تاریخی نام "المختار" ۱۲۷۲ھ تجویز ہوا اور جدِ امجد اپنے نونہال کو احمد رضا خاں کہا کرتے تھے۔ علمائے پاک و ہند آپ کو اعلیٰحضرت، امامِ اہلسنت اور فاضل بریلوی کے القاب سے یاد کیا کرتے لیکن علمائے حرمین شریفین نے اس نابغۂ عصر کو یگانۂ روزگار، مرکزِ دائرۂ تحقیق، امامِ زمانہ اور چودھویں صدی کا مجدد قرار دیا تھا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ٥

عمرہا در کعبہ و بُت خانہ می نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

تاریخِ ولادت کے لیے خامۂ قدرت نے اعلیٰحضرت قدس سرہ کی زبان پر یہ آیتِ کریمہ جاری فرمائی:-

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ

۱۲۷۲ھ

Marfat.com

اس فنافی الرسول ہستی نے اپنے نام کے شروع میں ہمیشہ "عبد المصطفےٰ" لکھنے کا التزام فرمایا۔ آپ نے ۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ ر ۱۸۶۹ء کو علوم دینیہ، عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کر لینے پر سندِ فراغ حاصل کی اور اسی مبارک روز آپ کی فتویٰ نویسی کا آغاز ہُوا، جو آخری وقت تک متواتر چوّن ۵۴ سال جاری رہا۔ ۱۲۹۴ھ ر ۱۸۷۷ء میں آپ نے اپنے والدِ ماجد کی معیّت میں شاہ آلِ رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ ر ۱۸۷۹ء) کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ ساتھ ہی اجازت و خلافت سے بھی نوعمری کے باوجود نوازے گئے۔ مرشدِ گرامی کو اپنے اس مرید کی ذات پر بڑا ناز تھا۔ اسی لیے ایک مرتبہ تو یہاں تک فرما دیا تھا کہ اگر باری تعالیٰ شانہٗ قیامت میں پوچھے گا کہ اے آلِ رسول! میرے لیے دنیا سے کیا لائے ہو؟ تو میں عرض کر دوں گا کہ اے پروردگار! میں تیرے لیے "احمد رضا" لایا ہوں۔

ع نگاہیں کاملوں پر پڑ ہی جاتی ہیں زمانے میں
کہیں چھُپتا ہے اکبرؔ پھول پتّوں میں نہاں ہو کر

پہلی مرتبہ اپنے والدِ محترم کے ہمراہ آپ نے ۱۲۹۵ھ ر ۱۸۷۸ء میں حج بیت اللہ اور زیارتِ روضۂ مطہرہ کی سعادت حاصل کی۔ مخدومی پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے اس مقدس سفر کے سلسلے میں وضاحت فرمائی ہے:-

"اس سفرِ مقدس میں حرمین شریفین کے اکابر علماء مثلاً مفتی شافعیہ سید احمد دحلان (م ۱۲۹۹ھ ر ۱۸۸۱ء) میں اور مفتی حنفیہ شیخ عبد الرحمٰن سراج (م ۱۳۰۱ھ ر ۱۸۸۳ء) وغیرہم سے حدیث، تفسیر، فقہ اور اصولِ فقہ میں سندیں حاصل کیں۔"[۱]

اس مبارک سفر کا ایک ایمان افروز واقعہ تذکرہ علمائے ہند میں مرقوم ہے۔ پروفیسر محمد ایوب قادری کے لفظوں میں ملاحظہ فرمائیے:-

"ایک دن نمازِ مغرب مقامِ ابراہیم میں ادا کی۔ نماز کے بعد امام

---

[۱] فاضلِ بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں: ص ۴۸

Marfat.com

شافعیہ حسین بن صالح جمل اللیل بغیر کسی سابقہ تعارف کے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اپنے گھر لے گئے، دیر تک ان کی پیشانی کو تھامے رہے اور فرمایا اِنّی لَاَجِدُ نُوْرَاللہِ مِنْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ (بے شک میں اس پیشانی سے اللہ کا نور پاتا ہوں) اس کے بعد صحاح ستہ کی سند اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دستِ خاص سے مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تمہارا نامُ ضیاء الدین احمد" ہے۔ سند مذکور میں امام بخاری علیہ الرحمۃ تک گیارہ واسطے ہیں۔ مکہ معظمہ میں شیخ جمل اللیل موصوف کے ایماء سے رسالہ "جوہر مضیہ" کی شرح جو مناسکِ حج میں شافعی مذہب کے مطابق ہے دو دن میں لکھی۔ یہ رسالہ شیخ حسین بن صالح کی تصنیف ہے۔ مولوی احمد رضا خاں اس (شرح) کا نام " النیرۃ الوضیۃ فی شرح الجوہرۃ المضیہ" رکھ کر شیخ کی خدمت میں لے گئے۔ شیخ نے ان کے حق میں تحسین و آفرین فرمائی"۔[۲]

باری تعالیٰ شانہ، نے اپنے اس خوش نصیب بندے سے مبتدعین زمانہ اور اینگلو انڈین علماء کی سرکوبی کا کام لینا تھا۔ اسی لیے پہلے اُسے اپنے حرم پاک میں بلایا، مکہ معظمہ کے جیّد اساطین علم کے دلوں میں اس نوخیز و نووارد عالم کی محبت پیدا کی اور اس طرح فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کو اپنے مقدس شہر میں علم و عرفان کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ یگانۂ روزگار ہستیوں سے محدّث، مفسر، فقیہہ اور متکلم وغیرہ کی سندیں اسے دلوائیں۔ عربی کا مصنّف و شارح بنایا اور منوایا، بلکہ اجازت و خلافت دلوا کر، شیخ طریقت بنوا کر ہندوستان کی طرف روانہ کیا۔ حالانکہ اس وقت تک آپ نے عمر کی صرف تئیس ۲۳ منزلیں طے کی تھیں۔ آپ کو اس نوعمری میں جتنی سندیں اور اجازتیں ملیں دوسرے کسی موافق یا مخالف ہندی عالم کو علم و فضل کے تمام تر دعاوی کے باوجود ساری عمر میں بھی تو یہ شرف حاصل نہ ہو سکا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء ۔

---

[۲] تذکرہ علمائے ہند اردو، ص ۹۹

Marfat.com

؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دوسری مرتبہ یہ سعادت آپ کو ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں حاصل ہوئی۔ اس مقدس موقع پر علمائے حرمین طیبتین نے جس طرح آپ کا اعزاز و اکرام کیا، وہ تاریخ اسلام کا ایک سنہری ورق ہے۔ ایسا اعزاز اُس مقدس سرزمین پر پاک و ہند کی شاید کسی بھی ہستی کو نصیب نہ ہوا ہو۔ اکابر علمائے حرمین شریفین تک نے آپ سے سندیں اور اجازتیں حاصل کرنا اپنا فخر سمجھا۔ ان حضرات نے آپ کے اسی موقع پر لکھے ہوئے تینوں رسالوں یعنی خلاصۂ المعتمد المستند، الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ الفاہم پر زوردار تقریظیں لکھیں۔ آخری رسالہ خود ان حضرات کی درخواست ہی پر لکھا تھا۔ یہ تحقیقی رسالہ آج بھی اپنے میدان میں منفرد ہے۔

**غیر مسلموں سے دوستی**

اس مجموعے کا پہلا رسالہ المسمیٰ بہ المحجۃ المؤتمنہ تحقیق کے لحاظ سے اپنے میدان میں بے نظیر ہے۔ اس رسالے کا نفسِ مضمون غیر مسلموں سے تعلقات رکھنے کی شرعی حدود کا اجاگر کرنا ہے جب کہ بدقسمتی سے بعض صاحبانِ جُبّہ و دستار اُس دَور میں شرعی حدود کو پامال کرنے میں شبانہ روز مصروف رہ کر مسلمانوں کا رُخ حرم سے سومنات کی جانب پھیرنا چاہتے تھے۔ یہ مقدس رسالہ مجدد برحق علیہ الرحمہ کی آخری تصانیف سے ہے۔

بدقسمتی سے اس وقت وہابی علماء کا مؤقف یہ تھا کہ انگریزوں سے آزادی تو حاصل کی جائے لیکن ہندو لیڈروں کی سرکردگی میں، ان کی ہدایات کے مطابق اس منزل کو طے کیا جائے۔ اس مرحلے پر وہ انگریزوں سے مکمل بائیکاٹ کرنا چاہتے تھے لیکن ہندو کے غلام بن کر۔ انگریز کی غلامی کا جُوا اتار کر پھینکنا چاہتے تھے لیکن ہندوؤں کے مستقل غلام بننے کے لیے۔ نتیجہ ظاہر تھا کہ آزادی سے انہیں قطعاً سروکار نہیں تھا، ہرگز انہیں آزادی منظور نہیں تھی، وہ صرف اپنے آقا بدلنا چاہتے تھے کہ گورے آقاؤں کی جگہ کالے آقا، پردیسی آقاؤں کے بدلے دیسی آقا اور نصرانی آقاؤں کے بجائے بُت پرست آقا مل جائیں۔

Marfat.com

یہ بھی ان حضرات کی منزلِ مقصود، یہ تھا ان کا منشور، یہ تھا ان کے خیر خواہِ اسلام و مسلمین ہونے کا حدود اربعہ اور یہ تھی ان کی سیاست صاحبہ کی کل کائنات، جس کی ملک بھر میں دُھوم مچا کر آسمان سر پہ اٹھاتے پھر رہے تھے۔

آزادی یقیناً بہت بڑی نعمت ہے اور غلامی کی ذلّت میں کسے کلام ہو سکتا ہے؟ مسلمان کسی بھی غیر مسلم قوم کے غلام بن کر رہیں، یہ قطعاً ان کی شان کے شایاں نہیں۔ متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں کو انگریزوں کی غلامی سے ضرور نجات حاصل کرنی چاہیئے تھی لیکن ہنود کا غلام بننے کے لیے نہیں۔ اس صورت میں آسمان سے گرا اور کھجور میں اٹکا کا مصداق تو بن گیا مگر اپنے اصل مقام پر نہ پہنچ سکا۔ ستم ظریفی تو ملاحظہ ہو کہ آزادی کا زبان پر نعرہ تھا لیکن انگریز کی غلامی سے نجات بھی نہیں ملی تھی کہ از خود برضا و رغبت ہنود کی غلامی اپنے اوپر مسلط کر کے انگریز اور ہنود دونوں کو اپنا آقا بنا لیا اور مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہوئے سیاسی مثلث قائم کر لی۔ یہ تھی ان کی خود فریبی اور اسلام و مسلمین سے بدخواہی، جس کی عمارت انہوں نے زُنار دوستی اور بُت پرست نوازی پر قائم کی تھی۔ اسے کہتے ہیں ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ۔

یہ تو آزادی کا معاملہ تھا۔ دوسرا مرحلہ انگریز سے تعلقات کی شرعی حدود کا آیا، تو دہابیوں کے شیخ الہند و شیخ الاسلام صاحبانوں نے ترکِ موالات کا فتویٰ جاری کر دیا۔ اس سلسلے میں ان صاحبانوں کی افراط و تفریط کو دیکھ کر شیطان بھی عش عش کر اٹھا ہوگا۔ اس لعین نے اس موڑ پہ آکر ان صاحبانِ جُبّہ دستار کی استادی کا اگر لوہا مان لیا ہو تو بعید نہیں۔ غیر مسلموں سے موالات یعنی دوستانہ تعلقات رکھنے کو شریعتِ مطہرہ نے حرام قرار دیا ہے اور قرآن کریم میں اس پر سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جب کسی کا دین لیتا ہے تو اس کی عقل پہلے چھین لیتا ہے۔ ان حضرات نے آیات و احادیث کے سہارے انگریز سے موالات ترک کرنے کے فتوے صادر کر دیے مگر افراط وہ دکھائی کہ انگریز سے مجرد معاملت یعنی معمولی لین دین تک حرام قرار دینے اور اسے ترک کروانے پر ایڑی سے چوٹی تک کا زور صرف کرنے لگے۔ اور ادھر تفریط کی وادی میں قدم رکھا، تو وہ جولانی دکھائی کہ

Marfat.com

حقیقی مشرکوں ٹھیٹ بت پرستوں کو نہ صرف دوست یا بھائی بنایا بلکہ انہیں اپنا رہنما اور پیشوا تک بنا لیا۔ ان کا اشارہ ان حضرات کے لیے قانون، اُن کے فرمودات، ان کا منشور اور ان کی غلامی میں ثابت قدم رہنا ان نرالے موحدوں کا دین و ایمان اور مقصدِ حیات ہو کر رہ گیا۔

ہنود کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر گائے کی قربانی بند کروانے لگے۔ گاندھی کی جے کے نعرے لگائے، پیشانی پر قشقے کھنچوائے، ہندوؤں کی ارتھیوں کو کندھا دیا، ناپاک اور نجس مشرکوں کو خدا کی پاک مسجدوں میں لا کر منبرِ رسول پر بٹھایا۔ خود اقرار کیا کہ ہم نے قرآن و حدیث کی عمر ایک بت پرست (گاندھی) پر نثار کر دی ہے۔ خود کہا کہ گاندھی کو خدا نے مذکّر بنا کر بھیجا ہے۔ خود تلقین کی کہ اگر نبوت ختم نہ ہو گئی ہوتی تو گاندھی جی نبی ہوتے۔ خود گاندھی کو اپنا امام اور پیشوا بنایا اور نہ صرف اس کے احکام کی شبانہ روز تعمیل کرنا اپنا سعادت سمجھتے تھے، بلکہ مسلمانوں کو بھی یہی طرزِ عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ خود کہتے تھے کہ ہم کعبہ اور پریاگ کا فرق مٹانا چاہتے ہیں۔ خود کہتے کہ ہندو اور مسلمان سب ایک ہی قوم ہیں صاف کہتے تھے کہ ملتیں اوطان سے بنتی ہیں۔

تحریکِ پاکستان نے زور پکڑا تو یہی حضرات جو خود کو بت پرستوں کا قومی بھائی کہتے تھے۔ انہوں نے واقعی خود کو ہندوؤں کا بھائی ہونا ثابت کر دکھایا۔ انگریز اور ہنود کی غلامی سے نجات پانے کی غرض سے تو پاکستان کا مطالبہ کیا گیا تھا لیکن اِن زُنّار دوستوں نے مطالبۂ پاکستان کی مخالفت اور اکھنڈ بھارت کی حمایت میں ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا کر رکھ دیا۔ چنانچہ اس مرحلے پر آ کر ان مہربانوں نے پاکستان اور اس کی تحریک کے علمبرداروں کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کیے جو ان حضرات کی مخصوص خارجی ذہنیت اور مسلمانوں کے مفادات سے دشمنی کا بیّن ثبوت ہیں، جسے تاریخ کا کوئی طالب علم بھی کتابِ تحریکِ آزادی کا ایک شرمناک باب کہے بغیر نہ رہ سکے گا کیونکہ ان حضرات کا وجود ملّتِ اسلامیہ کے ماتھے پر ایک کلنک کے ٹیکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔

جس متحدہ قومیت کی یہ حضرات مالا جپتے تھے۔ یہی تو اکبر بادشاہ کے دینِ الٰہی کا مرکزی نقطہ تھا اور اسی بت کو تو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کی فاروقی گرز نے

Marfat.com

پاش پاش کیا تھا۔ اس مرحلے پر جلال الدین اکبر کی جگہ پر گاندھی کو بٹھالیا گیا اور ابو الفضل و فیضی کی جگہ شیخ الہند، شیخ الاسلام اور امام الہند وغیرہ کہلانے والوں نے پُر کر دی۔ اس دَور میں جس نے متحدہ قومیت کے بُت کو توڑا اور دو قومی نظریہ کی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) کی طرح علمبرداری فرمائی۔ وہ مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی، قدس سرہٗ کی ذاتِ گرامی ہے۔

متحدہ ہندوستان میں زُنّار دوستوں نے جس طرح موالات کی شرعی حدود کو پامال کیا اور اس سلسلے میں اللہ اور رسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے کسی فرمان کو مدنظر نہ رکھا، جس کے باعث یہاں کے مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا۔ اور آج کے دن تک اسی کی تلافی نہیں کر پائے، اِسی طرح تمام اسلامی ملکوں کے سربراہانِ مملکت اِن حدود کو اس طرح پامال کر رہے ہیں جیسے قرآن و حدیث میں غیر مسلموں سے دوستی کے روابط اور ان سے عہد معاہدوں کا تذکرہ فخریہ انداز میں شائع ہوتا ہے، حالانکہ ملّتِ اسلامیہ کے زوال و انحطاط کی جملہ وجوہات میں سے جو وجہ سرفہرست ہے اور جس کے باعث دنیا بھر کے کروڑوں مسلمان کافروں کے ہاتھوں میں مجبور و مقہور اور ان کے حکمران کٹھ پتلیاں بن کر رہ گئے ہیں۔ حالات کی ستم ظریفی تو دیکھئے کہ کوئی ایک بھی ہوش میں نہیں آتا۔ اس حالتِ زار میں خرابی و خستگی کا ملال یا خیال تو درکنار، کوئی ایک آنکھ بھی میلی ہوتی نظر نہیں آتی۔ افسوس! ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا!

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

حالانکہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کافروں اور منافقوں کے بارے میں واضح طور پر حکم دیا تھا جو کلام الٰہی میں یوں مرقوم ہے:۔

| | |
|---|---|
| يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ [۱] | اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی)، جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو۔ |

[۱] پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۷۳

Marfat.com

آقائے دوجہاں، سرورِ کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو کافروں اور منافقوں سے جہاد کرنے اور ان پر سختی فرمانے کا حکم دیا گیا تھا اور ان کی اُمّت کے لیے بھی یہی ضروری ٹھہرا کہ اس میدان میں بھی اپنے آقا و مولیٰ سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرتے لیکن یہ کس سے جا کر پوچھیں کہ کافروں سے دوستی رکھتے بلکہ برضا و رغبت ان کی غلامی کا جُوا اپنی گردن پر سوار کرنے کا اُن حضرات کو کس نے حکم دیا تھا جن کے ہاتھوں میں غریب مسلمانوں کی باگ ڈور رہتی آئی ہے نیز اللہ تعالیٰ نے تو منافقین کے ساتھ کفار کی طرح جہاد کرنے اور ان کے ساتھ سختی برتنے کا حکم فرمایا ہے لیکن ایسے لوگوں کو مسلمانوں کے برابر درجہ دینا، ان سے گھل مل کر رہنے کی تلقین کرنا، ان کے خلاف ایک لفظ تک منہ سے نکالنے پر پابندی لگانا اور ایسے کرنے کو فتنہ و فساد ٹھہرانا، بلکہ اہلِ حق کو دبانا اور منافقوں کی ناز برداری کرنا، بلکہ انہیں مسلمانوں پر مسلط کرنا، ان امور کا حکم کس نے دیا ہے؟ آخر وہ کون سی ہستی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے مذکورہ فرمان کو منسوخ اور ناقابلِ عمل قرار دے کر کافروں اور منافقوں کے بھائی بلکہ غلام تک بننے کی اجازت کا پروانہ دے دیا ہے؟ اگر چشمِ بصیرت ہے تو گوشِ ہوش سے سنیے کہ قرآن کریم کیا فرما رہا ہے:-

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ یُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی، اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی رُوح سے اُن کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جایا جائے گا، جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ اللہ کی جماعت

Marfat.com

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ؎ ہے۔ بنتا ہے اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ، نے صاف فرما دیا کہ جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہ کافروں سے کبھی دوستی نہیں کریں گے دوسرے کافر تو ایک طرف رہے اگر اپنا باپ، بیٹا، بھائی یا کوئی عزیز رشتہ دار کافر ہے تو اس سے بھی دوستی نہیں رکھیں گے اور ایسے سچے مسلمان کو مالکِ حقیقی نے اسی آیۂ کریمہ میں سات بشارتوں سے نوازا ہے۔ ہر مسلمان کہلانے والے کو انہیں پوری توجہ سے پڑھنا، غور و فکر کرنا اور پھر اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے اور ہم کدھر جا رہے ہیں ۔ وہ سات بشارتیں یہ ہیں :۔

۱۔ کافروں سے دوستی نہ رکھنے والے مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ ایمان کو نقش فرما دیتا ہے۔

۲۔ اس کی اپنی طرف کی رُوح کے ذریعے مدد فرماتا ہے۔

۳۔ اسے ایسی جنّت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں رواں ہیں۔

۴۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔

۵۔ ایسے لوگوں پر انعاماتِ الٰہیہ کی ایسی بارش ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جاتے ہیں۔

۶۔ ایسے لوگوں کے مجموعے کا نام اللہ کی جماعت ہے۔

۷۔ کامیابی سے ہمکنار ہونے والی جماعت ایسے ہی لوگوں کی ہے۔

جائے غور ہے کہ ان بشارتوں سے دنیا و آخرت کی کون سی نعمت باقی رہ گئی؟ اب اسی تصویر کے دوسرے رُخ کو سامنے رکھ لینا چاہیئے کہ اگر کافروں سے دوستی رکھی تو مذکورہ ساتوں بشارتوں کے خلاف نتیجہ سامنے آئے گا، یعنی کافروں سے دوستی رکھنے والوں کے دلوں میں ایمان نقش نہیں ہوگا (۲) تائیدِ ایزدی سے محرومی مقدّر ہو کر رہ جائے گی۔

---

؎ پارہ ۲۸ ،سورۂ المجادلہ ، آیت ۲۲

Marfat.com

(۳) جنت میں داخلہ نہیں ملے گا (۴) ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوگا (۵) وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے محروم رہیں گے ——————— (۶) ان کا شمار اللہ کی جماعت میں نہیں ہوگا (۷) وہ کامیابی و کامرانی سے ہمکنار نہیں ہو سکیں گے دونوں رُخ واضح ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے کافروں سے قطعاً دوستی نہ کی اور تاریخِ عالم گواہ ہے کہ وہ حضرات مذکورہ ساتوں بشارتوں کے حقدار قرار پائے تھے لیکن ہم ایسے ناخلف ہوئے کہ ہم نے کافروں کو سینے سے لگانا اور دنیا و آخرت کو گنوانا اپنا مقدر بنا لیا۔ مزید فرمایا ہے:۔

| | |
|---|---|
| یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا | اے ایمان والو! میرے اور اپنے |
| تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ | دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم انہیں |
| اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّةِ | خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ |
| وَقَدْ کَفَرُوْا بِمَا جَآءَکُمْ | منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے |
| مِّنَ الْحَقِّ [1] | پاس آیا۔ |

اللہ اور رسولؐ کے دشمنوں یعنی منکرین اسلام کی دوستی سے مسلمانوں کو صاف لفظوں میں منع فرما دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود جو ان سے دوستی رکھے تو یہ وعید بھی سنائی ہوتی ہے:۔

| | |
|---|---|
| تَرٰی کَثِیْرًا مِّنْھُمْ یَتَوَلَّوْنَ | ان میں تم بہت کو دیکھو گے کہ کافروں |
| الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا | سے دوستی کرتے ہیں کیا ہی بُری چیز اپنے |
| قَدَّمَتْ لَھُمْ اَنْفُسُھُمْ اَنْ | لیے خود آگے بھیجی۔ یہ کہ اللہ کا ان |
| سَخِطَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَفِی الْعَذَابِ | پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں |
| ھُمْ خٰلِدُوْنَ ٥ وَلَوْ کَانُوْا | ہمیشہ رہیں گے اور اگر وہ ایمان |
| یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالنَّبِیِّ وَمَا | لاتے اللہ اور نبی پر اور اس پر |
| اُنْزِلَ اِلَیْہِ مَا اتَّخَذُوْھُمْ | جو ان کی طرف اترا تو کافروں |
| اَوْلِیَآءَ وَلٰکِنَّ کَثِیْرًا | سے دوستی نہ کرتے مگر ان میں |

---

[1] پارہ ۲۸، سورۂ الممتحنہ، آیت پہلی۔

Marfat.com

مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ۝ ؎۱ تو بہتیرے فاسق ہیں۔

کفّار کی دوستی جو خدا کا غضب اور ہمیشہ کا عذاب لاتی ہے اُس کی آج زندہ تصویر موجود ہے کہ یورپین ممالک اور کمیونسٹ بلاک کے سارے ملک پھلے پھولے اور مسلمانوں کے جملہ ممالک بھوکے ننگے۔ قدرتی پیداوار کے اکثر وسائل ہمارے پاس ہیں لیکن وہ ترقی یافتہ اور ہم ترقی پذیر، انہیں ان دانا بنا کر ہم خود اُن کے دَر کے بھکاری بنے ہوئے ہیں۔ یہ ہے کفار سے دوستی رکھنے کے نتیجے میں خدا کا عذاب اور ہمیشہ کی ذلت و خواری جس سے بچنے کا کوئی راستہ اس کے سوا ہرگز نہیں ہے کہ مسلم ممالک باہم صلاح مشورے سے اپنے وسائل کا جائزہ لیں۔ ایک دوسرے کے آپس میں معاون بنیں اور کفار کی دوستی کے جھانسے میں نہ آئیں۔ اسی بارے میں یوں بھی ارشادِ خداوندی ہے:۔

| | |
|---|---|
| لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ | مسلمان کافروں کو دوست نہ بنالیں |
| اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ | مسلمانوں کے سوا۔ اور جو ایسا کرے گا |
| وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ | اسے اللہ اور رسول سے کچھ علاقہ (تعلق) |
| اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ ؎۲ | نہ رہا۔ |

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ کفار سے دوستی رکھنے والے مسلمان اللہ ربّ العزّت کی حمایت اور تائید و نصرت سے اپنے آپ کو محروم کر بیٹھتے ہیں۔ دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرمایا ہے:۔

| | |
|---|---|
| يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا | اے ایمان والو اپنے باپ اور بھائیوں |
| تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ | کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر |
| اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ | کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی |
| عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ | ان سے دوستی کرے گا، تو |
| مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ | وہی ظالموں میں |

؎۱ پارہ ۶، سورۂ المائدہ، آیت ۸۰، ۸۱ ؎۲ پارہ ۳، سورۂ آلِ عمران، آیت ۲۸

Marfat.com

الظّٰلِمُوْنَ ۝

ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں کافر باپ اور بھائی سے بھی دوستانہ تعلقات رکھنے والے کو ظالم شمار کیا ہے تو جو ہزاروں میل دُور رہنے والے کافروں کو برضا و رغبت نہ صرف دوست بنائیں بلکہ اُن کی غلامی اختیار کریں اور حمایت و نصرت پر نازاں رہیں۔ وہ کلامِ الٰہی کی میزان پر کیا شمار ہوں گے۔ شاعرِ مشرق نے شاید اسی لیے کہا ہے :۔ ؎

بُتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

| | |
|---|---|
| وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا | اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں |
| فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ | آگ (جہنم کی) چھوئے گی اور اللہ |
| دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ | کے سوا تمہارا کوئی حامی نہیں، پھر |
| لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ ؎[1] | مدد نہ پاؤ گے۔ |

پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ کافروں سے دوستی رکھنے والے مسلمان (۱) تائیدِ ایزدی سے محروم ہو جاتے ہیں (۲) ظالموں میں شمار ہوتے ہیں۔ اس آیتِ کریمہ نے بتایا کہ (۳) وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ دنیا میں بھی ذلت و خواری کے جہنم میں جلتے ہیں (۴) اور جن کافروں کی امداد اور تائید و نصرت پر نازاں ہو کر اللہ رب العزت کو چھوڑ بیٹھے ہیں ان کی مدد بھی کبھی حاصل نہیں کر پائیں گے کیونکہ کفر، اسلام کا اور کافر، مسلمان کا ازلی دشمن ہے نہ کہ معاون و مددگار۔ ایسے مدعیانِ اسلام کی پانچویں صفت، قرآن کریم نے واضح طور پر یہ بیان فرمائی ہے :۔

| | |
|---|---|
| بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ | خوشخبری دو منافقوں کو کہ ان کے لیے |
| عَذَابًا اَلِيْمَا ۝ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ | دردناک عذاب ہے وہ جو مسلمانوں |
| الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ | کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے |

---

؎[1] پارہ ۱۲ سورۃ ہود۔ آیت ۱۳

Marfat.com

الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ [1]

ہیں۔ کیا اُن کافروں) کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں؟ تو عزت تو ساری اللہ کے لیے ہے۔

مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنانے والوں کو اس آیتِ کریمہ میں منافق قرار دیا گیا ہے اور ان سے پوچھا ہے کہ کیا وہ کافروں کے پاس عزت کی تلاش میں گداگر بن کر جاتے ہیں؟ کیا عزت اور ہر نعمت کے خزانے اللہ ربّ العزت کے پاس ہیں یا یہ ذلیل کافر ان کے مالک ہیں؟ چھٹا وصف یہ بیان فرمایا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَاۗءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ [2]

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔ بیشک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دکھاتا۔

---

یعنی جو یہود سے دوستی رکھے گا وہ یہودی شمار ہو گا جو عیسائیوں سے دوستی رکھے گا وہ عیسائی شمار کیا جائے گا، جو کمیونسٹوں سے دوستی کا علاقہ رکھے گا وہ عند اللہ کمیونسٹ شمار ہو گا اور جو ہندوؤں سے دوستی رکھے گا اسے ہنود بے بہبود کی فہرست میں رکھا جائیگا کیونکہ کند ہم جنس با ہم جنس پرواز۔ پروردگارِ عالم نے مسلمانوں کو کافروں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنے سے کیوں منع فرمایا ہے؟ اس حکیم و خبیر اور دانائے غیوب نے قرآنِ مجید میں اس کا راز یوں بتایا اور رموز و اسرار سے ان لفظوں میں پردہ اٹھایا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ

اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے۔ اُن کی آرزو ہے جتنی تمہیں

---

[1] پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۳۸

[2] پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۵۱

Marfat.com

بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَکْبَرُ ؕ قَدْ بَیَّنَّا لَکُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ ؎

ایذا پہنچے۔ بیر (عداوت) ان کی باتوں سے جھلک اُٹھا۔ اور وہ جو سینہ میں چھپائے ہیں بڑا ہے۔ ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر بتادیں اگر تمہیں عقل ہو۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ ربّ العزت نے مسلمانوں کو واضح طور پر بتا دیا ہے کہ کافر کبھی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔ ملّتِ اسلامیہ کی جڑیں کاٹنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔ ان کی خواہش یہی ہے کہ مسلمان مصائب میں گرفتار آلام کا شکار اور محض ان کے آلۂ کار بن کر رہ جائیں۔ بُغض و عناد ان کی باتوں سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ وہ دشمنی کی صورت میں تو واضح دشمن ہیں لیکن دوستی کے لبادے میں آئیں تو کھلے دشمن سے بھی بڑھ کر نقصان پہنچائیں گے۔ اسی لیے پروردگارِ عالم نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمّت کو واضح طور پر اپنے آخری پیغام معجز نظام میں کفار کی دوستی سے بار بار ردکا اور متعدد بار متنبّہ فرمایا ہے۔

عقل کا تقاضا بھی یہی ہے۔ کیونکہ زید کا دوست اس کے دشمن سے کبھی دوستی نہیں کرے گا۔ اگر وہ ایسا کرے تو زید اسے ہرگز اپنا دوست نہیں بنا سکتا۔ اسی طرح جو مسلمان اپنے خالق و مالک پر ایمان لاکر اس سے اپنا تعلق استوار کر چکے ہیں وہ کب برداشت کریں گے کہ خدا کے دشمنوں سے دوستی کریں؟ اگر بعض مدعیانِ اسلام کافروں اور مشرکوں یعنی اللہ جل شانہٗ کے دشمنوں سے دوستی قائم کرلیں تو اللہ تعالیٰ کیوں انہیں اپنے بندوں میں شمار کرے اور کس لیے انہیں اپنی تائید و نصرت سے نوازے؟ تائیدِ ایزدی تو ان سعادت مند بندوں کا مقدر ہوتی ہے اور جو احقاقِ حق و ابطالِ باطل کو اپنا مقصدِ حیات بنائیں، کفر کے جھنڈوں کو سرنگوں اور پامال کرتے ہوئے چار دانگِ عالم میں اسلام کا علم لہرائیں۔ تاریخِ عالم میں مسلمانوں کی یہ دونوں صورتیں واضح طور پر موجود ہیں جب انہیں

---

؎ پ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۱۸

Marfat.com

کفر سے مکمل عداوت ونفرت تھی۔ اس وقت کی تصویر سے ان کی شان وشوکت اور جلال و کمال دیکھا جا سکتا ہے اور آج کا فرد مشرکوں سے دوستی ہے تو اس دور میں ان کی المناک حالت دیکھ کر اگر دل میں ملت اسلامیہ کا کچھ درد ہے تو آنسو بہائے جا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حالتوں پر رحم وکرم فرمائے۔ آمین۔

ستم ظریفی تو یہ ہے کہ یہی کفار کی دوستی ہی تو ہمارے تنزل اور بربادی کی سب سے بڑی وجہ ہے جس نے ہمیں دھوبی کے کتے کی طرح گھر کا نہ گھاٹ کا۔ اس کے باوجود ہم اس زہر کو کھانے کے لیے ہمیشہ تیار بیٹھے رہتے ہیں۔ نئے نئے دوست بلکہ آقا تلاش کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور جب کوئی آقا مل جاتا ہے تو ہماری کلاہِ افتخار میں چار چاند لگ جاتے ہیں اور یہ احساس تو دل کے کسی گوشے کے نزدیک سے ہو کر بھی نہیں گزرتا کہ اس طرح ہم میٹھا زہر کھا کر اپنی موت کو دعوت دے رہے ہیں۔ اس طرح تو ہم خود اپنے ہاتھوں ملت اسلامیہ کی جڑیں کاٹ رہے ہیں اور خدا کے دشمنوں یعنی کافروں اور مشرکوں کی جڑیں مضبوط کر کے اگر کسی نے پامال تک پہنچائی ہوئی ہیں تو وہ بدنصیب ہم ہیں جنہیں ایک جانب خدا پر ایمان رکھنے کا دعویٰ ہے اور دوسری طرف خدا کے دشمنوں سے دوستی بلکہ خود فروشی تک کا رابطہ ہے۔

آج بھی اسلامی ممالک کے سربراہ اگر چاہیں تو اس بدنصیب قوم کو ذلت وخواری سے نکال کر ان کا کھویا ہوا مقام انہیں دلا سکتے ہیں۔ کاش! ملتِ اسلامیہ میں کوئی غیرت مند اور صاحبِ عقل ودانش سربراہ ایسا کر پائے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر جو کچھ کر گزرنا ضروری ہے۔ ہم ان میں سے چند ضروری امور کا یہاں ذکر کر دیتے ہیں وباللہ التوفیق۔

۱- اسلامی ممالک کے سربراہ شریعت اسلامیہ پر خود عمل کریں اور اپنے اپنے ممالک میں قرآن وسنت کا آئین رائج کر کے غیر اسلامی اور کافرانہ جملہ قوانین کو فوراً منسوخ قرار دے دیں۔

۲- اسلامی تعلیمات کو اپنے اپنے ملکوں میں عام کیا جائے۔ اسکولوں اور کالجوں میں اسلامی علوم وفنون کی تعلیم وتدریس کو اولیت دی جائے اور غیر اسلامی نظریات کو فوراً نصاب سے خارج کر دیا جائے۔

Marfat.com

۳۔ یورپین اور کمیونسٹ ممالک کی طرح عالمِ اسلام کا علیحدہ اسلامی بلاک بنایا جائے اور کوئی بھی اسلامی ملک یورپین یا کمیونسٹ بلاک کا ممبر نہ رہے۔

۴۔ تمام اسلامی ممالک کے سربراہانِ مملکت اپنے جملہ وسائل کا جائزہ لے کر آپس میں ایک دوسرے کی ضروریات کو پورا کریں۔ خصوصًا خام مال کسی غیر اسلامی ملک کے ہاتھوں نہ بیچیں۔

۵۔ تمام اسلامی ممالک کا اپنا ایک مشترکہ بنک ہو جس میں جملہ اسلامی ممالک کا سرمایہ جمع ہو اور کوئی اسلامی ملک اسے چھوڑ کر اپنا ایک پیسہ بھی کسی غیر اسلامی بنک میں جمع نہ کرائے۔

۶۔ اس بنک سے ایک ضابطے کے تحت اسلامی ممالک کو صنعتیں قائم کرنے کے لیے قرضے دیے جائیں۔

۷۔ تمام اسلامی ملک ایک دفاعی معاہدے میں منسلک ہوں اور کسی غیر اسلامی ملک کو اس میں شامل نہ کریں۔

۸۔ کوئی اسلامی ملک غیر مسلموں کے کسی دفاعی، اقتصادی یا تجارتی معاہدے میں شامل نہ ہو۔

۹۔ تمام اسلامی ممالک کے آپس میں سفارتی تعلقات ہوں اور کسی غیر اسلامی ملک سے سفارتی تعلقات نہ رکھے جائیں۔ اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ پر پوری طرح عمل ہو۔

۱۰۔ اسلامی ممالک کی اپنی سلامتی کونسل ہو، جس میں کسی غیر اسلامی مملکت کو شامل نہ کیا جائے۔

یہ ہے وہ شاہراہ جس پر گامزن ہو کر ملتِ اسلامیہ اپنی عظمتِ رفتہ کو دوبارہ حاصل کر سکتی ہے۔ جب تک اسلام اور کفر کے درمیان ایک واضح خطِ امتیاز نہیں کھینچا جائے گا۔ مسلمان کبھی ان فیوض و برکات کو نہیں پا سکتے جو حق کے علمبرداروں اور سچے مسلمانوں کا مقدر رہے ہے۔ اسی کھوئی ہوئی عظمت کو حاصل کرنے کا خواب تو شاعرِ مشرق علامہ اقبال مرحوم نے یوں دیکھا تھا:۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

یقینًا ان مدعیانِ اسلام نے فاش غلطی کی جنہوں نے گاندھی جیسے مسلمانوں کے ازلی دشمن

کو اپنا سیاسی پیشوا بنا کر ملت اسلامیہ کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا۔ دو قومی نظریہ کو مٹانے پر ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ایسا شرمناک کردار ادا کیا جس کی کسی مسلمان کہلانے والے سے ہرگز توقع وابستہ نہیں کی جا سکتی۔ انہوں نے مسلمانوں اور مشرکین ہند کو ملا کر جس متحدہ قومیت کی داغ بیل ڈالی۔ وہ اکبر بادشاہ کے دینِ الٰہی کی طرح اسلامیانِ ہند کی تاریخ کا ایک شرمناک باب ہے۔ ان حضرات کے متبعین کو اللہ تعالیٰ توفیق مرحمت فرمائے کہ وہ اپنے اکابر کی اس المناک غلطی اور سراسر غیر اسلامی روش کی غلاظت و نحوست کا احساس کرتے ہوئے اس سے اجتناب کی کوشش کریں۔ اسلام ان سے مطالبہ کر رہا ہے ؎

بمژگان سیہ کردی ہزاراں رخنہ در دینم
بیا کز چشم بیمارت ہزاراں درد برچینم

ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسلامی ممالک کے حکام کی کفر نوازی کے بل بوتے پر مملکتِ خداداد پاکستان میں گاندھی جیسے "ٹھیٹ بت پرست"، کھلے مشرک اور اسلامیانِ ہند کے ازلی دشمن کے متبعین آج تک اس اسلامی مملکت میں اپنی اسی غیر اسلامی روش پر قائم ہیں حتےٰ کہ دو قومی نظریہ اور نظریہ پاکستان کو مسخ کرنے میں اس رازداری کے ساتھ مصروف عمل ہیں کہ ملک و قوم کا مستقبل تاریک نظر آنے لگتا ہے اور حالات کی اس ناسازگاری کو دیکھ کر بے ساختہ زبان پر یہ لفظ جاری ہو جاتے ہیں :؎

خدا محفوظ رکھے اس چمن کو مہرباں ہو کر

یہی طبقہ جب ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء میں ہندو مسلم اتحاد کا مبلغ و علم بردار بنا، اور ابوالفضل و فیضی کا پارٹ ادا کر رہا تھا تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) کی طرح اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ (المتوفی ۱۳۴۰ھ) نے مجددانہ طریقے پر دو قومی نظریہ کی علم برداری کا فریضہ ادا کیا اور متحدہ قومیت کا پرچار کرنے والے گاندھوی علماء کے جملہ مزعومہ دلائل کے آپ نے محققانہ طور پر سارے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے اور ان تحقیقاتِ جلیلہ کو "المحجۃ المؤتمنۃ فی آیت الممتحنۃ" کے تاریخی نام سے موسوم کیا، جس کی کسی ایک دلیل کو بھی کوئی رنگ نار دوست

۱۳۳۹ھ

Marfat.com

بت پرست نواز عالم اپنے علم وفضل کے تمام تر دعاوی کے باوجود کمزور یا دعویٰ سے بیگانہ ثابت نہیں کر سکا ہے۔

متحدہ ہندوستان میں بُت پرست نوازی کی عَلَم بردار اور ایک قومی نظریہ کی مبلغہ جمعیتہ العلماء ہند تھی جس کا مرکز مدرسۂ دیوبند تھا۔ مختلف ناموں سے اس کی چند ذیلی شاخیں بھی قائم ہوئیں جو اپنے بظاہر خوشنما نعروں سے بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنساتے اور گاندھی کے قدموں میں پہنچاتے رہتے تھے۔ یہی ان کا مقصدِ حیات تھا۔ یہی ان کے لیے دین کی سب سے بڑی خدمت اور ملّتِ اسلامیہ کی پیش خولیش خیر خواہی رہ گئی تھی۔

بات اصل میں یہ ہے کہ انگریز کی غلامی کے دَور میں جب اپنے بیدار مغز اور عیّار لیڈروں کی ہدایات کے تحت ہندوؤں نے ہر میدان مار لیا، تعلیم، تجارت، دولت، ملازمت اور سیاست وغیرہ ہر میدان پر وہ ایسے چھا گئے کہ دنیاوی ترقی کے تمام اسباب ان کے پاس نظر آنے لگے۔ حکومت کی مشینری کے اہم پُرزے زیادہ تر ہنود تھے۔ اب وہ حکومت سے آنکھیں ملانے، دو دو ہاتھ کرنے اور غلامی کا جُوا اتار پھینکنے کے لیے بے قرار اور بے چین تھے۔ ہندو لیڈروں نے یہاں بھی عیّاری کے ساتھ اپنی قوم کی خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ آزادی کے لیے قربانی کی ضرورت تھی۔ انہوں نے طے کیا کہ قربانی کے بکرے پیش کرنے کے لیے مسلمانوں کو خریدا جائے چنانچہ چند لیڈروں اور پانچ سات علماء کو اپنی جمع کردہ دولت کی ایک جھلک دکھائی تو یہ حضرات ہزار جان سے نثار ہو گئے توحید پرستی کا دعویٰ کرتے ہوئے بُت پرستوں کے قدموں میں ہمیشہ کے لیے جُھک گئے اب ان حضرات کا کام صرف اتنا رہ گیا تھا کہ گاندھی کے فرمودات پر مُہرِ تصدیق ثبت کرتے رہیں اور انہیں قرآن وحدیث کی تعلیمات کا نچوڑ بنا کر مسلمانوں کو اپنے دامِ تزویر میں پھنسلاتے اور انہیں آزادی کا جھانسہ دے کر ہندوؤں کے قدموں میں ڈالتے رہیں۔ اب یہ بُت شکن نہیں بلکہ بُت فروش ہو گئے تھے۔ ملّت کی خیر خواہی کے نام پر ملّت فروش ہو چکے تھے۔ اسی لیے ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۸ء) نے جمعیۃ العلماء ہند کے بارے میں مسلمانوں کو تلقین فرمائی تھی :۔

"اس قلیل، طمّاع، خودغرض جماعت نے اپنا نام جمعیۃ العلماء رکھا اور مسلمانوں کو مغالطہ دیا کہ ہندوستان کے تمام علماء کی جمعیۃ ہے باوجودیکہ تمام علمائے ہند اس کے سخت مخالف ہیں اور اس نام نہاد جمعیت کو جمعیۃ الہنود جانتے ہیں جو چند ذی وقار علماء اس میں پہلے کسی وجہ سے شریک ہو گئے تھے۔ اس وقت وہ بھی علیحدہ ہو گئے۔ گنتی کے آٹھ دس نام کے مولوی رہ گئے جنہوں نے اپنا ضمیر ہندوؤں کے ہاتھ کھوٹے داموں فروخت کر دیا اور کانگریسی پروپیگنڈا کے ایجنٹ ہو گئے اور کسی نہ کسی قدر مسلمانوں کو مغالطہ دینے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ خطرناک جماعت ہندوؤں کی کٹھ پتلی ہے۔ ان کے اشاروں پر رقص کیا کرتی ہے۔ مسلمان اس سے متفق نہیں، نہ ملک کا کوئی معتمد شخص ان کے ساتھ شریک عمل ہے۔ مسلمان کو اس حقیقت سے آگاہ رہنا چاہیئے کہ نام نہاد جمعیۃ العلماء ہندوستان کے علماء یا عام اہل اسلام کی نائب و ترجمان نہیں ہے بلکہ وہ تمام مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں سے سازباز کرنے کی مجرم ہے۔ اس نے اپنے نفع کی خاطر مسلمانوں کو غلطی میں ڈالا اور نقصان میں مبتلا کیا۔ غلط فتوے دینے، بے فائدہ ہندو تحریک پر مرنے والوں کو شہید بتا کر مسلمانوں کو جانیں کھونے پر آمادہ کیا۔ مسلمان اس غدّار مسلم کش، ہندو پرست جماعت کے دام تزویر سے بچیں۔"[1]

؎ اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

جب ہنود کی اسلام دشمنی اور مسلم کشی اپنے نقطۂ عروج کو پہنچ گئی اور صاف نظر

---

[1] السواد الاعظم (مراد آباد) بابت جمادی الاخری ۱۳۴۹ھ، ص ۵

Marfat.com

آنے لگا کہ ان لوگوں کا ہندو مسلم اتحاد پر زور دینا سوائے فریب کے اور کچھ نہیں تو ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے ۱۹۲۰ء میں مسلمانوں کے تحفظ کی خاطر تقسیم ہند کا سوال پیدا کر دیا تاکہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو علیحدہ علیحدہ اپنا حق مل جائے اور انہوں نے بھی ہندو مسلم اتحاد کے نظریہ کو ترک کر کے دس سال بعد اسی دوقومی نظریہ کا پرچار شروع کر دیا جس کا بریلی کے مردِ حق آگاہ یعنی مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ نے ۱۹۲۰ء میں علَم بلند کیا تھا۔

یہی دوقومی نظریہ ہے جس نے ہندوستان میں ۱۹۴۷ء سے قیام پاکستان کا سوال پیدا کیا۔ جس کے حصول کی سیاسی جنگ مدبّرانہ انداز میں لڑنے اور لڑانے کے لیے محمد علی جناح سالار لشکر بنے اور متحدہ ہندوستان کے ہر گوشے سے اہلسنّت وجماعت نے ان کے اس جائز مطالبے کی حمایت کرتے ہوئے اپنے مستقبل کی بہتری اور تحفّظ کے لیے اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنا ضروری سمجھا اور اپنے سیاسی قائد کی حمایت پر تن من دھن سے تُل گئے۔

جب مسلمان قوم اپنے تحفّظ کی خاطر تحریکِ پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی خاطر تن من دھن کی بازی لگائے ہوئے تھے۔ انگریز کے ساتھ ساتھ ہندو کی غلامی سے بھی نجات حاصل کر لینا چاہتے تھے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر اپنے سیاسی قائد کے ہر طرح ہاتھ مضبوط کرنے میں مصروف تھے تو دیو بندی حضرات کے گھریلو شیخ الاسلام یعنی مولوی حسین احمد صاحب کیا کر رہے تھے؟ یہ مولوی عبدالرشید ارشد دیوبندی کی زبانی سن لیجئے:۔

"اس نازک وقت میں حضرتِ مدنی کی ذاتِ گرامی تھی جو آگے بڑھی اور تمام مسلمانوں کو خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ جو جماعت انقلاب لاتی ہے۔ وہی برسرِ اقتدار آتی ہے۔ مسلمانوں کو اپنے ملک کے دوسرے باشندوں سے پیچھے نہیں رہنا چاہیئے اور مسلمانوں کو جنگِ آزادی کے لیے کانگرس کی شرکت کا مشورہ دیا۔ چنانچہ جمعیۃ علماء ہند کا سالانہ اجلاس امروہہ ضلع مراد آباد میں کیا گیا۔ جنگِ آزادی کی خاطر کانگرس میں شرکت کا فیصلہ کیا گیا۔ اپنا علیحدہ

Marfat.com

وجود رکھتے ہوئے کانگرس کے ساتھ اس بارے میں تعاون کیا جائے۔[1]

مولوی حسین احمد صاحب (المتوفی ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۷ء) نے یہ فیصلہ اس لیے کیا تھا کہ ان کے استاد محترم اور مدرسہ دیوبند کے صدر مکرم بلکہ جمعیۃ العلماء ہند کے صدر گرامی قدر بلکہ دیوبندی قوم کے شیخ الہند یعنی مولوی محمود حسن صاحب (المتوفی ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء) نے وصال سے قریباً ایک سال پہلے ایک صدارتی خطبے میں اپنے ہم رنگ قومی بھائیوں کو یہ تلقین فرمائی تھی :-

ہندوستان کی سب سے زیادہ کثیر تعداد قوم (ہنود) کو کسی نہ کسی طریق سے آپ کے ایسے مقاصد کے حصول میں مؤید بنا دیا ہے اور میں ان دونوں قوموں کے اتفاق و اتحاد کو بہت ہی مفید اور نتیجہ خیز سمجھتا ہوں اور حالات کی نزاکت کو محسوس کر کے جو کوششیں اس کے لیے فریقین کے عمائد نے کی ہے اور کر رہے ہیں۔ اس کے لیے میرے دل میں بہت قدر ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ صورتِ حالات اگر اس کے مخالف ہوگی تو وہ ہندوستان کی آزادی کو ہمیشہ کے لیے ناممکن بنا دے گی۔ ادھر دفتری حکومت کا آہنی پنجہ روز بروز اپنی گرفت کو سخت کرتا جائے گا اور اسلامی اقتدار کا اگر کوئی دھندلا سا نقشہ باقی رہ گیا ہے تو وہ بھی ہماری بداعمالیوں سے حرفِ غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹ کر رہے گا۔ اس لیے ہندوستان کی آبادی کے یہ دونوں بلکہ سکھوں کی جنگ آزما قوم کو ملا کر تینوں عنصر اگر صلح و آشتی سے رہیں گے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی چوتھی قوم، خواہ وہ کتنی ہی بڑی طاقت ور ہو، ان اقوام کے اجتماعی نصیب العین کو محض اپنے جبر و استبداد سے دبا سکے گی۔[2]

بلکہ موصوف نے اس تلقین کی حدود کو یہاں تک پہنچا دیا تھا :-

اگر فرض کرو ہندو مسلمان کے برتن سے پانی نہ پئے یا مسلمان ہندو

---

[1] بیس بڑے مسلمان، بار دوم، ۱۹۷۰ء، ص ۴۸۴ [2] ایضاً : ص ۲۹۱

کی ارتھی کو کندھا نہ دے تو یہ ان دونوں کے لیے مہلک نہیں البتہ دونوں کی وہ حریفانہ جنگ آزمائی اور ایک دوسرے کو ضرر پہنچانے اور نیچا دکھانے کی وہ کوششیں جو انگریزوں کی نظروں میں دونوں قوموں کا اعتماد و ساقط کرتی ہیں اتفاق کے حق میں سم قاتل ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ حضرات میرے اس مختصر مشورہ کو سرسری نہ سمجھ کر ان باتوں کا عملی انسداد کریں گے"[1]

اب دہابیانِ ہند کی ساری سیاسی تاریخ کا نچوڑ مولوی عبدالرشید ارشد دیوبندی کے لفظوں میں ملاحظہ فرمالیا جائے جو موصوف نے رولٹ کمیٹی کی رپورٹ پر تنقید کرتے ہوئے سپردِ قلم فرمایا ہے بلکہ یوں سمجھیے کہ یہ تبصرہ مولوی حسین احمد ٹانڈوی صاحب کا ہے اور ارشد صاحب پیش کر رہے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"ہم بارہا عرض کر چکے ہیں کہ غالب پاشا کو زرِ حجاز نے بھی زور دیا تھا کہ تمام ہندوستانیوں کو متحد کیا جائے یعنی ہندو مسلمان پارسی سکھ وغیرہ ہندوستانیوں کے اتحاد سے آزادی کی سکیم چلائی جائے۔ ہاں اسلامک ہیں یہ کہاں ہو سکتا ہے؟ حضرت شیخ الہند نے نہ صرف اس کو قبول فرمایا تھا بلکہ پہلے سے اس پر عامل تھے۔ ان کے مشن میں سکھ اور انقلابی ہندو شریک تھے جن کی وجہ سے ایک مستقل مکان دیوبند میں کرایہ پر لے رکھا تھا۔ رولٹ کمیٹی کی یہ رپورٹ جھوٹ اور افترا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ حضرت سید احمد شہید کی تحریک ۱۸۲۴ء اور جہادِ حریت ۱۸۵۷ء میں بھی ہندو مسلم اتحاد کام کر رہا تھا"[2]

گاندھوی حضرات کے امام الہند یعنی عالی جناب ابوالکلام آزاد صاحب اپنے کانگرسی ساتھیوں کو زنّار دوستی اور بت پرست نوازی میں ثابت قدم رکھنے کی خاطر یوں پند و موعظت سے نوازا کرتے تھے:۔

---

[1] بیس بڑے مسلمان: ص ۲۹۱ [2] ایضاً: ص ۲۷۸

Marfat.com

"میں مسلمانوں سے خاص طور پر دو باتیں کہوں گا - ایک یہ کہ اپنے ہندو بھائیوں کے ساتھ پوری طرح متفق رہیں - اگر ان میں سے کسی ایک بھائی یا ایک جماعت سے کوئی بات نادانی کی بھی ہو جائے تو اسے بخش دیں اور اپنی جانب سے کوئی بات ایسی نہ کریں جس سے اس مبارک اتحاد کو صدمہ پہنچے - دوسری بات یہ ہے کہ مہاتما گاندھی پر پوری طرح اعتماد رکھیں اور جب تک وہ کوئی ایسی بات نہ چاہیں جو اسلام کے خلاف ہو - اس وقت تک پوری سچائی اور مضبوطی کے ساتھ ان کے مشوروں پر کاربند رہیں۔" [1]

موصوف کے متبعین ذرا غور تو فرمائیں کہ گاندھی جیسا اسلام کا ازلی دشمن اسلام کے خلاف کچھ نہیں چاہتا تھا؟ کیا اس نے اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی کا متحدہ ہندوستان میں کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا تھا؟ اگر اللہ تعالیٰ نے چشمِ بصیرت عطا فرما دیا تو صاف نظر آنے لگتا کہ اللہ جل شانہٗ نے لَا یَأْلُوْنَکُمْ خَبَالًا فرمایا ہے یعنی کافر تمہیں نقصان پہنچانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں گے۔ اگر کلامِ الٰہی پر یقین ہوتا تو اس بُت پرست پر اعتماد کی کوئی گنجائش نہ ملتی - خدا کے دشمن کی غلامی اختیار کر کے جہاں خدا کو چھوڑا وہاں مسلمانوں سے بھی رشتہ توڑا ، نہ موصوف کو مسلمانوں پر اعتماد رہا ، نہ کسی صاحب بصیرت مسلمان نے ان پر اعتماد کیا۔ حتیٰ کہ اسی حالت میں وہ ہمیشہ کے لیے اپنے مہاتما گاندھی کے پاس جا پہنچے - نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ۔

پلایا کانگرس نے ہو جنہیں دینار کا شربت
پسند آتا انہیں کب لیگ کا شربت بزدری ہے

مسلمانوں نے جب اپنے تحفظ کی خاطر پاکستان کا مطالبہ کر دیا اور حصولِ مقصد کے لیے محمد علی جناح صاحب کو اپنا سیاسی لیڈر بنا لیا تو جملہ گاندھوی مولوی بھنّا اٹھے اور انہوں نے ہندوؤں سے بھی بڑھ کر مطالبۂ پاکستان ، محمد علی جناح اور مسلم لیگ کی مخالفت کی - ان کا

---

[1] بیس بڑے مسلمان : ص ۳۲۷

Marfat.com

کا مقصدِ حیات ہنود کی موافقت اور مسلمانوں سے مخالفت تھا۔ مدرسہ دیوبند کے صدر محترم جبی عالی جناب مولوی حسین احمد صاحب ٹانڈوی نے اپنی زُنّار دوستی اور بت پرست نوازی کی مخصوص ترنگ میں آکر حبِّ علیؓ کے باعث نہیں بلکہ بُغضِ معاویہؓ میں قائدِ اعظم محمد علی جناح کو کافرِ اعظم قرار دیا، جس پر وہابی علماء کی اکثریت نے دریں چہ شک کی صدائیں بلند کیں اور ان حضرات کی شریعت کے امیر یعنی مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری (المتوفی ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء) اور مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے اس سلسلے میں اپنے جن خیالات کا اظہار فرمایا تھا، وہ اسلام کے ہر مُدعی اور اسی پاکستان کے ہر باشندے کو دعوتِ غور و فکر دے رہے ہیں ظفر علی خان صاحب نے لکھا ہے :-

"کیا آپ کو معلوم نہیں کہ احرار کی شریعت کے امیر مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے امروہہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ جو مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سؤر ہیں اور سؤر کھانے والے ہیں (او کما قال) پھر میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر مجلسِ احرار اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے۔ غصہ میں آکر ہونٹ چباتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ دس ہزار جینا (محمد علی جناح) اور شوکت اور ظفر، جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں۔" [1]

پاکستان کا مطالبہ کرنے والے اپنے حقوق کے تحفّظ کی خاطر تحریکِ پاکستان کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کی خاطر اپنی منزلِ مقصود کی جانب شب و روز رواں دواں تھے اور وہ ایک دوسرے کو ان حوصلہ شکن اور صبر آزما حالات میں ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرما رہے تھے :- ؎

عُرفی تو میندیش ز غوغائے رقیباں
آوازِ سگاں کم نکند رزقِ گدا را !

---

[1] چمنستان، مطبوعہ لاہور : ص ۱۰۳

Marfat.com

آخر وہ وقت آیا کہ مطالبۂ پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی خاطر سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت نے بنارس میں آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے عدیم المثال تاریخی اجلاس منعقد کیے یہ ۲۴ رتا ۲۷ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ یعنی ۲۷ رتا ۳۰ ر اپریل ۱۹۴۶ء کی بات ہے۔ اس اجلاس کی صدارت حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ پانچ ہزار علماء ومشائخ اور ڈیڑھ لاکھ مسلمانانِ اہل سنت وجماعت نے اس میں شرکت کی یعنی ان حضرات نے جنہیں وہابیہ نے بریلوی کا نام دیا ہوا ہے۔ اس میں خطبۂ صدارت کے اندر حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے مطالبۂ پاکستان کی نہ صرف حمایت کی بلکہ پاکستان کا رسنیاں است تک فرمایا اس کے بعد ۵ ر ۶ ر رجب ۱۳۶۵ھ ر ۱۹۴۶ء کو اجمیر شریف میں سُنّی کانفرنس کے اجلاس ہوئے۔ چنانچہ موصوف نے اپنے صدارتی خطبے کے اندر آپ نے حصولِ پاکستان کے سلسلے میں یہ مبنی برحقیقت اعلان فرمایا :۔

حضرات! میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف کہہ دیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف سنّیوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سُنّی کانفرنس ہی کرے گی۔ اس میں کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے نہ شاعری اور نہ سُنّی کانفرنس سے غلو کی بنا پر ہے۔ پاکستان کا نام بار بار لینے سے جس قدر ناپاکوں کو چڑ ہے اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے اور اپنا وظیفہ کون سوتے جاگتے اُٹھتے، بیٹھتے اور کھاتے پیتے پورا نہیں کرتا؟

اب رہا پاکستان کا رسنیاں است، یہ ملک کی کسی سیاسی جماعت سے تصادم کے لیے نہیں کہا ہے بلکہ ایک حقیقت ہے جس کا اظہار بلا خوفِ لومۃ لائم کر دیا ہے۔ اوّل تو مسلم لیگ کے سوا کوئی ٹولی ایسی نہیں جو پاکستان کے ساتھ لفظی موافقت بھی رکھتی ہو۔ الکفر ملۃ واحدۃ۔ سارے ناپاکوں نے اپنے اندر بے شمار اختلافات رکھتے ہوئے پاکستان کے خلاف صف آرائی کر لی ہے اور مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام کس سبب سے پہنچا اور کن لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ اس کو بنایا؟ اگر تاریخی طور پر دیکھا جائے تو وہ صرف

Marfat.com

سُنّی ہیں۔ پاکستان کے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے۔ مسلم لیگ سے ہماری سُنّی کانفرنس کی مجلسِ عاملہ کے رکن حضرت سید شاہ زین الحسنات صاحب سجادہ نشین مانکی شریف (سرحد) نے کہہ دیا ہے کہ اگر ایک دم سارے سُنّی مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی مجھے بتادے کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائے گا؟ اس کا دفتر کہاں رہے گا؟ اور اس کا جھنڈا سارے ملک میں کون اٹھائے گا؟[1]

ان ایام میں جب وزارتوں کا مسئلہ حل کرنے اور مطالبۂ پاکستان کا جائزہ لینے کی خاطر ۱۹۴۵ء، ۴۶ء کے انتخابات ہوئے تو کانگرس کے ہر چھوٹے بڑے لیڈر نے جہاں اپنا چوٹی سے لنگوٹی تک کا زور لگایا وہاں کانگرس کے جملہ نمک خوار، خارجیت و توہّب کی بیماری کے شکار بایں جبہ و دستار گاندھی کے قدموں سے لپٹ گئے اور مسلمانوں کی آزادی کے راستے میں روڑے اٹکانے اور انہیں بھی ہندوؤں کا غلام بنانے کی خاطر ان حضرات نے اپنی تمام صلاحیتیں اور توانائیاں صرف کر دیں۔ چنانچہ مولوی عبد الرشید ارشد دیوبندی نے لکھا ہے :۔

اس انتخاب میں متحدہ موقف کے ہندوستان (اکھنڈ بھارت) کی حمایت کرنے والی جماعتوں، جمعیۃ العلماء ہند، مجلس احرار اسلام، خدائی خدمت گار وغیرہ پر مشتمل ایک پارلیمنٹری بورڈ بنایا گیا اور اس کی طرف سے امیدوار کھڑے کیے گئے۔ اس طرح پورے ملک میں اگرچہ یہ بورڈ ہار گیا (یو، پی) بہار وغیرہ میں تیس ۳۰ سیٹیں حاصل ہوئیں) لیکن مجموعی طور پر جب ووٹوں کے اعداد و شمار حاصل کیے گئے تو قوم پرور (گاندھوی) مسلمانوں کو ۳۵ فی صد ووٹ ملے تھے اور ۶۵ فی صد مسلم لیگ کو۔"[2]

مولوی عبد الرشید صاحب نے جب (گاندھوی) حضرات کی ناکامی کا تذکرہ سپردِ قلم کر ہی دیا تو ۳۵ فی صد ووٹ حاصل کر جانے کا مژدہ سنانے کے ساتھ اتنی وضاحت بھی

---

[1] خطبۂ صدارت، مطبوعہ لاہور: ص ۳۸، ۳۹
[2] بیس بڑے مسلمان: ص ۶۲۰

Marfat.com

کلیجہ تھام کر فرما ہی دیتے کہ اس الیکشن میں قومی اسمبلی کی پورے متحدہ ہندوستان سے تیس ۳۰ نشستیں تھیں۔ جن میں سے ساری کی ساری مسلم لیگ نے جیت لیں اور زُنار دوستوں بت پرست نوازوں کا سارا بورڈ پورے ہندوستان سے ایک بھی مسلم نشست جیتنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ سترہ مسلم لیگی ممبروں کے مخالفین کی ضمانتیں ضبط ہوئیں۔ آٹھ بلا مقابلہ کامیاب ہوئے اور پانچ حضرات نے بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جب مسلم لیگ یعنی مسلمانانِ اہل سنت وجماعت کو یہ عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی تو ۱۰ ارجنوری ۱۹۴۶ء کو پورے ملک میں یوم فتح منایا گیا اور اس روز قائدِ اعظم نے دہلی کے پچاس ہزار مسلمانوں کے مجمع میں فرمایا :۔

مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں مسلم لیگ کی سو فی صدی کامیابی کی مثال کسی ملک اور قوم میں نہیں ملتی۔ ہٹلر اور مسولینی جیسے ڈکٹیٹر بھی ایسی شاندار فتح حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں جیسی ہمیں نصیب ہوئی ہے جو لوگ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ مسلم لیگ، خان بہادروں کی جماعت ہے انہیں آنکھ کھول کر اس مجمع کو دیکھنا چاہیئے، اس مجمع میں کتنے خان بہادر ہیں ؟ [1]

کاش ! مولوی عبدالرشید صاحب تھوڑی سی ہمت اور جرأت رندانہ سے کام لے کر گاندھوی حضرات کی اسلام دشمنی والا طرزِ عمل اور زُنار دوستی کے پل چھل بیان کر دیتے تو تاریخ پر ان کا احسان ہوتا اور انصاف پسند مؤرخین ان کی حقیقت بیانی کو ضرور سراہتے لیکن معلوم نہیں وہ اپنوں کی آنکھوں کے اتنے بڑے بڑے شہتیروں کو چھپانے میں اتنے کوشاں کیوں رہتے ہیں ؟ خیر جناب رئیس احمد جعفری دیوبندی کی زبانی یہ ماجرا سُن لیجئے :۔

اس کے بعد مولانا (ابوالکلام آزاد) نے مجلس احرار اور دوسری مخالفِ مسلم لیگ جماعتوں سے اپیل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا :۔۔۔۔

---

[1] آزادیٔ ہند، مطبوعہ لاہور، طبع چہارم ۱۹۶۵ء : ص ۱۸۴

Marfat.com

"وہ منظم ہو کر ایک وجود بن جائیں اور ڈٹ کر مسلم لیگ کا مقابلہ کریں۔" [1]

موصوف کے اس آرڈر کا ان کی گاندھی فوج پر کیا اثر ہوا؟ یہ جعفری صاحب کی زبانی سنیے :۔

بلاشبہ مولانا کی یہ اپیل کارگر ہوئی اور خاکسار، جمعیت علماء اور دیگر جماعتوں نے مسلم لیگ کے خلاف ایک محاذ بنا لیا۔ انھوں نے مسلم لیگ کے راستے میں کانٹے بچھائے، پتھر پھینکے، چاقو اور خنجر سے وار کیے، جلسے درہم برہم کرنے کی کوشش کی۔ کانگریس اور کانگریس کے ان حلیفوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مجلس احرار کے داعیان آتش مقال اور علمائے شیوہ بیان دور دور پر نکل پڑے۔ مجھے بمبئی کا جلسہ یاد ہے جس میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور شورش کاشمیری کی خطابت نے رنگ باندھ دیا تھا لیکن بری طرح پٹے۔ دیوبند کے طلبہ کی ایک جماعت مولانا حسین احمد مدنی مغفور کی سربراہی میں شہر شہر اور قریہ قریہ گشت کر رہی تھی۔ جہاں موقع ملتا مولانا آزاد بھی پرواز پیدا کر کے یعنی طیارہ پر اڑ کر پہنچ جاتے۔ غرض تفریق بین المسلمین اور تضحیک شوکت مومنین میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔" [2]

ان تمام اسلام دشمنی کی کاوشوں اور ملت اسلامیہ کی بدخواہی کے صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلم لیگ نے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ مثلاً بنگال کی ۱۱۹ نشستوں میں سے ۱۱۲ حاصل کر لیں۔ پنجاب کی ۸۶ سے ۸۱ حاصل کیں جب کہ پانچ یونینسٹ پارٹی نے جیتیں اور کانگرس، جمعیۃ العلماء ہند، مجلس احرار اور خاکسار وغیرہ میں سے کوئی سی جماعت ایک سیٹ بھی حاصل نہ کر سکی۔ سندھ کی ۳۴ میں سے ۲۹

---

[1] آزادئ ہند : ص ۱۸۵

[2] آزادئ ہند : ص ۱۸۶

پر مسلم لیگ کا قبضہ ہُوا۔ صوبہ سرحد کی ۳۶ نشستیں تھیں۔ یہاں ویسی شاندار کامیابی خان برادران کے باعث حاصل نہ ہو سکی۔ بہرحال نتیجہ یہ رہا :-

مسلم لیگ ۱۷، کانگرس ۱۶، جمعیۃ علماء ۲، آزاد ۱۔ آخر اہلسنت و جماعت یعنی بریلوی حضرات کی کاوشِ قائداعظم کی قیادت میں رنگ لائی، مسلمانوں کی قربانیوں نے اپنا رنگ دکھایا اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کے نام سے ایک آزاد اسلامی مملکت۔ دنیا کے نقشے پر ابھر کر معرضِ وجود میں آگئی۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

اگر ان جملہ انتخابات کو دیکھا جائے تو مسلم لیگ کا ایک ممبر بھی ایسا نظر نہیں آتا، جس نے قومی اسمبلی یا صوبائی کا الیکشن جیتا ہو لیکن وہ اہل سنت وجماعت یعنی بریلوی حضرات کے ووٹوں سے مستغنی رہا ہو۔ یعنی اگر اہلسنت وجماعت کے ووٹوں کو ایک طرف کر دیا جاتا تو میرا خیال ہے کہ شاید اس وقت مسلم لیگ کا ایک ممبر بھی کامیاب نہ ہو سکتا۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ پاکستان صرف اور صرف اہلسنت وجماعت نے بنایا ہے جس کی بنیاد دو قومی نظریہ پر ہے۔ یہی وہ اسلامی نظریہ ہے جس کی حضرت مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہما نے اپنے اپنے وقت میں علمبرداری کا فریضہ ادا کیا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

**ذبیحہ گاؤ** انگریز کے ولائتی کپڑے کو مسلمان پارچہ بافوں کی بدولت متحدہ ہندوستان میں کوئی پوچھتا نہیں تھا۔ مسلمانوں کا یہ طبقہ قیمتی کپڑے تیار کر کے ہندوؤں سے حسبِ دلخواہ قیمت وصول کر رہا تھا اور دوسرا گروہ قصابوں کا تھا، جن کا کاروبار خوب منافع بخش تھا۔ یہ دونوں گروہ انگریز کے ہر قسم کے جبر وستم کے باوجود خوش گزران نظر آ رہا تھا۔ ان کے علاوہ تجارت، دولت اور سیاست وغیرہ پر ہنود چھا گئے۔ اس مقام پر آ کر انگریز اور ہندو قوم نے اندرونِ خانہ گٹھ جوڑ کر لیا اور دونوں طبقوں کو تباہ و برباد کرنے کی خاطر ہندوؤں نے ادھر گائے کی قربانی کے خلاف آواز اٹھانی شروع کر دی، حالانکہ ان کے مذہب میں بھی گائے کا ہرگز وہ مقام نہیں بتایا گیا جس کا وہ ڈھنڈورا پیٹنے لگ گئے تھے، بلکہ مقصد

Marfat.com

صرف مسلمان قصابوں کو مفلوج و نادار کرنا تھا اور اس مسئلے کو مذہبی رنگ دینا ان کے عیار لیڈروں کی سیاسی چال تھی۔ اس صورت حال کی وضاحت حافظ امیر حسین صاحب مراد آبادی نے یوں فرمائی تھی:۔

ہندوستان کے مسلم زمینداروں اور دولت مندوں کو تو ہندو پہلے چاٹ گئے اور سودی قرضوں سے ان کا کام تمام کر دیا۔ اس طرف سے تو انہیں اب اطمینان ہے اور وہ جانتے ہیں کہ ان قوموں کو ہم نے مار لیا۔ اب مسلمانوں کی دو قومیں خاص طور پر ان کے دل میں کھٹکتی ہیں۔ ایک تو قریش (قصاب) دوسری قوم مومن، ہندوؤں نے دیکھا کہ اگرچہ مسلمانوں کا زمیندار طبقہ تباہ ہو گیا لیکن تجارت کے ذریعے سے یہ دو قومیں عروج کو پہنچ گئیں۔ اب انہیں تباہ کرنے کی یہ ترکیب نکالی کہ قریش کے لیے تو ذبیحہ گاؤ کے روکنے کی رات دن کوششیں کی جا رہی ہیں، جس سے اس قوم کی مالی حالت تباہ ہو اور مومن قوم کے لیے کھدر کی تحریک جاری کی گئی، کیونکہ یہ معلوم تھا کہ مسلمان پارچہ بافوں نفیس صنعتوں نے ولایت کو شکست دے دی ہے۔ ڈھاکہ کی چکن، جائس کی جامدانی، مئو مبارک پور کے ڈورییے، سنگی، منشروح، غلطہ، بھاگل پور کی سلک، فتوحا کے عمامے، بنارس کے دوپٹے، ساڑھیاں، کمخواب، زربفت، زری وغیرہ وہ کپڑے ہیں جن سے ولایت کے جولاہے کبھی مقابلہ نہیں کر سکے اور ولایتی پارچہ جات ان کی قدر و قیمت کم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ کوئی شخص ان کے مقابلے میں ولایتی کپڑے پر نظر ڈالنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ شادیوں میں عام طور پر بنارسی اور مبارک پوری کپڑے کا ہزارہا روپے کا خرچ ہوتا ہے۔ ایک اور تکلیف دہ بات ہندوؤں کے لیے یہ تھی کہ بنارس کی نفیس اور قیمتی ساڑھیاں جو سات سات سو روپے قیمت تک کی ہوتی ہیں وہ بکثرت ہندو خریدتے ہیں۔ یہ تجارتیں ہندوؤں سے نہ دیکھی گئیں اور اس کام کو برباد کرنے

Marfat.com

کے لیے انہوں نے کھدر کی تحریک جاری کی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی کروڑہا روپے کی تجارتیں خراب ہو گئیں اور بڑے بڑے کارخانوں کو زبردست نقصان پہنچے"۔ ؎۱

کھدر کی تحریک کو کامیاب بنانے کی خاطر مدرسہ دیوبند کے سابق "صدر یعنی مولوی حسین احمد صاحب گاندھوی نے تو گاندھی پرستی اور مسلمانوں کی بدخواہی میں حد ہی کر دی تھی۔ موصوف نے اسی وقت سے نہ صرف مرکر مٹی میں ملنے تک کھدر پہننے کا التزام رکھا بلکہ جس میت کو کھدر کا کفن نہ دیا جاتا، موصوف اس کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار فرما دیا کرتے تھے چنانچہ مولوی عبدالرشید صاحب ارشد نے لکھا ہے :۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ لباس کے معاملہ میں سخت گاڑھا کھدر پہننے میں بہت متشدد تھے اور ہمیشہ ساری عمر کھدر پہنا اور اس کے علاوہ اور بھی اشیا دیسی استعمال کرتے تھے اور ملنے جلنے والوں سے بھی یہی پسند کرتے تھے کہ وہ دیسی کپڑا پہنیں اور دیسی اشیاء استعمال کریں ..... دیسی لباس کے بارے میں اتنا اہتمام تھا کہ اگر کسی میت کو لٹھے وغیرہ کا کفن دیا جاتا تو اس کا جنازہ پڑھ تو لیتے مگر پڑھاتے نہیں تھے"۔ ؎۲

ایک بت پرست کی اتنی سختی سے اطاعت اور مسلمانوں کی اقتصادی تباہی سے دونوں آنکھیں بند۔ یہ ہے وہ صورتِ حال جس کے پیشِ نظر مسلمان پارچہ باف زبانِ حال سے کہتے ہوں گے :۔

للہ تو قتل نامہ ذرا ہم بھی دیکھ لیں
کس کی مہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی

حالات کی یہ ستم ظریفی ہے کہ گائے کی قربانی روکنے پر ہندو سے کہیں زیادہ

---

؎۱ السواد الاعظم، مراد آباد، بابت ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ؛ ص ۲۲، ۲۳

؎۲ بیس بڑے مسلمان؛ ص ۴۹۴

Marfat.com

زور اور مسلمانوں کے لیڈر اور بعض علمائے سُوء نے دیا۔ آخر ایسا کیوں ہُوا؟ اس کا جواب دینے کی خاطر پہلے ہمیں اس وقت کے حالات کو قارئین کے سامنے پیش کرنا ہو گا۔ گزشتہ صدی کے آخری سالوں میں ہندوؤں کے بعض بیدار مغز لیڈروں کے دلوں اور دماغوں میں آزادی کی لہر دوڑی۔ اپنے اس خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کی غرض سے انہوں نے پورے ملک پر نظر دوڑائی تو مسلمانوں کو جو صدیوں متحدہ ہندوستان پر بڑی شان و شوکت سے حکومت کر چکے تھے محوِ خواب، خاموش اور خود فراموش پایا۔ انہیں پہلو کا خار سمجھتے ہوئے اس موقع کو غنیمت شمار کیا اور اپنی قوم کو دولت، تجارت، زمینداری، سرکاری ملازمت، تعلیم اور سیاست کے میدانوں میں آگے بڑھانا شروع کر دیا۔ نوبت بایں جا رسید کہ یہ تمام چیزیں ہندو قوم میں جمع ہو کر رہ گئیں۔ اب ہندو اس قابل ہو گئے تھے کہ وہ حکومتِ وقت کی نیندیں جب چاہتے حرام کر دیتے لیکن انہیں آزادی کی قربان گاہ پر ہندوؤں کو بھینٹ کے بکرے بنا کر چڑھانا بھی منظور نہیں تھا۔ دولت ان کے پاس تھی اور مسلمانوں کو ایسے بکرے بنانے میں گویا ایک تیر سے دو شکار ہوتے تھے یعنی اِدھر انگریز کا آہنی پنجہ ٹوٹتا تھا اور اُدھر ان کے قربان ہونے سے پہلو کا خار نکلتا تھا۔

ہندوؤں نے مسلمانوں کے بعض لیڈروں اور مولویوں کو اپنی قومی ترقی کا دیدار کروایا اور ساتھ ہی جمع شدہ دولت کی ایک جھلک دکھا دی۔ بس پھر کیا تھا؟ یہ لوگ ہزار جان سے نثار ہو گئے اور انہوں نے یقین کر لیا کہ وہ دن دُور نہیں جب متحدہ ہندوستان کے مالک ہندو ہوں گے۔ لہٰذا کیوں نہ ان کی خوشنودی حاصل کی جائے؟ اب وہ ایسے موقع کی تلاش میں تھے کہ مسلمانوں کو اپنے پیچھے لگانے کا کوئی بہانہ ہاتھ آئے۔ جب خیر سے وہ پیچھے لگ جائیں گے تو بیک بینی و دو گوش گاندھی مہاراج کے قدموں میں ڈال دیے جائیں گے تاکہ من مانی مراد ملنے کے ساتھ خوشنودیٔ سرکار کا عالی شان سرٹیفکیٹ بھی مل جائے۔ یہ ان کی بلا جانے کہ ایسا کارنامہ سرانجام دینے پر وہ جعفر بنگال و صادقِ دکن سے دو چار قدم آگے نکل جائیں گے یا اس کے باوجود بھی کچھ پیچھے ہی شمار کیے جائیں گے۔

نعوذ باللہ من شرورِ انفسنا

Marfat.com

موجودہ صدی کے آغاز میں پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی جس کے اختتام پر مغربی ممالک دولت عثمانیہ کی بندربانٹ کر رہے تھے۔ ہندوستان کے مسلم لیڈروں کو اس سے بہتر اور کونسا موقع ہاتھ آتا؟ خلافت کی بحالی اور مقدس مقامات کی بازیابی کے نام پر تحریک خلافت شروع کر دی۔ مسلمانانِ ہند نے اسلامی جذبے سے سرشار ہو کر اس تحریک کے چلانے والوں کی آواز پر صدائے لبیک بلند کی اور تن من دھن کی بازی لگانے پر تل گئے۔ مسلمان تو آنکھیں بند کر کے اپنے ان لیڈروں کے پیچھے لگ گئے تھے لیکن ان کی آنکھیں اس وقت کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ انہیں اس مرحلے پر پہنچ کر علم ہوا کہ خلیفۃ المسلمین سے ہمارے لیڈروں کی مراد گاندھی کی ذات تھی اور خلافت کا مطلب رام راج یعنی اکھنڈ بھارت تھا۔ باقی رہی مقدس مقامات کی بازیابی تو اسے مشرکین ہند یعنی اینٹ پتھر کے پجاری زُنار داروں کی خوشنودی ہی کا ان کے نزدیک دوسرا نام تھا۔

اس مرحلے پر مسلمان ہرگز اپنے لیڈروں کا ساتھ نہ دیتے لیکن اسلامیانِ ہند کی بدنصیبی کہ پانچ سات مولوی قسم کے حضرات اس مشن میں ان کے ہم خیال ہو گئے۔ انہوں نے زُنار دوستی اور بُت پرست نوازی کی ایسی تبلیغ فرمائی اور ایسے انداز سے اس سراسر غیر اسلامی روش پر شریعتِ مطہرہ کی مُہر تصدیق ثبت کی کہ شیطان بھی عش عش کر اٹھا ہوگا۔ دیوبندی حضرات کے بقیۃ السلف و حکیم الامت یعنی مولوی اشرف علی تھانوی (المتوفی ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:۔

مسلمانوں میں افسوس تو یہ ہے کہ دوست دشمن کی بھی پہچان نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آئے دن مصائب کا شکار بنتے رہتے ہیں۔ بخصوص اُن پر زیادہ افسوس ہے جو مسلمانوں کے رہبر اور مقتدا کہلاتے اور جن کے ہاتھ میں ان کی نکیل ہے جو ان کی کشتی کے ناخدا بنے ہوئے ہیں جو ان کے سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔ وہ ان کے لیڈر ہیں لیکن ایسے لوگ کیا خاک رہبری کریں گے؟ جو خود گم کردہ راہ ہیں تو دوسروں کو کیا راہ بتائیں گے؟
انہوں نے کافروں کی چکنی چپڑی باتوں میں آ کر مسلمانوں کو پسوا دیا اور

Marfat.com

اور مسلمانوں ہی کو کیا، خود بھی ان چیزوں کا ارتکاب کیا جو ایمان اور دین کو خراب اور برباد کرنے والی تھیں۔ جے کے نعرے لگائے، پیشانیوں پر قشقے لگائے ہندوؤں کی ارتھیوں کو کندھا دیا، رام لیلا وغیرہ کا انتظام مسلمان والنٹیروں نے کیا بیہودہ اور کفریہ کلمات کہے کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو فلاں ہندو (گاندھی) نبی ہوتا۔ کیا خرافات واہیات ہے؟

میں نے اس ہی شباب تحریک کے زمانہ میں کہا تھا کہ جو شخص توحید اور رسالت کا منکر ہو اور وہ اسلام اور مسلمانوں کا خیر خواہ اور ہمدرد ہو، یہ معمہ سمجھ میں نہیں آتا۔ مگر اس وقت چڑھی ہوئی تھی۔ کون سنتا تھا؟ اب دیکھ لی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ اس کی خیر خواہی اور ہمدردی؟ ادھر تو حکومت کے مقابلہ میں مسلمانوں کو آگے کر دیا اور اُدھر بعض بدفہم اور بے سمجھ مسلمانوں کے جو راہبر تھے ان کو بہلا پھسلا کر ہجرت کا سبق پڑھایا۔ اِدھر شدھی کا مسئلہ جاری کرا دیا غرضیکہ ہر طرح پر مسلمانوں کے جان ایمان، جائیداد، مال زر زمین گھر سب کا مالک اپنی قوم کو بنانا چاہتا تھا۔ یہ تھی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ اس کی خیر خواہی اور ہمدردی۔

لیکن یہ لیڈر نہ سمجھے اور نہ ان کے ہم خیال مولوی۔ ہندوؤں کو تو قوت ہوتی مسلمانوں کی شرکت سے۔ ورنہ لیڈرانِ قوم تو قریب قریب ڈیڑھ سال سے چیخ رہے تھے۔ عوام مسلمانوں نے شرکت نہ کی تھی جس وقت مولویوں نے شرکت کی تب بیچارے عوام مسلمان بھی پھنس گئے۔ اگر وہ ہندو (گاندھی) ایسا ہی تھا، جیسا کہ بعض بداندیش سمجھے ہوئے تھے یا اب تک بعض سمجھے ہوئے ہیں تو محمد علی (جوہر) تو پاس رہے ہیں، ان کا فیصلہ دیکھ لو کہ کس طرح الگ ہوئے تھے [1]

اب آگے دیکھنا یہ ہے کہ خلافت کی بحالی اور مقاماتِ مقدسہ کی بازیابی کے لیے جو طوفانی

---

[1] الافاضات الیومیہ، جلد پنجم: ص ۸۸، ۸۹

Marfat.com

تحریک چلائی گئی تھی اور جسے تحریکِ خلافت کے نام سے موسوم کیا گیا تھا وہ گاندھی کے قدموں تک کیسے پہنچی اور گائے کی قربانی کا انسداد ان مسلمان کہلانے والے لیڈروں کے ذریعے کیونکر شروع ہوا؟ چنانچہ اس سلسلے میں مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفۂ ارشد مولانا سلیمان اشرف بہاری (المتوفی سنہ ۱۳ھ / سنہ ۱۹ء) یوں رقم طراز ہیں:-

سنہ ۱۹۱۸ء میں مسلم لیگ کا جلسہ بھی دہلی میں منعقد ہوا تھا مجلسِ استقبالیہ کے صدر نے جو اپنا خطبہ اس وقت پڑھا ہے، اس میں مسئلہ خلافت کے مختلف پہلوؤں سے بحث کرتے ہوئے ترکوں کی حمایت میں صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ برسوں کا بھولا ہوا سبق جو آج یاد آیا ہے یہی عامۂ مسلمین کے تالیفِ قلوب کا پہلا سنگِ بنیاد ہے جسے ڈاکٹر انصاری صاحب نے بحیثیت صدر مجلسِ استقبالیہ مسلم لیگ اپنے ہاتھوں سے لکھا۔ اس سال کی قومی و ملکی مجالس میں صرف اس قدر کارروائی ہوئی کہ مدن موہن مالویہ صاحب نے مسلمانوں کو دل آزاریٔ ہنود سے منع فرمایا اور ڈاکٹر انصاری صاحب نے حمایتِ خلافت کا علم بلند فرمایا۔ علمائے سیاسی نے بھی وقت شناسی سے کام لے کر اس موقع پر اپنے فتوے کا اعلان ضروری سمجھا۔[1]

جب لیڈرانِ مسلم کی جانب سے تحریکِ خلافت اور ہنود کی طرف سے ہندوؤں کی دل آزاری سے باز رہنے کی تلقین ہو چکی تو آگے ملاحظہ فرمائیے کیا حالات پیش آتے ہیں؟ چنانچہ موصوف نے آگے تحریر فرمایا ہے:-

انہیں ایام میں مسٹر گاندھی اپنے دورانِ سفر میں بعض ایسے لیڈروں سے ملاقات کرتے ہیں جو قومی اور ملکی مجالس میں اپنی مجبوریوں سے شریک نہیں ہو سکتے تھے پھر اسی کے ساتھ ستیہ گرہ اور ہڑتال عام اور رفع امتیاز مسجد و مندر، جس کے محرک گاندھی ہیں اسے بھی منضم کر لیجیے۔ جب یہ

---

[1] النور، مطبوعہ علی گڑھ، بار اول: ص ۱۰، ۱۱

Marfat.com

منفرق اعمال، جن میں بظاہر کوئی سلسلہ معلوم نہیں ہوتا، اپنے اپنے محل و موقع پر انجام پا چکے تو اب سنہ ۱۹۱۹ء میں بتاریخ ۲۰ نومبر بمقام دہلی، خلافت کمیٹی کا سنگِ بنیاد پڑتا ہے اس موقع پر ہندو بھی ایک کافی تعداد میں بحیثیت نمائندہ شریک ہوئے جن میں خصوصیت کے ساتھ مسٹر گاندھی کا نام قابلِ ذکر ہے، جنہوں نے اس خالص مذہبی جلسہ کی ایک اجلاس میں صدارت بھی فرمائی تھی اور علمائے سیاسی نے آپ کے تشکر و امتنان میں وہ سب کچھ ارشاد فرمایا جس کا جذبۂ عقیدت اور جوشِ اتباع و تقلید مقتضی تھا۔

اظہارِ تشکر کے ذیل میں مولانا صاحب (مولوی عبدالباری فرنگی محلی) نے اس کا بیان کرنا بھی ضروری سمجھا کہ مسٹر گاندھی صاحب کے اخلاق اور گفتگو سے میں یہاں تک متاثر ہو چکا ہوں کہ گائے کی قربانی میں نے ترک کر دی چاہئے خلافت کے مقاصد اور اصولِ عملِ اسلامی مذہبی سے ترک قربانی کا ذرا تعلق کچھ ہو یا نہ ہو لیکن یہی جملہ جو بطور حکایت بیان ہوا اور جو الفاظ سرسری طور پر اثنائے تشکر و امتنان میں آ گئے فی الحقیقت یہ ایک زبردست دیباچہ اور مقدمہ تھا اس کتاب کا جو آئندہ ماہ دسمبر میں اسی سال عامۂ مسلمین کے لیے تصنیف ہونے والی تھی [1]

مولوی عبدالباری لکھنوی نے تو یہ کہا تھا کہ میں گاندھی صاحب سے اتنا متاثر ہوا ہوں کہ میں نے گائے کی قربانی چھوڑ دی ہے لیکن آئندہ ماہ دسمبر میں حکیم اجمل خان صاحب نے اس بنیاد پر کیسی عمارت تعمیر کی؟ ملاحظہ ہو:۔

اب دسمبر کا مہینہ آتا ہے اور قومی مجالس کا انعقاد امرتسر میں ہو رہا ہے، مسلم لیگ کے صدر، مستغنیٰ عن الالقاب حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب رئیس دہلی اپنا خطبۂ صدارت پڑھتے ہیں جس کی بے شمار کاپیاں ملک میں تقسیم

---

[1] النور، مطبوعہ علی گڑھ، بار اوّل: ص ۱۱، ۱۲

Marfat.com

ہو چکی ہیں۔ تقریباً چار صفحوں میں صدر مسلم لیگ نے مسئلہ قربانی سے بحث فرمائی ہے۔ ابتدائی جملہ یہ ہے:۔

"گاؤ کشی کا ذکر ہم لوگ ایک عرصہ سے اشاروں اور استعاروں میں کرتے رہے ہیں، لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق زیادہ صفائی اور زیادہ وضاحت کے ساتھ ذکر کیا جائے۔" صفحہ ۴۳ میں نہایت سوز وگداز کے ساتھ ہندوؤں کی عنایت وکرم کا اظہار فرمایا گیا ہے، اور صفحہ ۴۴ پر مذہبی نقطۂ نظر سے اس مسئلہ سے بحث کرتے ہوئے یوں ارشاد ہوتا ہے:۔ ہندوستان کو چھوڑ کر تمام عرب، شام، مصر، طرابلس اور ایشیائے ترکی وغیرہ کے مسلمانوں کو دیکھیے، جن میں سے کروڑوں کی تعداد نے زندگی بھر اس سنت کو بغیر گائے کی قربانی کے ادا کیا ہے۔ عوام بیچارے اس پُر پیچ تاریخ جملے سے یہ سمجھے کہ گائے کو قربانی کے لیے تمام بلادِ اسلامیہ کے مسلمان چھوتے بھی نہیں لیکن خفیف سا یہ شبہ عوام کو یہ رہ جاتا تھا کہ شاید اس دور سے پیشتر عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں گائے کی قربانی ہوتی ہو۔ اس شبہ کو مٹا دینے کے لیے حکیم صاحب نہایت شدومد سے ایک حدیث میں کچھ اپنی طرف سے اضافہ فرماتے ہوئے، یوں ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اس حدیث سے صاف طور پر یوں معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں علی العموم بکری کی قربانی کا رواج تھا۔"

مسلم لیگ میں جب یہ ریزولیشن پیش ہونے لگے تو ڈاکٹر انصاری صاحب نے ترک قربانی گاؤ کا ریزولیشن پیش فرمایا جو تھوڑی خوش بیانیوں کے بعد منظور ہوگیا۔ مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی نے قومی دملی مجالس سے مراجعت فرماتے ہوئے سہارن پور میں ایک تقریر فرمائی جس میں مسئلہ قربانی کے متعلق جو کارروائی مسلم لیگ نے انجام دی تھی۔ اس کی تائید وتحسین میں کافی زور دار الفاظ ارشاد فرمائے [1]

---

[1] النور، ص ۱۲، ۱۳

Marfat.com

یہ تھی انسدادِ قربانیٔ گاؤ کے سلسلے میں ڈاکٹر انصاری صاحب، حکیم اجمل خان صاحب اور مولانا عبدالباری لکھنوی صاحب کی سعیٔ بلیغ کہ ہنود بے بہبود کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر ایک اسلامی شعار کو نہ صرف ترک کر رہے تھے بلکہ تمام اسلامیانِ ہند سے ترک کروانے میں کوشاں تھے۔ حکیم اجمل خان صاحب باقی حضرات سے اس لحاظ سے بازی لے گئے کہ موصوف نے لیڈر ہونے کے ساتھ حافظ کہلانے کا حق یوں ادا کیا کہ اپنے خطبۂ صدارت میں گائے کی قربانی کو ترک کروانے کی خاطر حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں اپنی جانب سے شاۃ کا لفظ شامل کر کے اپنے مذکورہ دعوے کو مدلل کر دیا۔ ان حالات میں دین و دیانت کا کیا بنا؟ یہ ان کی بلا جانے بہرحال زُنار دوستی اور بت پرست نوازی کا پورا ثبوت تو فراہم کر دیا۔ ہنود کی خوشنودی تو نقدِ جاں ہو گئی۔ تحریکِ خلافت کے خوش نما نعرے کی بدولت عام مسلمانوں کی بھیڑ ان کے ساتھ تھی۔ مشرکینِ ہند ان کی پشت پر تھے۔ حکومت سے بے خوف تھے کیونکہ اُدھر یقین دلا دیا ہو گا کہ خلافت کی بحالی اور مقاماتِ مقدسہ کی بازیابی محض لیڈری چمکانے کا نعرہ ہے جس پر گورنمنٹ کو سیخ پا اور سراسیماں ہونے کی ضرورت نہیں۔ رہ گئے متدین علمائے کرام تو ان کے لڑکنے پر عوام کی فوج کو ان پر لپکا دیا جاتا تھا، انہیں ملکی آزادی کا دشمن اور صورتِ حال سے بے خبر ٹھہرا کر دشمنِ دین و ملت قرار دے دیا جاتا تھا۔ دریں حالات علمائے حق مجبور و مقہور اور اسلامیانِ ہند کے بدخواہ لیڈروں اور علمائے سوء کی پانچوں گھی میں تھیں اور سر کڑاہی میں۔ اسی برتے پر عالی جناب حکیم محمد اجمل خان صاحب نے جو حدیثِ پاک میں جو اضافہ کر کے تحریف کی جرأت دکھائی تھی اس پر استقامت کے مراحل ملاحظہ ہوں:۔

> حکیم صاحب نے ایک قدم بڑھ کر یہ جرأت بھی فرمائی کہ حدیث شریف کا ایک جملہ نقل کرتے ہوئے ایک لفظ بڑھا دیا اور الخ لکھ کر ترجمہ اور نتیجہ بیان فرمایا۔ وہی لفظ جس کا اضافہ فرمایا گیا وارِ مدارِ دلیل، اسی کی وجہ سے چند سطر کی تحریر الخ لکھ کر ناتمام چھوڑنے سے یہ فائدہ کہ ناظرین کا ذہن اس بے ربط اضافے سے متوحش نہ ہونے پائے۔ چند روز تک سمجھ میں نہ آیا کہ اس طرح جبل اور تحریف سے کیا مدعا و مقصود ہے؟

Marfat.com

آخر ایک خط لکھا جس میں نہایت نیازمندانہ طور پر یہ سوال تھا کہ حضرت ام سلمیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے مروی روایت کس کتاب سے آنجناب نے نقل فرمائی؟ جواب میں سکوت رہا۔ شاید خط ضائع ہوا۔ فقیر خود دہلی گیا۔ یہ رجب کی اوائل تاریخوں کا ذکر ہے۔ مسلم یونیورسٹی کا وفد اس وقت دہلی گیا ہوا تھا۔ در دولت پر جا کر معلوم ہوا کہ طبیعت ناساز ہے پاؤں میں کچھ شکایت ہوگئی ہے۔ دوسرے دن پھر پہنچا۔ معلوم ہوا کہ مدن موہن مالویا صاحب سے کچھ مشورہ ہو رہا ہے۔

بعض حضرات اہل علم جن کی آمد ورفت جناب حکیم صاحب کے یہاں جاری ہے ان کی خدمت میں پیام بھیجا کہ حدیث شریف میں جو غلطی ہوگئی ہے اس کی تصحیح کی طرف حکیم صاحب کو توجہ دلائیے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ کوشش بھی بے اثر ثابت ہوئی۔

چوتھی رجب کو سرکار اجمیر آستانۂ غریب نواز پر حاضر ہوا۔ ایک دن بعض علماء سیاسی سے ملاقات ہوئی۔ عرض کیا کہ یہ فتنہ عظیم ہے۔ ہنود کی خاطر مسلمانوں کا گلا نہ گھونٹئے۔ دیکھیے حدیث میں جعل وتحریف تک کی نوبت آگئی۔ تین مہینے گزر گئے اور کوئی اعلان نہیں کرتا کہ اصل حدیث میں لفظ شاۃ نہیں ہے، غلطی سے لکھا گیا ہے۔ ہر ایک شخص جس کے پاس خطبۂ صدارت مسلم لیگ ہو۔ اس مقام خاص کی تصحیح کرنے نیز علماء موسسین اتحاد ہندو مسلم کا یہ فرض ہے کہ اتحاد کے حدود متعین فرمائیں۔ عوام کو قشقہ لگانے اور مندروں میں جا کر ریوڑیاں بتوں پر چڑھانے سے منع کریں اور ان افعال کی شناخت کھلے لفظوں میں بیان فرمائیں ورنہ ایمان کی بربادی کا خطرہ ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ فقیر کی اس التماس کی علماء سیاسی کی خدمت میں بھی ذرہ برابر شنوائی نہ ہوئی۔ آج تک وہی سکوت ہے، وہی اعراض ہے، وہی چشم پوشی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رہے سہے اعمال قبیحہ مسلمانوں نے تک آنجہانی کی مصنوعی لاش کے

Marfat.com

موقع پر ادا کیے اور علما سیاسی نے پھر اپنے سکوت سے ان امور کے جواز واستحسان پر تازہ مہر ثبت فرمادی"۔ ؎

یہ تھی رُتار دوستوں کی حالت کہ کھلے بندوں تحریف کا بازار گرم تھا اور بار بار توجہ دلانے گذارشات پیش کرنے کے باوجود ان کی بارگاہوں میں شنوائی ہوتی ہی نہ تھی۔ رہی خوفِ خدا یا خطرۂ روزِ جزا کی بات تو اس کی کوئی رمق اگر ان حضرات کے دلوں اور دماغوں میں باقی رہ گئی ہوتی تو ایسی جسارت کا تصوّر بھی نہ لا سکتے تھے۔ اب مذکورہ تحریف کا اگلا مرحلہ ملاحظہ فرمائیے اور دل کھول کر لیڈری کی داد دیجئے :-

کان پور میں بماہ رجب ایک بڑے پیمانے پر علماء کا جلسہ ہوتا ہے وہاں کے بعض کارکن علماء سے یہ استدعا پیش کی گئی کہ مسلمانوں کو اعمالِ شرک دکھنے میں شریک ہونے سے باز رکھیے اور قربانی گاؤ کے متعلق غلطی تسلیم کر لیجئے۔ لیکن جواب وہاں سے بھی سکوت ہی میں ملا۔ ہر طرف سے مایوس ہو کر انتہائے بے قراری میں فقیر نے رسالہ الرشاد لکھا اور مسلمانوں کو امرِ حق سے آگاہ کیا۔ اس رسالہ کی اشاعت اوّل عشرہ رمضان المبارک میں ہوئی لیڈرانِ قوم کے پاس ٹکٹ چسپاں کر کے نسخے بھیجے گئے۔ تین ماہ کے عرصہ میں تقریباً تین ہزار نسخے مختلف امصار وقصبات میں تقسیم ہوئے۔ اب آکر جب کہ خطبۂ صدارت مسلم لیگ کو آٹھ مہینے اور الرشاد کی اشاعت کو کامل تین مہینے گزر چکے، حکیم صاحب اپنی غلطی کا اعتراف تیج در تیج اعتراض وسوال داپیل کے پیپٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔ حالانکہ مذہبی نقطۂ نظر سے یہ ایسی خطائے فاحش تھی جس کا اعلان بلا جواز توقف حکیم صاحب کو بذریعہ تار مختلف ومتعدد اخبار وجرائد میں اب سے بہت قبل کرنا تھا ساتویں ذی الحجہ کا اخبار البشیر جو بیرونجات میں بقرعید کے روز پہنچا ہوگا

---

؎ النور: ص ۱۹، ۲۰

اس میں اس طرح اعتراف کرنے سے مقصد و مطلب ہے کہ مسلمانوں کو اقرار کا علم بھی اس وقت ہو جب کہ سب مراحل قربانی کے طے پا جائیں۔ اسی کے ساتھ حق پسندی کی داد مل جائے گی ؎

حدیث پاک میں تحریف کی غلطی کرنے کا اعتراف کرتے ہوئے حکیم صاحب موصوف نے اس جانب توجہ دلانے والے مولانا سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ کا شکریہ جس طریقے سے ادا کیا وہ بھی ملاحظہ فرما لیا جائے :۔

خیر یہ تو اپنا اپنا ذوق مذہبی ہے جس کے دل میں حدیثِ مصطفوی کی عظمت ہے وہی یہ بھی جان سکتا ہے کہ اس طرح کی خطا کا کفارہ کیونکر ادا ہوتا ہے؟ مجھے تو حکیم صاحب کے ایک سوال کا جواب دینا ہے جسے موصوف نے اپنی غلطی کا اعتراف فرماتے ہوئے آخر میں پیش فرمایا ہے۔

حکیم صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔ میرے اوپر ایک یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ حدیث اذا اراد احدکم ان یضحی بالشاۃ میں آخری لفظ شاۃ کا کسی کتاب میں نہیں ہے۔ میں اس اعتراض کو قبول کرتا ہوں اور یہ بات ظاہر کرنی ضروری خیال کرتا ہوں کہ یہ لفظ محض غلطی کی وجہ سے لکھا گیا۔ دراصل یہ کسی حدیث کا جزو نہیں ہے لیکن میں نہیں سمجھ سکتا کہ اعتراض کرنے والے بزرگ اس سے کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں؟"

فقیر نے حکیم صاحب پر اعتراض نہیں کیا تھا بلکہ ایک حقیقی اور واقعی امر کا اظہار تھا۔ رہا فائدہ، وہ حکیم صاحب ہی بیان فرمائیں کہ کون سا مقصد حاصل کرنا تھا جس کے لیے حدیث میں اضافہ کی حاجت ہوئی کہ اب کہ غلطی کا اعتراف ہے۔ ان پانچ سطروں کا خطبۂ صدارت میں کیا فائدہ ہے؟ فقیر کا اس کشفِ حقیقت سے صرف یہی مدعا تھا کہ عالی جناب حکیم صاحب اپنی

---

؎ النور : ص ۲۰، ۲۱

Marfat.com

غلطی پر متنبہ ہو جائیں اور مسلمانوں کو بھی یہ معلوم ہو جائے کہ ایک لفظ اپنی طرف سے بڑھانا اور اسی اضافہ کو مقامِ استشہاد دیں، اس خطبۂ صدارت میں صرف اسی ایک جگہ ہوا ہے جہاں حدیثِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم منقول ہے بقیہ سارے حوالے اعیان و وزرائے انگلستان کے صحیح ہیں، کسی قسم کے شک و شبہ کو ان میں دخل نہیں دینا چاہیئے۔ اس کے سوا نہ کوئی مدعا، نہ کچھ اور فائدہ۔ اربابِ بصیرت جن کی آنکھیں نورِ ایمان سے منور ہیں انہوں نے اچھی طرح دیکھ لیا کہ آیا اسلام اور اسلامی خلافت کی حمایت کی جا رہی ہے یا کفر و شرک کا طغیان ہے جو مسلمانانِ ہند پر لایا جا رہا ہے؟ [1]

یہ کارنامہ تو مسلم لیگ اور اس کے صدر محترم یعنی جناب حکیم محمد اجمل خان صاحب دہلوی کا تھا۔ اب قارئین کرام یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ خلافت کمیٹی نے اس سلسلے میں کیا پارٹ ادا کیا اور وہ کیسی خلافت چاہتی تھی۔

خاص دہلی میں عشرہ ذی الحجہ کے موقع پر اونٹوں کا گشت، جن پر جلی قلموں میں اس طرح کے فقرات تختوں پر چسپاں، جن سے ہر مومن کا دل کانپ اٹھتا تھا، لکھ کر خوب خوب مشتہر ہوئے پھر نہایت سختی سے بعض مجبور کرنے والی تدابیر سے بھی انسداد کافی کیا گیا۔ بمبئی کے مسلمانوں پر بھی خلافت کمیٹی نے قربانی گاؤ پر ستم کرنے میں کچھ کمی نہیں کی۔ خلافت کمیٹیاں کیا ہوئیں۔ گائے کی قربانی کرنے والوں پر ایک آفت وبلا ہوئی۔ اب سے قبل جو حصہ ظلم کا ہندوؤں سے باقی رہ گیا تھا۔ اسے فدائیانِ ہنود نے اسلام کا نام لے کر مسلمانوں پر تمام کر دینے کا عزم بالجزم کر لیا ہے [2]

جب مسلم لیگ کے صدر گرامی قدر حکیم محمد اجمل خاں دہلوی اور تحریکِ خلافت کے علمبردار گاندھی پرست لیڈر حضرات مسلمانانِ ہند کو گائے کی قربانی سے منع کرنے پر اپنا پورا زور

---

[1] النور: ص ۲۱، ۲۲

[2] النور: ص ۱۷

Marfat.com

زبان صرف کر رہے تو ہندوؤں کے مسلح افراد نے قربانی گاؤ کے باعث اپنے زور بازو سے کٹارپور، آرہ، شاہ آباد اور دیگر مقامات کے مسلمانوں پر قیامت قائم کر دی تھی۔ تیل چھڑک کر گھروں میں آگ لگا دی۔ نہایت بے دردی سے مظلوم مسلمانوں کو ذبح کر کے گھروں کے گھر اجاڑ کر رکھ دیے۔ قرآن کریم کے اوراق پھاڑے اور جلائے۔ مسجدوں کی بے حرمتی کی۔ اس کے باوجود مسلمانوں کے لیڈر بننے والوں کی کسی بھوٹی آنکھ میں ایک آنسو یا اپنے خداوندانِ نعمت یعنی مشرکینِ ہند کی جانب سے کسی کے دل میں ذرہ بھر میل نہ آیا۔ کسی ایک نے بھی ان ظالموں یا اپنے سرپرست گاندھی تک سے یہ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ حضورِ والا! ہم تو آپ کی محبت میں سرشار ہو کر ہر حکم پر سرِ تسلیم خم کرتے رہتے ہیں لیکن ہماری قوم پر ظلم کے ایسے پہاڑ گرانے سے پہلے کچھ ہماری نیازمندی کا تصور بھی فرما لیا کیجئے۔

ایسا تو وہ حضرات اس وقت کہتے جب ملّتِ اسلامیہ کا درد ان کے دلوں میں ہوتا یا اپنی قوم سے ان کا کوئی واسطہ یا قوم سے ان کا کوئی ناطہ رہ گیا ہوتا۔ انہوں نے ہنود کو اپنی قوم اور گاندھی کی خوشنودی کو اپنا منشور اور مسلمانوں کو پسوانا، کچلوانا، اپنا روزمرہ کا دستور بنا لیا تھا۔ نام مقاماتِ مقدسہ کی بازیابی کا لیا جاتا اور کام مسلمانوں سے گائے کی قربانی چھڑانے کا کرتے۔ نام خلافت کی بحالی کا لیتے اور کام گاندھی کو پورے ہندوستان کا رہنما، روحانی پیشوا اور بے تاج بادشاہ بنانے کا کر رہے تھے۔ یہ تھا ان کی ساری لیڈری کا حدود اربعہ اور یہ تھی ان کی خیر خواہی ملّت۔ اب جمعیۃ العلماء ہند کے زنار دوست علماء کی دینداری ملاحظہ فرمائی جائے۔

> "ہندو مسلم اتحاد کے نام پر جمعیۃ العلماء ہند اپنے اجلاس ۱۹۲۱ء میں یہ قرارداد منظور کرتی ہے: "مسئلہ گاؤ کشی کے بارے میں ہندوؤں کی دلجوئی کے لیے مسلمان گائے کی بجائے بھیڑ بکری کی قربانی دیا کریں۔" [۱]

اس کے بعد ۱۹۲۶ء میں دہلی اور شملہ کے مقامات پر ہندو مسلم اتحاد کے نام پر کانگرسی

---

[۱] تجلیاتِ عثمانی، مرتبہ مولوی انوار الحسن دیوبندی، مطبوعہ ملتان: ص ۶۵۷

Marfat.com

لیڈروں کے اجلاس ہوتے ہیں۔ ان میں جمعیت کے زُنار دوست علماء اور آزاد لیڈر شامل ہوتے ہیں۔ شملہ کے اجلاس میں گائے کی قربانی، سوُر کے گوشت اور جھٹکے پر بحث وتمحیص ہوتی ہے۔ فیصلہ جو کچھ ہُوا۔ اس سے گاندھی پرست علماء کی پوزیشن پوری طرح واضح ہوگئی چنانچہ اسی سلسلے میں قاضی احسان الحق نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں وضاحت فرمائی تھی:۔

دہلی و شملہ میں جو مجلسیں ہوئیں۔ ان میں بیشتر وہ اصحاب شامل تھے جنہیں مسلمان ہندوؤں کا نفسِ ناطقہ سمجھتے اور جو مسلمانوں کے دینی و مذہبی حق قربانی اور ذبیحہ گاؤ کو روکنے کے لیے ماضی قریب میں ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے ہیں ہر امر میں ہندوؤں کی خوشنودی ان کا مطمحِ نظر اور نصب العین رہا ہے۔ ایسے اصحاب مسلمانوں کے حقوق کی کیا حفاظت کر سکیں گے؟

شملہ کی مجلس میں جھٹکے کے طریقہ سے قتلِ حیوان اور اس کے گوشت کے عام فروخت کو ناقابلِ اعتراض تسلیم کر لیا۔ ان صاحبوں کو یہ خبر نہیں کہ ہندوؤں کی گوشت خور قومیں مسلمانوں کے ذبیحہ کو بے تکلف کھا سکتی ہیں اور انہیں ان کا مذہب اس سے نہیں روکتا اور مسلمانوں کے مذہب میں جھٹکا حرام ہے جب بازاروں میں جھٹکے کی دکانیں عام طور پر کھل جائیں گی تو جاہل ناخواندہ دیہاتی مسلمان اس سے دھوکا کھائیں گے اور ایک مصیبتِ عام میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہندوؤں کی تجویزوں میں سوُر کے گوشت کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے لیکن اس پر ان صلح کے علمبرداروں کو کوئی اعتراض نہ ہُوا۔

ہندو تو یہ کہتے ہیں کہ ایسے رقبہ میں گائے ذبح نہ ہو سکے گی جہاں کافی مدت سے اس کے ذبیحے کا رواج نہیں ہے۔ اس پر بھی ان خود ساختہ مصالحین سے یہ نہ کہا گیا کہ جب رواج کی یہ پابندی ہے تو سوُر کے گوشت اور جھٹکے کا کیوں نام لیا جاتا ہے؟ جس کا ذکر میں آنا بھی مسلمانوں کے لیے تکلیف کا باعث ہے۔ اگرچہ ان مصالحتی مجلسوں کا کچھ انجام نہ ہُوا لیکن ان مصالحین کی کمزور روش نے ہندوؤں کو اور زیادہ جرأت دلا کر معاملہ کو

Marfat.com

پیچیدہ تر بنا دیا۔ مسلمان کسی ایسی قرارداد پر راضی نہیں ہو سکتے جو علمائے دین، پیشوایانِ اسلام اور ہمدردانِ ملت کے مشورہ کے بغیر تجویز کی گئی ہو۔ یہ حضرات جو قوم میں مطعون ہیں اور جنہیں مسلمان ہندو پرست جانتے ہیں، کرم کریں اور بے فائدہ تکلیف نہ اٹھائیں" ۔؎۱

۱۹۲۹ء میں بنارس کے مسلمانوں پر مسلح ہندوؤں نے سوچی سمجھی سکیم اور اپنے لیڈروں کی ہدایات کے مطابق ایک قیامت قائم رکھ دی۔ لیکن ہندوؤں کے فدا کار علماء کا دل اس پر بھی ہندوؤں کی جانب سے ذرا میلا نہ ہوا۔ یہ غلامی میں اور ترقی کرتے گئے اور مشرکین ہند اپنی ستم شعاری کی روش میں روز بروز اضافہ ہی کرتے چلے گئے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ہندو لیڈروں نے اپنی مسلم کشی کی روش پر قائم رہنے کی سکیم کا عزم بالجزم کر لیا تھا اور اپنے زرخرید علماء کو محض مسلمانوں کی اشک شوئی اور انہیں بہلانے پھسلانے کی خاطر پالتے رہے تھے۔ اس دلخراش اور جگر سوز سانحہ پر تاج العلماء، مفتی محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا:

ہندوؤں کا کلمہ پڑھنے والی جمعیۃ العلماء کو کچھ خبر ہے کہ رمضان المبارک ۱۳۴۹ھ میں بنارس کی سرزمین مسلمانوں کے خون سے لالہ زار بنا ڈالی۔ درندہ صفت ہندوؤں نے بے گناہ مسلمانوں کو اس بے رحمی سے شہید کیا، جس کے تصور سے دل کانپتا ہے۔ گھر کے گھر صاف کر دیئے۔ بچے تک قتل کر ڈالے۔ مسجدیں مسمار کر دیں۔ دکانیں لوٹ لیں۔ ظلم و ستم کا سیلاب امنڈتا چلا آتا ہے جور و جفا کے سمندر میں طغیانی تھی۔ مسلح ہندو گنڈاسوں اور بھالوں سے بے خبر نہتے مسلمانوں پر بلائے ناگہانی بن کر ٹوٹ پڑتے تھے۔ دھوکے دے دے کر مسلمانوں کو ہندوؤں کے محلوں میں لے جا کر شہید کرتے تھے۔ جمعۃ الوداع کی نماز تک مسلمان اس مصیبت کی وجہ سے

---

؎۱ السواد الاعظم، مراد آباد، بابت ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ: ص ۸

ادا نہ کر سکے۔

مسلمانوں کی اس مصیبت کا جمیعتہ العلماء کو کچھ درد ہوا؟ حمیت کچھ حرکت میں آئی؟ ہندو پرستانہ جذبات کچھ بھی سرد ہوئے؟ ہندوؤں کے فدائی اپنی بے جا فداکاری پر کچھ بھی نادم و شرمندہ ہوئے؟ آئندہ کے لیے انھوں نے مسلمانوں کو ہندوؤں سے ہوشیار رہنے اور اپنا تحفظ کرنے کا کوئی مشورہ دیا؟ یا اپنے ہندو خداوندانِ نعمت سے کوئی اپیل کی؟ جن کے قدموں پر سر جھکاتے ہیں ان سے ہندوؤں کے ان مظالم کی کچھ شکایت کی؟ اپنے قبلہ و کعبہ گاندھی کو لے جا کر بنارس کے مقتل کی سیر کرائی؟ ہندو لیڈروں سے، جن کی غلامی کیا کرتے ہیں، ان ہولناک مظالم کو رد کنے اور مصیبت زدہ مسلمانوں کے نقصانات کی تلافی کرنے کی کوئی تحریک کی؟ یا ہندو لیڈران جمیعتہ العلماء کی فداکاری کی قدر کر کے مسلمانوں کی دل جوئی کرنے بنارس گئے؟ یا انھوں نے ہندوؤں کی ان امن سوز خونخواریوں پر اظہارِ نفرت و ملامت کیا؟ عدم تشدّد کا وظیفہ پڑھنے والے گاندھی نے ہندوؤں کے اس ہولناک تشدّد پر کوئی مؤثر کارروائی کی؟ تمہاری ہمدردی میں ہندوؤں نے کچھ کیا ہو تو بتاؤ؟ یا انھوں نے تمہاری غلامانہ اطاعت شعاری کو بے التفاتی سے ٹھکرا دیا؟ مسلمانوں کے خون کی قیمت ان کی نظر میں کچھ بھی نہ ٹھہری، پھر بھی تمہاری غیرت تمہیں ہندو پرستی کی اجازت دے گی؟ اب بھی تم ہندوؤں کے غلام بنے رہو گے؟ اب بھی تمہاری آنکھ نہ کھلے گی؟ اب بھی مسلمانوں کو ہندوؤں کی اطاعت و فرمانبرداری کی دعوت دیا کرو گے؟ کہو اب بھی تمہارا نشہ اُترا یا ہندوستان میں ہر جگہ ایسی ہی بربادی دیکھنا چاہتے ہو؟"[1]

بنارس کے اس حادثے کے فوراً بعد مرزا پور اور آگرہ وغیرہ مقامات پر ہندوؤں

---

[1] السواد الاعظم مراد آباد، بابت شوال ۱۳۴۹ھ ص ۲

نے اسی طرح مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی اور بت پرست نواز علماء کی زُنّار دوستی میں ذرا فرق نہیں آیا۔ حمیّت کی کوئی رگ مطلقاً نہ پھڑکی۔ ہندوؤں کی اطاعت شعاری اور مسلمانوں کو اپنے دام میں پھنسا کر گاندھی کا مطیع بنانے کی روش میں کوئی کمی واقع نہیں ہونے دی۔ کسی ہندو لیڈر نے نہ ہندوؤں کو ملامت کی نہ مسلمانوں سے ہمدردی کا ایک کلمہ تک کہا۔ اس صورتِ حال نے ہر ذی ہوش مسلمان کو تڑپا کر رکھ دیا جس کا قاضی احسان الحق نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں اظہار فرمایا تھا:۔

بنارس کے دلدوز واقعات اور مسلمانوں پر ہندوؤں کے خونخوار حملوں نے جو طوفان برپا کیا تھا، ابھی وہ پورے طور پر ساکن نہ ہونے پایا تھا کہ نواحِ بنارس و مرزاپور و آگرہ سے خونی ہنگاموں کی اطلاع ملی۔ ہندوؤں کے نیزے، تبر و سنان مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہیں۔ ہندوستان کی جیبہ ہستیا نہ کرنے والی قوم مسلمانوں کے خون بہانے پر تُلی ہوئی ہے اور اس کی آتشِ غیظ کے تند و تیز شعلے بڑے زور سے بھڑک رہے ہیں۔ ہندو لیڈر اور چند ہندو پرست مسلم نما مسلمانوں کو ہندو مسلم اتحاد کا سبز باغ دکھا کر مغالطہ میں ڈال رہے ہیں۔ مسلمانوں کی جان پر بنی ہوئی ہے۔ ان کے زن و فرزند قتل کیے جاتے ہیں، گھر برباد کیے جاتے ہیں۔ مسجدیں مسمار ہوتی ہیں، مگر کوئی لیڈر صاحب پلیٹ فارم چھوڑ کر ہندو مسلم اتحاد کے نعرے لگاتے ہوئے مسلمانوں کے مقتل میں نہیں پہنچتے اور ہندوؤں کی اس درندہ وش سفاکی جفا جوئی سے نہیں روکتے۔ اگر درحقیقت یہ قوم مسلمانوں کے ساتھ کچھ بھی ارادۂ اتفاق رکھتی تو اپنے ہم قوموں کی ان ہنگامہ آرائیوں و جفا شعاریوں کو روکنے کے لیے میدانِ عمل میں آتی۔ گاندھی صاحب مزے مزے کی تقریروں میں مصروف ہیں اور ہندو مسلم اتحاد کے لیے ایسی باتیں کہہ رہے ہیں جیسی باتیں بنیوں نے ہمیشہ بنا بنا کر مسلمانوں کا دیوالیہ کر دیا ....... ہمیں اس وقت یہ دیکھنا ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کا علمبردار گاندھی ہندوؤں کے ان مظالم کو دیکھ کر

Marfat.com

کیوں نہیں گھبرا اٹھا اور اس نے اپنی قوم کو جا کر عدم تشدّد اور شانتی کا درس کیوں نہیں دیا؟ آج وہ اپنے اس رٹے ہوئے سبق کو کیوں بھول رہا ہے اور ہندو قوم کو خونخواری سے روکنے کے لیے میدانِ عمل میں پہنچنے کے واسطے اس کا قدم کیوں نہیں جنبش کرتا؟ کیا ایسے ہی شخص کو مسلمانوں کا ہمدرد، ملک کا خیر خواہ، امن کا حامی کہا جا سکتا ہے؟" ؎

جب ہندو مسلم اتحاد کی گمراہ کن دھاندلی اپنے عالم شباب میں تھی۔ مسلمانوں کے بعض لیڈر اور ہندو نواز علماء مسلمانوں کو گاندھی کے قدموں میں پہنچا ئے، انہیں مسلم نما ہندو بنا نے اور سوراج (اکھنڈ بھارت) کی راہ ہموار کر رہے تھے، تو دہلی کی ایک نامور شخصیت یعنی خواجہ حسن نظامی صاحب بھی بت پرست نوازی کی لے میں اپنی ڈفلی بجانے لگے۔ مولانا مفتی محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر کا تذکرہ ان دنوں یوں فرمایا تھا:۔

خواجہ حسن نظامی صاحب کا ایک مضمون ۱۹ اگست کے اخبار حق لکھنؤ میں چھپا ہے جس میں آپ نے مجالسِ عید میلاد کی تائید کرتے ہوئے مسلمانوں سے تحریک کی ہے کہ وہ ۱۲ ربیع الاوّل کو ہندوؤں کی دل جوئی کے لیے گائے کا ذبح ترک کریں۔ خواجہ صاحب کی یہ پہلی ہی ہندو نوازی نہیں ہے بلکہ اس سے قبل وہ ترک گاؤکشی نام کا ایک رسالہ کا بھی لکھ چکے ہیں اور اکثر اوقات ان کے خامۂ ناحق رقم سے اس قسم کے مضامین نکلتے ہی رہتے ہیں۔ یہ تو سمجھ میں نہیں آتا کہ ہندوؤں کے سیلابِ تعصّب و طوفانِ عناد کی شدت و تیزی کو دیکھتے ہوئے بھی کوئی بھی خواہِ اسلام مسلمانوں کو خوشامدی بن جانے کی دعوت دے۔

تاہم خواجہ صاحب کو اتنا نادان سمجھتے ہیں کہ وہ اس حقیقت سے بھی واقف نہ ہوں کہ خوشامدی ہمیشہ ذلیل و خوار رہا کرتے ہیں اور ظالموں کی

---

؎ السواد الاعظم، مراد آباد، بابت شوال ۱۳۴۹ھ: ص ۴، ۵

Marfat.com

جرأت و دلیری خوشامد سے اور بڑھتی ہے۔ نہ خواجہ صاحب اتنے بے خبر ہیں کہ ہندوؤں نے جو مسلمانوں پر وحشیانہ مظالم کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے اس کی ان کو خبر نہ ہو۔ یہ بھی خواجہ صاحب کو ضرور معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی پاسداری اور دل جوئی کا تصور بھی کبھی ہندو دماغوں میں نہیں ہوتا تو وہ کس طرح مستحق ہو سکتے ہیں کہ ان کی دل جوئی کے لیے مسلمان اپنے خورد و نوش میں پابندیاں لازم کر لیں اور ایسی غذا جو انہیں مرغوب بھی ہے اور ان کی معاشرت و اقتصادی حالت کے مناسب بھی ہے اس کو ترک کر دیں؟ یہ بھی خواجہ صاحب کو خوب معلوم ہوگا کہ ہندو منت شناس اور سپاس گزار قوم نہیں ہے کہ وہ کسی کا احسان ماننے یا کسی کے بہتر سلوک کو یاد رکھے بلکہ وہ احسان کا لفظ بھی اپنی طرف آنے دینا گوارا نہیں کرتے۔

ہلاکت کمیٹی (خلافت کمیٹی) کے عہد میں جب قربانی گاؤ ترک کرنے پر خواجہ صاحب جیسے لیڈر بہت زور دے رہے تھے۔ اس وقت بھی ہندو لیڈروں نے صاف کہہ دیا تھا کہ مسلمان اگر ذبیحہ گاؤ چھوڑ دیں گے تو اس کا ہندوؤں پر کچھ احسان نہ ہوگا ان حالات میں ہم نہیں سمجھتے کہ ذبیحہ گاؤ کو رد کرنے کی تحریک خواجہ صاحب کے دل میں کس سبب سے پیدا ہوتی ہے؟ اس کا سبب محرک کیا ہے؟ اور وہ اس میں اپنا کیا نفع مدنظر رکھتے ہیں؟ ہمیں ان کی ذاتیات سے کچھ بحث نہیں لیکن مسلمانوں کو اس خطرناک مشورہ کی نامعقولیت سے مطلع کرنا ضرور تھا۔[1]

ہندو نوازی کا دور ۱۳۳۹ھ ر ۱۹۲۰ء سے باقاعدہ طور پر منظم طریقے سے شروع ہوا تھا جس کی نظیر اکبری دور کے علاوہ ہندوستان کی تاریخ میں نظر نہیں آتی۔ اس وقت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) نے دین الٰہی کی جڑیں اکھاڑ کر پھینکیں، اور دو قومی نظریہ کا علم بلند فرمایا۔ جب دوبارہ یہی شامت گاندھویت کے روپ میں نمودار ہوئی

---

[1] السواد الاعظم، مراد آباد، بابت ربیع الاول ۱۳۴۸ھ، ص ۴

اور آندھی کی طرح چڑھتی اور طوفان کی مانند بپھرتی جا رہی تھی تو مجدّدِ مأتہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے اس شرارت کا مجدّدانہ طور پر ڈٹ کر مقابلہ کیا اور جملہ گاندھی حضرات کے دلائل و براہین کو تارِ عنکبوت کی طرح توڑ پھوڑ کر پھینک دیا یہ اُن ملّت فروشوں کی ملمع کاری مسلمانانِ ہند پر واضح ہوگئی اور باوجود اس کے کہ ہندو اکثریت ان کی پُشت پر تھی لیکن مسلمانوں کو ہندو اکثریت میں مدغم کرنے کی یہ گاندھوی سازش ناکام رہی اور اعلےٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قومی نظریہ کے باعث آپ کے متبعین پاکستان بنانے اور اسلامیانِ ہند کی جان و مال، دین و ایمان اور ننگ و ناموس کو ہندو درندوں سے محفوظ رکھنے میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے کامیاب ہوگئے جب کہ گاندھوی علماء نہ صرف اپنے عزائم میں جعفر و صادق کی طرح ناکام رہے بلکہ ملّت فروشی کے باعث روسیاہی ان کا مقدر ہو کر رہ گئی۔

ان واقعات سے قریباً چالیس سال پیشتر ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء میں اعلیٰ حضرت مجدّدِ مأتہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ سے ذبیحۂ گاؤ کے متعلق سوال ہوا کہ گائے کی قربانی کچھ فرض واجب تو ہے نہیں اگر اس کی بجائے مسلمان بھیڑ بکری وغیرہ کی قربانی کر لیا کریں تو کیا حرج ہے؟ قربان جائیں بریلی کے چھبیس سالہ مفتی کی ایمانی فراست اور نورِ بصیرت پر کہ اس مردِ حق آگاہ نے سائل کو ایسا جواب باصواب دیا کہ مولانا ارشاد حسین رام پوری مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء) جیسی یگانہ روزگار ہستی کو یہ جواب دیکھ کر بیساختہ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے متعلق کہنا پڑا کہ انا ھذا البصیر یعنی مفتی باریک بین اور صاحب بصیرت ہے یہی سوال اسی ماہ و سال میں علمائے فرنگی محل کے سرتاج اور فاضلِ اجل یعنی مولانا عبدالحئ لکھنوی (المتوفی ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۶ء) سے بھی ہُوا اور موصوف معاملے کی تہ تک پہنچنے سے قاصر رہ گئے۔ یہاں تک کہ چھبیس سالہ مجدد نے انہیں متوجہ کیا تو انہوں نے برملا اپنی غلطی اور کوتاہی کا اعتراف کرتے ہوئے تلافی کی کوشش کی۔ یہ ہے تائیدِ ایزدی کی وہ کرشمہ کاریاں اور اللہ تعالےٰ کا خاص فضل و کرم جو ہر مجدّدِ وقت کے شاملِ حال رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ہر تصنیف کو دیکھ کر ہر صاحبِ دین و ایمان اور انصاف پسند کو یہ کہنا پڑتا ہے کہ :-

Marfat.com

علم و عرفاں کے خزائن ہیں تصانیف آپ کی
نورِ ایماں سب کے اندر بھر دیا پائندہ باد

مذکورہ بعض سندوں اور اجازتوں نیز علمائے حرمین کے چند مکتوبات کی نقول کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خلفِ اکبر یعنی حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) نے "الاجازات المدینہ لعلماء بکۃ و المدینہ" کے تاریخی نام سے جمع کیا جو اس مجموعے کا تیسرا رسالہ ہے۔ اس مقدس اور نادر رسالے کی ایک نقل راقم الحروف نے حکیم محمد موسےٰ امرتسری مدظلہ کی معرفت مفتی اعجاز ولی خاں رضوی بریلوی علیہ الرحمہ المتوفی ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء سے حاصل کی۔ مولانا انوار الاسلام صاحب نے بڑے اہتمام سے اس کا ترجمہ کروایا تاکہ ہر خاص و عام اور موافق و مخالف اس سے استفادہ کرکے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی یگانۂ روزگار اور سرمایۂ افتخار ہستی کے بارے میں اپنا نظریہ انصاف کی ترازو پر تول کر قائم کر سکے۔ اس عجالۂ نافعہ کی اشاعت کا مقصد یہی ہے۔

بہتر نظر آتا ہے کہ اس مبارک موقع پر علمائے حرمین شریفین نے جس طرح مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو سر آنکھوں پر بٹھایا۔ اس کا ہلکا سا خاکہ قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں محافظ کتب حرم علامہ سید اسمٰعیل بن سید خلیل مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) کی تصریحات قابلِ غور ہیں۔ عربی سے نابلد حضرات کی سہولت کے لیے موصوف کی ایک عبارت کا حرف اردو ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ شائقین حضرات اصل کتاب کی طرف رجوع کریں۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں :-

"ہمارے شیخ علامہ 'مجدد'، جو علی العموم تمام استادوں کے شیخ ہیں، مولوی احمد رضا خاں، جب ۱۳۲۳ھ میں حج بیت اللہ کی غرض سے مکہ مکرمہ پہنچے، بعض فاسقوں کی مدد سے کچھ کجی والوں اور بڑے بدنصیبوں نے اس وقت کے شریفِ مکہ کے ہاں ضرر پہنچانے میں

Marfat.com

کوشش کی اور ان کے ساتھ مکر چاہا" [1] تو اللہ تعالیٰ نے حضرت احمد مذکور کو عزت دی اور مخالفوں کی ناکیں خاک میں رگڑیں اور علماء اور طالب علموں نے چاروں طرف سے انہیں (اعلیٰ حضرت کو) گھیر لیا تو کوئی فائدہ حاصل کرنے کے لیے کوئی سوال کرتا ہے اور کوئی قول صحیح دریافت کرنے کے لیے کوئی مسئلہ پیش کرتا ہے اور کوئی اجازت مانگتا ہے اور کوئی اشارے کا انتظار کرتا ہے۔ یہ ان کا حال تھا جب تک مکہ میں تھے اور جب زیارت حبیب مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طرف توجہ کا ارادہ کیا تو علماء اور طلبہ انہیں رخصت کرنے نکلے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے لیے ان کی بقا دراز کرے اور ان کو ہماری دنیا و آخرت کا ذخیرہ بنائے۔" [2]

اسی موقع پر مدینہ منورہ میں جو آپ کا اعزاز و اکرام ہوا، اس کا آنکھوں دیکھا حال حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء) کے خلیفۂ اجل، جناب مولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمت اللہ علیہ نے یوں فرمایا تھا۔

"میں کئی سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں۔ ہندوستان سے ہزاروں عالم (میاں) آتے رہتے ہیں جن میں علماء و صلحاء، اتقیاء سب ہی ہوتے ہیں میں نے دیکھا کہ وہ اس شہر کے گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے رہے اور کوئی انہیں مڑ کر بھی نہیں دیکھتا تھا لیکن میاں کے جلیل القدر اور اکابر علماء تک آپ کی طرف جوق در جوق آرہے ہیں اور آپ کی علمی جلالت کو دیکھ کر ایسے دوڑ کر آرہے ہیں جیسے پیاسے پانی کی طرف جاتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے وہ جسے چاہے نوازتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔" [3]

---

[1] الدولۃ المکیہ : ص ۷ [2] ایضاً : ص ۱۵

[3] محمد مسعود احمد فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں : ص ۷۶

Marfat.com

...ت مولانا عبدالحق الہ آبادی امدادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد ...للہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں اپنے تاثرات مشاہدے کی روشنی میں پیش ... تحدیث نعمت کے طور پر فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان ...:

"مولانا کریم اللہ فرماتے تھے کہ علماء تو علماء اہل بازار تک کو تیرا اشتیاق تھا اور یہ جملہ فرمایا کہ ہم سالہا سال سے سرکار میں مقیم ہیں۔ اطراف و آفاق سے علماء آتے ہیں۔ واللہ یہ لفظ تھا کہ جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے ہیں کوئی بات نہیں پوچھتا اور تمہارے پاس علماء کا یہ ہجوم ہے۔ میں نے عرض کی یہ میرے سرکار کا کرم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"[1]

مجدد مائۃ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مکہ مکرمہ میں پورے تین ماہ قیام رہا۔ علمائے کرام کے ہاں آپ کی دعوتیں ہوتیں، علمی مذاکرات رہتے، سندیں اور اجازتیں دی جاتی تھیں۔ مندرجہ بالا امور کا اندازہ اکابر علماء کے بیانات سے لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت کبیر العلماء، شیخ الخطباء، شیخ احمد ابوالخیر میرداد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ یوں رقم طراز ہیں:۔

"رخصت ہوتے وقت ان کے زانو مبارک کو ہاتھ لگایا۔ حضرت موصوف نے بآں فضل و کمال و بآں کبر سال کہ عمر شریف ستر برس سے متجاوز تھی یہ لفظ فرمائے کہ اَنَا اُقَبِّلُ اَرْجُلَکُمْ وَاَنَا اُقَبِّلُ نِعَالَکُمْ۔ میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں۔ میں تمہارے جوتوں کو بوسہ دوں۔ یہ میرے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے وقعت کی یہ وقعت"[2]

دعوتوں کے بارے میں آپ نے یوں وضاحت فرمائی تھی:۔

---

[1] الملفوظ، جلد دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۲۸ [2] ایضاً: ص ۱۰

Marfat.com

"علماء وعظماء مکہ معظمہ نے بکثرت فقیر کی دعوتیں بڑے اہتمام سے کیں۔ ہر دعوت میں علماء کا مجمع ہوتا۔ مذاکرات علمیہ رہتے۔"[1]

ملاقاتوں کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے یوں ارشاد فرمایا تھا:۔

"فقیر دعوتوں کے علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا۔ مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلماء مولانا محمد سعید بابصیل اور مولانا عبد الحق مہاجر الہ آبادی اور کتب خانۂ حرم میں مولانا سید اسمٰعیل کے پاس۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ یہ حضرات اور باقی تمام حضرات فرودگاہِ فقیر پر تشریف لایا کرتے۔ صبح سے نصف شب کے قریب تک ملاقاتوں ہی میں وقت صرف ہوتا۔ مولانا شیخ صالح کمال کی تشریف آوری کی تو گنتی نہیں اور مولانا سید اسمٰعیل التزاماً روزانہ تشریف لاتے۔"[2]

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اجل حضرت مولانا عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بسلسلۂ ملاقات فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے یوں وضاحت فرمائی تھی:۔

"حضرت مولانا عبد الحق الہ آبادی کو چالیس سال سے زائد مکہ معظمہ میں گزرے تھے، کبھی شریف کے یہاں بھی تشریف نہ لے گئے قیام گاہِ فقیر پر دوبار تشریف لائے۔ مولانا سید اسماعیل وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے تھے کہ یہ محض خرقِ عادت ہے، مولانا کا دم بسا غنیمت تھا ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے۔"[3]

مذکورہ بالا بیانات اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے بیان فرمودہ تھے لیکن میں چاہتا ہوں کہ علمائے حرمین شریفین کے ایسے بیانات پیش کروں جن میں امام احمد رضا خاں

---

[1] الملفوظ، جلد دوم: مطبوعہ کراچی، ص ۱۶

[2] ایضاً: ص ۱۷ [3] ایضاً: ص ۱۸

Marfat.com

بریلوی علیہ الرحمہ کی جلالتِ شان کے بارے میں ان حضرات نے اپنے تاثرات پیش کیے ہوں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت کا ایک تحقیقی فتوے دیکھ کر محافظ کتب حرم مولانا سید اسمٰعیل مکی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا :۔

"بے بدل شیخ الاسلام ، بلا تردید یگانۂ روزگار ، ہمارے شیخ ہمارے استاد ، ہمارے نائد اور دنیا و آخرت میں ہمارا ذخیرہ ، مولوی احمد رضا خاں ۔ اللہ تعالیٰ جو حنان و منان ہے انہیں سلامت رکھے ....
میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ اگر امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں دیکھتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور اس مؤلف ( اعلیٰ حضرت ) کو اپنے اصحاب کے زمرے میں شامل فرماتے ۔" [1]

علامہ موصوف نے " المعتمد المستند " پر تقریظ لکھتے ہوئے جن خیالات کا اظہار فرمایا وہ ملاحظ فرمائیے :۔

"میں اللہ عزوجل کی حمد بجا لاتا ہوں اور اس نے اس عالم باعمل کو مقرر فرمایا جو فاضل کامل ہے ، منقبتوں اور فخروں والا اس مثل کا مظہر کہ اگلے پچھلوں کے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے ۔ یکتائے زمانہ ، اپنے وقت کا یگانہ ، مولانا حضرت احمد رضا خاں ۔ اللہ بڑے احسان والا پروردگار اسے سلامت رکھے ..... اور وہ کیوں نہ ایسا ہو کہ علمائے مکہ اس کے لیے ان فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں اور وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا تو علمائے مکہ اس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے ، بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو البتہ حق و صحیح ہے ۔" [2]

---

[1] الاجازات المتینۃ قلمی : ص ۹
[2] حسام الحرمین : مطبوعہ لاہور ، ص ۱۳۳

Marfat.com

مکہ معظمہ کے مفتیٔ شافعیہ، مولانا محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کے کمالاتِ عالیہ اپنے مشاہدے کی روشنی میں "الدولۃ المکیہ" پر تقریظ لکھتے ہوئے یوں بیان فرمائے تھے :-

"میں نے فاضل کامل، میرے سردار احمد رضا خاں کے رسالہ "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" کا مطالعہ کیا تو میں نے مصنف مذکور فاضل سیدی احمد رضا خاں کو اپنی ذات اور اپنے رسالہ مذکورہ میں تین وجہ سے عظیم تعریف کا مستحق پایا۔ وجہ اوّل یہ ہے کہ جس سمت میں ہے وہاں کے علماء کا سردار ہے اور وہ شریعت کے اصول و فروع سے مفہوم و مطالب میں محقق و مدقق ہے ... وہ رسالہ علمائے حرمین کی نگاہ میں عظیم وقعت پر واقع ہوا اور ان علمائے کرام نے مصنف کے لیے رسالے پر تقریظیں لکھیں اور انھوں نے مصنف کی تائید میں بہت خوب قیام کیا اور یہ بھی مصنف کی قدر سے کم ہے .... یہ وہ ہے جو مجھے اس امام کامل کی مددگاری میں میسر ہوا۔" [۱]

مکہ مکرمہ کے مفتیٔ احناف، مولانا عبداللہ بن عبدالرحمٰن سراج رحمۃ اللہ علیہما نے "الدولۃ المکیہ" پر تقریظ لکھتے ہوئے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان خیالات کا اظہار فرمایا :-

"اللہ جل و علا ہی کے لیے حمد ہے کہ اس نے زمانوں اور شہروں میں علماء پیدا کیے اور ان سے دین کی تجدید فرمائی .... بے شک انہیں علماء میں سے وہ ہے جو کبیر العلم، کثیر الفہم، بلند ہمت اور معتمد کامل الادراک ہے۔ پس وہ بے شک وہ مشہور علماء کا بادشاہ ہے جس نے تجربہ کار رکھنے والے کی یہ بات ٹھیک کر دکھائی کہ اگلے پچھلوں

---

[۱] الدولۃ المکیہ : مطبوعہ کراچی، ص ۱۷

Marfat.com

کے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں"۔ [۱]

استاد العلماء حضرت مولانا احمد ابو الخیر عبد اللہ میر داد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تاثرات یوں ظاہر فرمائے :-

"وہ باریکیوں کا خزانہ ہے محفوظ گنجینوں سے چنا ہوا اور معرفت کا آفتاب ہے جو ٹھیک دوپہر کو چمکتا ہے۔ علوم کی مشکلات ظاہر و باطن کا نہایت کھلنے والا ہے جو اس (اعلیٰ حضرت) کے فضل پر آگاہ ہوا سے سزاوار ہے کہ کہے کہ اگلے پچھلوں کے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے"۔ [۲]

سابق مفتی احناف، مولانا شیخ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ جو شریف مکہ کے دور میں عہدۂ قضا پر بھی متمکن رہے تھے انہوں نے فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے بارے میں اپنی رائے یوں ظاہر فرمائی :-

"بالخصوص اس عالم علامہ پر کہ فضائل کا دریا اور علمائے عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک، حضرت مولانا محقق، زمانے کی برکت احمد رضا خاں بریلوی۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے، سلامت رکھے اور ہر بری اور ناگوار بات سے بچائے۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد، اے امام پیشوا! تم پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں"۔ [۳]

مفتی مالکیہ مولانا شیخ عابد بن حسین مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں یوں

---

[۱] الدولۃ المکیہ، مطبوعہ کراچی، ص-۲۱    [۲] حسام الحرمین : ص ۱۲۸

[۳] ایضاً : ص ۱۲۳

[ع] مولانا خلیل احمد انبٹھوی نے کچھ سوالات گھڑے، علمائے دیوبند کی تصریحات کے خلاف اور مذہب اہلسنت سے کسی قدر ملتے جلتے جواب لکھ کر مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی سے تقریظ لکھوانے میں کامیاب ہو گئے ان بزرگوں کو جب اس چالاکی کا علم ہوا تو ڈانٹ ڈپٹ کر کے اپنی تقریظیں واپس لے لیں کیونکہ یہ حضرات تو تحذیر الناس، براہین قاطعہ اور حفظ الایمان والوں کے خارج از اسلام ہونے کی تائید کر چکے تھے۔

Marfat.com

خراجِ عقیدت پیش کیا:۔

" وہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارثوں سے ہے۔ علمائے مشاہیر کا سردار اور معزز فاضلوں کا مایۂ افتخار، دینِ اسلام کی سعادت، نہایت محمود سیرت، ہر کام میں پسندیدہ، صاحبِ عدل، عالم باعمل، صاحبِ احسان، مولیٰ احمد رضا خاں ..... اللہ تعالےٰ نے سب سے نیک تر وقت اور سب سے شریف تر طالع اور سب سے مبارک تر ساعت میں مجھ پر احسان کیا کہ مشارٌ الیہ کے آفتابِ سعادت سے مجھے برکت ملی اور اس کے احسان و بخشش کے میدان میں مجھے پناہ ملی " ۔[1]

حضرت مفتیٔ مالکیہ کے برادرِ محترم، مولانا علی بن حسین مالکی رحمۃ اللہ نے اپنے تاثرات یوں پیش فرمائے :۔

" کیوں نہ ہو حالانکہ وہ آج دائرۂ علوم کا مرکز ہے اور قومِ اسلام کے گھر میں ستارہ ہائے آسمانِ علوم کا مطلع ہے۔ مسلمانوں کا یاور اور راہ یابوں کا نگہبان۔ جھوٹوں کی تیغِ بّراں سے گمراہ گروں، بے دینوں کی زبانیں کاٹنے والا۔ ایمان کے روشنی والے ستون کا بلند کرنے والا، حضرت مولیٰ احمد رضا خاں " ۔[2]

حرم شریف کے مدرس مولانا اسعد بن احمد دہان مکی رحمت اللہ علیہ نے اپنی تقریظ میں یوں لکھا ہے :۔

" میں اس عظمت والے رسالے (المعتمد المستند) پر مطلع ہوا جس کا مصنّف نادرِ روزگار، خلاصۂ لیل و نہار ہے وہ علامہ جس کے سبب پچھلے اگلوں پر فخر کرتے ہیں اور جلیل فہم والا جس نے اپنے روشن بیان سے سحبان فصیح البیان کو باقل بے زبان کر چھوڑا۔ میرا سردار اور میری سند

[1] حسام الحرمین : ص ۱۴۵ [2] ایضاً : ص ۱۴۹

Marfat.com

حضرت احمد رضا خاں بریلوی " ؎۱

موصوف کے بھائی، مولانا شیخ عبدالرحمٰن بن احمد دہان رحمۃ اللہ علیہ نے فاضل بریلوی کا تذکرہ یوں کیا ہے :-

" بالخصوص اس کی مدد کرنے کا حق ہے جو علماء کا معتمد اور رسوخ والے فاضلوں کا خلاصہ، علامۂ زماں، یکتائے روزگار، جس کے لیے علمائے مکہ گواہی دے رہے ہیں کہ وہ سردار ہے، بے نظیر ہے، امام ہے، میرے سردار اور میری جائے پناہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی - اللہ تعالےٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو اس کی زندگی سے بہرہ مند کرے " ؎۲

مفتی حنابلہ مولانا شیخ عبداللہ بن حمید مکی رحمۃ اللہ علیہ کے تاثرات بھی ملاحظہ ہوں کہ انہوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کی زیارت نصیب ہونے کو کتنی بڑی سعادت شمار کیا؟ فرماتے ہیں :-

" اس (اعلیٰ حضرت) کے دندان تبسم ریز کا بوسہ دیتے وقت میں نے اللہ سبحانہٗ تعالےٰ کی ایک ہزار دس حمدیں کیں اور اگر اس وقت مجھے وضو ہوتا تو اللہ تعالےٰ کے لیے سجدۂ شکر میں گرتا کہ اس نے ہم پر اس عالم محقق مدقق سے احسان کیا - زمانے کی بقا تک اس کے علم کا درخت بڑھتا رہے " ؎۳

اُنہیں دیکھ کر خوشی سے ہوئیں خندہ زن بہاریں
وہیں پھول مسکرائے وہ گزر گئے جہاں سے

یہ مکہ معظمہ کے چند اکابر علماء کے بیانات تھے - اب دیارِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ

---

؎۱ حسام الحرمین : ص ۱۶۱ ؎۲ ایضاً : ص ۱۶۵

؎۳ الدولۃ المکیہ : ص ۲۵

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم) کی تبسّم ریز اور مشک بار فضاؤں کا نظارا کیجئے۔ مفتی شافعیہ مولانا سید شریف احمد برزنجی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ ملاحظہ ہو:-

"اے علامہ کمال ماہر، مشہور ومشتہر، صاحب تحقیق وتنقیح وتدقیق وتزئین، عالم اہل سنت والجماعت جناب حضرت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ اس کی توفیق اور بلندی ہمیشہ رکھے۔ میں آپ کی کتاب المعتمد المستند کے خلاصہ پر واقف ہوا، تو میں نے اُسے مضبوطی اور پرکھ کے اعلیٰ درجے پر پایا۔ اس کے سبب آپ نے مسلمانوں کی راہ سے تکلیف دہ چیز ہٹا دی"۔ [1]

مدینہ منورہ کے مفتیٔ احناف، مولانا تاج الدین الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے المعتمد المستند کے دلائل کو پوری طرح جانچا۔ تحذیر الناس، براہین قاطعہ اور حفظ الایمان وغیرہ کتابوں کی کفریہ عبارات کو ہر ممکن پہلو سے دیکھا اور آخرکار آپ بھی شرعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے فتوے کی تائید اور اعلیٰ حضرت کی توصیف میں یوں رطب اللسان ہوئے:-

"میں مطلع ہُوا اس پر جو عالِم ماہر اور علامہ مشہور جناب مولیٰ فاضل حضرت احمد رضا خاں نے کہ علمائے ہند سے ہیں، اللہ عزوجل اس کے ثواب کو زیادہ کرے اور اس کا انجام خیر کرے، ان گروہوں کے رد میں لکھا جو دین سے نکل گئے اور وہ گمراہ فرقے جو زندیقوں، بے دینوں میں سے ہیں اور اس پر جو ان کے حق میں اپنی کتاب "المعتمد المستند" میں فتوے دیا تو میں نے اسے پایا کہ اس باب میں یکتا ہے اور اپنی حقانیت میں کھرا۔ تو اللہ تعالےٰ اسے اپنے نبی اور دین اور مسلمانوں کی طرف سے سب میں بہتر جزا عطا فرمائے اور اس کی عمر میں برکت دے، یہاں تک کہ اس کے سبب بدبخت گمراہوں کے سارے شبہات ہٹا دے"۔ [2]

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء) سے

---

[1] حسام الحرمین: ص ۲۱۵
[2] ایضاً: ص ۱۸۷

Marfat.com

خلیفۂ اجل اور نامور بزرگ ، مولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے " المعتمد المستند " کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ' کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار یوں فرمایا :۔

" میں اس شرف والے رسالے پر مطلع ہوا اور وہ خوش نما تحریر اور زیبا تقریر جو اس میں مندرج ہے دیکھی تو میں نے اُسے پایا کہ اسی سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں نہ کہ غیر سے اور وہی ہے جسے کان رغبت سے سنیں اور اس کی خوبی اور اس کا فیض ظاہر ہے ۔ اس کے مؤلف علامہ عالم جلیل ، دریائے زخار ، پُر گو ، بسیار فضل ، کثیر الاحسان ، دلیر دریائے بلند ہمت ، ذہین دانش مند ، بحرِ ناپید کنار ، شرف و عزت وسبقت والے صاحب ذکاء ، ستھرے ، نہایت کرم والے ، ہمارے مولیٰ ، کثیر النعم ، حاجی احمد رضا خاں کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہر جگہ مددگار رہے اور ہر جگہ اس کے ساتھ لطف فرمائے ۔" [1]

حضرت حاجی صاحب موصوف کے دوسرے خلیفۂ اجل مولانا شیخ احمد مکی امدادی رحمۃ اللہ علیہ کے تاثرات یہ ہیں :۔

" سن لو وہ پرہیز گار ، فاضل ستھرا ، کامل ہے ، پچھلوں کا معتمد اور اگلوں کا قدم بقدم ۔ فخر اکابر ، مولانا مولوی احمد رضا خاں ۔ اللہ تعالیٰ اس کے امثال کثیر کرے اور مسلمانوں کو اس کی درازیٔ عمر سے نفع بخشے ۔" [2]

مسجد نبوی کے مدرس مولانا سید حسین بن علامہ سید عبدالقادر طرابلسی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت مجدد مأتہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی نور اللہ مرقدہ' کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار یوں فرمایا :۔

" جب اللہ تعالےٰ نے اپنے اس چھوٹے سے بندے پر

---

[1] حسام الحرمین : ص ۱۲۹ [2] ایضاً : ص ۱۶۹

Marfat.com

یہ احسان فرمایا کہ میں اُن کے آستانے سے شرف یاب ہُوا جو علامہ کمال ماہر فہامہ مشہور ہیں، حامیِ ملّتِ محمدیہ طاہرہ اور اس صدی کے مجدِّد میرے استاد اور میرے پیشوا حضرت مولانا احمد رضا خاں ..... تو اس وقت حضرت استاد حفظہ اللہ تعالےٰ کا وہ رسالہ (الدولۃ المکیہ) جو کہ مکہ معظمہ میں لکھا تھا نکالا تو میں نے اُسے پایا کہ عجیب انتظام کا رسالہ ہے جو اپنے مصنّف کے لیے گواہی دے رہا ہے کہ وہی امام ہے۔" لہ

رئیس المصنفین، سرتاج العلماء، اسلام کے بطلِ جلیل اور دورِ حاضر کی یگانۂ روزگار و سرمایۂ افتخار ہستی، جواہر البحار، شواہد الحق اور حجۃ اللہ علی العلمین جیسی ایمان افروز باطل سوز کتابوں کے مصنّف، علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء) نے الدولۃ المکیہ پر تقریظ لکھتے ہوئے فرمایا :-

"میں نے اس (الدولۃ المکیہ) کو شروع سے آخر تک پڑھا اور تمام دینی کتابوں میں بہت زیادہ نفع بخش اور مفید پایا۔ اس کی دلیلیں بڑی قوی ہیں جو ایک امام کبیر اور علامۂ اجل کی طرف سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔ اللہ راضی رہے اس رسالے کے مصنّف سے اور اپنی عنایتوں سے ان کو راضی کرے اور ان کی تمام پاکیزہ امیدوں کو بر لائے۔" کہ

امام الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ (المتوفی ۱۵۰ھ) کے آستانۂ عالیہ کے اول مدرس مولانا محمد سعید بن مولانا عبد القادر نقشبندی رحمۃ اللہ علیہما نے الدولۃ المکیہ پر تقریظ لکھتے ہوئے فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے بارے میں اپنے تاثرات اور اکابر مبتدعین ہند کے متعلق شرعی تقاضوں کے پیشِ نظر اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی کا حق ادا کرتے ہوئے حکم شرع کی وضاحت فرمائی :-

"میں نے اس رسالے (الدولۃ المکیہ) پر پوری نگاہ ڈالی جو کہ فاضل

---

لہ الدولۃ المکیہ : ص ۸۵     کہ الدولۃ المکیہ : ص ۷۷، ۷۸

Marfat.com

امام، فخرِ انام، ملتِ محمدیہ کی طرف سے اپنے عزم کی تیز تلوار کے ذریعے مدافعت کرنے والے نے تحریر فرمایا ہے اور جو سنتِ محمدیہ کو مضبوط دانتوں سے پکڑے ہوئے ہے۔ اہلِ علم و معرفت میں برگزیدہ ہے یعنی مولانا مولوی احمد رضا خاں۔ ان کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ دین کی نصرت پر قائم رکھے کہ سرکشوں کے شبہات کو اپنی دلیلوں سے مٹاتے رہیں۔ میں نے اس رسالے کو پایا کہ مضبوط دلائل اس میں جمع کیے گئے ہیں۔۔۔۔ بے شک جو کچھ مولانا نے تحریر فرمایا ہے اسی پر عمل اور فتویٰ ہے۔۔۔۔ بے شک ان کلمات اور اقوال میں جو بھی ان (اعلیٰحضرت) کی مخالفت کرے وہ اہلِ کفر اور اہلِ طغیان میں سے ہے اور یہ بات دین کے اندر بوضاحت معلوم ہے کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ مخالفین کے کفر میں کوئی شک نہیں، بلکہ جو ایسے کی تکفیر نہ کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں جب کہ دلائل کی وضاحت کے بعد ایسا کرے۔" لے

حضرت مولانا موسےٰ علی شامی رحمۃ اللہ علیہ "الدولۃ المکیہ" پر تقریظ لکھتے ہوئے حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی جلالت اور شاندار کارناموں کے پیشِ نظر یوں زمزمہ خواں ہیں :-

"اس رسالے کا مصنف اماموں کا امام ہے۔ اس صدی کے دین کا مجدِّد جو یقین کے نور اور قلوب کے انوار کی روشنی سے آراستہ ہے یعنی شیخ احمد رضا خاں۔" ٢ھ

یہ حرمین طیبین اور بعض دیگر بلاد و امصار کے چند برگزیدہ علمائے کرام و فضلائے اعلام کی مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ (المتوفی سنہ ١٣٤٠ھ / سنہ ١٩٢١ء) کے بارے میں واضح شہادتیں بطور نمونہ پیش کی ہیں۔ انصاف پسند حضرات کے لیے یہی

---

لے الدولۃ المکیہ : ص ١٦٧ ٢ھ ایضاً : ص ٢٦٢

Marfat.com

بھی کافی ہیں جب کہ معاندین وحاسدین کے لیے تو حسام الحرمین، الدولۃ المکیہ ....
.... کفل الفقیہ، الاجازات المتینہ اور فتاوٰی الحرمین برجف ندوۃ المین ہی حقانیت کی جھنکار، تائید وتصدیق کی گونج اور تعریف وتوصیف اعلیٰ حضرت کی گھن گرج بھی ناکافی ہو کر رہ گئی۔ کیونکہ ؎

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا!

علمائے حرمین طیبین نے فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی بارگاہِ عالی میں اس لیے خراجِ عقیدت پیش کیا کہ انہوں نے آسمانِ علم وعرفاں کے نیر تاباں کی ضیاء پاشیاں اپنی آنکھوں سے دیکھیں، مجددانہ سرگرمیوں پر مطلع ہوئے۔ آپ کی بعض تصانیفِ عالیہ کے ذریعے علومِ دینیہ میں اعلیٰ حضرت کی وسعتِ نظر ملاحظہ ہو، بالمشافہ علمی مذاکرات ہوئے تو انہیں صاف نظر آگیا کہ یہی امامِ زمانہ اور چودھویں صدی کا مجدد ہے ۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء میں ان حضرات نے آپ کے رسالہ "فتاوٰی الحرمین برجفِ ندوۃ المین" پر تقاریظ لکھی تھیں ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں "المعتمد المستند" کی تائید میں تقریظیں لکھیں۔ اسی موقع پر "الدولۃ المکیہ" کے انوار چمکے اور انہوں نے آپ کی محققانہ مہارت دیکھی کفل الفقیہ الفاہم کے اندر فقیہِ اعظم کی شانِ فقاہت کا نظارا کیا۔ چنانچہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی خاطر ان حضرات نے آپ کی تائید وحمایت میں عدیم المثال قیام کیا اور گرم جوشی دکھائی۔ معاندین ومبتدعین کے بعض سرگردہ بھی اس موقع پر بغرضِ حج گئے ہوئے تھے۔ باری تعالیٰ شانہ، کو یہی منظور تھا کہ برٹش گورنمنٹ کی شطرنج کے ان مہروں اور اللہ ورسول (جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بدگویوں کی موجودگی میں ہی حق وباطل اور کھرے کھوٹے کا فیصلہ کیا جائے۔ فیصلہ بھی حرمین شریفین کی مقدس زمین میں علمائے حرمین طیبین کے ہاتھوں ہو۔ ہوا یہی کہ مبتدعین کے اکابر خائب وخاسر رہے۔ ذلیل وخوار اور روسیاہ روپوش ہو کر بھاگے لیکن دورِ حاضر کا یہ مجاہدِ اعظم، اسلام ومسلمین کا عظیم خیرخواہ اور چودھویں صدی کا مجدد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے اکابر سے امامت ومجددیت

Marfat.com

کی سند لے کر اپنے گھر واپس آیا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک ؎

نہ کیوں نازاں ہوں اخترؔ اہلسنت اپنی قسمت پر
رضاؔ لوٹے مدینے سے مجدد کی سند لے کر

(اخترؔ الحامدی)

*سابق مفتیٔ احناف، مولانا شیخ صالح کمال مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء) نے محافظ کتب حرم، مولانا سید اسمٰعیل بن سید خلیل مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) کے نام اسی دوران میں جو مکتوب گرامی لکھا تھا، وہ بھی معلومات افزا ہے۔ لہٰذا موقع و محل کی مناسبت سے اس کا اُردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے:-

بزرگی، اخلاق اور اوصافِ جمیلہ والے، حضرت اسمٰعیل آفندی حافظ الکتب!

ہمارے پاس ایک ہندی شخص آیا جس کو خلیل احمد کہا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ بعض علمائے ہند بھی تھے جو مکہ مکرمہ میں مجاور ہیں۔ وہ مجھے اپنی طرف راغب کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے خبر پہنچی تھی کہ میں اس سے ناخوش ہوں۔ کہنے لگا کہ اے میرے سردار! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ مجھ پر ناراض ہیں۔ اس کی آمد کا باعث یہ تھا کہ "براہین قاطعہ" میں اس سے جو کچھ واقع ہوا میں نے حضرت امیر حفظہ اللہ سے اس کا تذکرہ کر دیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا، کیا تو خلیل احمد انبھٹوی ہے۔ اس نے اثبات میں جواب دیا، تو میں نے کہا، تجھ پر حیف ہے کہ براہین قاطعہ میں ایسی گندی باتیں کہی ہیں اور اللہ تعالےٰ پر کذب کو جائز رکھتا ہے۔ اس کے باوجود چاہتا ہے کہ میں تجھ سے ناراض نہ رہوں۔ میں تیرے متعلق لکھ چکا ہوں کہ تو زندیق ہے۔ اب عذر اور انکار کیسا جب کہ "براہین قاطعہ" تیری جانب سے شائع ہو چکی ہے۔

کہنے لگا، اے میرے سردار! بے شک وہ کتاب میری ہے لیکن اس میں امکانِ کذب کا مسئلہ تو نہیں ہے اور اگر ایسی کوئی بات ہے تو میں اس سے توبہ کرتا ہوں اور اس میں جو کچھ مخالف مذہب اہلسنت کے ہو اس سے رجوع کرتا ہوں۔ میں نے کہا۔

Marfat.com

بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ۔

بعدہٗ میں نے کہا کہ "براہین قاطعہ" میرے پاس ہے اور جس کا تو انکار کرتا تھا وہ عبارتیں ابھی نکال کر دکھاتا ہوں کہ اللہ جل شانہٗ پر کیسی جرأت کی ہے ۔ یہ سن کر وہ معذرت اور خوشامد کرنے لگا اور بولا کہ یہ مجھ پر افترا ہے کہ میں نے براہین قاطعہ میں ایسا لکھا ہے ۔ حالانکہ میں تو ایک سُنی مسلمان ہوں ۔ میں نے اس میں نہ یہ بات لکھی ہے اور نہ ایسی کوئی اور جو مذہب اہلسنت کے خلاف ہو ۔ مجھے سخت تعجب ہُوا کہ جو بات اس کے ہندی زبان میں چھپے ہوئے رسالہ "براہین قاطعہ" میں موجود ہے ۔ اس سے کس طرح انکار کر رہا ہے ۔ چنانچہ مجھ پر واضح ہو گیا کہ وہ تقیہ کی آڑ میں باتیں کر رہا ہے گویا وہ روافض کی طرح ہے جو تقیہ کو واجب جانتے ہیں ۔ میں نے ارادہ کیا کہ "براہین قاطعہ" نکالوں اور ہندی زبان سمجھنے والا کوئی شخص بلاؤں ۔ اس طرح اس سے عبارات "براہین قاطعہ" کا اقرار کراؤں اور توبہ لوں ۔ لیکن وہ ہمارے پاس آنے کے اگلے روز جدّہ کی طرف بھاگ گیا ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔ اس واقعے سے آپ کو خبردار کرنا منظور تھا ۔ اللہ تعالےٰ آپ کو سلامت رکھے ۔

محمد صالح کمال

۲۸ ر ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

حضرت علامہ شیخ صالح کمال مکی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مکتوب گرامی سے انصاف پسند حضرات کو صورتِ حالات آئینہ کی طرح روشن نظر آجاتی ہے ۔ اس کے باوجود انصاف دشمن علماء نے بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکا دینے کی خاطر یوں مہم چلا رکھی ہے کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے علمائے حرمین کو دھوکا دیا تھا اور اپنے مخالفین کی کتابوں سے بعض عبارات ان کے سیاق و سباق سے کاٹ کر نکالیں ، من مانے مفہوم و مطالب کے قالب میں ڈھال کر انہیں عربی کا لباس پہنایا اور حرمین شریفین کے علمائے کرام کی خدمت

---

لہ ردِ شہاب ثاقب ، مطبوعہ کراچی : ص ۱۴۹ تا ۱۵۲

Marfat.com

میں پیش کر دیا۔ انہوں نے صحیح العقیدہ اور ذمہ دار عالمِ دین سمجھ کر خان صاحب کی تصدیق و تائید کر دی لیکن انصاف کی دنیا میں ان حضرات کے ایسے جملہ بیانات حقیقت کا منہ چڑانے کے مترادف ہیں۔ معاندین کے ایسے الزامات محض اپنے اکابر کی غلطیاں پالنے، عام مسلمانوں کو صورتِ حال سے بے خبر رکھ کر زمرۂ اہلسنت وجماعت سے نکالنے اور انہیں گمراہی کے گہرے گڑھے میں ڈالنے کی خاطر ہیں بھلا تکفیر جیسے معاملے میں اتنے علمائے حرمین شریفین محض ایک عالمِ دین کے کہنے پر، خود تحقیق و تشفی کیے بغیر تصدیق و تائید کر سکتے تھے؟ کیا وہ جملہ علمائے کرام منصب افتاء کی عظیم ذمہ داری اور تکفیر جیسے نازک ترین مرحلے پر شرعی احتیاط و مراعات اور تحقیق و تفحص کے طریقہ کو نظر انداز کر گئے تھے۔ بھلا وہ ایسا کیوں کرتے؟ آخر انہیں خوفِ خدا اور خطرۂ روزِ جزا سے عاری کیوں ٹھہرایا جا رہا ہے؟ حالانکہ وہ عالمِ اسلام کے مرجع اور دینِ مصطفوی کے عَلَم بردار و امین تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ کتنے ہی اکابر علمائے حرمین شریفین تو فاضلِ بریلوی سے اُن کی تصانیف کی بدولت پہلے ہی متعارف تھے نیز اس واقعہ سے چھ سال پہلے انہوں نے ندویوں کے خلاف اعلیٰ حضرت کے رسالہ "فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین" پر آپ کی تائید میں تقاریظ لکھی تھیں، لہٰذا بے خبری اور ناواقفیت کیسی؟ علاوہ بریں کفریہ عبارتیں لکھنے والوں میں سے خلیل احمد انبھٹوی مصنف "براہین قاطعہ" کا ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۷ء اور مولوی اشرف علی تھانوی مصنف "حفظ الایمان" کا ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء میں انتقال ہوا تھا۔ اگر دھوکا دہی کا ادنیٰ سا شائبہ بھی ہوتا تو کیا انبھٹوی صاحب تئیس ۲۳ سال میں اور تھانوی صاحب پورے انتالیس سالہ بقیہ دور میں صحیح صورتِ حال کی علمائے حرمین طیبین کے سامنے وضاحت نہیں کر سکتے تھے؟ جب مذکورہ دونوں حضرات اور ان کے سارے متبعین و معتقدین کسی ایک مکی یا مدنی عالم سے ایسا بیان جاری نہ کروا سکے، تحریر نہ لے سکے کہ مجھے دھوکا دیا گیا تھا تو اس ساری پروپیگنڈا لائن کی وقعت محض ایک دھاندلی سے زیادہ اور کیا ہے؟ جب کہ صورتِ حال اس سے قطعاً مختلف نہیں ہے جس پر کہ حکمِ شرعی جاری کیا گیا۔ نیز جن عبارتوں پر گرفت کی گئی تھی ان میں تاویل و توجیہہ کا کوئی اسلامی پہلو

Marfat.com

بھی ان عبارتوں کے مصنفین سے تنفر پر دخترِ بر کے کسی میدان ہیں دکھایا جا سکا اور نہ ان کے متبعین اور انہیں مسلمان گردانتے والے ہی آج تک کسی اسلامی پہلو کا ثبوت دے سکے ہیں جس پر عبارت کو محمول کر کے اس کے مصنف کو مسلمان سمجھا جا سکے۔ اس کے باوجود یارانِ تیز گام کی چوری اور سینہ زوری یقیناً ایک ایسی جسارت ہے جس کا جواب نہیں۔ کیونکہ ؎

خار کو گل اور گل کو خار جو چاہے کرے

تو نے جو چاہا کیا، اے یار جو چاہے کرے

فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کی ساری عمر خدمتِ دین اور خیر خواہی مسلمین کے لیے وقف رہی ۱۲۸۶ھ سے ۱۳۴۰ھ تک متواتر چون سال قلمی جہاد کرتے رہے جہاں اور جس فتنے نے سر اٹھایا۔ آپ اس کے رُو برو سینہ سپر جا ہوئے۔ میدانِ قلم میں وہ جولانی دکھائی کہ مبتدعینِ زمانہ کے اکابر و عمائد بھی علم و فضل کے بلند بانگ دعاوی کے باوجود آپ کے سامنے آنے سے تھرّاتے رہے۔ کوئی مخالف آپ کی کسی تصنیف کا آج تک جواب نہیں لکھ سکا، بلکہ کسی ایک حوالے تک کو غلط ثابت نہیں کر سکا۔ قلم کی یہ سلامت روی یقیناً کرامت ہے جو خاص بزرگانِ دین ہی کا حصہ ہے۔ رہا جھوٹے الزامات کے پہیئے لگا کر اپنی اپنی گاڑیاں چلانے کا معاملہ، تو یہ اپنے اپنے ظرف اور ضمیر کی بات ہے، شاید یہ کسی کے نزدیک خدمتِ دین یا منزلِ تقویٰ و طہارت یا ذریعۂ نجات ہو۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا شمار ایک ہزار کے لگ بھگ ہے۔ آپ کا شمار امتِ محمدیہ کے ان چند بزرگوں میں ہوتا ہے جو کثرتِ تصانیف کی وجہ سے ممتاز ہیں۔ آپ نے تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث، اسماء الرجال فقہ، اصولِ فقہ، کلام اور تصوف کی ڈیڑھ سو ضخیم کتابوں پر حواشی لکھے تھے، حالانکہ اتنی کتابوں پر آج تک کوئی پوری جماعت بھی حواشی نہیں لکھ سکی ہے۔ اہلسنت کی بے حسی کا اندازہ بھلا کون کر سکتا ہے کہ اس نابغۂ روزگار حواشی کو شائع کروانے کا آج تک کوئی اہتمام کیا ہی نہیں ہے۔ علاوہ بریں آپ کی کتنی ہی تصانیف تا حال زیورِ طبع سے محروم رہ کر کیڑوں کی خوراک بنتی جا رہی ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے فقہ کی مشہور و معروف کتاب "ردّالمحتار"

Marfat.com

پر پانچ ضخیم جلدوں میں "جد الممتار" کے نام سے شرح لکھی۔ فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدیں ہیں اگر اسے فتاویٰ رشیدیہ اور امداد الفتاویٰ کے سائز پر چھپوایا جائے تو صفحات کی گنتی پچیس ۲۵ ہزار سے بھی تجاوز کر جائے گی۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ٥

**مقامِ ابوطالب** نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے شفیق چچا یعنی ابوطالب کے متعلق ایسا کون سا مسلمان ہوگا جس کے دل میں یہ آرزو کروٹیں نہ لیتی ہو کہ کاش! وہ ایمان لے آتے۔ اگرچہ کتنے ہی حضرات نے اپنے اسی جذبۂ عقیدت کو انتہائی کمزور دلائل کے سہارے پروان چڑھانے کی کوشش کی ہے لیکن تسلی بخش کوئی ایک دلیل بھی ایسی کسی کو دستیاب نہیں ہو سکی جس کے سہارے ابوطالب کو مومن کہا جا سکے۔

اعلیٰحضرت مجدد مأتہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے اس موضوع پر بھی قلم اٹھایا اور اپنے رسالہ مبارکہ شرح المطالب فی مبحث ابی طالب میں تین آیات پندرہ احادیث اور اسی صحابہ کرام، تابعین عظام وعلمائے اعلام کے ڈیڑھ سو اقوال سے ثابت کیا کہ ابوطالب آخری دم تک ایمان نہیں لائے تھے۔ اس سلسلے میں فریق ثانی کے مزعومہ دلائل کا ناقابل اعتبار ہونا ثابت فرمایا ہے۔ یہ اس مجموعے کا چوتھا رسالہ ہے۔

شرح المطالب کی تحقیقات جلیلہ کا مطالعہ کرنے سے اہل علم پر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ ابوطالب کو مومن بتانے والوں کے پلے ایسی ایک بھی دلیل نہیں ہے جس سے ان کا ایمان ثابت کیا جا سکے۔ اس موضوع پر قاضیٔ مکہ مکرمہ اور مفتی شافعیہ یعنی شیخ احمد بن زین دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء) کا رسالہ اسنی المطالب قابل ذکر ہے جنہوں نے ابوطالب کی نجات ثابت کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس رسالے کو اگر شرح المطالب کے بالمقابل رکھیں۔ دونوں کے دلائل کا موازنہ کریں تو صاف نظر آنے لگتا ہے کہ ایمانِ ابوطالب پر دلالت کرنے والی کوئی حجت بھی قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ والعلم عند اللہ۔

**اجابتِ اجیرہ** : مجدد مأتہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت سے بغاوت کرنے والے دیوبندی ٹولے پر اتمامِ حجت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ سیکڑوں کتابوں کے ذریعے انہیں راہِ راست پر لانے کی کوشش کی لیکن اکابر دیوبند نے اپنی روش سے سرِ مُو ہٹنا منظور نہ کیا۔ احسان فراموشی اور ستم ظریفی کی حد کرتے ہوئے علمائے دیوبند نے فہمائش کرنے والے بزرگوں پر سبّ و شتم کرنا اور قسم قسم کے الزامات کی بارش برسانا ہی اپنے ساختہ دین کا رُکنِ اوّل قرار دے لیا تھا اکابر اہلِ سنت کے نام سے کتابیں تک گھڑیں۔ ان کے مطابع، صفحے بلکہ عبارتیں تک گھڑ لیں۔ ستم ظریفی کی انتہا کرتے ہوئے فرضی وخیالی عبارتوں سے علمائے اہلسنت پر حجت قائم کرنے لگ جاتے جب یہود و روافض تک اس طائفہ نے کان کترنے شروع کر دیے تو علمائے دیوبند کے راہِ راست کی جانب آنے کی اُمیدوں پر پانی پھرتا ہُوا نظر آنے لگا۔ مدارسِ دیوبند کے چند مولوی جن کے معتقدین کی تعداد دو چار ہزار سے زیادہ نہ تھی، ان کا پورے ملک کے اہلسنت وجماعت کے خلاف صف آرا ہو جانا برٹش گورنمنٹ کی پُشت پناہی کے سبب تھا جس کے ہاتھوں یہ حضرات عاقبت کو فروخت کر کے چوں قلم در دستِ کاتب بنے ہوئے تھے۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دیوبندیوں کے حکیم الامت کہلانے والے مولوی اشرف علی تھانوی (المتوفی سنہ ۱۳۶۲ھ / سنہ ۱۹۴۳ء) پر جس طرح حجت تمام کی اور تھانوی صاحب جس طرح بھیگی بلّی بن کر تھانہ بھون میں دبکے پڑے رہے۔ اس مختصر رسالے میں اسی حقیقت کی جانب اشارات مذکور ہوئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ کے مجددانہ کارناموں کو دیکھ کر بے ساختہ ہر مسلمان یہ کہہ اٹھتا ہے:۔

دُودھ کا دُودھ، پانی کا پانی کیا
کس نے تیرے سوا شاہ احمد رضا

## اختتام

مجددِ مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ جب سابقہ مجددین اور اکابرِ ملت کی طرح اپنا فریضہ ادا کر چکے تو ۲۵ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۰ھ / سنہ ۱۹۲۱ء کو اس جہانِ فانی سے جنت الفردوس کی جانب روانہ ہوئے اور

Marfat.com

اپنے مالکِ حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے ۔ وفات سے تقریباً پانچ ماہ پیشتر رمضان المبارک
کے مہینے میں کوہ بھوالی پر خامۂ قدرت نے تاریخ وصال کی خاطر آپ کی زبانِ مبارک
پر یہ آیۃ کریمہ جاری فرمائی وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ
آپ نے ایک ہزار کے لگ بھگ چھوٹی بڑی تصانیف اور بے شمار علمی فرزند اپنی یادگار چھوڑے
جن سے علمی دنیا منور ہوتی رہے گی اور قیامت تک مسلمان آپ کے فیوض و برکات سے
مستفید و مستفیض ہوتے رہیں گے ۔ انشاء اللہ تعالےٰ

برادرِ محترم مولانا انوار الاسلام صاحب قادری رضوی مدظلہ، قابلِ تحسین و آفرین ہیں
جو اعلیٰحضرت، عظیم البرکت علیہ الرحمہ کے" نادر و نایاب رسائل کے مجموعے شایانِ شان
طریقے سے شائع کروا رہے ہیں ۔ پانچ رسائل کا یہ خوشنما اور انمول مجموعہ فاضل بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق خاطر کا منہ بولتا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے ؟ حضرت علامہ حافظ
محمد احسان الحق صاحب قادری رضوی مدظلہ، نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے "الاجازات
المتینہ کا ترجمہ کیا اور جابجا حواشی لکھے ۔ اللہ تعالےٰ انہیں اس محنت کی کامل جزا مرحمت
فرمائے ۔ نیز اس ننگِ خلقت و سراپا معصیت کو عافیتِ دارین و حُسنِ خاتمہ کی دولت
سے نوازے ۔ آمین

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك
انت التواب الرحيم ۰ وصلى الله تعالى على حبيبه سيدنا
ومولٰنا محمد وعلى اٰله وصحبه اجمعين ۔

خاکپائے علماء
عبدالحکیم خاں مجدّدی مظہری
المعروف بہ
اختر شاہجہان پوری
دارالمصنّفین لاھور

۱۹ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ
۲۳ دسمبر ۱۹۷۵ء

Marfat.com

# المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ

ــــــ از افادات ــــــ

مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ اعلیحضرت جناب محمد احمد رضا خاں قدس سرہ

مکتبہ حامدیہ ــــ گنج بخش روڈ ــــ لاہور

Marfat.com

# فہرست


مدارس کے اقسام اور اخذ امداد کے احکام ۹۲
لیڈر امداد چھڑاتے ہیں اور مخرب دین تعلیمیں نہیں چھوڑتے ۹۳
لیڈر نصاریٰ کی ادھوری غلامی چھڑاتے اور مشرکین کی پوری غلامی مناتے ہیں ۹۴
موالات ہر کافر سے حرام ہے ۹۵
موالات صوریہ کے احکام ۹۵
مجرد معاملات کا حکم ۹۶
احکام الٰہیہ میں لیڈروں کی طرح طرح کی کھینچ تان بلکہ کایا پلٹ ۹۶
تعلیم کے لیے امداد لینا اور لیڈران کی دینی، الٹ کہ اسلام اُن کو نہ جب مدِ نظر تھا نہ اب ہے ۹۷
موالات کی بحث ۹۸
آیۂ ممتحنہ کا روشن بیان ۹۹
آیۂ ممتحنہ میں ائمہ حنفیہ کا مسلک ۹۹
آیت میں نسخ کے اقوال ۱۰۴
یہاں مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں جو اس کی طرف بلاتے ہیں مسلمانوں کے بدخواہ ہیں ۱۰۹
خود قرآن عظیم سے اس آیت کی منسوخی کا ثبوت اگر ہر غیر محارب کو عام مانی جائے ۱۱۰
سب کافروں سے قتال و غلظت کا حکم ہے اگرچہ محارب بالفعل نہ ہوں محارب بالفعل کی تخصیص منسوخ ہوگئی ۱۱۱
تمام مشرکین ہند محارب بالفعل ہیں اور محارب بالفعل کے معنی کی تحقیق ۱۱۷
یہاں کے کسی کافر فقیر کو بھیک دینا بھی جائز نہیں ۱۲۲
یہ عبارات ائمہ لیڈروں پر سخت اشد ہیں ۱۲۸
تحقیق مصنف موالات کی تقسیم اور اس کے احکام کا بیان ۱۲۹
میل طبعی کا حکم ۱۳۰


Marfat.com

موالات صوریہ کے احکام ۱۳۱

مدارات کا بیان ۱۳۲

حربی غیر معاہد سے موالات کی خالی صورت بھی حرام ہے ۱۳۳

آیۂ ممتحنہ میں برو موالات سے کیا مراد ۱۳۴

معنی اقساط کی تحقیق ۱۳۴

لیڈروں نے خاص مقاتلین بالفعل سے وداد منایا پھر کریمہ ممتحنہ کا نام لینا کتنی بے ایمانی ہے ۱۳۶

للہ انصاف آیت میں رخصت تھی تو کاہے کی اور انھوں نے کیا ظلم ڈھائے ۱۳۸

لیڈران سے ضروری سوال ۱۴۱

ترکِ موالات میں لیڈران کی افراط و تفریط ۱۴۱

انگریزوں کو خوش کرنے کے بہتانی الزام کا رد ۱۴۲

مشرکین سے معاہدہ کا بیان اور لیڈروں کا بلیغ رد ۱۴۴

مشرکوں سے اتحاد ۱۴۵

لیڈران کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی خلافِ خدا حکم فرما سکتے ہیں ۱۴۵

لیڈران کے نزدیک دشمنانِ خدا سے اتحاد میں خدا کی محبت ہے ۱۴۶

مشرکوں سے معاہدہ لیڈران کے اصل اغراض ۱۵۱

مشرکوں کا برادر بننا حرام ہے ۱۵۱

کافروں سے اتحاد کرنے والے بحکم قرآن کافر ہیں ۱۵۲

کافروں کا حلیف بننا حرام ہے ۱۵۲

اصل مقصود سلطنت گورنمنٹ ہے اماکن مقدسہ اور ترکوں کا نام ٹٹی ہے ۱۵۵

مشرکوں سے استعانت کی بحث جلیل ۱۵۵

استعانت مشرکین کے حرام ہونے پر آیات قرآنیہ ۱۵۵

ضرور ملاحظہ ہو کر لیڈران نے اس آیۂ کریمہ کے ایک ایک جملہ کو کیسا کیسا رد کیا کس کس طرح جھٹلایا۔ ۱۵۶

Marfat.com

استعانت بمشرکین کی تحریم پر صحیح حدیثیں ۱۶۲
بعض روایات کہ استعانت میں پیش کی جاتی ہیں اُن کا حال ۱۶۶
یہود سے استعانت کے پانچ جواب ۱۶۹
صفوان بن امیہ سے استعانت کے روشن جواب ۱۷۰
استعانت جائز ہے تو صرف ذمی سے ہے حربی سے مطلقاً حرام ہے ۱۷۲
امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہمارے امام اعظم وجملہ ائمۂ حنفیہ کے نزدیک ذمی میں بھی خاص
کتابی سے استعانت جائز ہے مشرک سے مطلقاً حرام ہے۔ ۱۷۳
مصنف کی طرف سے تحقیق مقام اور استعانت کے اقسام اور اُن کے احکام ۱۷۵
کافر کو کتا بنا کر استعانت جائز ہے جب وہ ہمارے ہاتھ میں کتے کی طرح مسخر ہو ۱۷۶
ذلیل وقلیل کافروں سے استعانت کی اجازت ہو گی نہ کہ انبوہِ کثیر سے ۱۷۷
استخدام کی چار صورتیں اور ان کے احکام ۱۷۷
کافر کو راز دار بنانا مطلقاً حرام ۱۷۷
کافر کو محرری پر نوکر رکھنے کی ممانعت ہے ۱۷۸
کافر کی تعظیم یا اُسے کوئی ایسی نوکری دینا جس میں اس کی تعظیم نکلے حرام ہے ۱۸۰
بے تعظیمی کے ساتھ بھی کافر سے استعانت صرف وقت حاجت جائز ہے ۱۸۱
کافر سے صرف اس صورت کی استعانت جائز ہے ۱۸۱
دربارہ استعانت احکام شریعت تو یہ تھے اب دیکھیے کہ لیڈروں نے انھیں کیسا کیسا بدلا ۱۸۲
خطبہ جمعہ میں گاندھی کی تعریف داخل کرنے کا رد ۱۸۵
دربارہ استعانت جو فتوای شاہجہانپور لیڈران نے شائع کیا اُس میں خود اُن کی موت ہے
مگر لیڈران کو نہیں سُوجھتی۔ ۱۸۶
مفتیوں کو ہدایت ۱۸۸
مساجد میں مشرک کے لے جانے کا رد ۱۸۸
لیڈران کی بہی خواہی اسلام ۱۹۲

Marfat.com

لیڈران کی اسلامی غیرت ۱۹۳
لیڈران محض اغوا کے لیے مسئلہ دخول مساجد کا نام لیتے ہیں اُنھوں نے جو کیا بالاجماع حرام قطعی ہے۔ ۱۹۳
بدایونی لیڈر بننے والے اپنے حق میں احکام ائمۂ کرام دیکھیں ۱۹۴
دربارۂ مساجد لیڈران کا پیش کردہ شاہجہانپوری فتویٰ خود اُنھیں پر رد ہے ۱۹۵
مفتی کو ہدایت ۱۹۶
شریعت کے ساتھ لیڈروں کی حالت ۱۹۶
ضروری عرض واجب اللحاظ ۱۹۷
ترکِ معاملت پر ایک نظر ۱۹۷
اخبارات و مطابع کیوں نہیں بند کرتے ۱۹۹
لیڈران اوروں کو ترکِ تعاون کی طرف بلاتے ہیں اور خود اُن کا عمل اُس کے خلاف ہے۔ ۲۰۰
لیڈروں پر لیڈروں سے مقاطعہ فرض ہے ۲۰۱
ہندوؤں کی دیگ موافقت سے باگی کا چاول ۲۰۲
ہندو کیوں ملے ہیں اس کا راز ۲۰۲
امر منکر پر رد و انکار کس حالت میں فرض ہے اور کہاں اُس کا حکم نہیں ۲۰۴
جہاد کے احکام و اقسام کا ذکر ۲۰۷
یہاں کے مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں اور واقعۂ کربلا سے لیڈران کا استناد اغوائے مسلمین ۲۰۸
دیکھو امام نے کیا کیا اور تم کیا کر رہے ہو کیوں اسلام و کفر ملاتے ہو۔ ۲۱۰


Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## مسئلہ مرسلہ مولوی حاکم علی صاحب بی۔ اے حنفی نقشبندی مجددی پروفیسر سائنس اسلامیہ کالج لاہور ۱۴ صفر ۱۳۳۹ھ

اللہ تعالیٰ نے ہمیں کافروں اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ تولّی سے منع فرمایا ہے مگر ابوالکلام زبردستی تولّی کے معنی معاملت اور ترکِ موالات کو ترکِ معاملت "نان کوآپریشن" قرار دیتے ہیں اور یہ صریح زبردستی ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کے ساتھ کی جارہی ہے مذکور نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۰ء کی جنرل کونسل کی کمیٹی میں تشریف لاکر اطلاق یہ کردیا کہ جب تک اسلامیہ کالج لاہور کی سرکاری امداد بند نہ کی جائے اور یونیورسٹی سے اس کا قطع الحاق نہ کیا جاوے تب تک انگریزوں سے ترکِ موالات نہیں ہوسکتی اور اسلامیہ کالج کے لڑکوں کو فتویٰ دے دیا کہ اگر ایسا نہ ہو تو کالج چھوڑ دو لہٰذا اس طرح سے کالج میں بے چینی پھیلادی کہ پھر پڑھائی کا سخت نقصان ہونا شروع ہوگیا علامہ مذکور کا یہ فتویٰ غلط ہے یونیورسٹی کے ساتھ الحاق قائم رہنے سے اور امداد لینے سے

---

## نقلِ خط مولوی صاحب

آقائے نامدار مؤیدِ ملتِ طاہرہ مولینا وبالفضل اولینا جناب شاہ احمد رضا خان صاحب دام ظلہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پشت ہذا پر کا فتویٰ مطالعہ گرامی کے لیے ارسال کرکے التجا کرتا ہوں کہ دُوسری نقل کی پشت پر اس کی تصحیح فرماکر احقر نیازمند کے نام بواپسی ڈاک اگر ممکن ہوسکے یا کم ازکم دُوسرے روز بھیج دیویں انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس بروز اتوار بتاریخ ۳۱۔ اکتوبر ۲۰ء منعقد ہوتا ہے اُس میں یہ پیش کرنا ہے کہ دیوبندیوں اور نیچریوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے میں کوئی تامل نہیں کیا ہے ہندوؤں اور گاندھی کے ساتھ موالات قائم کرلی ہے اور مسلمانوں کے کاموں میں روڑھا اٹکانے کی ٹھان لی ہے للہ عالم حنفیہ کو ان کے ہاتھوں سے بچائیں اور عنداللہ ماجور ہوویں۔ نیازمند دعاگو حاکم علی بی اے موتی بازار لاہور۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء

Marfat.com

معاملت قائم رہتی ہے نہ کہ موالات جس کے معنیٰ محبت کے ہیں نہ کہ کام کے جو کہ معاملت کے معنی ہیں مذکور کی اس زبردستی سے اسلامیہ کالج تباہ ہو رہے ہیں۔ مولوی محمود الحسن صاحب، مولوی عبدالحی صاحب تو دیوبندی خیالات کے ہیں زبردستی فتوے اپنے مدعا کے مطابق دیتے ہیں لہٰذا میں فتوے دیتا ہوں کہ یونیورسٹی کے ساتھ الحاق اور امداد لینا جائز ہے میرے فتوے کی تصحیح اُن اصحاب سے کرائیں جو دیوبندی نہیں مثلاً مؤید ملت طاھرہ حضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں قادری صاحب بریلوی علاقہ روھیلکھنڈ اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ممالک مغربی و شمالی۔

**الجواب**: موالات و مجرد معاملت میں زمین آسمان کا فرق ہے دنیوی معاملت جس سے دین پر ضرر نہ ہو سوا مرتدین مثل وہابیہ دیوبندیہ و امثالہم کے کسی سے ممنوع نہیں۔ ذمی تو معاملت میں مثل مسلم ہے:

لھم مالنا وعلیھم ما علینا۔ — اُن کے لیے ہے جو ہمارے لیے اور اُن پر ہے جو ہم پر۔

(یعنی دنیاوی منافع میں ہماری طرح اُن کو بھی حصہ دیا جائے گا اور دنیوی مواخذہ اُن پر بھی وہی ہوگا جو ایک مسلمان پر کیا جائے گا)

اور غیر ذمی سے بھی خرید و فروخت اجارہ استیجار، ہبہ واستیہاب بشروطہا جائز، خریدنا مطلقاً ہر مال کا کہ مسلمان کے حق میں متقوم ہو اور بیچنا ہر جائز چیز کا جس میں اعانت حرب یا اہانت

---

**جواب خط مولوی صاحب** مکرم کرم فرما جناب مولوی حاکم علی صاحب بی اے سلمہم بعد اہدائے ہدیہ مسنونہ ملتمس کل گیارہ بجے آپ کا فتویٰ آیا اُس وقت سے شب کے بارہ بجے تک اہم ضروریات کے سبب ایک حرف لکھنے کی فرصت نہ ہوئی۔ آج صبح بعد وظائف یہ جواب املا فرمایا امید کہ مجموعہ فتاوٰی کی نقل کے بعد آج ہی کی ڈاک سے مرسل ہو اور مولیٰ تعالیٰ قادر ہے کہ کل ہی آپ کو پہنچ جائے مامول کہ وقت پر موصول ہونے سے مطلع فرمائیں والسلام فقیر مصطفیٰ رضا قادری نوری عفی عنہ

۱۵ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ

Marfat.com

اسلام نہ ہو۔ اُسے نوکر رکھنا جس میں کوئی کام خلافِ شرع نہ ہو اس کی جائز نوکری کرنا جس میں مسلم پر اُس کا استعلا نہ ہو ایسے ہی امور میں اُجرت پر اُس سے کام لینا یا اُس کا کام کرنا بمصلحت شرعی اُسے ہدیہ دینا جس میں کسی رسم کفر کا اعزاز نہ ہو اُس کا ہدیہ قبول کرنا جس سے دین پر اعتراض نہ ہو حتیٰ کہ کتابیہ سے نکاح کرنا بھی فی نفسہ حلال ہے وُہ صلح کی طرف جھکیں تو مصالحت کرنا ........ . مگر وُہ صلح کہ حلال کو حرام کرے یا حرام کو حلال یونہی ایک حد تک معاہدہ و موادعت کرنا بھی اور جو جائز عہد کر لیا اُس کی وفا فرض ہے اور غدر حرام الی غیر ذالک من الاحکام۔ درمختار میں ہے:

والمرتدة تحبس ابدا ولا تجالس و لا تؤاکل حتی تسلم ولا تقتل اھ قلت وھو العلة فانھا تبقی ولا تُفنی وقد شملت المرتد فی اعصارنا و امصارنا لا متناع القتل۔

مرتد عورت دائم الحبس کی جائے گی اور نہ اُس کے پاس کوئی بیٹھے نہ اُس کے ساتھ کوئی کھائے یہاں تک کہ وُہ اسلام لائے اور قتل نہ کی جائے گی میں کہتا ہوں یہی ان احکام کا سبب ہے کہ وُہ باقی چھوڑ دی جاتی ہے اور فنا نہیں کی جاتی اور اب اس ملک میں یہ سبب مرتد کو بھی شامل ہو گیا کہ قتل نہیں کیا جا سکتا۔

محیط میں ہے:

اذا اخرج للتجارة الی ارض العدو بامان فان کان امرا لا یخاف علیہ منہ وکانوا قوما یوفون بالعھد یعرفون بذالك ولہ فی ذالك منفعة فلا باس۔

جب دشمن کے شہر کو اماں لے کر تجارت کیلئے جائے اگر معاملہ ایسا ہو کہ اس پر اُس سے اندیشہ نہیں اور وہ کافر عہد پورا کرنے میں مشہور ہوا اور اُسے وہاں جانے میں نفع ہو تو حرج نہیں۔

ہندیہ میں ہے:

اذا اراد المسلم ان یدخل

جب مسلمان دار الحرب میں اماں لے کر

Marfat.com

دار الحرب بامان للتجارة لم یمنع ذلك منه وكذلك اذا اراد حمل الامتعة الیهم فی البحر فی السفینة۔

جانا چاہے تو اس سے منع نہ کیا جائے گا اور یونہیں جب کچھ اسباب دریائی سفر میں اُن کی طرف کشتی میں لے جائے۔

اُسی میں ہے:

قال محمد لاباس بان یحمل المسلم الی اهل الحرب ماشاء الا الكراع والسلاح فان كان خزا من ابریسم او ثیابا رقاقا من القز فلا باس بادخالها الیهم ولا باس بادخال الصفر والشبه الیهم لان هذا لا یستعمل للسلاح۔

امام محمد نے فرمایا مسلمان جو مال تجارت چاہے حربیوں کی طرف لے جا سکتا ہے مگر گھوڑے اور ہتھیار تو اگر ریشمی دوپٹے یا دیبا کے پتیل کپڑے ہوں تو انھیں اُن کی طرف لے جانے میں حرج نہیں اور تانبا اور جست اُن کی طرف لے جانے میں مضائقہ نہیں کہ ان سے ہتھیار نہیں بنتے۔

اُسی میں ہے:

لا یمنع من ادخال البغال والحمیر والثور والبعیر۔

خچر اور گدھے اور بیل اور اونٹ دار الحرب میں لے جانا مضائقہ نہیں رکھتا۔

فتاوائے امام طاہر بخاری میں ہے:

مسلم آجر نفسه من مجوسی لاباس به۔

مسلمان کسی مجوسی کے یہاں مزدوری کرے تو حرج نہیں۔

ہدایہ میں ہے:

من ارسل اجیرا له مجوسیا اوخادما فاشتری لحما فقال اشتریته من یهودی او نصرانی

جس نے اپنا نوکر یا غلام مجوسی بازار کو بھیجا اُس نے گوشت خریدا اور کہا میں نے یہودی یا نصرانی یا مسلمان سے

Marfat.com

او مسلم وسعه اكله۔

خریدا ہے اُسے اُس کے کھانے کی گنجائش ہے (معاملات میں کافر کا قول مقبول ہے)

درمختار میں ہے:

الكافر يجوز تقليده القضاء ليحكم بين اهل الذمة ذكره الزيلعي في التحكيم۔

بادشاہِ اسلام اگر کسی کافر کو قاضی بنائے کہ ذمی کافروں کے مقدمے فیصل کرے تو جائز ہے اسے زیلعی نے باب تحکیم میں ذکر کیا۔

محیط میں ہے:

قال محمد ما يبعثه ملك العدو من الهدية الى امير جيش المسلمين او الى الامام الاكبر وهو مع الجيش فانه لا باس بقبولها ويصير فيئا للمسلمين وكذلك اذا اهدى ملكهم الى قائد من قواد المسلمين له منعة ولو كان اهدى الى واحد من كبار المسلمين ليس له منعة يختص هو بها۔

امام محمد نے فرمایا دشمنوں کا بادشاہ جو ہدیہ مسلمانوں کے سپہ سالار یا خلیفہ حاضر لشکر کو بھیجے اُس کے قبول میں حرج نہیں تو وہ سب مسلمانوں کے لیے ملک مشترک ہو جائے گا یوہیں جب ان کا بادشاہ مسلمانوں کے کسی فوجی سردار کو ہدیہ بھیجے جس کے پاس فوج ہو اور اگر کسی اسلامی سردار کو بھیجا جس کے پاس اس وقت فوج نہیں تو یہ ہدیہ خاص اُسی سردار کی ملک ہوگا۔

اُسی میں ہے:

لو ان عسكرا من المسلمين دخلوا دار الحرب فاهدى اميرهم الى ملك العدو هدية فلا باس به وكذلك لو ان امير الثغور اهدى الى ملك العدو هدية واهدى

اگر مسلمانوں کا کوئی لشکر دار الحرب میں داخل ہو اور سردار لشکر کچھ ہدیہ دشمنوں کے بادشاہ کو بھیجے اُس میں حرج نہیں اور یوہیں اگر سرحدوں کا سردار دشمنوں کے بادشاہ کو کوئی ہدیہ بھیجے اور دشمنوں کا

Marfat.com

| | |
|---|---|
| ملك العد والیه هدیة۔ | بادشاہ اُسے ہدیہ بھیجے۔ |
| وقال اللہ تعالیٰ والمحصنٰت من المومنٰت والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم اذا اٰتیتموھن اجورھن وتمام تحقیقه فی فتاوینا وقال تعالیٰ وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وقال تعالیٰ الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظھروا علیکم احدا فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم ان اللہ یحب المتقین ۝ وقال تعالیٰ واوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا ۝ وعنه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم الصلح جائز بین المسلمین الاصلحا احل حراما او حرم حلالا وقال صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لا تغدروا۔ | اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور حلال ہیں تمہارے لیے پارسا عورتیں ایمان والیوں میں سے اور اُن میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی جب تم اُن کے مہر دو اور اس مسئلہ کی پوری تحقیق ہمارے فتاویٰ میں ہے اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی اس کی طرف میل کرو۔ سب کافروں کو قتل کرو مگر وہ مشرک جن سے تمہارا معاہدہ ہو لیا پھر اُنھوں نے تمہارے حق میں کوئی تقصیر نہ کی اور تم پر کسی کو مدد نہ دی تو اُن کا عہد ٹھہری ہوئی مدت تک پورا کردو بیشک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے عہد پورا کرو بے شک عہد پوچھا جائے گا۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے مسلمانوں میں صلح جائز ہے مگر وہ صلح جو کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام کرے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بدعہدی نہ کرو۔ |

وہ الحاق واخذ امداد اگر نہ کسی امر خلاف اسلام و مخالف شریعت سے مشروط نہ اُس کی طرف منجر تو اُس کے جواز میں کلام نہیں ورنہ ضرور ناجائز و حرام ہوگا مگر یہ عدم جواز اس شرط یا لازم کے سبب سے ہوگا۔ نہ بربنائے تحریم مطلق معاملت جس کے لیے شرع میں اصلا اصل نہیں اور خود ان مانعین کی طرزِ عمل اُن کے کذب دعویٰ پر شاہد ریل تار ڈاک سے تمتع کیا معاملت نہیں۔ فرق یہ ہے کہ اخذ امداد میں مال لینا ہے اور اُن کے استعمال میں دینا عجب کہ مقاطعت میں مال دینا حلال ہو اور لینا حرام اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ریل تار ڈاک ہمارے ہی ملک میں

Marfat.com

ہمارے ہی روپے سے بنے ہیں سبحٰن اللہ امداد تعلیم کا روپیہ کیا انگلستان سے آتا ہے۔ وہ بھی یہیں کا ہے۔ تو حاصل وہی ٹھہرا کہ مقاطعت میں اپنے مال سے نفع پہنچانا مشروع اور خود نفع لینا ممنوع اس اُلٹی عقل کا کیا علاج مگر اس قوم سے کیا شکایت جس نے نہ صرف شریعت بلکہ نفس اسلام کو پلٹ دیا مشرکین سے وداد بلکہ اتحاد بلکہ غلامی و انقیاد فرض کیا خوشنودی ہنود کے لیے شعار اسلام بند اور شعار کفر کا ماتھوں پر علم بلند مشرکین کی جے پکارنا اُن کی حمد کے نعرے مارنا اُنھیں اپنی اُس حاجت دینی میں جسے نہ صرف فرض بلکہ مدار ایمان ٹھہراتے ہیں یہاں تک کہ اُس میں شریک نہ ہونے والوں پر حکم کفر لگاتے ہیں اپنا امام و ہادی بنانا مساجد میں مشرک کو لیجاکر مسلمانوں سے اونچا کر کے واعظِ مسلمین ٹھہرانا مشرک کی ٹکٹی کندھوں پر اٹھاکر مرگھٹ میں لے جانا مساجد کو اُس کا ماتم گاہ بنانا اُس کے لیے دُعائے مغفرت و نمازِ جنازہ کے اشتہار لگانا وغیرہ وغیرہ ناگفتہ بہ افعال موجب کفر و مورث ضلال یہاں تک کہ صاف لکھ دیا کہ اگر اپنے ہندو بھائیوں کو راضی کرلو تو اپنے خدا کو راضی کرلوگے صاف لکھ دیا کہ ہم ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو ہندو و مسلم کا امتیاز اُٹھا دے گا اور سنگم و پریاگ کو مقدس علامت ٹھہرائے گا صاف لکھ دیا کہ ہم نے قرآن و حدیث کی تمام عزت پرستی پر نثار کر دی یہ ہے موالات یہ ہے حرام یہ ہیں کفریات یہ ہیں ضلال تام فسبحٰن مقلب القلوب والابصار ولاحول ولا قوۃ الا باللہ الواحد القہار واللہ تعالیٰ اعلم فقیر احمد رضا عفی عنہ

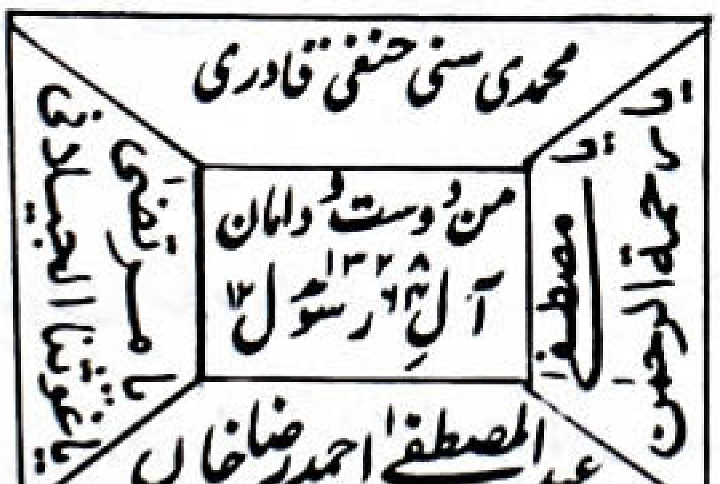


جوابٌ امام اہلسنت عین حق ہے کلام الامام امام الکلام دیوبندیوں سے منع استصواب حق و صواب

---

لہ بحمد اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کی دین پرستی کہ اُنھوں نے اس نصیحت کو قبول کیا اور فتوائے اصلی جمعیت علمائے ہند صفحہ ۵۹ پر یہ مضمون چھاپ دیا "الحمد والمنۃ کہ یکم نومبر ۲۰ئہ عالیجناب مرید ملت طاہرہ

(باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

مگر تھانوی صاحب استثنا عجب العجاب یہ سرِ و سرغنۂ دیوبندیہ ہیں۔ افعی راکشتن وبچہ اش را نگاہ داشتن کا حال معلوم نہ کہ بچگان کشتن و افعی گزاشتن واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر مصطفیٰ رضا قادری نوری مہتمم دارالافتاے اہلسنت وجماعت بریلی ۱۴ر صفر ۳۹ھ۔

---

من الحق الیہم بالمودة وقد کفروا بما جاءکم

وعدوکم اولیاء تلقون لا تتخذوا عدوی

یا ایہا الذین امنوا

# المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

## مسئلہ از لاہور بڑی بساط لکڑ ہارا اکبری منڈی مسئولہ چودھری عزیز الرحمٰن صاحب بی۔اے سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول۔ لائل پور ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

جناب حضرت قبلہ وکعبہ مجدد دوراں حضرت احمد رضا خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد حمد وصلاۃ واضح رائے عالی ہو کہ حضور کا فتویٰ جو مسٹر حاکم علی صاحب بی اے پروفیسر ریاضی اسلامیہ کالج لاہور کے خط کے جواب میں حضور نے ارسال فرمایا

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اعلیحضرت مولنا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی کا فتویٰ موصول ہوا اس سے مجھے ٹھیک پتا لگا کہ مولوی اشرف علی صاحب تو سرِ و سرغنۂ دیوبندیہ ہیں یا اللہ میری توبہ مجھ سے یہ غلطی میرے ایک دوست نے کرادی استغفر اللہ تعالیٰ ربی من کل ذنب ۱۲۔

Marfat.com

پڑھ کر خاکسار کو بڑی حیرت ہوئی کیونکہ خاکسار آں حضور کو جیسا کہ لاکھوں کروڑوں پنجاب و ہندوستان کے سنت وجماعت مجددِ وقت مانتے ہیں اس زمانے کا مجدد مانتا ہے اور جب سے ہوش سنبھالا اسی عقیدے پر بفضلِ خدا رہا ہے جس پر آپ اور دیگر بزرگانِ قوم وعلمائے کرام ہیں یا ہوتے آئے ہیں۔ لیکن اس فتوے کو دیکھ کر میرے دل میں بڑا اضطراب پیدا ہُوا ہے اور مَیں نے یہ جرأت کی ہے کہ جناب سے مفصّل طور پر دریافت کروں کہ ایسے زمانہ میں جبکہ مسلمانوں پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں اندرونی و بیرونی دشمن اسلام کو تباہ کرنے پر تُلے ہُوئے ہیں اور مسلمانوں کے مقاماتِ مقدسہ کفار کی مدد سے باغیوں (شریفِ مکہ) نے چھین لیے ہیں اور کفار جزیرۃ العرب (جدّہ عدن وغیرہ) میں اپنا قدم جمائے بیٹھے ہیں اور خلافت ریزہ ریزہ کی گئی ہے اور ایک بڑی سلطنت کا وزیرِ اعظم اپنی تقریر میں صاف کھلے لفظوں میں برملا کہتا ہے کہ یہ لڑائی جو عراق عرب میں مسلمانوں سے ہُوئی مذہبی لڑائی تھی اور اب ہم نے بیت المقدس اُن کی گندگی سے پاک کر دیا ہے وغیرہ وغیرہ غرضکہ ایسے وقت جبکہ اعداء اللہ نے اسلام کی عزت اور شوکت کی بیخ کنی میں کوشش کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا عراق فلسطین اور شام جن کو صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خون کی ندیاں بہا کر فتح کیا تھا پھر کفّار کی حریفانہ حوصلہ مندیوں کی جولانگاہ بن گئے ہیں خلیفۃ المسلمین دشمنوں کے نرغے میں پھنس کر بے دست و پا ہو چکا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے اپنے گھروں (تھریس سمرنا وغیرہ) اور زرخیز علاقوں سے زبردستی نکالے جا رہے ہیں اور مسجدوں پر زبردستی قبضہ کر لیا جاتا ہے اور مسلمانوں کے علماء قرآنی احکام ڈرتے ڈرتے بتاتے ہیں جہاد کا تو نام ہی مُنہ پر آنا بس قیامت ہے کیا ایسے وقت میں اسلامی حمیت وغیرت یہ چاہتی ہے کہ کوئی نہ کوئی ایسا مسئلہ نکل آئے جس سے انگریز افسر خوش ہو جائیں اور مسلمان تباہ ہو جائیں مسٹر حاکم علی نے ایک پالیسی سے انگریز پرنسپل اور دُوسرے انگریز افسروں اور غدار مسلمانوں کو خوش کرنے کے واسطے حضور سے ایک عجیب طرز میں فتویٰ پُوچھا اور حضور نے اُس کے مضمون کے مطابق صحیح صحیح فیصلہ جواب میں بھیج دیا یہ بالکل درست کہ موالات و مجرد معاملات میں زمین آسمان کا فرق ہے لیکن دین کا نقصان کر کے دنیوی معاملت کہاں جائز ہے حضور نے بہت سی شرائط سے مشروط کر کے گول مول

Marfat.com

جواب عنایت فرمایا ہے لیکن اس وقت ضرورت ہے ایسے فتوے کی جو صاف صاف لفظوں میں حالاتِ حاضرہ پر نظر کرکے بغیر کسی شرائط کے لکھا جائے تاکہ ہر ایک عالم و جاہل جو آپ کا پیرو ہے فوراً پڑھ کر جان لے کہ اُس کے واسطے اب ایسا کرنا ضروری ہے حالاتِ حاضرہ حضور پر بخوبی روشن ہیں اور کچھ تھوڑے سے مَیں نے اوپر بیان کیے ہیں کیا مسلمانوں کا بھرتی ہوکر فوج میں مسلمانوں کو اُن کے گھروں سے نکالنے اور غلام بنانے کے لیے جانا اور دُوسرے کلرکوں کا اُن کی امداد کے لیے عراق و عرب و شام وغیرہ میں ملازم گورنمنٹ ہوکر جانا جائز ہے اگر جائز نہیں تو پھر آپ جیسے بزرگ کیوں چُپ چاپ بیٹھے ہیں کیوں نہیں ایسے فتوے شائع کرتے اور اظہارِ حق میں دنیوی طاقت سے کیوں ڈرتے ہیں موجودہ وقت کھینچ تان کر کفار سے تعلق رکھنے اور اُن کی اعانت کرنے کے جواز ثابت کرنے کا نہیں ہے بلکہ سینہ سپر ہوکر بے خوف و خطر لوگوں کو صراطِ مستقیم بتانے کا ہے۔ حضور نے جو لکھا ہے کہ الحاق اور اخذ امداد جائز ہے اگر کسی امر خلاف اسلام و مخالف شریعت سے مشروط نہ ہو عالیجاہا گورنمنٹ جو امداد اسکولوں اور کالجوں کو دیتی ہے وُہ خاص اغراض کو مدِ نظر رکھ کر دی جاتی ہے اور میرا خیال ہے کہ حضور کو سب حال روشن ہوگا لیکن اگر اس بارے میں ناواقفیت ہو تو میں عرض کرتا ہوں کہ اوّل تو امداد میں اس قسم کی شرط ضرور ہوتی ہے کہ کالج کا پرنسپل اور ایک دو پروفیسر انگریز ہوں دوسرے مقررہ کورس پڑھائے جائیں جن میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ خلاف اسلام باتیں ہوتی ہیں بلکہ بعض میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ لکھے ہُوئے ہوتے ہیں تیسرے دینی تعلیم لازمی نہیں کوئی پڑھے یا نہ پڑھے لیکن جہاں دینی تعلیم پڑھائی جائے خاص وقت سے زیادہ نہ دیا جائے کیونکہ یونیورسٹی کی تعلیم کے لیے چار گھنٹے ضرور وقت خرچ ہو اگر چار گھنٹے سے کم ہوگا تو امداد نہیں ملے گی پھر جو اُستاد دینیات پڑھائے گا اُس کی امداد نہیں دی جائے گی پھر فلاں فلاں مضمون ضرور طالب علم کو لینے چاہئیں ورنہ امتحان میں شامل نہیں ہوسکتا پھر ڈرل وغیرہ اور کھیلوں کی طرف دیکھو جن میں ہر ایک طالب علم کو حصّہ لینا ضروری ہوتا ہے آجکل جو نئی ڈرل سکھائی جارہی ہے اس میں عجیب مخرب اخلاق باتیں جاری کی جارہی ہیں امداد لینے اور الحاق یونیورسٹی سے رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہی ڈرل تمام اسکولوں میں کرائی جائے کھیلوں

Marfat.com

ہیں آپ دیکھتے ہیں کہ عجب بے پردہ لباس پہنا جاتا ہے فٹ بال اور ہاکی میں جو نیکر پہنے جاتے ہیں وہ ٹخنوں سے اوپر تک ننگا رکھتے ہیں غرضکہ کیا عرض کروں اسی الحاق و امداد کی خاطر معلمین و متعلمین کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ قرآن شریف و دینیات کا جو گھنٹہ رکھا ہوا ہے اُس میں بھی انگریزی ہی کا سبق یاد کرادوں کیونکہ انسپکٹر نے انگریزی تو سُننی ہے قرآن شریف تو نہیں سُننا جماعتوں میں جو ترقی دی جاتی ہے اس میں بھی اسی بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ انگریزی لڑکا جانتا ہے یا نہیں قرآن شریف خواہ ناظرہ بھی نہ پڑھ سکتا ہو نماز کا ایک حرف نہ جانتا ہو لیکن دسویں اور ایف۔ اے اور بی۔ اے پاس کرتا چلا جائے گا یہ میں اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں کا ذکر کر رہا ہوں دُوسرے اسکولوں اور کالجوں سے ہمیں کوئی تعلق نہیں یہ سب کس واسطے ہو رہا ہے اسی واسطے کہ ہم یونیورسٹی سے الحاق رکھنا چاہتے ہیں اور سرکاری امداد لینا چاہتے ہیں اگر یہ خیال نہ ہو تو بالکل حالت بدل جائے طالب علم پکے مسلمان بن جائیں ان میں حمیت وغیرت مذہبی پیدا ہو جاتے ان کے اخلاق درست ہو جائیں نیچریت اور دہریت کا اثر ان کے دلوں سے دُور ہو جائے انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہو جائیں اور لباس اور فیشن وغیرہ ہر بات میں تقلید نصارٰی کر رہے ہیں اس سے چھوٹ جائیں غرضکہ ہزاروں طرح کی برکات حاصل کریں میرا کچھ لکھنا چھوٹا مُنہ بڑی بات ہے حضور پر سب حال روشن ہے میں حضور سے یہ فتوٰی مانگتا ہُوں برائے مہربانی جواب باصواب سے خاکسار کو مشکور و ممنون فرما کر عنداللہ ماجور رہوں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ حالاتِ حاضرہ پر نظر کرتے ہُوئے گورنمنٹ سے ترکِ موالات (عدمِ تعاون) کرنا اسلامی حکم ہے یا نہیں اور گورنمنٹ سے اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں کو امداد لینی اور یونیورسٹی سے الحاق رکھنا اندریں حالات چاہیے یا نہیں جواب باصواب سے عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور رہوں۔ فقط والسلام

Marfat.com

# الجواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

**مکرم کرم فرما سلمہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، رب عزوجل فرماتا ہے:**

| | |
|---|---|
| فبشر عبادہ الذین یستمعون القول | خوشخبری دو میرے اُن بندوں کو جو کان |
| فیتبعون احسنہ اولئٰک الذین | لگا کر بات سُنتے پھر سب میں بہتر کی پیروی |
| ھدٰھم اللہ واولئٰک ھم اولوا | کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے |
| الالباب ○ | ہدایت فرمائی اور یہی عقل والے ہیں۔ |

**من و تو کی کیا حقیقت انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ معاندین کے چند طریقے رہے ہیں اوّل سرے سے بات نہ سُننا کہ:**

| | |
|---|---|
| لا تسمعوا لھٰذا القرآن والغوا | یہ قرآن سنو ہی نہیں اور اس میں غلبل |
| فیہ لعلکم تغلبون ○ | کرو شاید تم غالب آؤ۔ |

**دوم سن کر مکابرانہ تکذیب کا مُنہ کھول دینا کہ:**

| | |
|---|---|
| ان انتم الا تکذبون ○ | تم تو نہیں مگر جھوٹے۔ |

**سوم ہدایت کو معلل بالغرض بتانا کہ:**

| | |
|---|---|
| ان ھٰذا الشیٔ یراد ○ | اس میں تو ضرور کچھ مطلب ہے۔ |

**چہارم حق کا باطل سے معارضہ کرنا:**

| | |
|---|---|
| ویجادل الذین کفروا بالباطل | کافر باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں کہ |
| لیدحضوا بہ الحق واتخذوا اٰیٰتی | اُس سے حق کو زائل کر دیں اور انھوں نے |
| وما انذروا ھزوا ○ | میری آیتوں اور ڈراوؤں کو ہنسی بنا لیا ہے۔ |

**مسلمان پر فرض کہ ان سب طرق باطلہ سے پرہیز کرے اور اُس پر عامل ہو جو راستہ پہلی آیت بشارت میں اُس کے رب نے بتایا ہر تعصب وطرفداری سے خالی الذہن ہو کر کان لگا کر بات سُنے اگر انصافاً حق پاتے اتباع کرے کہ بارگاہِ عزت سے ہدایت ودانشمندی کا خطاب ملے**

Marfat.com

ورنہ پھینک دینا توہر وقت اختیار میں ہے واللہ الہادی و ولی الایادی۔

## مدارس کے اقسام اور اُن میں امداد لینے کے احکام

(ا) ۱۰ محرم ۱۳۴۹ھ کو بنارس کچی باغ سے یہ سوال آیا "مدرسہ اسلامیہ عربیہ جس میں پچیس سال سے گورنمنٹ سے امداد ماہوار ایک سو روپیہ مقرر ہے جس میں کتب فقہ و احادیث و قرآن کی تعلیم ہوتی ہے ممبرانِ خلافت کمیٹی نے تجویز کیا کہ امداد نہ لینا چاہیے پس استفسار ہے کہ یہ امداد لینا جائز ہے یا نہیں مدرسہ ہذا میں سوا تعلیم دینیات کے ایک حرف کسی غیر ملت و غیر زبان کی تعلیم نہیں ہوتی۔ فقط" اس کا جواب مطلق جواز ہوتا مگر پھر بھی احتیاطاً شکل شرط میں دیا گیا کہ "جبکہ وہ مدرسہ صرف دینیات کا ہے اور امداد کی بنا پر انگریزی وغیرہ اُس میں داخل نہ کی گئی تو اُس کے لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں تعلیم دینیات کو جو مدد پہنچتی تھی اس کا بند کرنا محض بے وجہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم" ۲۲ صفر ۱۳۴۹ھ کو کراچی سبز بازار سے یہ سوال آیا "ایک ایسے صوبے میں جس کی قریباً پچاسی فیصدی آبادی اسلامی کاشت کاروں پر مشتمل ہے جس کے سالانہ محاصل کا ایک حصہ تعلیمی امداد کے ذیل وصول کرکے حصہ رسدی مدارس مروجہ امدادیہ کو تقسیم کیا جاتا ہے اس سے استفادہ جائز ہے یا ناجائز خصوصاً ایسے مدارس کے لیے جو کامل اسلامی اہتمام کے ماتحت جاری ہیں جن کی دینی تعلیم پر اربابِ حکومت کسی نہج معترض نہیں ہوتے اور جن کی نصاب تعلیم کا سرکاری حصہ مروجہ تعلیم بھی خفیف سے خفیف شائبہ موانع شرعیہ سے جزاً و کُلاً پاک ہے فقط" اس کا جواب یہ دیا گیا" جو مدارس ہر طرح سے خالص اسلامی ہوں اور اُن میں وہابیت نیچریت وغیرہا کا دخل نہ ہو اُن کا جاری رکھنا موجب اجرِ عظیم ہے ایسے مدارس کے لیے گورنمنٹ اگر اپنے پاس سے امداد کرتی لینا جائز تھا نہ کہ جب وُہ امداد بھی رعایا ہی کے مال سے ہے واللہ تعالیٰ اعلم"

ندوہ کو بھی گورنمنٹ سے امداد ملتی تھی اور جہاں تک میرا خیال ہے اس پر ایسے قیود نہ تھے جو آپ نے ذکر کیے اور ضرور کچھ مدارس وُہ بھی ہیں جن پر امداد امورِ خلافِ شرع سے مقید یا اُن کی طرف منجر ہو وُہ بلا شبہ ناجائز ہے اگرچہ صرف اسی قدر کہ کھیل میں بے ستری یا خلافِ حیاء و مخرب اخلاق باتوں کی شرط ہو خصوصاً وُہ صورت جو آپ نے بیان کی کہ نصاب میں وُہ کتابیں مقرر ہوں جن میں خلافِ اسلام باتیں ہیں حتیٰ کہ معاذ اللہ توہینِ شانِ رسالت اس میں

Marfat.com

حرمت در کنار کفر نقد وقت ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ مولوی حاکم علی صاحب کی تحریر میں کوئی تفصیل نہ تھی لہٰذا یہ جواب دینا ضرور ہُوا "وہ الحاق و اخذ امداد اگر نہ کسی امر خلاف اسلام و مخالف شریعت سے مشروط نہ اُس کی طرف منجر تو اس کے جواز میں کلام نہیں ورنہ ضرور ناجائز و حرام ہوگا" یہ جواب دونوں صورتوں کو حاوی اور ناقابل تبدیل ہے حالاتِ حاضرہ سے اس کی کسی شق میں تغیر نہ ہُوا نہ یہاں کوئی جواب مطلق بلا شرط ہو سکتا ہے۔

(۲) انگریزوں کی امداد چھڑاتے ہیں اور مخرب دین تعلیموں پر اب تک قائم ہیں لیڈر تقلید و فیشن وغیرہ سے آزادی اور دہریت و نیچریت سے نجات بہت دل خوش کن کلمات ہیں خدا ایسا ہی کرے مگر یہ صرف ترک امداد و الحاق سے حاصل نہیں ہو سکتے اُس آگ کے بجھانے سے ملیں گے جو سید احمد خاں نے لگائی اور اب تک بہت سے لیڈروں میں اس کی لپٹیں مشتعل ہیں انگریزی اور وہ بے سُود و تضییع اوقات تعلیمیں جن سے کچھ کام دین تو دین دنیا میں بھی نہیں پڑتا جو صرف اس لیے رکھی گئی ہیں کہ لڑکے ایں و آں و مہملات میں مشغول رہ کر دین سے غافل رہیں کہ اُن میں حمیت دینی کا مادہ ہی پیدا نہ ہو وہ یہ جانیں ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں اور ہمارا دین کیا جیسا کہ عام طور پر مشہود و معہود ہے جب تک یہ نہ چھوڑی جائیں اور تعلیم و تکمیل عقائد حقہ و علوم صادقہ کی طرف باگیں نہ موڑی جائیں دہریت و نیچریت کی بیخ کنی ناممکن ہے کیا لیڈر اس میں ساعی ہیں ہرگز نہیں صرف امداد و الحاق ترک کراتے ہیں جو ظاہری تعلق ہیں اور تعلیمات کے گہرے تعلقات نہ چھڑاتے ہیں نہ چھوٹیں گے کیا انھیں میں نہیں وہ لوگ جن سے پُوچھا جاتا کہ صاحبزادوں کو قرآن نہ پڑھایا تو جواب دیتے کیا ان سے سوم کے چنے پڑھوانا ہیں کیا اب ان کے خیالات بدل گئے کیا اب انھوں نے انگریزی کے سوا اور رزاق سمجھ لیا کیا اب یہ جواب نہ دیں گے کہ پرانے علوم سیکھ کر کیا کمائیں کیا اب اُنھیں شبلی کے شعر بھول گئے ؎

وہ ٹھاٹھ بدل گئے فلک کے ... سیارے ہیں اب نئی چمک کے
افلاک نئے زمیں نئی ہے ... اب صورتِ ملک و دیں نئی ہے
گردوں نے اُلٹ دیا ورق کو ... سب بھول گئے ہیں ما سبق کو

Marfat.com

قائم جو وُہ انجمن نہیں ہے ۔۔۔ اُس نقد کا اب چلن نہیں ہے
القصہ یہ بات کی تھی تسلیم ۔۔۔ یعنی کہ علومِ نو کی تعلیم
تدبیرِ شفا جو ہے تو یہ ہے ۔۔۔ اس دکھ کی دوا جو ہے تو یہ ہے
تقویم کہن سے ہاتھ اُٹھائیں ۔۔۔ تہذیب کے دائرے میں آئیں
سیکھیں وُہ مطالبِ نو آئیں ۔۔۔ یورپ میں جو ہو رہے ہیں تلقیں
وُہ گنجِ گراں دانشِ فن ۔۔۔ وُہ فلسفۂ جدید بیکن
کیلر کی وہ نکتہ آفرینی ۔۔۔ نیوٹن کے مسائل یقینی

اور بفرضِ غلط ایسا ہو بھی تو اکثر لیڈر کر اُنھیں تعلیمات فارغہ کے بل پر لیڈر بنے کس مصرف کے رہیں گے جب وُہ مردود بہ خود مطرود کیا اس وقت یہ شعرِ حالی اُن کا ترجمانِ حال نہ ہوگا ؎

جو کوئی قُلی ہو تو کچھ کام آئے
مگر ان کو کس مد میں کوئی کھپائے

## لیڈر نصارٰی کی ادھوری غلامی چھوڑتے اور مشرکین کی پوری غلامی مناتے ہیں

(۳) نصارٰی کی یہ غلامی کہ پیر نیچر نے تھامی لیڈر جس کے اب زبانی شاکی ہیں اور دل سے پُرانے حامی اُس کے نتائج تشبہ وضع وتحقیر شرع وشیوع دہریت وفروغ نیچریت مطابقی نہ تھے بلکہ التزامی اب اگر بعد خرابی بصرہ آنکھیں کھلیں اور اُسے چھوڑنا چاہتے ہیں مبارک ہو اور خدا سچ کرے اور راست لاتے مگر للہ الانصاف وُہ غلامی ادھوری تھی سیّد احمد خاں نے کسی پادری یا نصرانی کو امورِ دین میں صراحۃً اپنا امام و پیشوا نہ لکھا تھا آیات واحادیث کی تمام عمر کو چرچ یا صلیب پر نثار کرنا نہ کہا تھا کسی پادری کو مساجد میں مسلمانوں کا واعظ وہادی نہ بنایا تھا نصرانیت کی رضا کو خدا کی رضا یا کسی پادری کو نبی بالقوہ نہ بتایا تھا اور اب مشرکین کی پوری غلامی ہو رہی ہے اُن کے ساتھ یہ سب کچھ اور اُن سے بہت زائد کیا جا رہا ہے۔ یہ کون سا دین ہے نصارٰی کی ادھوری سے اجتناب اور مشرکین کی پوری میں غرقاب فر من المطر ووقف تحت المیزاب ع

چلتے پرنالے کے نیچے ٹھہرے مینہ سے بھاگ کر

Marfat.com

**موالات ہر کافر سے حرام ہے**

(۴) موالات مطلقاً ہر کافر ہر مشرک سے حرام ہے اگرچہ ذمی مطیع اسلام ہو اگرچہ اپنا باپ یا بیٹا یا بھائی یا قریب ہو قال تعالیٰ:

| | |
|---|---|
| لا تجد قوما یؤمنون با اللہ | تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں |
| والیوم الاٰخر یوادون من حاد | اللہ اور قیامت پر کہ دوستی کریں اللہ و |
| اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباء ھم | رسول کے مخالفوں سے اگرچہ وہ اُن کے |
| او ابناء ھم او اخوانھم او عشیرتھم | باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ |

**موالات صوریہ کے احکام**

حتیٰ کہ صوریہ کو بھی شرع مطہر نے حقیقیہ کے حکم میں رکھا قال تعالیٰ:

| | |
|---|---|
| یٰایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا | اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو |
| عدوی وعدوکم اولیاء تلقون | دوست نہ بناؤ تم تو اُن کی طرف محبت کی نگاہ |
| الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما | ڈالتے ہو اور وہ اُس حق سے کفر کر رہے ہیں |
| جاءکم من الحق۔ | جو تمہارے پاس آیا۔ |

یہ موالات قطعاً حقیقیہ نہ تھی کہ نزول کریمہ درباره سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ احد اصحاب البدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم ہے کما فی الصحیح البخاری ومسلم[1] تفسیر علامہ ابو السعود میں ہے:

| | |
|---|---|
| فیہ زجر شدید للمؤمنین عن | اس آیہ کریمہ میں مسلمانوں کو سخت جھڑکی ہے |
| اظہار صورۃ الموالاۃ لھم وان | اس بات سے کہ کافروں سے وہ بات کریں |
| لم تکن موالاۃ فی الحقیقۃ۔ | جو بظاہر محبت ہو اگرچہ حقیقت میں دوستی نہ ہو۔ |

مگر صوریہ ضروریہ خصوصاً باکراہ قال تعالیٰ:

| | |
|---|---|
| الا ان تتقوا منھم تقٰۃ۔ | مگر یہ کہ تمہیں اُن سے واقعی پورا ڈر ہو۔ |

وقال تعالیٰ:

---

[1] جیسا صحیح بخاری ومسلم ہے۔

Marfat.com

الا من اکرہ وقلبہ مطمئن — مگر وہ جو پورا مجبور کیا جائے اور اُس کا
بالایمان — دل ایمان پر برقرار ہو۔

**مجرد معاملت کا حکم** اور معاملت مجردہ سوائے مرتدین ہر کافر سے جائز ہے جبکہ اُس میں نہ کوئی اعانت کفر یا معصیت ہو نہ اضرار اسلام و شریعت ورنہ ایسی معاملت مسلم سے بھی حرام ہے چہ جائیکہ کافر۔ قال تعالیٰ:

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ — گناہ وظلم پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

غیر قوموں کے ساتھ جواز معاملت کی مجمل تفصیل اُس[1] فتوے میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہر معاملت کے ساتھ وُہ قید لگا دی ہے جس کے بعد نقصان دین کا احتمال نہیں ان احکام شرعیہ کو بھی حالات دائرہ نے کچھ نہ بدلا نہ یہ شریعت بدلنے والی ہے:

لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید ۵ — باطل نہیں آسکتا نہ اُس کے آگے نہ اُس کے پیچھے سے اتارا ہوا ہے حکمت والے سراہے گئے۔ کا ۱۲

**احکام الٰہیہ میں لیڈروں کی طرح طرح کھینچ تان بلکہ کایا پلٹ** (۵) للہ انصاف اس میں کون سی کھینچ تان ہے جتنی بات کہی گئی صاف صریح احکام شرعیہ و جزئیات منصوصہ ہیں کھینچ تان کر احکام شرعیہ میں تغیر کا وقت خادم شرع کے لیے نہ اب ہے نہ کبھی تھا نہ کبھی ہو ہاں خادمان گاندھی کے لیے

---

[1] خود مہر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الآثار میں فرماتے ہیں: اخبرنا ابوحنیفۃ عن حماد عن ابرھیم انہ قال فی التاجر یختلف الی الارض الحرب انہ لا باس بذلک مالم یحمل الیھم سلاحا اوکراعا وسبیا قال محمد وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ یعنی ہمیں امام اعظم امام حماد بن ابی سلیمان انھوں نے امام ابرہیم نخعی سے خبر دی کہ تجارت کے لیے دار الحرب میں تاجر کی آمد و رفت جائز ہے جب تک اُن کی طرف ہتھیار یا گھوڑے یا قیدی نہ لے جائے یہی قول امام اعظم کا ہے نیز مؤطا شریف کی عبارت آتی ہے کہ مشرک مقاتل کو ہدیہ بھیجنے میں حرج نہیں جب تک ہتھیار یا زرہ نہ ہو اور یہی قول امام اعظم اور ہمارے عام فقہا کا ہے۔ انتہی ۱۲ منہ

Marfat.com

نہ صرف کھینچ تان بلکہ کلامِ الٰہی و احکامِ الٰہی کو یکسر کایا پلٹ کر کے فرضیت موالات کفار نباہنے کا وقت ہے۔ مسجد میں کسی دبے ہوئے ذمی کے ذلت و خواری کے ساتھ آنے کے جواز کا اختلافی مسئلہ نکالیں اور مشرک کو بروجہ استعلا مسجد میں لے جانا اور مسلمانوں کا واعظ و ہادی بنانا مسند سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جمانا اُس پر ڈھالیں دبے ہوتے ملتجی بے قابو مشرک سے کوئی بالائی خدمت یا زرہ خود بکتر عاریت لینے کے جواز کا مسئلہ دکھائیں اور اُس سے خود سر خود غرض زبردست خونخوار مشرکوں کے دامن پکڑنا اُن کے سایہ میں پناہ لینا اُن صریح بدخواہوں کی رائے پر اپنے آپ کو سپرد کر دینا منائیں کفار معاہدین یا بعض کے نزدیک قتال سے بالذات عاجزین کے ساتھ کچھ مالی سلوک کی رخصت والی آیت سنائیں اور اُسے خونخوار مشرکین سخت اعدائے اسلام و مسلمین کے ساتھ اتحاد و وداد بلکہ غلامی و انقیاد کی نہ صرف رخصت بلکہ اعظم فرضیت کی دلیل بنائیں ان سب کا بیان بعونہ تعالیٰ ابھی آتا ہے آپ انصاف کر لیں گے کس نے کھینچ تان کی حاشا نہ صرف کھینچ تان بلکہ کمال جسارت سے احکامِ الٰہیہ کا یا پلٹ کر کے قرآن و حدیث کی غربت پرستی پر قربان کی۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ○ اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کس پلٹے پر پلٹا کھائیں گے۔

## تعلیم کے لیے امداد لینا اور لیڈروں کی دینی حالت کہ اسلام اُن کو نہ جب مدِ نظر تھا نہ اب ہے

(۶) اور تعلیم دین کے لیے گورنمنٹ سے امداد قبول کرنا جو نہ مخالفت شرع سے مشروط نہ اُس کی طرف منجر ہو یہ توقع بے غائلہ ہے جس کی تحریم پر شرع مطہر سے اصلاً کوئی دلیل نہیں دین پر قائم رہو مگر دین میں زیادت نہ کرو کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سلاطین کفار کے ہدایہ قبول نہ فرمائے جو وجوہ شناعت آپ نے اُن مدارس میں لکھیں کہ امور مخالف اسلام حتیٰ کہ توہین حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام کی تعلیم داخل نصاب ہے بے شک جو اس قسم کے اسکول یا کالج ہوں اُن میں نہ فقط اخذ امداد بلکہ تعلیم و تعلم سب حرام قطعی بلکہ مستلزم کفر ہے آپ فرماتے ہیں یہ میں اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں کا ذکر کر رہا ہوں

Marfat.com

پھر غیر اسلامیہ کا کیا پُوچھنا مگر افسوس اور سخت افسوس یہ کہ آج آپ کو جتنے لیڈر دکھائی دیں گے وُہ اَور اُن کے بازو اَور اُن کے ہم زبان عام طور پر انھیں سکولوں کالجوں کے کاسہ لیس ملیں گے انھیں سے بڑی بڑی ڈگریاں ایم - اے ، بی . اے کی پائے ہُوئے ہوں گے کیا اس وقت تک ان میں یہ خباثتیں نہ تھیں ضرور تھیں مگر ان صاحبوں کو مقبول اور منظور تھیں اور اب بھی جو آنکھ کھلی تو صرف ایک گوشہ - انگریزوں کی طرف کی اور وُہ بھی شریعت پر زیادت کے ساتھ کہ اُن سے مجرد معاملت بھی حرام قطعی بلکہ کفر اور مشرکوں کی طرف کی پہلے سے بھی زیادہ پٹ ہوگئی کہ اُن سے وداد و اتحاد واجب بلکہ اُن کی غلامی و انقیاد فرض اُنھیں راضی کرلیا تو خدا کو راضی کر لیا تو ثابت ہُوا کہ اسلام ان حضرات کو نہ جب مدِ نظر تھا ورنہ ایسی مخرب دین تعلیموں سے بھاگتے نہ اب مدِ نظر ہے ورنہ مشرکوں کے اتحاد و انقیاد کے فتنے نہ جاگتے ؎

نہ آغاز بہتر نہ انجام اچھا

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

**موالات کی بحث** (۷) ترکِ معاملت کو ترکِ موالات بنا کر قرآنِ عظیم کی آیتیں کہ ترکِ موالات میں ہیں سُوجھیں مگر فتواے مسٹر گاندھی سے ان سب میں استثناے مشرکین کی پچر لگا لی کہ آیتیں اگرچہ عام ہیں مگر ہندوؤں کے بارے میں نہیں۔ ہندو تو ہادیان اسلام ہیں آیتیں صرف نصاریٰ کے بارے میں ہیں اور نہ کل نصاریٰ فقط انگریز - اور انگریز بھی کل تک ان کے مورد نہ تھے حالاتِ حاضرہ سے ہُوئے ایسی ترمیم شریعت و تغییر احکام و تبدیل اسلام کا نام خیر خواہی اسلام رکھا ہے ترک موالات کفار میں قرآنِ عظیم نے ایک دو دس بیس جگہ تاکید شدید پر اکتفا نہ فرمائی بلکہ بکثرت جابجا کان کھول کھول کر تعلیم حق سنائی اور اس پر بھی تنبیہ فرما دی کہ:

قد بینا لکم الاٰیٰت ان کنتم تعقلون۔ ہم نے تمہارے لیے آیتیں صاف کھول دیں ہیں اگر تمہیں عقل ہو۔

مگر تو بہ کہاں عقل اور کہاں کان یہ سب تو وداد ہنود پر قربان لاجرم اُن سب سے ہندوؤں کا استثنا کرنے کے لیے بڑے بڑے آزاد لیڈروں نے قرآنِ عظیم میں تحریفیں کیں آیات میں پیوند جوڑے

Marfat.com

پیشِ خویش واحد قہار کو اصلاحیں دیں اُن کی تفصیل گزارش ہو تو دفترِ طویل نگارش ہو۔

## آیۂ ممتحنہ کا روشن بیان

ایک آیۂ کریمہ کے بیان پر اقتصار کروں کہ وہی ان سب چھوٹے بڑے لیڈروں کی نقلِ مجلس ہے یعنی کریمۂ ممتحنہ لا ینھٰکم اللہ الاٰیۃ

اس میں اکثر اہلِ تاویل جن میں سلطان المفسرین سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ہیں فرماتے ہیں اس سے مراد بنو خزاعہ ہیں جن سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک مدت تک معاہدہ تھا۔ رب عز وجل نے فرمایا: ان کی مدتِ عہد تک ان سے بعض نیک سلوک کی تمہیں ممانعت نہیں۔ امام مجاہد تلمیذ اکبر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ ان کی تفسیر بھی تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباس ہی سمجھی جاتی ہے، فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ مسلمان ہیں جنھوں نے مکہ مکرمہ سے ابھی ہجرت نہ کی تھی۔ رب عز وجل فرماتا ہے: ان کے ساتھ نیک سلوک منع نہیں۔ بعض مفسرین نے کہا مراد کافروں کی عورتیں اور بچے ہیں جن میں لڑنے کی قابلیت ہی نہیں۔ قولِ اکثر کی حجت حدیث بخاری و مسلم و احمد و کثیرین ہے کہ سیدتنا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس اُن کی والدہ قتیلہ بحالتِ کفر آئی اور کچھ ہدایہ لائی۔ انھوں نے نہ اُس کے ہدیے قبول کیے نہ آنے دیا کہ تم کافرہ ہو جب تک سرکار سے اذن نہ ملے تم میرے پاس نہیں آسکتیں۔ حضور میں عرض کی اُس پر آیۂ کریمہ اُتری کہ اُن سے ممانعت نہیں یہ واقعہ زمانۂ صلح و معاہدہ کا ہے خصوصًا یہ تو ماں کا معاملہ تھا ماں باپ کے لیے مطلقًا ارشاد ہے وصاحبھما فی الدنیا معروفا۔ دنیوی معاملوں میں اُن کے ساتھ اچھی طرح رہ ظاہر ہے کہ قولِ امام مجاہد پر تو آیۂ کریمہ کو کفار سے تعلق ہی نہیں خاص مسلمانوں کے بارے میں ہے اور نہ اب وہ کسی طرح قابلِ نسخ اور قولِ سوم یعنی ارادۂ نساء و صبیان پر بھی اگر منسوخ نہ ہو ان دوستانِ ہنود کو نافع نہیں کہ یہ جن سے وداد و اتحاد منا رہے ہیں عورتیں اور بچے نہیں قولِ اول پر بھی کہ آیت اہلِ عہد و ذمہ کے لیے ہے اور یہی قول اکثر جمہور ہے آیۂ کریمہ میں نسخ ماننے کی کوئی حاجت نہیں لاجرم اکثر اہلِ تاویل اُسے محکم مانتے ہیں۔

## آیۂ ممتحنہ میں ائمہ حنفیہ کا مسلک

اور اسی پر ہمارے ائمہ حنفیہ نے اعتماد فرمایا کہ آیہ لا ینھٰکم در بارۂ اہلِ ذمہ اور آیۂ ینھٰکم اللہ

Marfat.com

حربیوں کے بارے میں ہے۔ اسی بنا پر ہدایہ و درر وغیرہا کتب معتمدہ میں فرمایا کافر ذمی کے لیے وصیت جائز ہے اور حربی کے لیے باطل وحرام آیۂ لا ینھٰکم اللہ نے ذمی کے ساتھ احسان جائز فرمایا اور آیۂ انما ینھٰکم اللہ نے حربی کے ساتھ احسان حرام عبارت ہدایہ یہ ہے:

| | |
|---|---|
| یجوز ان یوصی المسلم للکافر و الکافر للمسلم فالاول لقولہ تعالیٰ لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین الآیۃ والثانی لانھم بعقد الذمۃ ساوو المسلمین فی المعاملات ولھٰذا اجاز التبرع من الجانبین فی حالۃ الحیاۃ فکذا بعد الممات وفی الجامع الصغیر الوصیۃ لاھل الحرب باطلۃ لقولہ تعالیٰ انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین الآیۃ۔ | جائز ہے کہ مسلمان (ذمی) کافر کے لیے وصیت کرے اور کافر مسلمان کے لیے اول تو اس دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں اُن سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے آخر آیت تک اور دوم اس لیے کہ وہ ذمی ہونے کے سبب معاملات میں مسلمانوں کے برابر ہو گئے اسی لیے زندگی میں ایک دُوسرے کے ساتھ مالی نیک سلوک کر سکتا ہے تو یونہی بعد موت بھی اور جامع صغیر میں ہے حربیوں کے لیے وصیت باطل ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تو تمھیں اُن سے منع فرماتا ہے جو تم سے دین میں لڑے آخر آیت تک۔ |

کافر[1] سے خاص ذمی مراد ہے بدلیل قولہ انھم بعقد الذمۃ ولھٰذا امام اکمل نے عنایہ میں اس کی شرح یوں فرمائی:

| | |
|---|---|
| وصیۃ المسلم للکافر الذمی وعکسھا | مسلمان کا کافر ذمی کے لیے وصیت کرنا اور اسکا |

---

[1] یہاں سے بعض مفتیان اجہل کی جہالت شدیدہ ظاہر ہُوئی جنھوں نے عبارت ہدایہ کو مشرکین ہند پر جمایا طرفہ یہ کہ اپنی ہی نقل کردہ عبارت نہ سُوجھی لانھم بعقد الذمۃ سُوجھی کیوں نہیں قصداً عوام کو دھوکے دینے کی ٹھہرائی ۱۲ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

Marfat.com

جائزۃ۔

عکس جائز ہے۔۱۲

**امام اتقانی نے غایۃ البیان میں فرمایا:**

اراد بالکافر الذمی لان الحربی لاتجوز لہ الوصیۃ علی مانبین۔

عبارت ہدایہ میں کافر سے ذمی مراد ہے اس لیے کہ حربی کے لیے وصیت جائز نہیں جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے ۱۲

**ایسا ہی جوہرہ نیرہ و مستصفے میں ہے کفایہ میں فرمایا:**

ارادبہ الذمی بدلیل التعلیل وروایۃ الجامع الصغیر ان الوصیۃ لاھل الحرب باطلۃ۔

صاحب ہدایہ نے کافر سے ذمی مراد لیا ایک تو ان کی دلیل اس پر گواہ ہے کہ فرمایا وہ ذمی ہونے کے سبب معاملات میں مسلمانوں کے برابر ہو گئے دوسرے جامع صغیر کی روایت کہ حربیوں کے لیے وصیت باطل ہے۱۲۔

**اسی کو وافی و کنز و تنویر وغیرہا متون میں یوں تعبیر فرمایا:**

یجوز ان یوصی المسلم للذمی وبالعکس۔

جائز ہے کہ مسلمان ذمی کے لیے وصیت کرے اور اس کا عکس بھی۔۱۲

**تفسیر احمدی میں ہے:**

والحاصل ان الایۃ الاولی انکانت فی الذمی والثانیۃ فی الحربی کما ھو الظاھر وعلیہ الاکثرون کان دالا علی جواز الاحسان الی الذمی دون الحربی ولھذا تمسک صاحب الھدایۃ فی باب الوصیۃ ان الوصیۃ للذمی جائزۃ دون الحربی لانہ

حاصل یہ کہ پہلی آیت جس میں نیک سلوک کی رخصت ہے اگر دربارۂ ذمی ہو اور دوسری جس میں مقاتلین سے ممانعت ہے دربارۂ حربی جیسا کہ یہی ظاہر ہے اور یہی مذہب اکثر ائمہ ہے تو آیتیں دلیل ہوں گی کہ ذمی کے ساتھ نیک سلوک جائز ہے اور حربی کے ساتھ حرام ولہٰذا صاحب ہدایہ نے باب الوصیۃ میں انھیں آیتوں کی سند سے

Marfat.com

نوع احسان ولهذا المعنى قال فى باب الزكوٰة ان الصدقة النافلة يجوز اعطاؤها للذمى دون الحربى۔

فرمایا کہ ذمی کے لیے وصیت جائز ہے اور حربی کے لیے حرام کہ وہ ایک طرح کا احسان ہے اور اسی کے سبب باب الزکاۃ میں فرمایا کہ نفل صدقہ ذمی کو دینا حلال اور حربی کو دینا حرام ۔۱۲

**نہایہ امام سغناقی وغایۃ البیان امام اتقانی و بحر الرائق وغنیہ علامہ شرنبلالی میں ہے:**

واللفظ للبحر صح دفع غير الزكوٰة الى الذمى لقوله تعالٰى لا ينهٰكم الله عن الذين لم يقاتلوكم فى الدين الأية وقيد بالذمى لان جميع الصدقات فرضا كانت او واجبا او تطوعا لا تجوز للحربى اتفاقا كما فى غاية البيان لقوله تعالٰى انما ينهٰكم الله عن الذين قاتلوكم فى الدين واطلقه فشمل المستامن وقد صرح به فى النهاية۔

زکاۃ کے سوا اور صدقات ذمی کو دے سکتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے تمہیں اللہ ان سے منع نہیں فرماتا جو دین میں تم سے نہ لڑے ذمی کی قید اس لیے لگائی کہ حربی کے لیے جملہ صدقات حرام ہیں فرض ہوں یا واجب یا نفل جیسا کہ غایۃ البیان میں ہے اس لیے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اللہ تمہیں اُن سے منع فرماتا ہے جو دین میں تم سے لڑے حربی کو مطلق رکھا تو مستامن کو بھی شامل ہوا جو سلطان اسلام سے پناہ لے کر دار الاسلام میں آیا اُسے بھی کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں اور نہایہ میں اس کی صاف تصریح ہے۔

**تبیین الحقائق امام زیلعی پھر فتح اللہ المعین سید ازہری میں ہے:**

لا يجوز دفع الزكوٰة الى ذمى ويجوز لقوله تعالٰى لا ينهٰكم الله عن الذين لم يقاتلوكم

ذمی کو زکاۃ دینا تو جائز نہیں اور باقی صدقات دے سکتے ہیں کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے اللہ تمہیں اُن سے نہیں روکتا جو

Marfat.com

فی الدین صرف الصدقات الیهم بخلاف الحربی المستامن حیث لا یجوز دفع الصدقة الیه لقوله تعالیٰ انما ینهٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واجمعوا علی ان فقراء اهل الحرب خرجوا من عموم الفقراء۔

دین میں تم سے نہ لڑے بخلاف حربی اگرچہ مستامن ہو کہ اُسے کسی قسم کا صدقہ دینا حلال نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تمھیں اُن سے روکتا ہے جو تم سے دین میں لڑے اور ائمۂ امت کا اجماع ہے کہ قرآن عظیم میں جو صدقات فقراء کے لیے بتائے حربی فقیر اُن سے خارج ہیں۔

جوہرہ نیرہ میں ہے:

انما جازت الوصیة للذمی ولم تجز للحربی لقوله تعالیٰ لا ینهٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروهم ثم قال انما ینهٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین الآیة۔

خاص ذمی کے لیے وصیت جائز اور حربی کے لیے حرام اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمھیں اُن سے نیک سلوک کو منع نہیں فرماتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمھیں گھروں سے نہ نکالا پھر فرمایا اللہ تمھیں اُن سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے۔

کافی میں ہے:

یجوز ان یدفع غیر الزکاة الی ذمی وقال ابو یوسف والشافعی لا یجوز کالزکوٰة ولنا قوله تعالیٰ لا ینهٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروهم۔

زکاۃ کے سوا اور صدقات ذمی کو دے سکتا ہے اور امام ابو یوسف و امام شافعی نے فرمایا اور صدقات بھی ذمی کو نہیں دے سکتا جیسے زکوٰۃ ہماری دلیل اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ اللہ تمھیں اُن سے منع نہیں فرماتا جو دین میں تم سے نہ لڑے۔

فتح القدیر میں ہے:

Marfat.com

| | |
|---|---|
| الفقراء فی الکتاب عام خص منه | قرآن عظیم میں فقراء کا لفظ عام ہے باجماع |
| الحربی بالاجماع مستندین الی | امت حربی اُس سے خارج ہیں اجماع کی |
| قوله تعالیٰ انما ینهٰکم الله عن | سند اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ اللہ تمہیں |
| الذین قاتلوکم فی الدین۔ | اُن سے منع فرماتا ہے جو دین میں تم سے لڑے۔ |

عنایہ و معراج الدرایہ و محیط برہانی وجودی زادہ و شرنبلالی و بدائع و سیر کبیر امام محمد کی عبارتیں عنقریب آتی ہیں۔ یہ ہے مسلک ائمہ حنفیہ جسے حنفی بننے والے لیڈریوں مسخ و نسخ کی دیوار سے مارتے ہیں اور اُس سے حربی مشرکوں کے ساتھ نرا احسان مالی نہیں بلکہ وداد و اتحاد گھارتے ہیں۔

# آیت میں نسخ کے اقوال

| | |
|---|---|
| یحرفونه من بعد ما عقلوه وهم | دیدۂ دانستہ بات سمجھ کر اُس کی جگہ سے |
| یعلمون ٥ | پھیرتے ہیں۔ |

آیہ کریمہ میں ایک قول یہ ہے کہ مطلق کفار مراد ہیں جو مسلمانوں سے نہ لڑے اُن کے نزدیک وہ ضرور آیات قتال و غلظت سے منسوخ ہے اجلہ ائمہ تابعین مثل امام عطا بن ابی رباح اُستاذ امام اعظم ابوحنیفہ جن کی نسبت امام اعظم فرماتے ما رأیت افضل من عطاء میں نے اُن سے افضل کسی کو نہ دیکھا و عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم مولی امیرالمومنین عمر فاروق اعظم و قتادہ تلمیذ خاص حضرت انس خادم خاص حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اُس کے منسوخ ہونے کی تصریح فرمائی۔ جلالین شریف میں بتایا کہ یہی اصح ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے:

| | |
|---|---|
| اختلفوا فی المراد من الذین لم | اس میں اختلاف ہوا کہ وہ جو تم سے دین میں |
| یقاتلوکم فالاکثر علی انهم اهل | نہ لڑے اُن سے کون لوگ مراد ہیں اکثر |
| العهد الذین عاهدوا رسول | اہل تاویل اس پر ہیں کہ اُن سے اہلِ عہد |
| الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم | مراد ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ |
| علی ترک القتال والمظاهرة | علیہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ نہ حضور سے لڑینگے |

Marfat.com

فی العداوة وهم خزاعة
كانوا عاهدوا الرسول على ان لا
يقاتلوه ولا يخرجوه فامر الرسول عليه
الصلاة والسلام بالبر والوفاء
الى مدة اجلهم وهذا قول ابن
عباس ومقاتل ابن حيان ومقاتل
ابن سليمان ومحمد ابن سائب الكلبي وقال
مجاهد الذين آمنوا بمكة ولم يهاجروا
وقيل هم النساء والصبيان وعن
عبد الله بن الزبير انها نزلت في
اسماء بنت ابی بكر قدمت امها
قتيلة عليها وهي مشركة
بهدايا فلم تقبلها ولم
تأذن للدخول فامرها
النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم ان تدخلها
وتقبل منها وتكرمها
وتحسن اليها وقيل
الآية في المشركين و
قال قتادة نسختها آية
القتال۔

نہ دشمن کی مدد کریں گے اور وہ بنی خزاعہ
ہیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ نہ لڑیں گے
نہ مسلمانوں کو مکہ معظمہ سے نکالیں گے ۔
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ ان کے
ساتھ نیک سلوک فرمائیں اور ان کا عہد
مدت موعود تک پورا کریں۔ حضرت عبد اللہ
بن عباس و مقاتل بن حیان و مقاتل بن
سلیمٰن و محمد بن سائب کلبی کا یہی قول ہے
اور امام مجاہد نے فرمایا وہ مسلمانانِ مکہ
مراد ہیں جنھوں نے ابھی ہجرت نہ کی تھی اور
بعض نے کہا عورتیں اور بچے مراد ہیں عبد اللہ
بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
کہ یہ آیہ کریمہ حضرت اسماء بنت صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں اتری
ان کی ماں قتیلہ بحالتِ کفر ان کے پاس
کچھ ہدیے لے کر آئیں انھوں نے نہ ہدیے
قبول کیے نہ انھیں آنے کی اجازت دی
تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں
حکم فرمایا کہ اسے آنے دیں اور اس کے
ہدیے قبول کریں اور اس کی خاطر اور اس کے
ساتھ نیک سلوک کریں اور بعض نے کہا آیت
دربارۂ مشرکین ہے قتادہ نے کہا وہ
آیۂ جہاد سے منسوخ ہو گئی۔

Marfat.com

صحیح مسلم شریف میں اسماء بنت صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے:

| | |
|---|---|
| قدمت علی امی وھی مشرکۃ فی عہد قریش اذ عاھدھم فاستفتیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قلت قدمت علی امی وھی راغبۃ افاصل امی قال نعم صلی امک۔ | میری ماں کہ مشرکہ تھی اُس زمانہ میں کہ کافروں سے معاہدہ تھا میرے پاس آئی میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے فتوٰی پوچھا کہ میری ماں طمع لے کر میرے پاس آئی ہے کیا میں اپنی ماں سے کچھ نیک سلوک کروں فرمایا ہاں اپنی ماں سے نیک سلوک کر۔ |

جمل میں قرطبی سے ہے:

| | |
|---|---|
| ھی مخصوصۃ بالذین اٰمنوا ولم یھاجروا وقیل یعنی بہ النساء والصبیان لانھم ممن لا یقاتل فاذن اللہ فی برھم حکاہ بعض المفسرین وقال اکثر اھل التاویل ھی محکمۃ واحتجوا بان اسماء بنت ابی بکر سألت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھل تصل امھا حین قدمت علیھا مشرکۃ قال نعم خرجہ البخاری ومسلم اھ | یہ آیت خاص ہے ان کے بارے میں جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی اور بعض نے کہا اُس سے عورتیں اور بچے مراد ہیں اس لیے کہ وہ لڑنے کے قابل نہیں تو اللہ تعالٰی نے اُن کے ساتھ مالی نیک سلوک کی اجازت دی اسے بعض مفسرین نے نقل کیا اور اکثر اہلِ تاویل نے کہا آیت محکم ہے اور اس سے سند لائے کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سوال کیا کیا اپنی ماں سے کچھ نیک سلوک کریں جب وہ اُن کے پاس بحالتِ شرک آئی تھیں فرمایا ہاں اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ |

تفسیر درمنثور میں ہے:

| | |
|---|---|
| اخرج حمید وابن المنذر عن | عبد بن حمید اور ابن المنذر نے امام مجاہد |

Marfat.com

مجاهد فی قوله لا ینهٰکم الله عن الذین لم یقاتلوکم الآیة قال ان تستغفروا لهم وتبروهم وتقسطوا الیهم هم الذین اٰمنوا بمکة ولم یهاجروا اھ

سے تفسیر کریمہ لا ینھٰکم میں روایت کی فرمایا معنی آیت یہ ہیں کہ اللہ تمہیں منع نہیں فرماتا کہ تم ان کی مغفرت کی دعا کرو اور اُن سے نیک سلوک و انصاف کا برتاؤ برتو اس سے مراد کون لوگ ہیں وہ جو مکہ میں ایمان لائے تھے اور ہجرت کی۔

تفسیر جامع البیان میں بہ سند صحیح ہے:

حدثنی یونس قال اخبرنا ابن وهب قال قال ابن زید و سألته عن قول الله عز وجل لا ینهٰکم الله الآیة فقال هذا قد نسخ نسخه القتال۔

مجھ سے یونس نے حدیث بیان کی کہ مجھ کو ابن وہب نے خبر دی کہا جب میں نے امام ابن زید سے کریمہ لا ینھٰکم اللہ کے بارے میں پوچھا فرمایا یہ منسوخ ہے حکم جہاد نے اسے نسخ فرما دیا۔

تفسیر درمنثور میں ہے:

اخرج ابو داود فی تاریخه و ابن المنذر عن قتادة لا ینهٰکم الله الآیة نسختها اقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم۔

ابو داؤد نے اپنی تاریخ اور ابن المنذر نے تفسیر میں قتادہ سے روایت کی کریمہ لا ینھٰکم اللہ کو اس آیت نے منسوخ فرما دیا کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔

اُسی میں ہے:

ابن ابی حاتم و ابو الشیخ عن مقاتل فی قوله تعالیٰ وقاتلوا المشرکین کافة قال نسخت هذه الآیة کل اٰیة فیها رخصة۔

ابن ابی حاتم و ابو الشیخ نے اپنی تفسیروں میں مقاتل سے روایت کی کہ اللہ عزوجل کے اس ارشاد نے کہ سب مشرکوں سے قتال کرو اس سے پہلے جتنی آیتوں میں کچھ رخصتیں تھیں سب منسوخ فرما دیں۔

Marfat.com

تفسیر ارشاد العقل السلیم میں زیر کریمۂ یایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم ہے

| | |
|---|---|
| قال عطاء نسخت[1] ھذہ الاٰیۃ کل شیئ من العفو والصفح۔ | امام عطا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کافروں کے ساتھ معافی و درگزر کی جتنی اجازتیں تھیں سب اس آیہ کریمہ نے منسوخ فرمادیں۔ |

تفسیر عنایۃ القاضی میں زیر کریمۂ لا ینھٰکم اللہ ہے۔

| | |
|---|---|
| ھذہ الاٰیۃ منسوخۃ بقولہ تعالیٰ اقتلوا المشرکین الاٰیۃ۔ | یہ آیت اللہ عزوجل کے اس ارشاد سے منسوخ ہے کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ تلوار کے گھاٹ اتارو۔ |

تفسیر خطیب شربینی پھر فتوحات الالٰھیہ میں ہے:

| | |
|---|---|
| کان ھذا الحکم وھو جواز موالاۃ الکفار الذین لم یقاتلوا فی اول الاسلام عند الموادعۃ وترک الامر بالقتال ثم نسخ بقولہ تعالیٰ فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم۔ | یہ حکم کہ جو کفار مسلمانوں سے نہ لڑے اُن کے ساتھ کچھ نیک سلوک کیا جائے ابتدا میں تھا کہ لڑائی موقوف تھی اور جہاد کا حکم نہ تھا پھر یہ حکم اس آیہ کریمہ سے منسوخ ہوگیا کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ گردن مارو۔ |

جلالین شریف میں ہے:

| | |
|---|---|
| ھذا قبل الامر بجھادھم۔ | یہ اجازت اس وقت تک تھی کہ جہاد کا حکم نہیں ہوا تھا۔ |

اُسی کے خطبہ میں ہے:

| | |
|---|---|
| ھذا تکملۃ تفسیر القرآن الکریم | یہ امام جلال الدین محلی کی تفسیر کا تکملہ اُسی کے |

---

[1] یہاں سے اُس جاہل مفتی کی جہالت ظاہر ہوگئی جس نے آیۂ لا ینھٰکم کو کہا کہ واغلظ علیھم سے اس کو کسی نے منسوخ نہیں بتایا۔ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

Marfat.com

| | |
|---|---|
| الذی الفہ الامام جلال الدین المحلی علی نمط من ذکر ما یفہم بہ کلام اللہ تعالیٰ والاعتماد علی ارجح الاقوال۔ | انداز پر ہے کہ اتنی بات بیان کی جائے جس سے کلام اللہ سمجھ میں آجائے اور جو قول سب سے راجح ہے اس پر اعتماد کیا جائے۔ |

جمل میں ہے:

| | |
|---|---|
| ای الاقتصار علی ارجح الاقوال۔ | یعنی صرف وُہ قول بیان کریں گے جو سب سے راجح ہے۔ |

زرقانی علی المواہب میں ہے:

| | |
|---|---|
| الجلال قد التزام الاقتصار علی الاصح۔ | امام جلال نے التزام فرمایا ہے کہ صرف وہ قول لکھیں گے جو سب سے زیادہ صحیح ہے۔ |

تنبیہ ضروری: یہ آیۂ کریمہ کہ یہاں **یہاں مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں جو اس کی** علماء و ائمہ نے بیان ناسخ کیلئے **طرف بلاتے ہیں مسلمانوں کے بدخواہ ہیں** تلاوت کی کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور اس مضمون کی اور آیات نیز وُہ عبارات ہدایہ وغیرہا قریب آنے والیاں کہ جہاد میں پہل واجب ہے ان کا تعلق سلاطین اسلام وعساکر اسلام اصحاب خزائن و اسلحہ و استطاعت سے ہے نہ ان کے غیر سے قال اللہ تعالیٰ:

| | |
|---|---|
| لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعہا ہ | اللہ تعالیٰ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اُس کی طاقت بھر۔ |

وقال تعالیٰ:

| | |
|---|---|
| لا یکلف اللہ نفسًا الا ما اٰتیہا ہ | اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اُتنے کی جس قدر کی استطاعت اُسے دی ہے۔ |

Marfat.com

وقال تعالیٰ:

لا تلقوا بایدیکم الی التھلکة۔ — اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

مجتبیٰ وجامع الرموز وردالمحتار میں ہے:

یجب علی الامام ان یبعث سریة الی دار الحرب کل سنة مرة اومرتین وعلی الرعیة اعانته الا اذا اخذ الخراج فان لم یبعث کان کل الاثم علیه وھذا اذا غلب علی ظنه انه یکافئھم والا فلا یباح قتالھم۔

سلطان اعظم اسلام پر فرض ہے کہ ہر سال ایک یا دو بار دار الحرب پر لشکر بھیجے اور رعیت پر اس کی مدد فرض ہے اگر اُس نے ان سے خراج نہ لیا ہو تو سلطان اگر لشکر نہ بھیجے تو سارا گناہ اسی کے سر ہے یہ سب اُس صورت میں ہے کہ اُسے غالب گمان ہو کہ طاقت میں کافروں سے کم نہ رہے گا نہ اسے اُن سے لڑائی کی پہل جائز نہیں۔

خصوصاً ہندوستان میں جہاں اگر دس مسلمان ایک مشرک کو قتل کریں تو معاذ اللہ دسوں کو پھانسی ہو ایسی جگہ مسلمانوں پر جہاد فرض بتانے والا شریعت پر مفتری اور مسلمانوں کا بدخواہ ہے ہمارا مقصود اس قدر تھا کہ کریمہ ممتحنہ اگر جملہ مشرکین غیر محاربین کو عام ہے تو ضرور منسوخ ہے وہ بحمدہٖ تعالیٰ بروجہ احسن ثابت ہوگیا۔

## خود قرآن عظیم سے اس آیت کی منسوخی کا ثبوت اگر ہر غیر محارب بالفعل کو عام مانی جائے

وانا اقول وباللہ التوفیق اگر وہ اکابر تابعین اس کے نسخ کی تصریح اور یہ امام جلیل اس کی ترجیح وتصحیح نہ فرماتے تو قرآنِ عظیم خود شاہد تھا کہ آیۂ لا ینھٰکم اگر جملہ مشرکین غیر محاربین بالفعل کو عام ہے تو قطعاً منسوخ ہے ممتحنہ کا نزول سورۂ برأت سے یقیناً پہلے ہے تصریح ائمہ نہ ہوتی تو خود اُس کی آیاتِ کریمہ بتا رہی ہیں کہ اُس کے نزول تک مکہ معظمہ قبضۂ کفار میں تھا اور سورۂ توبہ شریف کے ارشادات جگمگا رہے ہیں کہ اُس کا نزول بعد فتح بلد الحرام وتسلط تام دین اسلام ہے وللہ الحمد

سورۂ برأت میں ارشاد فرمایا:

Marfat.com

یاایها النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم ومأوٰھم جھنم وبئس المصیر۔

اے نبی! کافروں اور منافقوں پر جہاد فرمائیے اور اُن کے ساتھ سختی سے پیش آئیے اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وُہ کیا ہے بُری پھرنے کی جگہ۔

پھر اسی صورت میں ارشاد فرمایا:

یاایھا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ۔

اے ایمان والو! اپنے پاس کے کافروں سے لڑو اور تم پر فرض ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں۔

یہ حکم بھی جمیع کفار کو عام ہے حکمت یہی ہے کہ پہلے پاس والوں کو زیر کیا جائے جب وہاں اسلام کا تسلط ہوجاتے تو اب جو اُس سے نزدیک ہیں وُہ پاس والے ہُوئے وہ زیر ہوجائیں تو اب جو اُن سے قریب ہیں یوہیں یہ سلسلہ شرقاً غرباً منتہائے زمین تک پہنچے اور بحمداللہ تعالیٰ ایسا ہی ہُوا اور بعونہٖ تعالیٰ ایسا ہی بروجہ اتم وکمال زمانۂ امام موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہونیوالا ہے۔

## سب کافروں سے قتال و غلظت کا حکم ہے اگرچہ محارب بالفعل نہ ہوں محارب بالفعل کی تخصیص منسُوخ ہوگئی

حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ۔

یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کے لیے ہوجائے۔

یہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد ہُوا کفار پر درشتی کرو مومنین کو حکم ہُوا کافروں پر سختی کرو اس میں نہ کوئی تقسیم ہے نہ تردید نہ تخصیص نہ تعلید اور ہر عاقل جانتا ہے کہ نیک سلوک اور سختی و درشتی باہم متنافی ہیں پہلے نیک سلوک کی اجازت تھی اب درشتی و سختی کا حکم ہُوا تو وہ اجازت ضرور منسوخ ہوگئی۔ اجماع اُمت ہے کہ جہاد کفار محاربین بالفعل سے مخصوص نہیں مدافعانہ وجارحانہ قطعاً دونوں طرح کا حکم ہے اجازت کا مدافعانہ میں حصر پہلے تھا پھر قطعاً منسوخ ہوگیا مبسوط شمس الائمہ سرخسی وکفایہ وعنایہ وتبیین وبحر الرائق وردالمحتار وغیرہا

Marfat.com

میں ہے :

واللفظ للبابرتی قوله تعالیٰ فان قاتلوکم فاقتلوهم منسوخ بیانه ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان فی الابتداء مامورا بالصفح والاعراض عن المشرکین بقوله فاصفح الصفح الجمیل واعرض عن المشرکین الآیة ثم امر بالدعاء الی الدین بالموعظة والمجادلة بالاحسن بقوله تعالیٰ ادع الی سبیل ربك بالحکمة الآیة ثم اذن بالقتال اذا کانت البداءة منهم بقوله تعالیٰ فان قاتلوکم فاقتلوهم ثم امر بالقتال ابتداء فی بعض الازمان بقوله تعالی فاذا انسلخ الاشهر الحرم فاقتلوا المشرکین الآیة ثم امر بالبداءة بالقتال مطلقاً فی الازمان کلها وفی الاماکن باسرها فقال تعالیٰ وقاتلوهم حتی لا تکون فتنة الآیة وقاتلوا الذین لا یؤمنون بالله وبالیوم الآخر الآیة۔

یہ ارشاد کہ اگر وہ تم سے لڑیں تو اُن کو قتل کرو منسوخ ہے بیان اُس کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابتدا میں یہ حکم تھا کہ مشرکوں سے درگزر اور روگردانی فرمائیں ارشاد تھا اچھی طرح درگزر کرو اور مشرکوں سے مُنہ پھیر لو۔ پھر حضور کو حکم ہُوا کہ سمجھانے اور خوبی کے ساتھ دلیل قائم فرمانے سے دین کی طرف بلاؤ کہ ارشاد تھا اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت کے ساتھ بلاؤ۔ پھر اجازت فرمائی گئی کہ اُن کی طرف سے قتال کی ابتدا ہو تو لڑو۔ ارشاد تھا کہ جن سے قتال کیا جاتے انھیں پروانگی ہے اور ارشاد تھا کہ اگر وہ تم سے لڑیں تو انھیں قتل کرو پھر بعض اوقات ابتداءً قتال کا حکم ہوا ارشاد فرمایا جب حرمت والے مہینے نکل جائیں تو مشرکوں کو قتل کرو پھر مطلقاً ابتداء بالقتال کا حکم ہُوا سب زمانوں اور سب مکانوں میں ارشاد ہُوا اُن سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور فرمایا اُن سے لڑو جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں لاتے۔

کنز میں ہے :

الجهاد فرض کفایة ابتداء۔

جہاد کی پہل کرنا فرض کفایہ ہے۔

Marfat.com

بحرالرائق میں ہے:

مفید لافترضہ وان لم یبدؤنا للعمومات اما قولہ تعالیٰ فان قاتلوکم فاقتلوھم فمنسوخ۔

یہ عبارت فائدہ دیتی ہے کہ جہاد فرض ہے اگرچہ کافر پہل نہ کریں کہ آیتیں عام ہیں اور وُہ جو فرمایا تھا کہ اگر وُہ تم سے لڑیں تو اُنھیں قتل کرو، وہ منسوخ ہے۔

ہدایہ میں ہے:

قتال الکفار واجب وان لم یبدؤا للعمومات۔

کافروں سے لڑنا واجب ہے اگرچہ وہ پہل نہ کریں کہ احکام عام ہیں۔

فتح القدیر میں ہے:

صریح قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الصحیحین وغیرھما امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ یوجب ان نبدأھم بادنی تامل اھ اقول وکذا قولہ تعالیٰ قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ ابدیتہ ثم فی الغنایۃ رأیتہ کما تقدم[1]

صحیحین وغیرہما میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صاف ارشاد مجھے حکم ہُوا کہ لوگوں سے قتال فرماؤں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں ادنیٰ غور سے واجب فرماتا ہے کہ ہم اُن سے قتال کی پہل کریں فتح القدیر کی عبارت تمام ہُوئی اور میں کہتا ہوں یونہی رب العزۃ کا ارشاد کہ اُن سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کے لیے ہوجائے۔

---

[1] مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی میں ہے لا تخرج بنیتھم من ان تکون صالحۃ للمحاربۃ وان کانوا لا یشتغلون بالمحاربۃ کالمشتغلین بالتجارۃ والحرافۃ منھم بخلاف النساء والصبیان کافر اگرچہ بالفعل نہ لڑیں اُن کے بدن کی بُناوٹ تو لڑنے قابل ہے جیسے اُن کے سوداگر اور کسان بخلاف زنان واطفال۔ ۱۲ منہ غفرلہ

Marfat.com

نیز اسی میں زیر حدیث رأی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امرأۃ مقتولۃ فقال ھاہ ماکانت ھذہ تقاتل (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت مقتول دیکھی تو فرمایا ارے یہ تو لڑنے قابل نہ تھی) ہے:

الحدیث صحیح علی شرط الشیخین فقد علل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم القتل بالمقاتلۃ فثبت انہ معلول بالحرابۃ فلزم قتل ما کان مظنۃ لہ بخلاف مالیس ایاہ۔

یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا کہ قتل کی علت قتال ہے تو ثابت ہُوا کہ قتل وہی کیا جائے گا جو لڑنے کا شخص ہے تو جسے لڑنے قابل سمجھا جائے شریعت میں اُس کا قتل لازم ہُوا بخلاف اُس کے جو اُس کے لائق ہی نہ ہو۔

مرادنی خادمِ فقہ جانتا ہے کہ حربی مقابل ذمی ہے نہ کہ خاص محارب بالفعل ہدایہ وغیرہا کی عبارات ابھی گزریں تو آیت قطعاً تمام حربیوں کو شامل خواہ بالفعل مصدر قتال ہُوئے ہوں یا نہیں البتہ معاہدین کا استثنا ضروریاتِ دین سے ہے جس پر نصوص قاطعہ ناطق اور وہ اذہان مسلمین میں ایسا مرتکز کہ اصلا محتاج ذکر نہیں یونہی حکم جہاد وقتال کے اعتبار سے اصحاب قول سوم کو بھی یہاں گنجائش اجماع و اتفاق ہے کہ معاہدین و ذراری محل جہاد ہی نہیں تو کلمۂ جاھدوا قاتلوا سے اُن کی طرف ذہن نہ جاتے گا۔ فتح القدیر میں ہے:

وما الظن الا ان حرمۃ قتل النساء والصبیان اجماع۔

گمان اس کے سوا کسی طرف نہیں جاتا کہ عورتوں اور بچّوں کا قتل حرام ہونے پر اجماع ہے۔

غرض معاہد و ذمی ونساء وصبیان کو نص قتال ابتداءً ہی شامل نہ ہُوا کہ تخصیص کی حاجت ہو۔ بحر الرائق میں ہے:

نفس النص ابتداء لم یتعلق بہ لانہ مقید بمن بحیث

سرے سے خود نص اس سے متعلق نہ ہُوا کہ وہ خاص ایسے کے بارے میں ہے

Marfat.com

يحارب كقوله تعالىٰ وقاتلوا المشركين كافة الآية فلم تدخل المراة۔

جو لڑنے کے قابل ہو جیسے ارشادِ الٰہی سب مشرکوں سے لڑو وہ عورت کو شامل نہیں۔

باقی تحقیق عنقریب آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ بالجملہ آیۂ کریمہ میں دو قول ہیں: ایک قول اکثر اہل تاویل کہ سب کفار غیر محاربین بالفعل مراد نہیں بلکہ خاص اہل عہد و پیمان یا اطفال و زنان یا غیر مہاجر مسلمان۔ اس تقدیر پر آیۂ کریمہ مشرکین ہند کو جن سے اتحاد و وداد منایا جا رہا ہے کسی طرح شامل ہی نہیں ہو سکتی کہ وہ نہ اہلِ ذمہ ہیں نہ عورتیں، بچے، نہ مسلمان۔ دوسرا قول بعض کہ سب مشرکین غیر محاربین بالفعل مراد تھے۔

**لیڈروں کو پہلا جواب** اس طور پر وہ اولاً یقیناً منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل کرنا ضلالت و گمراہی کیا کوئی روا رکھے گا کہ شراب پیئے اور کافروں کو بیٹیاں دے اور اپنی سگی بہن سے نکاح کرے ؏

کہ بعہد قدیم ناں بود ست

لیڈر بننے والوں کا یہ ظلم عظیم ہے کہ ہندوؤں کو شامل کرنا لیا قول ثانی سے اور اس کا غیر منسوخ[1] ہونا لیا قول اول سے جمع بین المتنافیین کر کے بیچارے جاہلوں کو دھوکے دیتے ہیں۔

**لیڈروں کو دوسرا جواب** ثانیاً اگر بفرضِ باطل ان کی یہ شتر گربگی مان بھی لی جائے تو عام[2] مشرکینِ ہند کو لم یقاتلوکم فی الدین کا مصداق

---

[1] یہاں سے اُس فتوائے جاہلانہ کا حال کھل گیا جس میں عبارت مذکورۂ جمل قال اکثر اهل التاویل هی محکمة الخ اور عبارت روح البیان فی فتح الرحمٰن نسختها فاقتلوا المشرکین والاکثر علی انها غیر منسوخة سے استناد کر کے آیہ کریمہ کا قول اکثر میں غیر منسوخ ہونا بتا کر اُسے ہندوؤں پر جما دیا اب یہ کون سمجھے کہ قول اکثر پر کسی طرح ہندو اُس میں داخل نہیں اور قول دیگر پر بفرض غلط اگر داخل ہو سکتے تو یقیناً منسوخ ہے۔ حشمت علی عفی عنہ

[2] اس تقریر کو خوب محفوظ رکھنا چاہیے کہ اس سے اُن مفتیان اجہل کی جہالت و بے باکی بلکہ عیاری و چالاکی خوب روشن ہوتی ہے جنھوں نے کہا کہ "ہندوستان کے عام ہندو اہل اسلام سے (باقی برصفحہ آئندہ)

Marfat.com

ماننا ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ لینا ہے کیا وُہ ہم سے دین پر نہ لڑے کیا قربانی گاؤ پر اُن کے سخت ظالمانہ فساد پُرانے پڑ گئے کیا کٹار پور و آرہ اور کہاں اور کہاں کے ناپاک دہولناک مظالم جو ابھی تازے ہیں دِلوں سے محو ہو گئے بے گناہ مسلمان نہایت سختی سے ذبح کیے گئے مٹی کا تیل ڈال کر جلائے گئے ناپاکوں نے پاک مسجدیں ڈھائیں قرآن کریم کے پاک اوراق پھاڑے جلاتے اور ایسی ہی وُہ باتیں جن کا نام لیے کلیجہ مُنہ کو آتے۔

الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین ○ الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین ○ الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین ○ سُن لو اللہ کی لعنت ظالموں پر۔

اب کوئی درد رسیدہ مسلمان ان لیڈروں سے یہ کہہ سکتا ہے یا نہیں کہ اے اسٹیجوں پر مسلمان بننے والو! ہمدردیِ اسلام کا ظاہری ناتا تننے والو! کچھ حیا کا نام باقی ہے تو ہندوؤں کی گنگائیں ڈوب مرو اسلام و مسلمین و مساجد و قرآن پر یہ ظلم توڑنے والے کیا یہی تمھارے بھائی تمھارے چہیتے تمھارے پیارے تمھارے سردار تمھارے پیشوا تمھارے مددگار تمھارے غمگسار مشرکین ہند نہیں جن کے ہاتھ آج تم بکے جاتے ہو جن کی غلامی کے گیت گاتے ہو۔ اُف اُف اُف۔ تف تف تف۔

ان اللہ جامع المنٰفقین والکٰفرین فی جھنم جمیعا۔ بے شک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

اور بے ایمان اور پکا بے ایمان ہوگا وُہ جو واحد قہار کو یکسر بیٹھ دے کر کہے کہ یہ ملعون مظالم تو بعض بعض شہر کے بعض بعض کفار نے کیے۔ اس سے سب تو قاتلو کم فی الدین نہیں ہو گئے۔ بدعقلو بد منشو! کوئی قوم ساری کی ساری نہیں لڑتی۔

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) مقاتلہ فی الدین نہیں کرتے اور عامہ نصاریٰ مقاتلہ فی الدین کے مرتکب و معاون ہیں" طرفہ فطرت یہ کہ جانب نصاریٰ میں معاون کا لفظ بڑھالیا کہ عامہ نصاریٰ پر جما سکیں اور جانب ہنود میں اُسے اُڑا دیا تاکہ عام ہنود اس میں نہ آسکیں۔ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

Marfat.com

## تمام مشرکینِ ہند محارب بالفعل ہیں اور محارب بالفعل کے معنیٰ کی تحقیق

کفارِ زمانۂ رسالت جن کی نسبت حکم ہوا فاقتلوھم حیث ثقفتموھم انھیں جہاں پاؤ قتل کرو اور حکم ہوا وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ سب مشرکوں سے لڑو جیسے وُہ سب تم سے لڑتے ہیں کیا ان کا ہر ہر فرد میدانِ جنگ میں آیا تھا۔ لڑائی دیکھی جاتی ہے اگر جو لڑے اُن کی خاص کوئی ذاتی غرض ہے جس میں ساری قوم شریک نہیں تو وُہ لڑائی خاص انھیں کی طرف منسوب ہوگی جو اُس کے مرتکب ہُوئے مثلاً کسی گاؤں کے دُھرے مینڈھے پر بعض لوگوں سے جنگ ہو تو وہ انھیں کی ہے نہ تمام قوم کی اور اگر لڑائی مذہبی ہے تو اُن سب اہلِ مذہب کی ہے کہ باقی دامے درمے قلمے قدمے معین ہوں گے اور کچھ نہ ہو تو راضی ہوں گے اور اپنے مذہب کی فتح ہو تو خوش ہوں گے اور دُوسرے کی ہو تو رنجیدہ ہوں گے قال تعالیٰ :

ان تمسسکم حسنۃ تسؤھم و — اگر تمھیں بھلائی پہنچے تو اُنھیں بُری لگے اور
ان تصبکم سیئۃ یفرحوابھا۔ — اگر تمھیں بُرائی پہنچے تو اُس پر شاد ہوں۔

تو وہ سب محاربین بالفعل ہیں خواہ ہاتھ سے یا زبان سے یا دل سے یہ قربانی گاؤ کا مسئلہ ایسا ہی ہے کون سا ہندو ہے جس کے دل میں اس کا نام سُن کر آگ نہیں لگتی کون سی ہندو زبان ہے جو گئو رکھشا کی مالا نہیں جپتی کون سا شہر ہے جہاں اُس کی سبھا یا اُس کے ارکان یا اُس میں چندہ دینے والے نہیں۔ کیا یہ مقدس بیگناہوں کے خون یہ پاک مساجد کی شہادتیں یہ قرآنِ عظیم کی اہانتیں اُنھیں ناپاک رکھشاؤں اُنھیں مجموعی سفاک سبھاؤں کے نتائج نہیں نہ سہی

ع ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

اب جس شہر جس قصبہ جس گاؤں میں چاہو آزما دیکھو اپنی مذہبی قربانی کے لیے گائے پچھاڑ دو اُس وقت یہی تمھاری باتیں پسلی کے نکلے یہی تمھارے سگے بھائی یہی تمھارے منہ بولے بزرگ یہی تمھارے آقا یہی تمھارے پیشوا تمھاری ہڈی پسلی توڑنے کو تیار ہوتے ہیں یا نہیں ان متفرقات کا جمع کرنا بھی جہنم میں ڈالیے وُہ جو آج تمام ہندوؤں اور نہ صرف ہندوؤں تم سب ہندو پرستوں کا امام ظاہر و بادشاہ باطن ہے یعنی گاندھی صاف نہ کہہ چکا کہ مسلمان

Marfat.com

اگر قربانیِ گاؤ نہ چھوڑیں گے تو ہم تلوار کے زور سے چھڑا دیں گے اب بھی کوئی شک رہا کہ تمام مشرکین ہندو دین میں ہم سے محارب ہیں پھر اُنھیں لم یقاتلوکم فی الدین میں داخل کرنا کیا نری بے حیائی ہے یا صریح بے ایمانی بھی محاربۂ مذہبی ہر قوم کا اُس بات پر ہوتا ہے جسے وُہ اپنے دین کی رُو سے زشت و منکر جانے اُسی کے ازالہ کے لیے لڑائی ہوتی ہے اور ازالۂ منکر تین قسم ہے موقع ہو تو ہاتھ سے ورنہ زبان سے ورنہ دل سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

| | |
|---|---|
| من رأی منکم منکرًا فلیغیرہ | تم میں جو کوئی کچھ خلافِ شرع بات دیکھے |
| بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ | اُس پر لازم ہے کہ اُسے اپنے ہاتھ |
| فان لم یستطع فبقلبہ۔ | سے رد کرے پھر اگر نہ ہو سکے تو زبان سے |
| | اور یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے۔ |

یہ تینوں صورتیں ازالہ و تغییر کی ہیں اور یہ سب اہل محاربہ سے محاربہ ہی ہیں بالفعل ہتھیار اٹھانا شرط نہیں جس کا ثبوت اُوپر گزرا اور اگر یہی ٹھہری کہ اگرچہ لڑائی سرتاج قوم اور تمام افراد قوم کی رضا سے ہو مگر قاتلوکم فی الدین میں صرف وہی داخل ہوں گے جنھوں نے میدان میں ہتھیار اُٹھاتے تو ذرا انگریزوں کے ساتھ اپنے بائیکاٹ کا مزاج پوچھ لیجیے کیا ہر انگریز ترکوں کے ساتھ میدانِ جنگ میں گیا تھا ہرگز نہیں لاکھوں یا شاید کروروں ہوں جنھوں نے اُس میدان کی صورت تک نہ دیکھی خصوصًا ہندوستان میں سول کے انگریز تو یہ سب لم یقاتلوکم فی الدین ہُوئے اور تمھارا یہ ترک تعاون کا عام مسئلہ تمھارے ہی مُنہ سخت جھوٹا اور شریعت پر افترا ٹھہرا کر مغالطہ کرو تو اُنھیں محدود سے کرو جو میدان میں ترکوں سے لڑے غرض ؎

نے فروعت محکم آمد نے اصول
شرم بادت از خدا و از رسول

## قرآن عظیم سے مزعومات لیڈران کا رد

تنبیہ جلیل اقول کریمہ وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ کہ ابھی ہم نے تلاوت کی قطعًا اپنی ہر وجہ ہر پہلو پر لیڈران عنود لیس روان ہنود پر ردّ شدید ہے۔ ان کا

Marfat.com

مزعوم دو فقرے ہیں:

اوّل یہ کہ ہنود میں مقاتل فی الدین صرف وہی ہیں جنھوں نے وہ مظالم کیے تو مقاتل نہیں مگر مقاتل بالفعل جس نے ہتھیار اٹھایا اور قتال کو آیا تاکہ عامہ ہنود کو قاتلوکم فی الدین سے بچالیں۔

دوم یہ کہ جو مقاتل بالفعل نہیں اُس سے اظہار عداوت فرض نہیں تاکہ بزدرِ زباں اُن سے وداد و اتحاد کی راہ نکالیں اب آیہ کریمہ میں چار احتمال ہیں:

اوّل دونوں کافۃ مسلمانوں سے حال ہوں یعنی تم سب مسلمان مشرکوں سے لڑو جس طرح وہ تم سب سے لڑتے ہیں۔

دوم دونوں مشرکین سے حال ہوں یعنی سب مشرکین سے لڑو جس طرح وہ تم سب سے لڑتے ہیں۔

سوم پہلا کافۃ مشرکین سے حال ہو اور دوسرا مومنین سے یعنی تم بھی سب مشرکین سے لڑو جس طرح وُہ تم سے لڑتے ہیں۔ یہ قول عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے۔

چہارم اس کا عکس یعنی سب مسلمان مشرکوں سے لڑیں جس طرح سب مشرک مسلمانوں سے لڑتے ہیں کبیر میں اسی کو ترجیح دی اور لباب میں اسی پر اقتصار کیا اور امام نسفی نے چاروں احتمالوں کا اِشعار کیا۔ مفاتیح الغیب میں ہے:

| | |
|---|---|
| فی قولہ تعالٰی کافۃ قولان الاول | ارشادِ الٰہی کافۃ میں دو قول ہیں اوّل |
| انیکون المراد قاتلوھم باجمعکم | مراد یہ ہے کہ تم سب اُن کے قتال پر |
| مجتمعین علی قتالھم کما انھم | اتفاق کر کے اُن سے لڑو جس طرح وہ تم سے |
| یقاتلونکم علی ھذہ الصفۃ | یونہی لڑتے ہیں فرماتا ہے قتال مشرکین میں |
| یرید تعاونوا وتناصروا | سب آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور |
| علی ذٰلک ولا تتخاذلوا ولا | ایک دوسرے کو بے یار نہ چھوڑو نہ باہم |
| تتقاطعوا وکونوا عباد اللہ | علاقہ قطع کرو اور سب اللہ کے بندے ہو جاؤ |

Marfat.com

مجتمعین متوافقین فی مقاتلة الاعداء والثانی قال ابن عباس قاتلوھم بکلیتھم ولا تحابوا بعضھم بترک القتال کما انھم یستحلون قتال جمیعکم والقول الاوّل اقرب حتٰی یصح قیاس احد الجانبین علی الاٰخر۔

دشمنوں کے قتال پر یک دل ویک رائے ہوکر دوسرا قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کہ سب مشرکوں سے لڑو اور اُن میں کسی سے ترک قتال میں محابہ نہ کرو جس طرح وہ تم سب سے قتال روا رکھتے ہیں اور پہلا قول زیادہ قریب ہے تاکہ ایک فریق کا دوسرے پر قیاس صحیح ہو۔

خازن میں ہے:

یعنی قاتلوا المشرکین باجمعکم مجتمعین علی قتالھم کما انھم یقاتلونکم علی ھذہ الصفة۔

یعنی سب مل کر قتال مشرکین پر متفق الرائے ہوکر اُن سے لڑو جس طرح وُہ تم سے یوہیں لڑتے ہیں۔

مدارک میں ہے:

کافة حال من الفاعل او المفعول۔

کافة فاعل سے حال ہے خواہ مفعول سے۔

اس احتمال چہارم پر آیۂ کریمہ کے دونوں جملے لیڈروں کے پہلے فقرے کا ردّ ہیں ظاہر ہے کہ سب مشرک میدان میں نہ آئے سب نے ہتھیار نہ اُٹھائے بلکہ کچھ ساعی تھے کچھ معاون کچھ راضی اور آیت میں فرمایا کہ وُہ سب تم سے لڑتے ہیں تو معلوم ہُوا کہ جمیع اقسام مقاتل فی الدین میں یوہیں قطعاً تمام ہنود کہ منشا مظالم گئو رکھشا ہے اور اُس میں سب شریک پھر مسلمانوں کو فرمایا تم سب لڑو اگر قتال قتال بالید سے خالص ہو تو جہاد مطلقاً فرض عین ہوجائے اور یہ بالاجماع باطل ہے نیز اس تقدیر پر یہ حکم صحابۂ کرام سے آج تک کبھی بجا نہ لایا گیا کون سے دن دنیا کے سب مسلمان ہتھیار لے کر میدان میں آئے تو معاذ اللہ صحابۂ کرام وجمیع امت کا اجماع ضلالت ومعصیت پر ہوا اور یہ اول سے بڑھ کر باطل وکفر ہائل ہے لاجرم قتال ومعاونت ورضا کو عام ہے اب بے شک اس کا حکم شامل جملہ اہل اسلام ہے

Marfat.com

اسی طرح احتمال اول پر آیہ کریمہ کے دونوں جملے فقرۂ اولیٰ کے رد ہیں پہلے کا ابھی بیان ہُوا اور دُوسرا یُوں کہ جب مشرکین سب مسلمانوں سے مقاتل ہیں توسب مسلمان مشرکوں کے مقاتل کہ مفاعلۃ جانبین سے ہے اور وُہ نہیں مگر اُسی طور پر کہ فاعل ومعاون وراضی سب مقاتل ہوں بعینہٖ اسی تقریر سے احتمال دوم وسوم بھی جیسا کہ فہیم پر مخفی نہیں بالجملہ ہر پہلو پر آیہ کریمہ کا ہر جملہ اُن کے فقرۂ اُولیٰ کا ردّ ہے اور احتمال دوم سوم پر کریمہ کا پہلا جملہ لیڈروں کے فقرۂ دوم کا بھی رد ہے کہ عام فرمایا گیا سب مشرکوں سے قتال کرو اور قتل وقتال سے بڑھ کر اور اظہارِ عداوت کیا ہے تو ثابت ہُوا کہ مشرک مقاتل بالید ہو یا نہ ہو ہر ایک سے اظہارِ عداوت فرض اور وداد واتحاد حرام۔

| | |
|---|---|
| قل جاء الحق وزهق الباطل | کہو حق آیا باطل کا دم ٹوٹا بے شک باطل |
| ان الباطل كان زهوقا ۝ بل | تو دم توڑنے ہی کو تھا بلکہ ہم حق کو باطل |
| نقذف بالحق على الباطل | پر پھینکتے ہیں کہ وُہ باطل کا بھیجا نکال |
| فيدمغه فاذا هو زاهق ولكم | دیتا ہے جبھی وہ فنا ہو جاتا ہے اور تمھارے |
| الويل مما تصفون ۝ | لیے خرابی ہے اُن باتوں سے جو بناتے ہو۔ |

**اصح قول اکثر ہے کہ کریمۂ ممتحنہ صرف معاہدین کے بارے میں ہے**

تنبیہ دوم اوّل یہاں سے روشن ہُوا کہ آیۂ ممتحنہ میں قول اکثر ہی ارجح واصح ہے لم یقاتلوکم فی الدین وہی ہو سکتے ہیں جو اہل عہد وذمہ ہیں کہ اُن کے عہد نے صراحۃً اُنھیں مقاتلین سے جُدا کر لیا۔

| | |
|---|---|
| والصريح يفوق الدلالة۔ | تصریح دلالت پر مرجح ہے۔ |

باقی تمام حربی کفار مقاتل فی الدین ہیں اگرچہ ہتھیار نہ اُٹھاتے ہوں قول آخر کے اصح ہونے کی وجہ یہی ہوتی کہ لفظ عام ہے اور جب ثابت ہوا کہ وُہ اہل عہد وذمہ ہی پر صادق ہے تو حربیوں کی تعمیم ناموجہ ہے یونہی نساء وصبیان سے تخصیص کی وجہ نہیں اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا ورنہ صرف صلۂ مادر وپدر یا غایت درجہ صلۂ رحم کی اجازت نکلے نہ جملہ نساء وصبیان کو تعمیم مقبول کہ اگرچہ وُہ حکم قتال سے مستثنیٰ ہیں مگر حکمت غلظت سے مستثنیٰ

Marfat.com

نہیں اہلِ عہد و ذمہ کی عورتیں بچے اُن کے حکم میں رہیں گے اور غیر معاہد حربیوں کے زنان و اطفال اُن کے حکم میں قال تعالیٰ من ذکر او انثی بعضکم من بعض مرد و عورت ایک دوسرے سے یہاں کے کسی کافر فقیر کو بھیک دینا بھی جائز نہیں صحاح ستہ میں صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زنان و صبیان کفار کے بارے میں فرمایا ھم منھم وُہ اُنھیں میں سے ہیں ولہٰذا ہمارے ائمہ کرام نے حربی کو صدقۂ نافلہ دینے کی ممانعت سے اُن کی عورتوں بچوں کسی کو مستثنیٰ نہ فرمایا حکم عام دیا۔

جامع صغیر امام محمد و ہدایہ و درر و غایہ وکفایہ و جوہرہ و مستصفی پھر نہایہ و غایۃ البیان و فتح القدیر و بحر الرائق و کافی و تبیین و تفسیر احمدی و فتح اللہ المعین و غنیۃ ذوی الاحکام کتب معتمدہ کی عبارتیں اوپر گزریں، معراج الدرایہ میں ہے:

| | |
|---|---|
| صلتہ لا یکون برا شرعا و لذا لم یجز التطوع الیہ۔ | حربی سے نیک سلوک شرعاً کوئی نیکی نہیں اس لیے اُسے نفل خیرات دینا بھی حرام ہے۔ |

غایہ امام اکمل میں ہے:

| | |
|---|---|
| التصدق علیھم مرحمۃ بھم و مواساۃ وھی منافیۃ لمقتضی الاٰیۃ۔ | اُنھیں خیرات دینا اُن پر ایک طرح کی مہربانی اور اُن کی غمخواری ہے اور یہ حکم قرآن مجید کے خلاف ہے۔ |

امام برہان الدین صاحب ذخیرہ نے محیط پھر علامہ جوی زادہ پھر علامہ شرنبلالی نے غنیہ میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| لا یجوز للمسلم بر الحربی۔ | حربی کے ساتھ نیک سلوک مسلمان کو حرام ہے۔ |

بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے ائمہ کی نظر ایسی ہی غائر و دقیقہ رس ہے جب کبھی تنقیح تام کی جاتی ہے جو انھوں نے تحقیق فرمایا وہی گل کھلتا ہے ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

مستامن کے لیے مسئلہ ہبہ و وصیت کی تحقیق تنبیہ سوم مستامن کے بارے میں عبارات مختلف آئیں کثیر روایات

Marfat.com

مذکورہ میں مطلقاً حربی سے نیک سلوک کی ممانعت ہے جس میں مستامن بھی داخل اور نہایہ و تبیین و بحر الرائق و ابوالسعود کی عبارات میں اُس سے ممانعت کی صاف تصریح گزری لیکن بعض روایات سے اُس کے لیے رخصت ثابت فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

| | |
|---|---|
| لا باس بان یصل الرجل المسلم المشرك قریبا کان او بعیدا محاربا کان او ذمیا واراد بالحارب المستأمن واما اذا کان غیر المستأمن فلا ینبغی للمسلم ان یصله بشئ کذا فی المحیط۔ | کوئی حرج نہیں کہ مسلمان مشرک سے کوئی مالی سلوک کرے خواہ رشتہ دار ہو یا اجنبی، حربی ہو یا ذمی، حربی سے مستامن مراد لیا اور اگر حربی غیر مستأمن ہو تو مسلمان کو سزاوار نہیں کہ اُس کے ساتھ کوئی نیک سلوک کرے ایسا ہی محیط میں ہے۔ |

امام ملک العلماء نے بدائع میں مستأمن کے لیے وصیت کا جواز مبسوط سے نقل کیا پھر فرمایا: امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عدم جواز مروی ہوا اور یہی روایت ہمارے ائمہ کے قول سے موافق تر ہے کہ وہ مستامن کے لیے صدقات حرام فرماتے ہیں یوہیں وصیت بھی پھر فرمایا بعض نے کہا اُس کے لیے جواز و عدم جواز صدقات میں ہمارے اصحاب سے دو روایتیں ہیں تو وصیت بھی انھیں دونوں روایتوں پر ہو گی عبارت یہ ہے شرائط وصیت باعتبار موصی لہ میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| ومنها ان لایکون حربیا غیر مستامن فان کان لاتصح الوصیة له من مسلم او ذمی وان کان مستامنا ذکر فی الاصل انه یجوز لانه فی عهدنا فاشبه الذمی وروی عن ابی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه انه لایجوز وهذه | ایک شرط جواز وصیت کی یہ ہے کہ حربی غیر مستامن نہ ہو ایسا ہو تو اس کے لیے وصیت باطل ہے مسلمان کرے خواہ ذمی اور اگر حربی مستامن ہو تو امام محمد نے مبسوط میں ذکر فرمایا کہ جائز ہے اس لیے کہ وہ بھی ہمارے معاہدہ میں ہے تو ذمی سا ٹھہرا اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے |

Marfat.com

الروایة بقول اصحابنا
رحمهم الله تعالیٰ اشبه
فانهم قالوا لا یجوز صرف
الکفارة والنذر وصدقة
الفطر والاضحیة الی
المستأمن ویجوز صرفها
الی الذمی لانا ما نهینا عن
براهل الذمة لقوله تعالیٰ لا
ینهٰکم الله عن الذین لم یقاتلوکم
فی الدین وقیل ان فی التبرع
علیه فی حال الحیاة بالصدقة
والهبة روایتین عن اصحابنا
فالوصیة له علی تلك الروایتین
ایضاً۔

روایت ہے کہ حربی مستامن کے لیے بھی
وصیت جائز نہیں اور یہی روایت ہمارے
ائمہ کے قول سے زیادہ موافق ہے اس لئے
کہ وہ فرماتے ہیں کہ حربی مستامن کو بھی
نذر وکفارہ وصدقۂ فطر و قربانی کا گوشت
دینا جائز نہیں اور ذمی کو جائز ہے اس لیے
کہ ذمیوں کے ساتھ احسان کی ہمیں ممانعت
نہ فرمائی گئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تمھیں
اُن سے منع نہیں فرماتا جو تم سے دین
میں نہ لڑیں اور کہا گیا کہ زندگی میں حربی
مستامن کو کچھ ہبہ یا خیرات دینے
میں ہمارے ائمہ سے دو روایتیں ہیں تو
اس کے لیے وصیت بھی نہیں دو
روایتوں پر رہے گی۔

اس پر تمام کلام ونقض وابرام رد المحتار پر ہمارے حاشیہ جد الممتار میں مذکور جس سے اطالت کی یہاں حاجت نہیں سیر کبیر سے حربی کے لیے اشعار جواز نقل کیا گیا مگر اس میں حربی فی دارہ کے لیے تصریح ہے محیط پھر قاضی زادہ نے اس کی عبارت یہ نقل کی:

لو اوصی مسلم لحربی والحربی فی
دار الحرب لا یجوز فان خرج
الحربی الموصی له الی دار
الاسلام بامان واراد اخذ
وصیة لم یکن له من ذلك شئ
وان اجازت الورثة لان

اگر مسلمان نے کسی حربی کے لیے وصیت
کی اور حربی دارالحرب میں تھا جائز نہیں پھر
اگر جس حربی کے لیے وصیت تھی امان
لے کر دارالاسلام میں آئے اور اپنی وصیت
لینا چاہے اُسے اس میں سے کچھ نہ ملیگا
اگرچہ وارث اجازت بھی دے دیں

Marfat.com

الوصیۃ وقعت بصفۃ البطلان — کہ وصیت سرے سے باطل واقع ہوئی
فلا تعمل اجازۃ الورثۃ فیھا۔ — تو وارثوں کی اجازت اُس میں کچھ کام دیگی۔

اقول ہاں فی دارہ کی قید اور سیاق کلام سے مستامن کے لیے جواز نکلتا ہے کما لا یخفی وبہ اندفع ایراد المحیط ثم رنتائج الافکار علیہم تو یہ اُسی توفیق کی طرف مشیر جو علامہ مولیٰ خسرو نے درر میں کی اور تنویر نے اُسے متن میں لیا کہ مستامن کے لیے صحیح اور غیر مستامن کے لیے ناجائز درر میں اسے بحث درر ٹھہرایا حالانکہ منصوص ہے وہی ہدایہ جس سے گزرا کہ حربی کے لیے وصیت باطل اُسی میں ہے کہ مستامن کے لیے صحیح باب وصیۃ الذمی میں فرمایا:

اذا دخل الحربی دارنا بامان — جب حربی اماں لے کر دارالاسلام میں آئے
فاوصی لہ مسلم بوصیۃ — اور اُس وقت مسلمان اُس کے لیے
جاز لانہ ما دام فی دارالاسلام — کچھ وصیت کرے تو جائز ہے اس لیے
فھو فی المعاملات بمنزلۃ الذمی۔ — کہ وہ جب تک دارالاسلام میں ہے
معاملات میں بمنزلہ ذمی ہے۔

اقول اور یہی مفاد کریمتین ممتحنہ ہے کہ معاہد کے لیے رخصت اور غیر معاہد سے ممانعت اور مستامن بھی مثل ذمی معاہد ہے اگرچہ اُس کا عہد موقت ہے کما تقدم عن البدائع والھدایۃ اور وصیت[1] وصدقہ میں فرق کی کچھ وجہ نہیں کہ دونوں بر وصلہ ہیں خصوصاً کریمہ لاینھٰکم اللہ کا نزول ہی دربارہ مستامن ہُوا تو ایسی تخصیص کہ اصل سبب کی نفی کردے کیونکر روا ہو جس طرح شرح سیر کبیر کا اطلاق کہ ہرگونہ حربی کے لیے جواز کا موہم ہے کیونکر مقبول ہوسکتا ہے کہ کریمہ انما ینھٰکم اللہ کا صاف منافی ہے اور[2] یہ کہنا کہ اس میں موالات سے ممانعت ہے نہ صلہ سے۔ اقول محض بے معنی ہے موالات ہر کافر سے قطعاً حرام ہے اگرچہ ذمی ہو اگر صلہ ہر حربی کے لیے بھی جائز ہو تو فریقین میں فرق کیا رہا حالانکہ صریح نزول

---

[1] تعریض بما فی ردالمحتار ۱۲ منہ غفرلہ

[2] تعریض بما فی بعض التفاسیر ۱۲ منہ غفرلہ

Marfat.com

کریمتین اثبات فرق کے لیے تو[1] قطعاً کریمۂ ثانیہ میں صلہ ہی کو موالات فرمایا اور اُسی سے منع کیا لاجرم اس کی صحیح تاویل وہی ہے جو ابھی محیط و ہندیہ سے گزری کہ حربی سے مستامن یعنی معاہد مراد ہے لاجرم اسی ہندیہ میں تاتارخانیہ سے ہے:

| | |
|---|---|
| ذکر الامام رکن الاسلام علی السغدی اذا کان حربیاً فی دار الحرب وکان الحال حال صلح ومسالمۃ فلا باس بان یصلہ۔ | امام رکن الاسلام علی سغدی نے فرمایا جب حربی دار الحرب میں ہو اور وہ وقت صلح و معاہدۂ التوائے جنگ کا وقت ہو تو اُس سے مالی سلوک میں حرج نہیں۔ |

اس تحقیق سے بہت عبارات میں توفیق ہو گئی جن میں حربی کے لیے مطلقاً ممانعت ہے جیسے ارشاد جامع صغیر و کتب کثیرہ اُن میں حربی غیر معاہد مراد ہے لاجرم کافی پھر درر پھر نتائج الافکار نے کلام جامع صغیر یوں نقل کیا:

| | |
|---|---|
| الوصیۃ للحربی وھو فی دارھم باطلۃ لانھا بر وصلۃ وقد نھینا عن بر من یقاتلنا لقولہ تعالٰی انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین۔ | حربی کہ دار الحرب میں ہو اس کے لیے وصیت باطل ہے اس لیے کہ وہ احسان و نیک سلوک ہے اور حربی کے ساتھ نیک سلوک سے ہمیں منع فرمایا گیا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اللہ تمہیں اُن سے منع کرتا ہے جو دین میں تم سے لڑے۔ |

جامع صغیر شریف کے متعدد نسخے حاضر اُس کی عبارت صرف اس قدر ہے:

| | |
|---|---|
| الوصیۃ لاھل الحرب باطلۃ۔ | حربیوں کے لیے وصیت باطل ہے۔ |

اور یہی اُس سے ہدایہ متن ہدایہ میں منقول نہ اُس میں تعلیل ہے نہ لفظ ھو فی دارھم ضرور یہ بعض شروح جامع کی عبارت ہے جسے کافی نے حسب عادت علما جامع کی طرف نسبت فرمایا تو

---

[1] اسیر معالم وخازن وکبیر و تفسیر ابن عباس کے نصوص ابھی آتے ہیں۔

Marfat.com

شارح نے اطلاق جامع کو غیر مستامن پر حمل کیا اور جن میں مطلق جواز ہے جیسے عبارت شرح سیر کبیر جس کو محیط نے اُسی عادت کی بنا پر سیر کبیر کی طرف نسبت کیا[1] اُن میں مستامن و معاہد مقصود جس طرح خود محیط نے تصریح کی کہ:

اراد بالمحارب المستأمن۔

حربی سے مستامن مراد لیا۔

اسی طرح عبارت موطائے امام محمد:

لاباس بالهدية الى المشرك المحارب مالم يهد اليه سلاح او درع وهو قول ابي حنيفة والعامة من فقهائنا۔

حربی مشرک کو ہدیہ دینے میں حرج نہیں جب تک ہتھیار یا زرہ کا بھیجنا نہ ہو اور یہی قول امام ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء کا ہے۔

وصیت بھی ہدیہ ہی ہے کہ ٹھیک عین مجاناً ہے اور امام محمد جامع صغیر میں صاف فرما چکے کہ اُن کے لیے وصیت باطل تو ہدیہ کیسے جائز ہو سکتا ہے مگر اُسی فرق سے کہ معاہد کے لیے جائز اور غیر معاہد کے لیے ناجائز جس طرح خود امام نے سیر کبیر میں اشعار فرمایا اور کتاب الاصل میں ارشاد امام نے تو بالکل کشف حجاب فرما دیا کہ فرمایا حربی کے لیے باطل پھر فرمایا مستامن کے لیے جائز
ردالمحتار میں ہے:

نص محمد في الاصل على عدم جواز الوصية للحربي صريحاً۔

امام محمد نے اصل میں روشن تصریح فرمائی کہ حربی کے لیے وصیت جائز نہیں۔

بدائع امام ملک العلماء سے گزرا:

وان كان مستامنا ذكر في الاصل انه يجوز۔

امام محمد نے اصل میں فرمایا کہ کافر اگر مستامن ہو تو اس کے لیے وصیت جائز ہے۔

---

[1] فلا عليك مما وقع في زكاة ش من عزوه لمحمد في السير الكبير فقد ابان الصواب في الوصايا ناقلا عن العلامة نوح افاده ان مرادهم ما ذكر في شرح السير الكبير للسرخسي ۱۲ منه غفرله

Marfat.com

خانیۂ امام فقیہ النفس میں ہے:

| | |
|---|---|
| اوصی مسلم لحربی مستأمن | کسی مسلمان نے حربی مستامن کے لیے |
| بثلث ماله ذکر فی الاصل انه | اپنے تہائی مال کی وصیت کی مبسوط میں |
| یجوز وقیل هذا قول محمد | فرمایا یہ جائز ہے بعض نے کہا یہ قول |
| وعن ابی حنیفة فی روایة لا تجوز | امام محمد کا ہے اور امام اعظم سے ایک روایت |
| وان لم یکن مستامنا لا تجوز | میں ہے کہ جائز نہیں اور اگر حربی مستامن |
| فی قولهم۔ | نہ ہو تو بالاتفاق ناجائز ہے۔ |

رہا شرح سرخسی میں یہ استدلال کہ قحط مکہ معظمہ میں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پانسو اشرفیاں ابوسفیان وصفوان بن امیہ کو عطا فرمائیں کہ فقرائے مکہ پر تقسیم کریں اقول واقعۂ عین کے لیے عموم نہیں ہوتا ممکن کہ وُہ زمانۂ صلح و معاہدہ ہو معہذا ابوسفیان وصفوان رضی اللہ تعالٰی عنہما دونوں مؤلفۃ القلوب سے تھے ممکن کہ اس مد سے عطا فرمائی ہوں پھر بھی وُہ عبارات باقی رہیں جن میں مستامن کے لیے بھی عدم جواز کا صریح ارشاد ہے یوہیں وُہ کہ حربی غیر معاہد کے لیے بھی جواز اُن کا مفاد ہے ہندیہ میں محیط سے ہے:

| | |
|---|---|
| لو ان عسکرا من المسلمین دخلوا | اگر مسلمانوں کا کوئی لشکر دارالحرب |
| دار الحرب فاهدی امیرهم | میں داخل ہو اور سپہ سالار دشمنوں کے |
| الی ملك العدو هدیة فلا باس | بادشاہ کو کچھ ہدیہ بھیجے کچھ مضائقہ |
| به۔ | نہیں۔ |

## ائمہ لیڈروں پر سخت اشد عبارات

ظاہر ہے کہ فے وہی مال ہے کہ کافر سے بے لڑے قہراً لیا جائے اور لڑ کر لیں تو غنیمت اور ایام معاہدہ کے ہدایا قہراً نہیں شرح سیر کبیر میں ہے:

| | |
|---|---|
| لو وادع الامام قوما من اهل | اگر سلطان اسلام نے حربیوں کے کسی گروہ |
| الحرب سنة علی مال دفعوه | سے سال بھر کے لیے صلح کر لی اور اس پر |
| الیه جاز لو خیرا للمسلمین | کچھ مال اُن سے لے لیا تو اگر یہ مسلمانوں کے |

Marfat.com

ثم هذا المال ليس بفيء ولا غنيمة
حتى لا يخمس ولكنه كالخراج
يوضع في بيت المال لان الغنيمة
اسم لمال يصاب بايجاف
الخيل والركاب والفيء اسم
لما يرجع من اموالهم الى يدينا
بطريق القهر وهذا يرجع
الينا بطريق المراضاة۔

حق میں بہتر ہو تو جائز ہے پھر یہ مال نہ فئے ہے
نہ غنیمت یہاں تک کہ اُس سے خمس نہ لیا
جائے گا ہاں وُہ خراج کی طرح ہے خزانہ
مسلمین میں داخل کیا جائے گا۔ اس لیے
کہ غنیمت اُس مال کا نام ہے جو گھوڑے
اُونٹ دوڑا کر یعنی لڑ کر ملے اور فئے اس
مال کا نام ہے جو ہمیں اُن سے بطورِ غلبہ
ہاتھ آئے اور یہ تو ہم کو بطورِ رضامندی حاصل ہوا۔

خیالات لیڈران کا قلع قمع اُس توفیق انیق ہی سے ہو گیا یہ دونوں قسمیں ان پر اشد ہیں اُن کے دونوں مزعوم کا سخت تر رد ہیں قسم اول نے حربی معاہد کے ساتھ بھی ذرا سا سلوک مالی حرام فرمایا اُن کے فقیر گداگر کو بھیک دینا تک بتایا اور لیڈروں نے نامعاہد مشرکوں سے وداد و اتحاد منایا بلکہ اُن کی غلامی و انقیاد کا کلنک لگایا۔ قسم دوم نے خود محارب و نامعاہد حربیوں کو ہدیہ دینا لینا جائز ٹھہرایا لیڈروں کے مطلقاً ترک تعاون کی فرضیت کا دربا جلایا خیر انھیں اسی طرح ہر طرف کی ضرب و جرح و رد و طرح میں چھوڑیے جانب توفیق باگ موڑیے۔

**سلوک مالی کی اقسام**

فاقول سلوک مالی تین طرح ہے مرحمت مکرمت مکیدت اوّل یہ کہ محض اُسے نفع دینا خیر پہنچانا مقصود ہو یہ مستامن و معاہد کے لیے بھی حرام ہے امان و معاہدہ کفِ ضرر کے لیے ہے نہ کہ اعداء اللہ کو بالقصد ایصال خیر کے واسطے سوم یہ کہ مصلحت اسلام و مسلمین کے لیے محاربانہ چال ہو یہ حربی محارب کے واسطے بھی جائز کہ حقیقت بر و صلہ سے اسے علاقہ نہیں دوم یہ کہ اپنی ذاتی مصلحت مثل مکافات احسان و لحاظ رحم کے لیے کچھ مالی سلوک یہ معاہد سے جائز نامعاہد سے ممنوع۔

**موالات کی تقسیم اور اُس کے احکام**

تحقیق مقام یہ ہے کہ موالات دو قسم ہے اوّل حقیقیہ جس کا ادنیٰ رکون یعنی میلان قلب ہے۔ پھر وداد پھر اتحاد پھر اپنی خواہش سے بے خوف و طمع انقیاد پھر تبتل بہ جمیع وجوہ ہر کافر سے

Marfat.com

مطلقاً ہر حال میں حرام ہے۔

**میل طبعی کا حکم** قال اللہ تعالیٰ:

| | |
|---|---|
| ولا ترکنوا الی الذین ظلموا | ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمھیں |
| فتمسکم النار۔ | آگ چھوئے۔ |

مگر میل طبعی جیسے ماں باپ اولاد یا زن حسینہ کی طرف کہ جس طرح بے اختیار ہو زیر حکم نہیں پھر بھی اس تصور سے کہ یہ اللہ و رسول کے دشمن ہیں ان سے دوستی حرام ہے بقدر قدرت اُس کا دبانا یہاں تک کہ بن پڑے تو فنا کر دینا لازم ہے کہ تنبیے مستمر ہیں بقا کے لیے حکم ابتدا ہے کہ اعراض ہر آن متجدد ہیں آنا بے اختیار تھا اور جانا یعنی ازالہ قدرت میں ہے تو رکھنا اختیار موالات ہوا اور یہ حرام قطعی ہے ولہٰذا جس غیر اختیاری کے مبادی اُس نے باختیار پیدا کیے اُس میں معذور نہ ہو گا جیسے شراب کہ اُس سے زوال عقل اس کا اختیاری نہیں مگر جبکہ اختیار سے پی تو زوال عقل اور اُس پر جو کچھ مرتب ہو سب اسی کے اختیار سے ہوا قال تعالیٰ:

| | |
|---|---|
| یایہا الذین امنوا لا تتخذوا | اے ایمان والو اپنے باپ بھائیوں |
| اٰباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا | کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر |
| الکفر علی الایمان ومن یتولہم | کفر پسند کریں اور تم میں جو اُن سے |
| منکم فاولٰئک ھم الظٰلمون ○ | دوستی رکھے گا وہی پکا ظالم ہو گا۔ |

تفسیر کبیر و نیشاپوری و خازن و جمل وغیرہا میں ہے:

| | |
|---|---|
| انہ تعالیٰ لما امر المومنین بالتبری | جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مشرکوں سے |
| عن المشرکین و بالغ فی ایجابہ | بیزاری کا حکم دیا اور بتاکید شدید اُسے |
| قالوا کیف تمکن ھذہ المقاطعۃ | واجب فرمایا بعض مسلمانوں نے کہا آدمی کا |
| التامۃ بین الرجل وبین ابیہ | اُس کے باپ اور ماں اور بھائی سے یہ |

---

[1] جب مجرد میلان قلب کو حرام و موجب عذاب نار فرمایا تو وداد و اتحاد و انقیاد و تبتل کس قدر سخت کبیرہ موجب عذاب اشد ہوں گے لیڈر وداد و اتحاد و انقیاد سب خود قبول رہے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲

Marfat.com

وامه واخيه فذكر الله تعالى ان الانقطاع عن الآباء والاولاد والاخوان واجب بسبب الكفر۔

پورا انقطاع کیونکر ممکن ہے اس پر رب عزوجل نے فرمایا کہ باپ اور اولاد اور بھائیوں سے اُن کے کفر کے سبب پورا انقطاع ہی لازم ہے۔

## موالات صوریہ کے احکام

دوم صوریہ کہ دل اس کی طرف اصلاً مائل نہ ہو مگر برتاؤ وہ کرے جو بظاہر محبت و میلان کا پتا دیتا ہو یہ بحالت ضرورت و مجبوری صرف بقدر ضرورت و مجبوری مطلقاً جائز ہے قال تعالیٰ:

الا ان تتقوا منهم تقٰة۔

مگر یہ کہ تمھیں اُن سے پورا واقعی خوف ہو۔

بقدر ضرورت یہ کہ مثلاً صرف عدم اظہار عداوت میں کام نکلتا ہو تو اسی قدر اکتفا کرے اور اظہار محبت کی ضرورت ہو تو حتی الامکان پہلو دار بات کہے صریح کی اجازت نہیں اور بے اس کے نجات نہ ملے اور قلب ایمان پر مطمئن ہو تو اس کی بھی رخصت اور اب بھی ترک عزیمت۔ ابنائے جریر و منذر و ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی:

نهى الله المؤمنين ان يلاطفوا الكفار ويتخذوهم وليجة من دون المؤمنين الا ان يكون الكفار عليهم ظاهرين اولياء فيظهرون لهم اللطف ويخالفونهم في الدين وذلك قوله تعالى الا ان تتقوا منهم تقٰة۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو منع فرمایا کہ کافروں سے نرمی کریں اور مسلمانوں کے سوا اُن میں سے کسی کو رازدار بنائیں مگر یہ کہ کافر اُن پر غالب والیان ملک ہوں تو اُس وقت اُن سے نرمی کا اظہار کریں اور دین میں مخالفت رکھیں اور یہ ہے مولیٰ تعالیٰ کا ارشاد مگر یہ کہ تم کو اُن سے واقعی پورا خوف ہو۔

مدارک میں ہے:

اى ان يكون للكافر عليك سلطان تخافه على نفسك ومالك

یعنی مگر یہ کہ کافر کی تجھ پر سلطنت ہو تو تجھے اُس سے اپنے جان و مال کا خوف ہو

Marfat.com

فحینئذ یجوز لك اظهار الموالاۃ وابطان المعاداۃ۔

اس وقت تجھے جائز ہے کہ اُس سے دوستی ظاہر کرے اور دشمنی چھپائے۔

کبیر میں ہے:

وذلك بان لا یظهر العداوۃ باللسان بل یجوز ایضاً ان یظهر الکلام الموهم للمحبة والموالاۃ ولکن بشرط ان یضمر خلافه وان یعرض فی کل ما یقول۔

یہ یُوں ہے کہ زبان سے دشمنی ظاہر نہ کرے بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ ایسا کلام کہے جو محبت و دوستی کا وہم دلائے مگر شرط یہ ہے کہ دِل میں اُس کے خلاف ہو اور جو کچھ کہے پہلو دار بات کہے۔

صوریہ کی اعلیٰ قسم مداہنت ہے اس کی رخصت صرف بحالت مجبوری واکراہ ہی ہے اور ادنیٰ قسم مدارات بہ مصلحت بھی جائز قال تعالیٰ:

وان احد من المشرکین استجارك فاجره حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغه مأمنه۔

اگر کوئی مشرک تم سے پناہ چاہے تو اُسے پناہ دو تاکہ کلامِ الٰہی سُنے پھر اُسے اُس کی امن کی جگہ پہنچا دو۔

ظاہر ہے کہ اس وقت غلظت وخشونت منافی مقصود ہوگی۔

**مدارات کا بیان**

مدارات صرف اس ترک غلظت کا نام ہے اظہار الفت ورغبت پھر کسی قسم اعلیٰ میں جائے گا اور اُسی کا حکم پائے گا۔ مدارات و مداہنت کے بیچ میں موالات صوریہ کی دو قسمیں اور ہیں بر واقساط اور معاشرت۔ یہ نَو صورتیں موالات کی ہُوئیں اور دس کی مکمل مجرد معاملت ہے کہ نہ میلان پر مبنی نہ اُس سے مبنی بہ سوائے مرتد ہر کافر سے جائز ہے جب تک کسی محظور شرعی کی طرف منجر نہ ہو معاشرت کے نیچے افعال کثیرہ ہیں۔ سلام کلام مصافحہ مجالست مساکنت مؤاکلت تقریبوں میں شرکت عیادت تعزیت اعانت استعانت مشورت وغیرہا ان سب کے صور وشقوق کی تفصیل اور ہر صورت پر بیان حکم و دلیل ایک مستقل رسالہ چاہے گا یہاں بروصلہ سے بحث ہے جس کی

Marfat.com

ہم نے تین قسمیں بیان کیں قسم اول کہ بے اپنی کسی غرض صحیح کے بالقصد ایصال نفع وخیر منظور ہو یہ بے رغبت و میلان قلب متصور نہیں تو موالات حقیقیہ ہے اور مطلقاً قطعاً حرام قطعی باقی دو قسمیں کہ اپنی غرض ذاتی یا مصلحت دینی مقصود ہو موالات صوریہ کی ایک ہلکی قسم ہیں اگرچہ مجرد ترک غلظت پر ان میں شے زائد ہے ان دو میں فرق یہ ہے کہ قسم دوم بھی اگرچہ حقیقت موالات سے برکراں ہے اور صورۃً بھی کوئی قوی دلیل نہیں مگر معنیً کچھ اُس کی نفی وضد بھی نہیں اور سوم حقیقۃً معادات وقصد اضرار ہے لہذا حربی محارب سے بھی جائز ہوئی کہ اب وُہ ظاہری صورت خدعہ اور چال رہ گئی والحرب خدعۃ کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنا کیسا اشد حرام وکبیرہ ہے لیکن اگر مثلاً اس لیے ہو کہ وہ تعاقب کرتے چلے آئیں اور آگے اسلامی کمین ہے جب اُس سے گزریں اُن کے پیچھے سے کمین کا لشکر نکلے اور آگے سے یہ لوٹ پڑیں اور کافر گھر جائیں تو ایسا فرار بہت پسندیدہ ہے کہ یہ صورۃً فرار معنیً کرار ہیں قال تعالیٰ:

ومن یولہم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال اومتحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ وماوٰہ جہنم وبئس المصیر ۰

جہاد کے دن جو کوئی کافروں کو پیٹھ دکھائیگا سوا اُس کے جو لڑائی کے لیے کنارہ کرنے یا اپنے جتھے میں جگہ لینے کو جائے وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وُہ کیا ہی بُری پھرنے کی جگہ۔

**حربی غیر معاہد سے موالات کی حالی صورت بھی حرام ہے**

اور دوم ان سے جائز نہیں کہ حقیقت معادات سے خالی اور صورت موالات حالی یہ صرف معاہدین کے لیے ہے۔

• تنزیلا للناس منازلہم۔ ہر شخص کو اُس کے مرتبے پر رکھنے کے لیے۔

اور غیر معاہد کے لیے یہ بھی موالات ممنوعہ ہی ہے اوپر گزرا کہ مولیٰ عزوجل نے اُن سے صوریہ کو بھی مثل حقیقیہ منع فرمایا اور اُس کا نام بھی مودت ہی رکھا کہ تلقون الیہم بالمودۃ تسرون الیہم بالمودۃ یہ ہے تحقیق انیق متکفل توفیق وتطبیق والحمد للہ علی حسن التوفیق۔

Marfat.com

## آیات ممتحنہ میں بر و معاملات سے کیا مراد

اس تحقیق سے روشن ہُوا کہ کریمۂ لا ینھٰکم میں بر سے صرف صورت اوسط مراد ہے کہ اعلیٰ معاہد سے بھی حرام اور ادنیٰ غیر معاہد سے بھی جائز اور آیت فرق کے لیے اُتری ہے نیز ظاہر ہُوا کہ کریمۂ انما ینھٰکم میں تولوھم سے یہی بر و صلہ مراد ہے کہ مقابلہ و فرق فریقین ظاہر ہو لاجرم تفسیر معالم و تفسیر کبیر میں ہے :

| | |
|---|---|
| ثم ذکر الذین ینھاھم عن صلتھم فقال انما ینھٰکم اللہ الاٰیۃ۔ | پھر اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کا بیان فرمایا جن سے نیک سلوک کی ممانعت ہے کہ فرمایا اللہ تمھیں اُن سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے۔ |

تنویر المقباس میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے :

| | |
|---|---|
| (انما ینھٰکم اللہ عن الذین) ان صلۃ الذین (ان تولوھم) ان تصلوھم۔ | اللہ تمھیں اُن سے منع فرماتا ہے یعنی اُن کے ساتھ نیک سلوک سے کہ اُن سے موالات یعنی کوئی نیک سلوک کرو۔ |

## معنی اقساط کی تحقیق

تنبیہ چہارم معنی اقساط میں مفسرین تین وجہ پر مختلف ہُوئے : اوّل کشاف و مدارک و بیضاوی و ابو السعود و جلالین میں اُسے بمعنی عدل ہی لیا اوّلین میں اور واضح کر دیا کہ ولا تظلموھم امام ابوبکر ابن العربی نے اس پر ایراد کیا کہ عدل و منع ظلم کا حکم معاہد سے خاص نہیں حربی محارب کو بھی قطعاً عام ہے اور وُہ صرف رخصت نہیں بلکہ قطعاً واجب، قال تعالیٰ :

| | |
|---|---|
| ولا یجرمنکم شناٰن قوم علٰی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی۔ | کسی قوم کی عداوت تمھیں عدل نہ کرنے پر باعث نہ ہو عدل کرو وہ پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے۔ |

یہ تقریر ایراد ہے اور اسے قرطبی و خطیب شربینی پھر جمل نے مقرر رکھا۔

دوم عدل سے صرف وفائے عہد مراد ہے اسے کبیر میں مقاتل سے نقل کیا اور یہی

Marfat.com

تنویر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی :

(ان تقسطوا علیہم) تعدلوا بینہم بوفاء العہد (ان اللہ یحب المقسطین ۝) العادلین بوفاء العہد۔

اُن کے ساتھ انساط کی اجازت فرماتا ہے یعنی جو معاہدہ اُن کے ساتھ ہُوا اُسے پُورا کرو یہ عدل ہے بے شک اللہ تعالیٰ اقساط والوں کو دوست رکھتا ہے جو وفائے عہد سے عدل کرتے ہیں۔

اگر کہیے معاہد سے وفائے عہد بھی واجب ہے نہ صرف رخصت اقول وفا واجب ہے اتمام مدت واجب نہیں مصلحت ہو تو نبذ جائز۔ قال تعالیٰ :

فانبذ الیہم علی سواء۔

ان کی طرف یکساں حالت پر نبذ کر دو[1]

اب ایراد بھی نہ رہا اور بر و قسط دو جدا چیزیں ہوگئیں اور ان اللہ یحب یہاں بھی بلا تکلف ہے اور اسے ماثور ہونے کا بھی شرف حاصل اگرچہ سند ضعیف ہے تو یہی اسلم واقوی ہے۔

سوم عدل سے مراد صرف عدل بالبر ہے ابن جریر و معالم و خازن میں ہے : تعدلوا فیہم بالاحسان والبر۔ ابن العربی و قرطبی و شربینی و نیشاپوری و جمل نے اس کی یُوں توجیہ کی کہ اقساط قسط بمعنی حصّہ سے یعنی اپنے مال سے کچھ دینا۔

اقول یعنی اب تخصیص عدل کی حاجت نہ ہُوئی کہ معنی عدل ہی سے عدول ہو گیا مگر بہر حال اقساط بر سے جدا چیز نہ ہُوا اور ظاہر عطف مغایرت ہے۔

---

[1] جن کفار سے ایک مدت تک معاہدہ ہو اور مصلحت اسلام اس کا ترک چاہے فرض ہے کہ اُن کو اطلاع کر دی جائے ہوشیار ہو جاؤ اب ہم تم سے معاہدہ رکھنا نہیں چاہتے اس کا نام نبذ ہے اس میں غرض ہے کہ اگر اس وقت وہ امن کی جگہ نہ ہوں تو اتنی مہلت دی جائے کہ وہ اپنی امان کی جگہ پہنچ جائیں اور اگر باطمینان معاہدہ وہ اپنے قلعے خراب کر چکے ہوں تو فرض ہے کہ اتنی مدت دی جائے جس میں وُہ اپنے قلعے بدستور درست کر لیں یہاں سے یکساں حالت کے معنی کھل گئے یعنی یہ نہ ہو کہ اپنا سامان ٹھیک کر کے اُن کی غفلت میں نبذ کر دو اور انھیں درستی سامان کی مہلت نہ دو یہ ہے اسلام کا انصاف۔ والحمد للہ ۱۲ منہ غفرلہ

Marfat.com

وانا اقول وباللہ التوفیق ممکن کہ عدل سے عدل فی البر مراد ہو نہ بالبر اسماء بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ماں عہدِ معاہدہ میں آتی ہے یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اُس سے صلہ کا مسئلہ پوچھتی ہیں اُس پر یہ آیہ کریمہ اُترتی ہے وُہ اگر کچھ ہدیہ نہ لاتی یہ اپنی طرف سے صلہ کرتیں یا جتنا وُہ لائی اُس سے زائد دیتیں توکل یا قدر زائد ان کی طرف سے احسان ہوتا یہ بِر ہے اُتنا ہی دیتیں تو دینے میں عدل یعنی مساوات ہوتی یہ اقساط ہے آیۂ کریمہ نے معاہد سے دونوں صورتوں کی اجازت فرمائی اب یہ آیت زیادت ومساوات دونوں کی اجازت اور اُن میں تقدیم ذکر زیادت میں آیت تحیت کی نظیر ہوگی اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا اوردوھا جب تمہیں سلام کیا جائے تو اُس سے زیادہ الفاظ جواب میں کہو یا اُتنے ہی واللہ تعالیٰ اعلم بمرادہ یہ ہے بتوفیق اللہ تعالیٰ تفسیر کریمۂ ممتحنہ میں تمام کلام کہ ان اوراق کے غیر میں نہ ملے گا والحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولٰنا والہٖ وذویہ امین والحمد للہ رب العٰلمین۔

بالجملہ عطر ارشادات ائمہ ونتیجہ تنقیحات مہمہ یہ ہوا کہ کریمۂ ممتحنہ میں اگر قتال سے قتال بالفعل مراد ہو تو لقیناً آیات کثیرہ سے منسوخ جس کے نسخ پر تصریحات جلیلہ مذکورہ کے علاوہ مبسوط وعنایہ وکفایہ وتبیین وبحر الرائق وردالمحتار کے نصوص کا اور اضافہ ہوا یہ جواب اوّل تھا اور اگر مطلق قتال مقصود کہ ہر حربی غیر معاہد میں موجود تو ضرور آیت محکم اور مشرکین ہند کو اُس میں داخل کرنا شدید ظلم وستم یہ جواب دوم ہوا اور یہی مذہب جمہور ومشرب منصور ومسلک ائمہ حنفیہ صدور ہے مسلم حنفی بننے والی ہندو پرستی نے نہ حنفیت قائم رکھی نہ حنیفیت نہ مذہب ہی برقرار رکھا نہ شریعت ذٰلک ھو الخسران المبین ۝ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم دو جواب تو یہ ہوئے۔

**لیڈروں کو تیسرا جواب**

ثالثاً وائے غربت اسلام وانصاف کیا کوئی ان سے اتنا کہنے والا نہیں کہ ہندوؤں کے بالفعل محاربین سے بھی تمہیں عداوت کا اقرار ہاتھی کے دانت ہیں کھانے کے اور دکھانے کے اور کیا تمہیں نہیں ہو کہ جب وُہ محاربین قاتلین ظالمین کافرین گرفتار ہوتے اُن پر ثبوت اشد جرائم کے انبار ہوئے

Marfat.com

تمھاری چھاتی دھڑکی تمھاری ماتا بھڑکی گھبرآئے تلملائے سٹپٹاتے جیسے اکلوتے کی پھانسی سُن کرماں کو درد آئے فوراً گرماگرم دُھواں دھار ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ ہے ہے یہ ہمارے پیارے ہیں یہ ہماری آنکھ کے تارے ہیں اُنھوں نے مسلمانوں کو ذبح کیا جلایا پھونکا مسجدیں ڈھائیں قرآن پھاڑے یہ ہماری ان کی خانگی شکر رنجی تھی ہمیں اس کی مطلق پرواہ نہیں یہ ہمارے سگے ہیں کوئی سوتیاڈاہ نہیں ماں بیٹی کی لڑائی دودھ کی ملائی برتن ایک دوسرے سے کھڑک ہی جاتا ہے ان کے درد سے ہمیں غش پر غش آتا ہے ان کا بال بیکا ہوا اور ہمارا کلیجہ پھٹا للہ ان کو معافی دی جائے فوراً ان سے درگزر کی جائے یہ ہے آیۂ ممتحنہ پر تمھارا عمل یہ ہے الذین قاتلوکم فی الدین سے تمھاری جنگ وجدل یہ ہے واحد قہار کو تمھارا پیٹھ دینا یہ ہے کلام جبار سے تمھارا منہ پھیر لینا اُن تمھارے سگوں نے قرآن مجید پھاڑے تم نے اُس کے احکام پاؤں تلے مل ڈالے اُنھوں نے مسجدیں ڈھائیں تم نے رب المسجد کے ارشاد دلیلوں سے کچل ڈالے۔ قرآن چھوڑا ایمان چھوڑا مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مُنہ موڑا اور اُن کے دشمنوں اُن کے اعدا سے رشتہ جوڑا یہ تمھیں اسلام کا بدلا ملا۔

بئس للظٰلمین بدلا ○ — اف ہے تم پر ظالموں نے کیا ہی برا عوض پایا۔

آفتاب کی طرح روشن ہوا کہ تمھیں آیۂ ممتحنہ پڑھنے کا کیا مُنہ ہے تمھارا پڑھنا یقیناً مصداق

رب تالی القرآن والقرآن یلعنه۔ — بہتیرے وہ ہیں کہ وہ تو قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن اُنھیں لعنت فرما رہا ہے۔

ہے کیا اسی آیت کا تتمہ نہیں:

ومن یتولھم منکم فاولئك ھم الظٰلمون۔ — تم میں جو ان سے دوستی رکھے تو وہی پکے ظالم ہیں۔

---

[1] بعض مفتیان بے انصاف اسے دیکھیں جنھوں نے لکھا تھا کہ "اگر کوئی ہندو اس کے خلاف ہو تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے کہ محارب سے بر و قسط ناجائز" ع

یہی اقرار یہی قول یہی وعدہ تھا — الخ ۱۲ حشمت علی عفی عنہ

Marfat.com

جو اُن سے موالات کرے وہی ظالم ہے تم نے خاص محاربین بالفعل مقاتلین فی الدین سے موالات کی تو تم بحکم قرآن ظالمین ہُوئے یا نہیں اور یہی قرآن فرماتا ہے :

الا لعنۃ اللہ علی الظٰلمین ۔

سُن لو ظالموں پر اللہ کی لعنت ۔

تو بحکم قرآن ایسے لوگ لعین ہُوئے یا نہیں اب وُہ فتوے اب کرو آیہ ممتحنہ کا دعوٰی ۔

واللہ لا یہدی القوم الظٰلمین ۵ ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمؤمنین ۵ یخدعون اللہ والذین اٰمنوا وما یخدعون الا انفسہم وما یشعرون ۵ فی قلوبہم مرض فزادھم اللہ مرضا ولہم عذاب الیم بما کانوا یکذبون ۵

اور اللہ تعالٰی ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا کچھ لوگ کہتے ہیں ہم اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور اُنھیں ایمان نہیں اللہ اور مسلمانوں سے فریب کرتے ہیں اور حقیقت میں اپنی ہی جانوں کو فریب میں ڈالتے ہیں اور اُنھیں خبر نہیں ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے اُن کی بیماری اور بڑھائی اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے اُن کے جھوٹ کا بدلا ۔

## لیڈروں کو چوتھا جواب

رابعًا ان صاحبوں سے یہ بھی پُوچھ دیکھیے کہ سب جانے دو کریمۂ لا ینھٰکم ہر مشرک غیر محارب کو عام ہو کر محکم ہی سہی اور مشرکین ہند میں کوئی بھی محارب بالفعل نہ سہی اب دیکھو تمھارے ہاتھ میں قرآن سے کیا ہے خالی ہوا۔

وافئدتہم ھواء ۵

اور اُن کے دل اُڑے ہُوئے ہیں ۔

کریمۂ لا ینھٰکم نے کچھ نیک برتاؤ مالی مواسات ہی کی تو رخصت دی یا یہ فرمایا کہ اُنھیں اپنا انصار بناؤ اُن کے گھرے یار غار ہو جاؤ اُن کے طاغوت کو اپنے دین کا امام ٹھہراؤ اُن کی جے پکارو اُن کی حمد کے نعرے مارو اُنھیں مساجد مسلمین میں باادب و تعظیم پہنچا کر۔ مسند مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر لیجا کر مسلمانوں سے اونچا اُٹھا کر واعظ و ہادی مسلمین بناؤ اُن کا مردار جیفہ اُٹھاؤ۔ کندھے پر ٹکٹکی زبان پر جے یوں مرگھٹ میں پہنچاؤ۔ مساجد کو اُن کا ماتم گاہ بناؤ اُن کے لیے دعائے مغفرت و نماز جنازہ کے اعلان کراؤ اُن کی موت پر بازار

Marfat.com

بند کرد سوگ مناؤ۔ اُن[۱۵] سے اپنے ماتھے پر قشقے لگواؤ۔ اُن[۱۶] کی خوشی کو شعار اسلام بند کراؤ۔ گائے[۱۷] کا گوشت کھانا گناہ ٹھہراؤ۔ کھانے[۱۸] والوں کو کمینہ بتاؤ۔ اُسے[۱۹] مثل سؤر کے گناؤ۔ خدا[۲۰] کی قسم کی جگہ رام دُہائی گاؤ۔ واحد[۲۱] قہار کے اسما میں الحاد رچاؤ۔ اُسے[۲۲] معاذ اللہ رام یعنی ہر چیز میں رما ہوا ہر شے میں حلول کیے ہوا ٹھہراؤ۔ قرآن[۲۳] مجید کو رامائن کے ساتھ ایک ڈولے میں رکھ کر مندر میں لے جاؤ دونوں[۲۴] کی پُوجا کراؤ۔ اُن[۲۵] کے سرغنہ کو کہو خدا نے ان کو تمہارے پاس مذکر[۲۶] بنا کر بھیجا ہے۔ یوں معنی نبوت جماؤ۔ اللہ عزوجل نے سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[۲۲] یہاں سے صریح گمراہی ظاہر ہوئی اُن جاہل مفتیوں کی جنھوں نے کہا کہ "اس میں کیا حرج ہے رام خدا ہی کو تو کہتے ہیں اور جب تنبیہ کی گئی کہ رام لچھمن و سیتا رام میں رام کون سے لکھا کہ" بظاہر رام ہنود کے یہاں خدا کو کہتے ہیں اور خدا کی دُہائی دینا جائز ہے" اتحاد ماننے کا اثر ہے کہ وہ جو شدید گالی رب العزت کو دیتے ہیں مقبول و شیرِ مادر ہے خدا کو تو رام بنا لیا کیا اپنے آپ کو بھی مولوی کی جگہ پنڈت اور عبد مضاف باحد اسماء الٰہیہ کے بدلے رام داس اور اپنی مسجد کو شوالہ اور اپنے مدرسہ کو پاٹ شالا کہنا روا رکھیں گے کیا ان لفظوں کی جگہ کہ مولوی عبد...... صاحب نے اپنے مدرسہ کی مسجد میں وعظ فرمایا یوں کہنے کی اجازت دیں گے کہ پنڈت رام داس جی نے اپنے پاٹ شالا کے شوالے میں کتھا بکھانی یا کم از کم اتنا کہ اپنے لیے مولوی صاحب السلام علیکم کے بدلے پنڈت جی نمسکار کہنا روا رکھیں گے اور یہی نہیں اپنے جنازوں کے ساتھ کلمہ طیبہ کی جگہ رام رام ست پکاریں گے کہ آخر ہنود کے نزدیک رام خدا ہی تو ہے اور خدا ضرور حق ہے نہ اجازت دیں گے تو کیوں اللہ کو رام کہنا جائز اور تمہارے لیے ویسے ہی ترجمے کرنا حرام معلوم ہوا اللہ عزوجل کی عظمت سے اپنی عظمت دل میں زائد اور بہت زائد ہے یہ ترجمہ کا سلسلہ تو بہت اونچا چلتا ہے مگر بے ادبوں کی اسی قدر سزا ہے ۱۲ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

[۲۶] یہاں سے صاف ضلالت ظاہر ہوئی ان جاہل مفتیوں کی جنھوں نے لکھا "مذکر یاد دلانیوالے کے معنی میں بولا جاتا ہے پس اگر کسی کو مذکر یعنی کوئی بات یاد دلانے والا کہا جائے تو جائز ہے"۔ مسلمانو! للہ انصاف کہاں تو کوئی بات یاد دلانیوالا اور کہاں یہ کہ "خدا نے ان کو مذکر بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے گاندھی کو پیشوا انہیں

(باقی برصفحہ آئندہ)

Marfat.com

سے بھی تو فرمایا انما انت مذکر ۰ تم تو نہیں مگر مذکر اور خدا نے مذکر بنا کر بھیجا ہے اس نے معنی رسالت کا پورا نقشہ کھینچ دیا ہاں لفظ بچایا اُسے[26] یُوں دکھایا نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندھی جی نبی ہوتے اور[27] امام و پیشوا و بجائے مہدی موعود تو صاف کہہ دیا بلکہ اُس[28] کی حمد میں یہاں تک اُونچے اُڑے کہ "خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست" صاف کہہ دیا کہ "آج اگر تم نے ہندو بھائیوں کو راضی کر لیا تو اپنے خدا کو راضی کر لیا" صاف[29] کہہ دیا کہ ہم ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو ہندو مسلم کا امتیاز اُٹھا دے گا صاف[30] کہہ دیا کہ" ایسا مذہب چاہتے ہیں جو سنگم و پریاگ کو مقدس علامت ٹھہرائے گا" صاف[31] کہہ دیا کہ" ہم نے قرآن و حدیث کی تمام عمر بُت پرستی پر نثار کر دی" کیا کریمہ لا ینھلکھ میں ان ملعونات و کفریات کی اجازت دی تھی۔

| | |
|---|---|
| ویلکم لا تفترو اعلی اللہ کذبا | تمہاری خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ |
| فیسحتکم بعذاب ۰ ومن اظلم | وہ تمہیں عذاب میں بھون دے اور اُس |
| ممن افتری علی اللہ کذبا | سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے |
| اولئک الذین یعرضون علی ربھم | یہ ہیں وُہ لوگ کہ اپنے رب کے حضور |
| ویقول الاشھاد ھؤلاء الذین | پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے |
| کذبوا علی ربھم الا لعنۃ | یہ ہیں وہ جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ |
| اللہ علی الظلمین ۰ الذین یصدون | باندھا تھا سُن لو ظالموں پر اللہ کی لعنت |
| عن سبیل اللہ وھم بالاخرۃ | وہ جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور آخرت |
| ھم کفرون ۰ | کے منکر ہیں۔ |

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بلکہ قدرت نے تم کو سبق پڑھانے والا مدبّر بنا کر بھیجا ہے یہ گلفشانی جدید لیڈر بننے والے جناب عبدالماجد بدایونی کی ہے جو جلسہ جمعیت علمائے ہند دہلی میں ہُوئی اور اخبار فتح دہلی ۲۴ نومبر میں چھپی اُنھیں کی حمایت میں مفتی مذکور کا وہ فتوٰی ہے مگر معلوم نہیں ان مفتی صاحب فقیہ کی کتاب علم یا ان کے طور پر پنڈت رام داس جی شاستری کی وِدیا پستک میں مولوی عبدالماجد کو پانڈے شری داس کہنے کا بھی جواز ہے یا اُن کے کھیلنے کے لیے صرف بارگاہ قہار بے نیاز ہے ۱۲ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

Marfat.com

دیکھی تم نے آئینہ ممتحنہ میں اپنی صورت :

وذٰلك جزٰؤا الظلمین ٥ كذٰلك العذاب ولعذاب الاٰخرة اكبر لوكانوا يعلمون ٥

یہ سزا ہے ظالموں کی عذاب ایسا ہوتا ہے اور بے شک آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے کیا اچھا ہوتا اگر وہ جانتے۔

## لیڈروں سے ضروری سوال

سوال ضروری لیا ڈر و پارٹی کو اب تو کھلا کہ انھوں نے یقیناً دشمنانِ خدا اور رسول سے وداد و اتحاد منایا اور اُن کا کوئی عذر بار دا اُنھیں کام نہ آیا اب قرآن کریم سے اپنا حکم بتائیں اوپر آیۂ کریمہ تلاوت ہوئی :

لا تجد قوما یؤمنون بالله و الیوم الاٰخر یوادون من حاد الله ورسوله۔

تم نہ پاؤ گے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ مخالفانِ خدا اور رسول سے وداد کریں۔

دُوسری آیت میں فرماتا ہے :

تری كثیرا منهم یتولون الذین كفروا لبئس ما قدمت لهم انفسهم ان سخط الله علیهم و فی العذاب هم خٰلدون ولو كانوا یؤمنون بالله والنبی و ما انزل الیه ما اتخذوهم اولیاء ولٰكن كثیرا منهم فٰسقون ٥

تم اُن میں بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں بیشک کیا ہی بُری چیز ہے جو خود انھوں نے اپنے لیے تیار کی یہ کہ اُن پر اللہ کا غضب اُترا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے اور اگر اُنھیں اللہ و نبی و قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں کو دوست نہ بناتے مگر یہ ہے کہ اُن میں بہت سے فاسق ہیں۔

## ترکِ موالات میں لیڈروں کی افراط و تفریط

فرمائیے اللہ واحد قہار سچا کہ ہندوؤں سے وداد و اتحاد منانے والے ہرگز مسلمان نہیں اُنھیں اللہ و نبی و قرآن پر ایمان نہیں یا معاذ اللہ یہ سچے کہ ہم تو ٹکسالی مسلمان ہیں

Marfat.com

ہم تو قوم کے لیڈران وریفارمران ہیں۔ مسلمان تو یہی کہے گا کہ اللہ سچا ومن اصدق من اللہ حدیثا غرض ترکِ موالات میں افراط کی تو وہ کہ مجرد معاملت حرام قطعی اور تفریط کی تو یہ کہ ہندوؤں سے وداد و اتحاد واجب بلکہ اُن کی غلامی و انقیاد فرض بلکہ مدار ایمان :

فسبحٰن مقلب القلوب والابصار۔ پاکی ہے اُسے جو دلوں اور آنکھوں کو پلٹ دیتا ہے۔

اول ہیں تحریم حلال کی دوم میں تحلیل حرام بلکہ افتراض حرام اور ان دونوں کے حکم ظاہر وطشت از بام۔

## انگریزوں کو خوش کرنے کے بہتانی الزام کارد

للہ انصاف کیا یہاں اہلِ حق نے انگریزوں کے خوش کرنے کو معاذ اللہ مسلمانوں کا تباہ کرنے والا مسئلہ نکالا یا اُن اہل باطل نے مشرکین کے خوش کرنے کو صراحۃً کلام اللہ واحکام اللہ کو پاؤں کے نیچے مل ڈالا۔ مسلمان کو خدا لگتی کہنی چاہیے ہندوؤں کی غلامی سے چھڑانے کو جو فتوی اہلسنت نے دیے کلام الٰہی و احکام الٰہی بیان کیے یہ تو اُن کے دھرم میں انگریزوں کے خوش کرنے کو ہوئے وہ جو پیر نیچر کے دور میں نصرانیت کی غلامی اُبچی تھی جسے اب آدھی صدی کے بعد لیڈر رونے بیٹھے ہیں۔ کیا اُس کا رد علمائے اہلسنت نے نہ کیا وہ کس کے خوش کرنے کو تھا۔ کیا بکثرت رسائل ومسائل اُس کے رد میں نہ لکھے گئے، حتیٰ کہ اُس کے نیچے ندوے کے رد میں پچاس سے زائد رسائل شائع کیے جن میں جا بجا اُس نیم نصرانیت کا بھی رد بلیغ ہے، یہ کس کے خوش کرنے کو تھا۔ کیا صمصام حسن میں نہ تھا ؂

| | |
|---|---|
| نیچریاں راست خدا در کمند | نیچر و قانون ورا پائے بند |
| سر نتواند کہ زنیچر کشد | خط بخدائیش سنیچر کشد |
| کیست سنیچر سی والیس آئی ست | گول بکول آمدہ نیچر پرست |
| چوں شدہ استارہ ہند آں دغل | نحس وبلند آمدہ ہمچوں زحل |
| عرش وفلک جن وملک حشر ِتن | نار دجناں جملہ غلط کرد ظن |

Marfat.com

کیست نبی پُر دل پُر جوش گو — وحی چہ باشد سخن جوشِ او
برزدہ برہم ہمہ از اصل و فرع — دین نو آورد و نو آورد شرع
ریش حرام ست و دُمِ فرقِ فرض — حج سوئے انگلنڈ بود قطع ارض
گفت بیا قوم شنو قومِ من — ہیں سوئے اعزاز بدَوُ قومِ من
ذلت تان دین مسلمانی ست — وائے برانکس کہ نہ نصرانی ست

یہ کس کی خوشی کو تھا۔ کیا مشرقستانِ اقدس میں نہ تھا ؎

ندیاں کیں جلوہ در اسپیچ و لکچر می کنند — چوں بہ سنت می رسند آں کار دیگر می کنند
گر روافض را بہ سر تاج لطف اللہ نہند — گہ پادر را بہ تخت عالماں بر می کنند
بخت ور خت تخت دیں بیں جلوہ باصدر شنبراں — پاڈری و سکاٹ با مسٹر براڈر می کنند
مفت مفتی یافت ایں عزت کہ او را ہمنشیں — با اماماں جج و جنٹ و کلکٹر می کنند
ساز و ناز عالماں بیں نظم بزم دیں بدیں — میز و اسٹیج و ٹکٹ ہال و کلب گھر می کنند
زیں سگالشہا چہ نالشہا کہ خود ایں سرکشاں — داور داد ار را برٹش گورنر می کنند

یہ کس کی خوشی کو تھا مولوی عبدالباری صاحب خدام کعبہ کی بانگی کے لیے مسجد کانپور کو عام سڑک اور ہمیشہ کے لیے جنب و حائض و کافر و مشرک کی پامال کرا آئے اور بکمال جرأت اسے مسئلہ شرعیہ ٹھہرایا اس کے رد میں "ابانۃ المتواری" لکھا گیا جس میں اُن سے کہا گیا ؎

دانم نہ رسی بکعبہ اے پشت براہ
کیں رہ کہ تو میروی بانگلستانست

نیز اُن کے شبہات واہیہ کے قلع قمع کو قامع الواہیات شائع ہوا یہ کس کی خوشی کو تھا بات یہ ہے کہ ع

المرء یقیس علی نفسہ

ع آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس

لیڈروں اور اُن کی پارٹی نے آج تک نصرانیت کی تقلید و غلامی خوشنودی نصارٰی کو کی اب کہ اُن سے بگڑی اُس سے بدرجہا بڑھ کر خوشنودی ہنود کو ان کی غلامی ہی سمجھتے ہیں کہ

Marfat.com

معاذاللہ خادمانِ شرع بھی ایسا ہی کرتے ہوں گے حالانکہ اللہ ورسول جانتے ہیں کہ اظہار مسائل سے خادمان شرع کا مقصود کسی مخلوق کی خوشی نہیں ہوتا صرف اللہ عزوجل کی رضا اور اُس کے بندوں کو اُس کے احکام پہنچانا وللہ الحمد سُنیئے ہم کہیں واحد قہار اور اُس کے رسولوں اور آدمیوں سب کی ہزار در ہزار لعنتیں جس نے انگریزوں کے خوش کرنے کو تباہی مسلمین کا مسئلہ نکالا ہو نہیں نہیں بلکہ اُس پر بھی جس نے حق مسئلہ نہ رضائے خدا ورسول نہ تنبیہ و آگاہی مسلمین کے لیے بتایا بلکہ اُس سے خوشنودی نصاریٰ اُس کا مقصد و مدعا ہو اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ لیجئے کہ اللہ واحد قہار اور اُس کے رسولوں اور ملائکہ اور آدمیوں سب کی ہزار در ہزار لعنتیں اُن پر جنھوں نے خوشنودی مشرکین کے لیے تباہی اسلام کے مسائل دل سے نکالے اللہ عزوجل کے کلام واحکام تحریف وتغییر سے کایا پلٹ کر ڈالے شعائر اسلام بند کیے شعائر کفر پسند کیے مشرکوں کو امام وہادی بنایا اُن سے وداد و اتحاد منایا اور اس پر سب لیڈر مل کر کہیں آمین۔ اُن کی یہ آمین ان شاء اللہ تعالیٰ خالی نہ جائے گی اگرچہ اُن میں بہت کی دُعا نہ ہو الا فی ضلٰل۔

## مشرکین سے معاہدہ کا بیان اور لیڈروں کا ردِّ بلیغ

(۸) لیڈر کہ احکام اسلام کو یکسر بدلنے اور بیچارے عوام کو جھوٹے من گھڑت احکام سُنا کر چھلنے پر تُلے ہیں محض فریب دہی کے لیے اس طرف چلے ہیں کہ ہندوؤں سے اور ہم سے اب جبکہ عہدِ موافقت ہو گیا تو ہم کو اُس کا پُورا کرنا لازمی ہے یہ شریعت پر محض افترا ہے اوّل کون سی شریعت میں ہے کہ مشرکوں سے عہد موافقت۔ کافروں سے معاہدہ شرعیہ ایک مدت تک بمصلحت شرعی التوائے قتال کا عہد ہے نہ کہ موافقت کا جو بنصوص قطعیہ حرام ہے۔

## لیڈران پر دوسرا رد

دوم صرف موافقت ہی نہیں بلکہ لیڈران فرماتے ہیں اگر شرعی[1] مصلحت ہو تو اتحاد پیدا کرنا بھی ممنوع نہیں۔

---

[1] عبارت گزشتہ اور یہ سب عبارات کہ اس بحث میں آتی ہیں جن پر خط ہے خطبۂ صدارت مولوی عبدالباری صاحب جلسۂ انجمن علمائے صوبۂ متحدہ ۱۴ رجب ۳۸ھ بمقام کانپور کی ہیں ۱۲ حشمت علی عفی عنہ

Marfat.com

اللہ اکبر مشرک اور اتحاد جب تک یہ مشرک یا وہ مسلم نہ ہو جائیں دو

**مشرکوں سے اتحاد** ضدوں کا اتحاد کیونکر ممکن ظاہر ہے کہ وہ مسلمان نہ ہوئے نہ یہ
اُن کو مسلمان مان کر اُن سے متحد ہُوئے تو ضرور صورت عکس ہے کہ انھیں نے شرک قبول کیا
لیڈر صاحبو! ممنوع ہے یا نہیں تمہاری خانگی پنچایتی بات نہیں ان الحکم الا للہ حکم نہیں
مگر اللہ کے لیے خود لیڈران فرماتے ہیں خدا کے سوا کسی کو حاکم بنانا روا نہیں لا حکم الا للہ
اور اس میں یہاں تک بڑھے کہ اگر رسول کی اطاعت لازم ہے تو اس صورت میں جبکہ
مخالفت احکام الٰہیہ نہ ہو ورنہ انما الطاعۃ فی المعروف مشہور ہے۔

**لیڈران کے نزدیک رسول اللہ بھی خلافِ خدا حکم فرما سکتے ہیں**

اللہ اکبر واحد قہار تو یہ فرماتیے کہ من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کی اطاعت کی بے شک اُس نے
اللہ کی اطاعت کی۔ اور لیڈران فرمائیں رسول کی اطاعت اُسی وقت تک ہے جب تک
وہ احکامِ الٰہی کی مخالفت نہ کرے۔ جب رسول خلافِ خدا حکم دے تو اس کی اطاعت نہیں
خیر جب آپ کے یہاں رسول کا یہ مرتبہ ہے تو کیا قوم پر آپ کی اطاعت ہر طرح لازم ہے
اگرچہ خلافِ خدا و قرآن حکم دیجیے ابھی تو آپ نے کہا کہ حکم نہیں مگر خدا کے لیے اب اگر خدائی
دعویٰ تمھیں نہیں تو دکھاؤ خدا نے کہاں فرمایا ہے کہ مشرکوں سے اتحاد پیدا کرنا بمصلحت ممنوع نہیں۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین ۰ لاؤ اپنی برہان اگر تم سچے ہو۔

قرآن عظیم کے صفحات مشرکین سے اتحاد و وداد حرام کرنے سے گونج رہے ہیں لیڈرو ءانتم
اعلم ام اللہ مصلحت شرعی تم زیادہ جانو یا اللہ جو فرماتا ہے لا تتخذوا بطانۃ من دونکم
لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم کسی غیر مسلم کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں
گئی نہ کریں گے اُن کی دلی تمنا ہے تمہارا مشقت میں پڑنا اللہ اکبر ایسا جینا افتراء اور
واحد قہار پر اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام — اپنی زبانوں کی جھوٹی بناوٹ سے نہ کہو کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر

Marfat.com

لتفترو اعلى الله الکذب ان الذین یفترون علی الله الکذب لایفلحون ۝ متاع قلیل و لھم عذاب الیم ۝

جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں فلاح نہ پائیں گے تھوڑے دنوں دنیا میں برت لیں اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

**لیڈران پر تیسرا ردّ** لیڈران فرماتے ہیں ہم نے خدا کی محبت کو اس اتحاد میں بھی ملحوظ رکھا ہے۔

**لیڈران کے نزدیک دشمنانِ خدا سے اتحاد میں خدا کی محبت ہے** اللہ اکبر اللہ کے دشمنوں سے اتحاد اور اُس میں محبت خدا کا ادعا واقعی اُن کے نزدیک اللہ کی محبت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ کے دشمنوں سے مل کر ایک ہو جائیں۔ امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ فرماتے ہیں:

الاعداء ثلثۃ عدوک وعدو صدیقک وصدیق عدوک۔

دشمن تین ہیں ایک خود تیرا دشمن دوسرا تیرے کا دشمن تیسرا تیرے دشمن کا دوست۔

اللہ عزّ وجل فرماتا ہے:

فان اللہ عدو للکفرین۔

بے شک اللہ کافروں کا دشمن ہے۔

تم کہ اُس کے دشمنوں سے متحد ہوئے کیونکر اللہ کے دشمن نہ ہوتے ۝

تود عدوی ثم تزعم اننی
صدیقک لیس النوک عنک بعازب

(تو میرے دشمن سے محبت رکھتا ہے پھر یہ جھک مارتا ہے کہ میں تیرا دوست ہوں حماقت تجھ سے دُور نہیں)

**لیڈران پر چوتھا ردّ** چہارم کافروں مشرکوں سے معاہدہ شرعیہ صرف اُس وقت روا ہے جب معاذ اللہ مسلمانوں کو اُس کی احتیاج وضرورت ہو

امام ملک العلماء بدائع میں فرماتے ہیں:

المواد عۃ رکنھا ھو لفظ الموادعۃ

عقد صلح کا رکن یہ الفاظ ہیں "موادعت"

Marfat.com

| | |
|---|---|
| او المسالمة او المصالحة او المعاهدة او ما يؤدى معنى هذه العبارات وشرطها الضرورة فلا تجوز عند عدم الضرورة۔ | مسالمت، مصالحت، معاہدہ اور جو لفظ ان معنی کو ادا کرے اور معاہدہ کی شرط ضرورت ہے بے ضرورت حرام ہے۔ |

لیکن لیڈران اپنا بھاری جُرم خود قبولتے ہیں کہ ہم کو احتیاج نے اتحاد برادران ہند کی جانب مائل نہیں کیا تمہارا معاہدہ اگر بفرض غلط معاہدہ شرعیہ کی شکل میں ہوتا جب بھی بے ضرورت اُن کی طرف مائل ہونا حرام تھا بہر حال اُس نے تمھیں واحد قہار کا نافرمان اور صریح بدخواہ مسلمان و دین مسلمانان کر دیا۔

## لیڈران پر پانچواں ردّ

پنجم کفار سے معاہدہ شرعیہ ایک قسم امان ہے اور شرط اماں یہ ہے کہ کفار کو اماں دہندہ سے خوف قتل و قتال ہو اور یہ اُن پر قاہر ہو اگرچہ اپنی جماعت کے لحاظ سے اگرچہ نسبتہً پلہ اُنھیں کا بھاری ہو جنگ دو سردار وحرب میں چرب کو بھی خوف ہوتا ہے جس سے اُنھیں اپنے قتل کا خوف نہ ہو اُس کا اماں دینا باطل اور معاہدہ کرنا مردود۔ بدائع ملک العلما میں ہے:

| | |
|---|---|
| اما حكم الموادعة فما هو حكم الامان المعروف لانها عقد امان ايضا۔ | معاہدہ کا حکم وہی ہے جو اماں کا مشہور حکم ہے اس لیے کہ معاہدہ بھی ایک عقد اماں ہے۔ |

ہدایہ میں ہے:

| | |
|---|---|
| انه من اهل القتال فيخافونه اذ هو من اهل المنعة فيتحقق الامان منه لملاقاته محله۔ | اس لیے کہ وُہ اماں دہندہ اہل قتال سے ہے تو کافر اُس سے ڈریں گے اس لیے کہ وُہ حمایتی گروہ رکھتا ہے تو اُس کا اماں دینا ٹھیک ہو گا کہ اپنے محل پر واقع ہوا۔ |

Marfat.com

اُسی میں ہے:

لا یجوز امان اسیر و لا تاجر ید خل علیھم لانھم لا یخافونھا والامان یختص بمحل الخوف ۔

قیدی یا تاجر کہ دارالحرب میں تجارت کو گیا ہو اُن کی اماں صحیح نہیں اس لیے کہ کافران سے ڈریں گے اور اماں وہیں ہوسکتی ہے جہاں خوف ہو ۔

اُسی میں ہے:

ومن اسلم فی دار الحرب ولم یھاجر الینا لا یصح امانہ لما بینا ۔

جو دارالحرب میں مسلمان ہوا اور دارالاسلام میں ہجرت کرکے نہ آئے اُس کا اماں دینا بھی صحیح نہیں اُسی دلیل سے کہ ہم بیان کرچکے ۔

فتح القدیر میں ہے:

لما بین من ان الامان یختص بمحل الخوف ولا خوف منہ حال کونہ مقیما فی دارھم لا منعۃ لہ ولا قوۃ دفاع ۔

وہ بیان کی ہوئی دلیل یہ ہے کہ اماں دینا اُسی کا صحیح ہے جس سے خوف ہو اور اُس سے خوف نہیں کہ یہ اُنھیں کے ملک میں رہتا ہے، اس کے پاس نہ اپنی حمایت کرنے والا کوئی گروہ ہے نہ مدافعت کفار کی قوت ۔

عنایہ امام اکمل میں ہے:

شرط جواز الایمان ھو الایمان وعلتہ ھو الخوف لان الخوف انما یحصل ممن لہ قوۃ و امتناع ۔

اماں جائز ہونے کی شرط ایمان ہے اور اُس کی علت خوف اس لیے کہ خوف اُسی سے ہوتا ہے جو زور رکھتا ہو اور اپنے آپکو بچا سکتا ہو ۔

کافی امام نسفی میں ہے:

Marfat.com

صح امانه لانه من اهل القتال ومنعة الاسلام فیخافونه فینفذ منه الامان الذی هو ازالة الخوف ۔

اُس کی اماں صحیح ہے اس لیے کہ وہ قتال کے لائق ہے اور اپنی حمایت کے لیے اسلامی گروہ رکھتا ہے تو کافر اُس سے ڈریں گے تو اماں کہ خوف زائل کرنے کا نام ہے اُس سے نفاذ پائے گی۔

اُسی میں ہے:

لا یجوز امان اسیر وتاجر دخل علیهم ومسلم اسلم فی دار الحرب ولم یهاجر لان الامان یکون علی خوف ولا خوف لهم منه ۔

قیدی یا تاجر کہ دار الحرب میں داخل ہُوا یا حربی کہ وہاں اسلام لایا اور دار الاسلام کی طرف ہجرت نہ کی ان کا اماں دینا صحیح نہیں کہ اماں ڈر میں ہوتی ہے اور کافر ان سے نہ ڈریں گے۔

تبیین امام زیلعی میں ہے:

لو دخل مسلم فی عسکر اهل الحرب فی دار الاسلام وامنهم لا یصح الا اذا امنهم من یقاومهم بخلاف ما اذا امن عشرین او نحوهم فی دار الاسلام حیث یجوز امانه لان الواحد وان کان مقهورا باعتبار نفسه حیث لا یقاومهم لکنه قاهر ممتنع بقوة المسلمین فکان قاهرا لهم حکماً ۔

حربیوں کا لشکر دار الاسلام میں آیا ہوا ہے اور کوئی مسلمان ان کے لشکر میں جا کر اماں دے آئے یہ اماں صحیح نہیں ہاں جب اتنے مسلمان انھیں اماں دیں جو اس لشکر کی مقاومت کر سکتے ہوں بخلاف اس کے کہ مثلاً بیس پچیس حربی دار الاسلام میں آئے اور ایک مسلمان نے اُن میں جا کر اُنھیں اماں دے دی یہ اماں صحیح ہوگئی کہ ایک اگرچہ بیس سے مغلوب ہے اُن کی مقاومت نہیں کر سکتا مگر وُہ مسلمانوں کے زور سے ان پر غالب ہے تو حکماً غلبہ اسی کو ہوگا۔

اُسی میں ہے:

Marfat.com

الامان ازالة الخوف ومن لم یباشر القتال لا یخافونه فکیف یصح امانه۔

امان خوف زائل کرنے کا نام ہے اور وہ جو قتال نہ کرے کافر اس سے نہ ڈریں گے تو اس کی اماں کیسے صحیح ہو۔

ایمان سے کہنا کیا تم ہنود پر ظاہر تھے کیا تم اُن کے قتل پر قادر تھے کیا اُن کو تم سے خوفِ قتل تھا جسے تمھاری امان نے زائل کیا اور جب یہ کچھ نہ تھا اور بے شک نہ تھا تو تمھارا معاہدہ اگر بفرض باطل معاہدہ شرعیہ کی شکل میں ہوتا جب بھی قطعاً باطل و مردود تھا اور مردود کو پورا کرنا لازمی بتانا اُس سے بڑھ کر مردود۔

ششتم کفار سے معاہدہ شرعیہ میں شرط اعظم یہ ہے کہ جتنی مدت تک ہو اُس میں تہیۂ قتال رکھیں اور اُس کی آمادگی و درستی سامان سے غفلت نہ کریں کہ التواء و معاہدہ سے اصل مقصود یہی ہے ورنہ تارک فرض اہم ہوں گے اور مستحق نارِ جہنم والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بدائع امام ملک العلماء میں ہے:

**لیڈران پر چھ مار دّ**

المعاهدة شرطها الضرورة وهي ضرورة استعداد القتال لان الموادعة ترك القتال المفروض فلا يجوز الا فى حال يقع وسيلة الى القتال۔

معاہدہ جائز ہونے کی شرط ضرورت ہے اور وہ ضرورت یہ ہے کہ اس مدت میں سامان قتال درست کریں اس لیے کہ جہاد فرض ہے اور معاہدہ اس فرض کا ترک ہے تو اُسی حال میں حلال ہو سکتا ہے کہ یہ جہاد کے لیے وسیلہ پڑے۔

ایمان سے کہنا کیا تم ہندوؤں سے آمادگی قتال میں ہو اور اسی لیے ایک مدت تک اُن سے معاہدہ کیا ہے کہ اس فرصت میں اُن کے قتل کا سامان مہیا کر لو کیوں مسلمانوں کو دھوکے دیتے بلکہ عالم الغیب والقلب کے ساتھ فریب کی راہ لیتے ہو۔

وما یخدعون الا انفسهم وما یشعرون ○

اور فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور اُنھیں شعور نہیں۔

طرح طرح ثابت ہوا کہ تمھارا یہ معاہدہ اگر بفرض غلط معاہدہ شرعیہ کی شکل میں بھی ہوتا جب بھی

Marfat.com

حرام ومردود وخلاف شرع ہوا اب کیوں نہ یاد کریں لیڈران اپنا ہی قول کہ " خدا کے یہاں معاہدہ
کا حیلہ بھی کارگر ہوتا ہے یا دیکھیے کیا جواب ملتا ہے کوئی اگر معاہدہ کا دعوٰی بھی کرے تو خلاف شرع
معاہدہ کیونکر مسلم ہوگا کیونکہ صلح حدیبیہ منسوخ ہو چکی ہے اور الا ما احل به حراماً او حرم
به حلالا کا استثنا حکم مستقل ہے۔"

**لیڈران پر ساتواں رد**

ہفتم لیڈران کی بڑی کوشش اس میں ہے کہ مشرکینِ ہند
کے شدید مظالم چھپائیں اور اُن کو جیسے بنے لم یقاتلوکم
فی الدین میں داخل ٹھہرائیں تاکہ اُنھیں زیرِ حکم لا ینھٰکم اللہ لائیں یہ صاف کہہ رہا ہے
کہ معاہدہ کا عذر محض جھوٹا ہے معاہدہ تو حسبِ ضرورتِ شرعیہ خاص مقاتلین سے خاص
وقت قتال بھی جائز ہے پھر اگر معاہدہ ہوتا تو اس کھینچ تان کی کیا ضرورت پڑتی معلوم ہوا کہ
جھوٹ کہتے ہیں اور قصداً بکتے ہیں اور دل میں خوب سمجھ رہے ہیں کہ نرا جھوٹ بکتے ہیں،

واللہ علیم بالظٰلمین ۝

**مشرکوں سے معاہدہ لیڈران کے اصل اغراض**

(۹) لیڈران حاشا نہ تمہارا
معاہدہ ہنود سے التوائے
قتال کے لیے ہوا نہ اس کا کچھ ذکر تھا نہ تم اُن پر قاہر تھے نہ اُن کے قتل پر قادر تھے
نہ اُنھیں تم سے اپنے قتل کا خوف تھا بلکہ دونوں تیسرے کے ہاتھ میں مقہور ہو نہ ہرگز
اس مدت معاہدہ میں تم قتل ہنود کا سامان کر رہے ہو نہ ہرگز تمہاری نیت نہ ہرگز تم ایسا
کر سکتے ہو غرض معاہدہ شرعیہ سے ایسا ہی دور ہو جیسے مشرکین توحید سے یا تم شرع مجید
سے بلکہ یہ ناپاک معاہدہ چار باتوں کے لیے ہوا:

**مشرکوں کا برادر بننا حرام ہے**

یکم مشرکین سے عقد مواخات بھائی چارہ کر برادرانِ
وطن ہندو بھائی اللہ عزوجل فرمائے انما
المؤمنون اخوۃ مسلمان آپس میں بھائی ہیں تم کہو نحن والمشرکون اخوۃ ہم اور
مشرکین آپس میں بھائی ہیں یعنی:

الم تر الی الذین نافقوا یقولون        کیا تم نے نہ دیکھا منافقوں کو کہ اپنے

Marfat.com

لاخوانہم الذین کفروا۔ بھائی کافروں سے کہتے ہیں۔

وہاں من اھل الکتب تھا یہاں اُس سے بڑھ کر من المشرکین ہوا۔

## کافروں سے اتحاد کرنے والے بحکم قرآن کافر ہیں

دوم اُن سے اتحاد حالانکہ قرآن عظیم بیس سے زیادہ آیات میں اسے مردود و ملعون فرما چکا اور جا بجا صاف صاف ارشاد فرما دیا کہ ایسا کرنے والے اُنھیں میں سے ہیں و من یتولھم منکم فانہ منھم۔ ایسا کرنے والے مسلمان نہیں۔

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ۔ ایسا کرنے والوں کو اللہ و رسول و قرآن پر ایمان نہیں ولو کانوا یؤمنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء۔

## کافروں کا حلیف بننا حرام ہے

سوم مشرکین کے حلیف بننا اُنھیں اپنا حلیف بنانا حالانکہ حلیف بنانا منسوخ ہو چکا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تحدثوا فی الاسلام حلفا۔ اب اسلام میں کوئی حلف پیدا نہ کرو۔

رواہ الامام احمد فی المسند ومحمد بن عیسٰی فی الجامع عن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔ یہ حدیث امام احمد نے مسند اور امام محمد بن عیسٰی نے جامع میں عمرو بن العاص سے بسند حسن روایت کی۔

یہ منسوخات ہی کے عمل پر ہیں کل کو شراب بھی حلال کر لیں گے اور خدا جانے کہاں کہاں تک بڑھیں گے رب عزوجل فرماتا ہے:

یا یھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا ولعبا من الذین اوتوا الکتب اے ایمان والو! وہ جو تمھارے دین کو ہنسی کھیل ٹھہراتے ہیں جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور باقی سب کافر

Marfat.com

من قبلکم والکفار اولیاء ‏ ‏ ‏ اُن میں کسی کو دوست نہ بناؤ اور اللہ
واتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین ○ ‏ ‏ ‏ سے ڈرو اگر تم مسلمان ہو۔

تفسیر ابن جریر میں اس آیۂ کریمہ کے تحت میں ہے:

یقول لا تتخذوا ایھا المؤمنون انصارا واخوانا وخلفاء فانھم لا یألونکم خبالا وان اظہروا لکم مودۃ وصداقۃ۔

رب عزوجل فرماتا ہے:

اے مسلمانو! کافروں کو مددگار یا بھائی اور حلیف نہ بناؤ وہ تمہاری ضرر رسانی میں کمی نہ کریں گے اگرچہ تم سے دوستی و یارانہ ظاہر کریں۔

فقہ و حدیث کے حاوی امام اجل ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مشکل الآثار میں یہ تحقیق فرما کر کہ مشرکوں سے استعانت حرام ہے کتابی سے ہو سکتی ہے اُس پر حدیث سوم کہ فائدہ ثانیہ میں آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابن اُبی منافق کے چھ سو حلیف یہودیوں کو واپس کر دیا اور اُنھیں مشرکین فرمایا اعتراضاً وارد کی کہ دیکھو حضور نے یہود کو بھی مشرکین سے گنا اور اُن سے استعانت کو بھی مشرکین سے استعانت قرار دیا اس کے جواب میں فرمایا اس کی وجہ اُن کا اُس مشرک منافق سے حلف ہے کہ حلف کرنے والے جس سے حلف کرتے ہیں اُس کی موافقت قبول کرتے ہیں تو مشرک کے حلیف ہو کر وہ کتابی نہ رہے مرتد ہو گئے اور اُسی کی طرح مشرک عبارت یہ ہے:

جوابنا ان وجہ قول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لھٰؤلاء الیھود مابینھم وبین ابن ابی المنافق من الحلف والمحالفۃ ھی الموافقۃ من الحالفین للمحالفین فکانوا بذٰلک خارجین من اھل الکتاب مرتدین عما کانوا علیہ وصاروا مشرکین کمشرکی العرب۔

امام ابو الولید باجی نے مختصر پھر علامہ یوسف دمشقی حنفی نے معتصر میں اسے مقرر رکھا فرماتے ہیں:

ان بنی قینقاع بمحالفتھم عبداللہ ‏ ‏ ‏ بنی قینقاع کے یہودی ابن ابی کے

Marfat.com

صاروا المرتدين فخرجوا به عن حكم اهل الكتاب فصاروا کالمشرکین فکان لهم حکمهم فلذلك منعوا وسمّوا مشرکین۔

حلیف بن کر مرتدوں کے مثل ہو گئے تو کتابیوں کے حکم میں نہ رہے اور مشرکوں کی طرح ہو گئے تو اُن کا وہی حکم ہُوا جو مشرکوں کا اسی واسطے حدیث نے اُنھیں منع فرمایا اور اُن کا نام مشرک رکھا۔

سبحٰن اللہ یہودی مشرک کے حلیف بن کر کتابی نہ رہے مرتد و مشرک ہو گئے حالانکہ الکفر ملة واحدة مگر کلمہ گو لیڈر مشرکین ہند کے حلیف پس رو غلام بن کر نہ مرتد ہُوئے نہ مشرک ہٹے کٹے مسلمان ہی بنے رہے ؎

مشرک سے عہد باندھ کے مشرک ہوئے یہود
یہ مشرکوں کے عبد مسلمان ہی رہے

**اقول** حلف جب دو مساوی گروہوں میں ہو فریقین یکساں ہیں اور جب مغلوب و ضعیف گروہ دُوسرے کی پناہ لے کر اُس کا حلیف بنے تو پوری موافقت کا بار اسی پر ہے اُس کی طرف سے صرف قبول پناہ رہی ہے ابن ابی خبیث نے بڑی سطوت پیدا کر لی تھی یہاں تک کہ اُس کے لیے تاج تیار کیا جا تا تھا قریب تھا کہ اُسے بادشاہ بنایا جائے تو یہود بنی قینقاع کا حلف اُس کی شوکت سے مستفید ہی ہونے کو تھا و لہٰذا امام نے فرمایا: ھی الموافقة من الحالفین للمحالفین نہ اختصار کی طرح الموافقة بین المتحالفین۔ پھر دربارۂ ادیان حکم یہ ہے کہ نازل سے مجرد ارادۂ موافقت نازل کر دیتا ہے اور صعد کے لیے صرف ارادہ کافی نہیں مسلمان اگر معاذ اللہ ارادۂ کفر کرے گا کافر ہو جائیگا، لیکن کافر محض ارادۂ اسلام سے مسلمان نہ ہو گا جب تک اسلام قبول نہ کرے یوہیں کتابی صرف ارادۂ موافقت مشرکین سے مشرک ہو سکے گا مشرک نرے ارادے سے کتابی نہ ہو جائے گا لہٰذا وہ یہودی مشرک ہو گئے ابن ابی خبیث کتابی نہ ہُوا یوہیں حلیفان مشرکین ہند پر امام کا یہ حکم نافذ ہو گا۔ مشرکین ہند مسلمان نہ ہو جائیں گے۔

Marfat.com

**اصل مقصود سلف گورنمنٹ ہے**

**اماکن مقدسہ اور ترکوں کا نام ٹٹی ہے**

چہارم اصل مقصود سلف گورنمنٹ ہے جس کی صاف تصریح بڑے بڑے[1] لیڈران نے کر دی اس میں اپنی کمزوری بلکہ عجز دیکھ کر مشرکوں کا دامن پکڑا اُنھیں اپنا یار و انصار بنایا اوروں کو چھوڑ بیٹے مولویوں میں گنے جانے والے لیڈر فرماتے ہیں[2] ہم تو ہندوستان کی آزادی کو ایک فرض اسلامی سمجھتے ہیں اس کے لیے ضرورت ہے کہ عام اتحاد ہو اور پوری کوشش سے مقصد حاصل کیا جائے حالانکہ مشرکوں سے ایسی استعانت نص قرآنی کے خلاف اور قطعاً حرام بلکہ صراحۃً قرآن کریم کی تکذیب ہے۔ ہم اس بحث کو بعونہ چند فوائد میں روشن کریں۔

**مشرکوں سے استعانت کی بحث جلیل ہے**

فائدہ اولیٰ آیات کریمہ۔ قرآن کریم نے منع موالات کفار کو بکثرت آیات میں ارشاد فرمایا وُہ سب اُن کو مددگار بنانے سے ممانعت ہیں یہ اعلیٰ درجہ موالات میں ہے ولہذا اکابر مفسرین نے جا بجا ولی کو ناصر اور ولایت کو نصرت و معونت و مظاہرت سے تفسیر کیا مگر ہم یہاں صرف اُن بعض آیات پر اقتصار کریں جو اپنے سوق نظم یا شان نزول سے اس مقصود کو بالخصوص افادہ فرما رہی ہیں۔

## استعانت بمشرکین کے حرام ہونے پر آیات قرآنیہ

آیت نمبر ۱:

| | |
|---|---|
| یایہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانہ | اے ایمان والو! اپنے غیروں کسی کو رازدار |
| من دونکم لا یالونکم خبالا | نہ بناؤ وہ تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کرینگے |
| ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء | اُن کی دِلی تمنّا ہے تمھارا مشقت میں پڑنا |
| من افواھھم وما تخفی صدورھم | دشمنی اُن کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے |

---

[1] مثل شوکت علی و محمد علی و ابو الکلام آزاد ۱۲ حشمت علی غفرلہ

[2] وہی خطبۂ صدارت مولوی عبد الباری صاحب ۱۲ حشمت علی غفرلہ

Marfat.com

اکبر قد بینا لکم الآیٰت ان کنتم تعقلون ○

اور وہ جو اُن کے سینوں میں دبی ہے اور بڑی ہے بے شک ہم نے تمھارے سامنے نشانیاں صاف بیان فرمادیں اگر تمھیں عقل ہو۔

**لیڈران نے اس آیہ کریمہ کو کیسا کیسا رد کیا کس کس طرح جھٹلایا،**

یہ آیہ کریمہ اپنے ایک ایک جملے سے اس طوفانِ بدتمیزی کو جو آج مشرکینِ ہند سے لیڈران برت رہے ہیں رد فرماتی ہے:

ا۔ حالت کمزوری وعجز میں مدد کے لیے جس کسی کی طرف التجالائی جائے ضرور ہے کہ اُسے اپنا رازدار بنایا جائے اور رب عزوجل فرماتا ہے کسی کافر کو اپنا رازدار نہ بناؤ یہ واحد قہار کی نافرمانی ہُوئی۔

ب۔ ظاہر ہے کہ اُسے اپنا خیر خواہ سمجھا گیا کہ بدخواہ کے دامن میں کوئی نہ چھپے گا اور رب عزوجل فرماتا ہے وُہ تمھاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے۔ یہ اللہ عزوجل کی تکذیب ہُوئی۔

ج۔ مصیبت میں التجا واستمداد اُسی سے ہوگی جسے جانا جائے کہ ہمیں مشقت سے بچایا جائے گا اور رب عزوجل فرماتا ہے اُن کی دلی تمنا ہے تمھارا مشقت میں پڑنا۔ یہ دوسری تکذیب ہُوئی۔

د۔ چھپا دشمن جس سے اثر عداوت کبھی نہ ظاہر ہوا آدمی اُس کے دھوکے میں آسکتا ہے اور جس کے مُنہ سے بغض کھل چکا اُس سے قطعی احتراز کرے گا۔ رب عزوجل نے فرما دیا تھا کہ دشمنی ان کے مُنہ سے ظاہر ہو چکی ہے پھر بھی اُن کی محبت نے وُہ اندھا بہرا کر دیا کہ نہ اللہ تعالیٰ کی سُنی نہ اُن کے مُنہ سے چھلکی یاد رہی۔

ہ۔ اگر ایک خفیف حد کی مخالفت ورنجش ظاہر ہوتی اور اطمینان ہوتا کہ دل میں اس سے زائد نہیں تو کچھ گنجائش ہوسکتی کہ یہ ہمارا اس حد کا بدخواہ نہیں جو ایسی بھاری مصیبت میں ساتھ نہ دے۔ اس خیال ارذل کو رب عزوجل نے ان تینوں جملوں سے رد فرما ہی دیا کہ وُہ کوئی ہلکے مخالف نہیں تمھاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے یہ گمان

Marfat.com

نہ کرنا کہ وہ کسی سخت سے سخت مصیبت میں تم پر کچھ ترس کریں گے اُن کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو کوئی خفیف رنجش اُن کے مُنہ سے ظاہر نہ ہُوئی بلکہ بغض اور پوری دشمنی بیر عداوت۔ اور اس پر چوتھا جملہ یہ ارشاد فرمایا کہ اُس پر بس نہ جانو اُن کے دلوں کی دبی اور سخت تر ہے مگر اُنھوں نے اس واحد قہار کریم مہربان پروردگار کی ایک نہ مانی اور جملے جملے کی تکذیب ہی ٹھانی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

آیت نمبر ۲:

| | |
|---|---|
| بشر المنٰفقین بان لھم عذابا | اے محبوب! خوشخبری دو منافقوں کو کہ |
| الیما ہ الذین یتخذون | اُن کے لیے دردناک عذاب ہے وہ جو |
| الکٰفرین اولیاء من دون | مسلمانوں کے سوا کافروں کو مددگار |
| المؤمنین ایبتغون عندھم | بناتے ہیں کیا اُن کے پاس عزت |
| العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا ہ | ڈھونڈتے ہیں عزت تو ساری اللہ کے |
| | قبضے میں ہے۔ |

ظاہر ہے کہ کمزوری میں کسی کی مدد چاہنے کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اُس کے بل بازو سے ہمیں قوت ملے گی ہماری کمزوری و ذلت غلبہ و عزت سے بدلے گی اللہ عزوجل فرماتا ہے یہ اُن کی بدعقلی ہے کافروں کی مدد سے غلبہ و عزت کی تمنا ہوس باطل ہے اور فرماتا ہے کہ ایسا کرنے والے منافق ہیں اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے تفسیر ارشاد العقل السلیم میں اسی آیہ کریمہ کے تحت میں ہے:

| | |
|---|---|
| بیان لخیبۃ رجائھم ایطلبون | اس آیت میں اُن کی نامرادی کا بیان ہے |
| بموالاۃ الکفرۃ العزۃ والغلبۃ | جو کافروں سے استعانت کرتے ہیں |
| (فان العزۃ للہ جمیعا) تعلیل | فرماتا ہے کیا کافروں کی دوستی سے غلبہ و |
| لبطلان رأیھم فان انحصار | قوت چاہتے ہیں عزت تو ساری اللہ |
| جمیع افراد العزۃ فی جنابہ | کے لیے ہے اس میں اُن کی رائے فاسد ہونے |
| عزوعلا بحیث لا ینالھا الا | پر دلیل قائم فرمائی کہ جب تمام عزتیں حضرت |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| اولیاؤہ قال تعالیٰ و للہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین یقضی ببطلان التعزز بغیرہ واستحالۃ الانتفاع بہ۔ | عزت کے لیے خاص ہیں کہ اُس کے دوستوں کے سوا کسی کو نہیں مل سکتیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عزت صرف اللہ و رسول اور مسلمانوں کے لیے ہے تو اس سے واجب ہُوا کہ غیروں سے عزت چاہنا باطل اور اُن سے نفع پہنچنا محال۔ |

آیت نمبر۳:

| | |
|---|---|
| لا یتخذ المومنون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ۔ | مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو مددگار نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہیں۔ |

تفسیر لباب التاویل میں ہے:

ان عبادۃ بن الصامت کان لہ حلفاء من یھود فقال یوم الاحزاب یارسول اللہ معی خمسمائۃ من الیھود وقد رأیت ان استظھر بھم علی العدو فنزلت ھذہ الآیۃ وقولہ (لا یتخذ المؤمنون) الآیۃ یعنی انصارا واعوانا (من دون المؤمنین) ای من غیر المؤمنین والمعنی لا یجعل المؤمن ولا یتہ لمن ھو غیر مؤمن نھی اللہ المؤمنین ان یوالوا الکفار اویلاطفوھم لقرابۃ بینھم او محبۃ او معاشرۃ والمحبۃ فی اللہ والبغض فی اللہ باب عظیم واصل من اصول الایمان۔

یعنی عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کچھ یہودی حلیف تھے غزوہ احزاب میں اُنھوں نے عرض کی یارسول اللہ! میرے ساتھ پانسو یہودی ہیں میری رائے ہوتی ہے کہ دشمن پر اُن سے مدد لوں اُس پر یہ آیہ کریمہ اُتری کہ مسلمان غیر مسلم کو مددگار نہ بنائیں یہ مسلمانوں کو حلال نہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو منع فرمایا کہ رشتے خواہ یارانے خواہ نرے میل کے باعث کافروں سے دوستانہ برتیں یا اُن سے لطف و نرمی کے ساتھ پیش آئیں اور اللہ

Marfat.com

کے لیے محبت اور اللہ کے لیے عداوت ایک عظیم باب اور ایمان کی جڑ ہے۔

مدارک شریف پارہ ۶ میں ہے:

ای لا تتخذوھم اولیاء تنصرونھم وتستنصرونہم وتؤاخونہم وتعاشرونہم معاشرۃ المؤمنین۔

یعنی رب عزوجل فرماتا ہے کافروں کو دوست نہ بناؤ کہ تم اُن کے معاون ہو اُن سے اپنے لیے مدو چاہو اُنھیں بھائی بناؤ دنیوی برتاؤ اُن کے ساتھ مسلمانوں کا سا رکھو اس سب سے منع فرماتا ہے۔

تفسیر کبیر پارہ ۶ میں ہے:

المراد ان اللہ تعالیٰ امر المسلم ان لا یتخذ الحبیب والناصر الا من المسلمین۔

یعنی مراد آیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم فرماتا ہے کہ صرف مسلمانوں ہی کو اپنا دوست ومددگار بنائیں۔

اُسی میں ہے:

لا تتخذوھم اولیاء ای لا تعتمدوا علی الاستنصار بھم والتودد الیھم۔

یعنی مراد آیت یہ ہے کہ کافروں کی مدد ویاری پر اعتماد نہ کرو۔

تفسیر ابو السعود وتفسیر فتوحات الٰہیہ میں زیر آیہ مذکورہ ہے:

نھوا عن موالاتھم لقرابۃ او صداقۃ جاھلیۃ ونحوھما من اسباب المصادقۃ والمعاشرۃ وعن الاستعانۃ بھم فی الغزو وسائر الامور الدینیۃ۔

یعنی مسلمان منع کیے گئے کافروں کی دوستی سے خواہ وہ رشتہ داری ہو یا اسلام سے پہلے کا یارانہ یا کسی سبب یاری خواہ میل جول کے سبب اور منع کیے گئے اس سے کہ جہاد یا کسی دینی کام میں کافروں سے استعانت کریں۔

آیت نمبر ۴:

فان تولوا فخذوھم واقتلوھم — اگر کافر ایمان لانے سے مُنہ پھیریں تو

Marfat.com

| | |
|---|---|
| حیث ثقفتموھم ولا تتخذوا منھم ولیا ولا نصیرا ۵ | انھیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو اور اُن میں کسی کو نہ دوست بناؤ نہ مددگار۔ |

اس آیہ کریمہ میں ولی کے ساتھ لفظ نصیر خود ہی صاف ارشاد ہے کہ انھیں دوست ٹھہرانا بھی حرام اور مددگار بنانا بھی حرام۔ تفسیر مدارک التنزیل میں ہے:

| | |
|---|---|
| (فان تولوا) عن الایمان (فخذوھم واقتلوھم حیث وجدتموھم ولا تتخذوا منھم ولیا ولا نصیرا) وان بذلوا لکم الولایۃ والنصرۃ فلا تقبلوا منھم (الا الذین یصلون الی قوم) ویتصلون بھم والاستثناء من قولہ فخذوھم واقتلوھم دون الموالاۃ۔ | اگر وہ ایمان لانے سے منہ پھیریں تو انھیں پکڑو اور جہاں پاؤ مارو اور اُن میں کسی کو نہ دوست بناؤ نہ مددگار اور اگر وہ بلاعوض بھی تمھاری دوستداری و مددگاری نکھاریں جب بھی قبول نہ کرو مگر جو اہلِ معاہدہ سے ملیں یہ پکڑنے اور قتل کرنے سے استثناء ہے نہ دوستی سے کہ وہ تو ہر کافر سے مطلقاً حرام ہے۔ |

تفسیر بیضاوی میں ہے:

| | |
|---|---|
| ای جانبوھم راسا ولا تقبلوا منھم ولایۃ ولا نصرۃ۔ | یعنی اُن سے بالکل دُور رہو اور اُن کی دوستی و مدد کچھ نہ قبول کرو۔ |

تفسیر ابوالسعود میں ہے:

| | |
|---|---|
| ای جانبوھم مجانبۃ کلیۃ ولا تقبلوا منھم ولایۃ ولا نصرۃ ابدا۔ | یعنی کافروں سے بالکل کنارہ کش رہو اور کبھی اُن کی دوستی و مدد قبول نہ کرو۔ |

تفسیر فتوحاتِ الٰہیہ میں ہے:

| | |
|---|---|
| ھذا مستثنی من الاخذ والقتل اما الموالاۃ فحرام مطلقا لا تجوز بحال۔ | یہ استثنا گرفتاری و قتل سے ہے رہی کافر سے موالات وہ تو مطلقاً حرام ہے کسی حال جائز نہیں۔ |

Marfat.com

تفسیر خازن میں ہے:

هذا الاستثناء يرجع الى القتل لا الى الموالاة لان موالاة الكفار والمنافقين لا تجوز بحال۔

یہ استثنا قتل کی طرف پھرتا ہے نہ موالات کی جانب اس لیے کہ کافروں اور منافقوں سے موالات تو کسی حال حلال نہیں۔

تفسیر کرخی میں ہے:

استثناء من مفعول فاقتلوهم لامن قوله ولا تتخذوا منهم وانكان اقرب مذكور لان اتخاذ الولى منهم حرام بلا استثناء بخلاف قتلهم۔

معاہدوں سے ملنے والوں کا استثنا اُن سے ہے جن کے بابت حکم فرمایا تھا کہ اُنھیں قتل کرو اس ارشاد سے استثنا نہیں کہ اُن میں نہ کسی کو دوست بناؤ نہ مددگار اگرچہ ذکر میں یہی قریب تر ہے اس واسطے کہ کافروں سے کسی کو دوست بنانا بلا استثناء حرام ہے بخلاف اُن کے قتل کے کہ اس سے معاہدین مستثنیٰ ہیں۔

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے:

قال الطيبي لامن ولا تتخذوا وانكان اقرب لان اتخاذ الولى منهم حرام مطلقا۔

طیبی نے کہا دوست یا مددگار بنانے کی ممانعت سے استثنا نہیں اگرچہ وہ قریب تر ہے اس لیے کہ کافروں میں سے کسی کو دوست بنانا مطلقاً حرام ہے اگرچہ معاہد ہو۔

اقول اس پر خود سیاق کریمہ دال کہ قتل و قتال ہی کے منع و رخصت کا ذکر ہے یُوہیں عموم حکم نفس استثناء کا مفاد کہ مجاہرین متصلین بالمعاہدین و معاہدین غیر جانب دار طرفین مستثنیٰ فرماتے واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

## استعانت بمشرکین کی تحریم پر صحیح حدیثیں

فائدہ ثانیہ: صحاح احادیث ناطق۔

حدیث نمبر ۱: ——— صحیح مسلم و سنن اربعہ و مشکل الآثار امام طحاوی میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدر کو تشریف لے چلے سنگستان وَبَرہ ہیں (کہ مدینہ طیبہ سے چار میل ہے) ایک شخص جس کی جرأت و بہادری مشہور تھی حاضر ہوا اصحاب کرام اُسے دیکھ کر خوش ہوئے اُس نے عرض کی میں اس لیے حاضر ہوا کہ حضور کے ہمراہ رکاب رہوں اور قریش سے جو مال ہاتھ لگے اُس میں سے میں بھی پاؤں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتؤمن باللہ و رسولہ۔ کیا تو اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہے۔

کہا: نہ۔ فرمایا:

فارجع فلن نستعین بمشرک۔ تو پلٹ جا ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ چاہیں گے۔

پھر حضور تشریف لے چلے جب ذوالحلیفہ پہنچے (کہ مدینہ طیبہ سے چھ میل ہے) وہ پھر حاضر ہوا صحابہ خوش ہوئے کہ واپس آیا وہی پہلی بات عرض کی اور حضور نے وہی جواب ارشاد فرمایا کہ کیا تو اللہ و رسول پر ایمان لاتا ہے؟ کہا: نہ۔ فرمایا:

فارجع فلن نستعین بمشرک۔ واپس جا ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ لیں گے۔

پھر حضور تشریف لے چلے جب وادی میں پہنچے وہ پھر آیا اور صحابہ خوش ہوتے اُس نے وہی عرض کی حضور نے فرمایا کیا تو اللہ و رسول پر ایمان لاتا ہے؟ عرض کی: ہاں۔ فرمایا: فنعم اذن۔ ہاں اب چلو۔

حدیث نمبر ۲: ——— امام احمد و اسحٰق بن راہویہ مسانید اور امام بخاری تاریخ اور ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف اور امام طحاوی مشکل الآثار اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں خبیب بن اساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

ایک غزوہ[1] کو تشریف لیے جاتے تھے میں اور میری قوم سے ایک شخص حاضر ہوئے ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمیں شرم آتی ہے کہ ہماری قوم کسی معرکہ میں جائے اور ہم نہ جائیں (یہ قوم خزرج سے تھے کہ انصار سے ایک بڑا گروہ ہے) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم دونوں مسلمان ہوئے؟[2] کہا: نہ۔ فرمایا:

فانا لا نستعین بالمشرکین علی المشرکین۔ — تو ہم مشرکوں سے مشرکوں پر مدد نہیں چاہتے۔

اس پر ہم دونوں اسلام لائے اور ہمراہ رکاب اقدس شریک جہاد ہوئے۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے یوہیں تنقیح میں اس کے رجال کی توثیق کی۔

حدیث نمبر ۳: ـــــ امام واقدی مغازی اور امام اسحٰق بن راہویہ مسند اور امام طحاوی مشکل الآثار اور طبرانی معجم کبیر و معجم اوسط میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز احد تشریف لے چلے حبب ثنیۃ الوداع سے آگے بڑھے ایک بھاری لشکر ملاحظہ فرمایا ارشاد ہوا یہ کون ہیں؟ عرض کی گئی: یہود بنی قینقاع قوم عبد اللہ بن سلام حلفائے عبد اللہ بن اُبی (یہ لفظ طحاوی ہیں اور لفظ ابن راہویہ یوہیں عرض کی گئی یہ عبد اللہ بن اُبی ہے اپنے حلیفوں کے ساتھ کہ قوم عبد اللہ بن سلام کے یہودی ہیں اور لفظ واقدی میں ہے یہ ابن اُبی کے حلیف یہودی ہیں اور لفظ طبرانی میں ہے یہ عبد اللہ بن اُبی ہے چھ سو یہودیوں کے ساتھ کہ اُس کے حلیف ہیں) فرمایا: کیا اسلام لے آئے؟ عرض کی: نہ۔ وہ اپنے دین پر ہیں۔ فرمایا:

قل لھم فلیرجعوا فانا لا نستعین بالمشرکین علی المشرکین۔ — اُن سے کہہ دو لوٹ جائیں ہم مشرکوں پر مشرکوں سے مدد نہیں لیتے۔

---

[1] یہ غزوہ غزوۂ بدر ہے کما فی اسد الغابۃ ۱۲ منہ غفر لہ

[2] اقول یہ لفظ مستدرک میں ہے اور مشکل الآثار و مسند احمد میں نہیں قبل اسلام اس کا کہنا باعتبار عرف مسلمین ہوگا یا یوں کہ اُس وقت بھی الیقان تھا اگرچہ اذعان بعد کو ہوا۔ ۱۲ منہ غفر لہ

Marfat.com

اقول یہ حدیث بھی حسن صحیح ہے مسند امام اسحٰق میں اس کی سند یوں ہے:

اخبرنا الفضل بن موسی عن محمد بن عمرو بن علقمۃ عن سعد بن المنذر عن ابی حمید الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

فضل بن موسٰی و محمد بن عمرو بن علقمہ دونوں رجال جمیع صحاح ستہ سے ہیں۔ ثقہ ثبت و صدوق اور یہ سعد بن منذر بن ابی حمید الساعدی ہیں کما فی مشکل الاثار ابن حبان نے انھیں ثقات میں ذکر کیا تقریب میں کہا مقبول ہیں تہذیب التہذیب میں ہے:

| | |
|---|---|
| روی عن جدہ وحمزۃ بن ابی اسید وعنہ محمد بن عمرو بن علقمۃ وعبدالرحمٰن بن سلیمٰن بن الغسیل ذکرہ ابن حبان فی الثقات۔ | انھوں نے اپنے دادا حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حمزہ بن اسید سے علم حاصل کیا اور ان سے محمد بن عمرو بن علقمہ اور عبدالرحمٰن بن سلیمٰن ابن حضرت غسیل الملئکہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ابن حبان نے انھیں ثقات میں ذکر کیا۔ |

لاجرم زرقانی علی المواہب میں ہے:

قد روی الطبرانی فی الکبیر والاوسط برجال ثقات عن ابی حمید الساعدی الحدیث۔[1]

حدیث نمبر ۴: ——— عبد بن حمید و ابویعلی و ابناۓ جریر و منذر و ابی حاتم اور بیہقی شعب الایمان میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| لاتستضیئوا بنار المشرکین۔ | مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو۔ |

امام حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کے معنی پوچھے گئے۔ فرمایا:

---

[1] یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر و معجم اوسط میں بہ سند صحیح ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔

Marfat.com

لاتستشیروا المشرکین فی شئ من امورکم قال الحسن وتصدیق ذلک فی کتاب اللہ یا یھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا۔

ارشادِ حدیث کے یہ معنی ہیں کہ مشرکوں سے اپنے کسی معاملہ میں مشورہ نہ لو۔ پھر فرمایا اس کی تصدیق خود کلام اللہ میں موجود ہے کہ فرمایا اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمھاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے۔

اقول یہ حدیث بھی اصولِ حنفیہ کرام پر حسن ہے طبری کے یہاں اس کی سند یہ ہے:

حدثنا ابوکریب ویعقوب بن ابرھیم قالا حدثنا ھشیم اخبرنا العوام بن حوشب عن الازھر بن راشد عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ابوکریب سے عوام بن حوشب تک سب اجلہ مشاہیر ثقہ عدول رجال جملہ صحاح ستہ سے ہیں اور ازہر بن راشد رجال سنن نسائی و تابعین سے ہیں ان پر کسی امام[1] معتمد سے کوئی جرح ثابت نہیں اور یہ کہ اُن سے راوی صرف عوام بن حوشب ہیں جس کی بنا پر تقریب میں حسبِ اصطلاح محدثین مجہول کہا ہمارے نزدیک اصلا جرح نہیں خصوصاً تابعین میں۔ مسلم الثبوت میں ہے:

| | |
|---|---|
| لاجرح بان لہ راویا واحدا وھو مجھول العین۔ | یہ کوئی جرح کی بات نہیں کہ اُس سے ایک ہی شخص نے روایت کی اسے مجہول العین کہتے ہیں۔ |

---

[1] اما تضعیف ابن معین فلازھر بن راشد الکاھلی لا فی ھذا البصری الراوی عن انس وقد فرق بینھما ابن معین فضعف الکاھلی لا ھذا کما بینہ الحافظ المزی فی تھذیبہ والحافظ العسقلانی فی تقریبہ واما قول الازدی منکر الحدیث فالازدی نفسہ مجروح ضعیف بشدید التعنت فی الرجال معروف ثم قولہ منکر الحدیث جرح مبھم غیر مفسر کما نصوا علیہ ۱۲ منہ غفر لہ۔

Marfat.com

فواتح الرحموت میں ہے:

وقیل لایقبل عند المحدثین وھو تحکم۔

اور بعض نے کہا ایسا راوی محدثین کے نزدیک مقبول نہیں اور یہ نری زبردستی ہے۔

فصول البدائع میں ہے:

العدالۃ فیما بین رواۃ الحدیث ھی الاصل ببرکتہ وھو الغالب بینھم فی الواقع کما نشاھدہ فلذا اقبلنا مجھول القرون الثلثۃ فی الروایۃ۔

راویان حدیث میں حدیث کی برکت سے عدالت ہی اصل ہے اور مشاہدہ شاہد کہ واقع میں ثقہ ہونا ہی اُن میں غالب ہے اسی لیے قرون ثلثہ کے مجہول کی روایت ہمارے ائمہ قبول کرتے ہیں۔

## بعض روایات کہ استعانت میں پیش کی جاتی ہیں اُن کا حال

فائدہ ثالثہ: بعض روایات کہ ان احادیث صحیحہ بلکہ آیات صریحہ کے مقابل پیش کی جاتی ہیں اُن میں کوئی صحیح ومفید مدعائے مخالف نہیں محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں اُنھیں ذکر کرکے فرمایا:

ولا شك ان ھذہ لا تقاوم احادیث المنع فی القوۃ فکیف تعارضھا۔

کوئی شک نہیں کہ یہ روایتیں قوت میں احادیث منع کو نہیں پہنچتیں توکیونکر اُن کے معارض ہوسکتی ہیں۔

خود ابوبکر حازمی شافعی نے کتاب الاعتبار میں حدیث صحیح مسلم دربارۂ ممانعت روایت کرکے کہا:

وما یعارضہ لا یوازیہ فی الصحۃ والثبوت فتعذر ادعاء النسخ۔

اور اس کا خلاف جن روایتوں میں آیا ہے وہ صحت وثبوت میں اُن کے برابر نہیں تو ممانعت استعانت کو منسوخ ماننے کا ادعا ناممکن ہے۔

Marfat.com

یہ اجمالی جواب بس ہے اور مجمل تفصیل یہ کہ یہاں دو واقعے پیش کیے جاتے ہیں جن سے احادیث منع کو منسوخ بتاتے ہیں کہ وہ واقعہ بدر و اُحد ہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر میں کہ اُن کے کئی برس بعد ہے بعض یہود بنی قینقاع سے یہود خیبر پر استعانت فرمائی پھر ۸ھ ہجری غزوہ حنین میں صفوان بن امیّہ سے اور وہ اُس وقت مشرک تھے تو اگر اُن پہلے واقعات میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مشرک یا مشرکوں کو ردّ فرمانا اس بنا پر تھا کہ حضور کو ردّ و قبول کا اختیار تھا جب تو حدیثوں میں کوئی مخالفت ہی نہیں اور اگر اس وجہ سے تھا کہ مشرک سے استعانت ناجائز تھی تو ظاہر ہے کہ بعد کی حدیث نے اُن کو منسوخ کر دیا یہ تمام و کمال کلام امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے کہ اُن سے فتح اور فتح سے ردالمحتار میں نقل کیا اور ناواقفوں نے نہ سمجھا یہ بعینہٖ کتاب الاعتبار حازمی شافعی میں امام شافعی سے مروی ہے؛

| | |
|---|---|
| حیث قال قرأت علی روح | میں نے رُوح بن بدر پر پڑھا کہ آپ کو |
| بن بدر اخبرك احمد | احمد بن محمد بن احمد نے اپنی کتاب میں |
| بن محمد بن احمد فی کتابه | ابو سعید صیرفی سے خبر دی کہ اُنھوں نے |
| عن ابی سعید الصیرفی اخبرنا | کہا ہمیں ابوالعباس نے خبر دی کہ |
| ابوالعباس انا الربیع انا الشافعی | ہمیں ربیع نے خبر دی کہ ہمیں امام شافعی |
| قال الذی روی مالك كما | نے خبر دی کہ وہ جو امام مالک نے روایت |
| روی - رد رسول الله صلی | فرمایا وہ ویسا ہی ہے جیسا اُنھوں نے |
| الله تعالیٰ علیه وسلم مشرکا | روایت فرمایا - غزوہ بدر میں رسول اللہ |
| ومشرکین فی غزاة بدر وابی | صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مشرک اور |
| ان یستعین الا بمسلم ثم | دو مشرکوں کو واپس فرما دیا اور غیر مسلم |
| استعان رسول الله | سے استعانت کرنا قبول نہ فرمایا پھر نبی |
| صلی الله تعالیٰ علیه وسلم | صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے |
| بعد بدر فی غزوة خیبر بیهود من | بعد غزوہ خیبر میں بنی قینقاع کے کچھ |

Marfat.com

بنی قینقاع کانوا اشداء
واستعان رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی غزوۃ
حنین سنۃ ثمان بصفوان
بن امیۃ وھو مشرک فالرد
الاول انکان بان لہ الخیار
بان یستعین بمشرک و ان
یردہ کما لہ رد المسلم
من معنی مخافۃ او لشدۃ
بہ فلیس واحد من الحدیثین
مخالفا للاخر وان کان ردہ
لانہ لم یران یستعین بمشرک
فقد نسخہ ما بعدہ من استعانتہ
بالمشرکین اذا خرجوا طوعاً
ویرضخ لھم ولا یسھم
لھم ولا یثبت عن
النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم انہ اسھم
لھم انتہی۔

یہودیوں سے کام لیا کہ زور آور تھے اور
۸ھ ہجری غزوۂ حنین میں نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے صفوان بن اُمیہ سے
جس وقت میں کہ وہ مشرک تھے کچھ امداد
لی تو پہلا رد فرما دینا اگر اس بنا پر تھا
کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو اختیار تھا کہ کسی مشرک سے کام
لیں یا اُسے واپس فرما دیں جیسا اُنھیں
مسلمان کے واپس فرما دینے کا اختیار
ہے اُس پر کسی خوف یا مشقت کے
باعث جب تو حدیثوں میں باہم کچھ
اختلاف ہی نہیں اور اگر وہ واپس
فرما دینا اس بنا پر تھا کہ حضور نے
مشرک سے مدد لینا ناجائز جانا تو بعد کے
واقعہ نے مشرکوں سے کام لیا اُسے
منسوخ کر دیا اور اس میں کوئی حرج
نہیں کہ مشرکوں سے لڑنے میں مشرکوں
سے مدد لے جبکہ وہ اپنی خوشی سے
لڑنے کو چلیں اور غنیمت میں سے اُنھیں
کچھ تھوڑا سا دیا جائے پورا حصہ نہ دیا جائے
اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت
نہیں کہ حضور نے اُنھیں پورا حصہ دیا ہو
انتہی یہ تمام کلام امام شافعی کا ہے۔

Marfat.com

اس کے بعد جو فقرہ فتح میں ہے وہ بھی زیر قال الشافعی داخل اور انہیں کا قول ہے جسے بیہقی شافعی نے اُن سے روایت کیا نصب الرایہ میں ہے:

| | |
|---|---|
| قال الشافعی و لعله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انما رد المشرك الذی رده فی غزوة بدر رجاء اسلامه وقال وذلك واسع للامام ان یرد المشرك او یاذن له انتهی وکلام الشافعی کله نقله البیهقی عنه۔ | امام شافعی نے فرمایا کہ وہ مشرک جسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں واپس فرمایا تھا شاید بر اس امید کی بنا پر ہو کہ وہ اسلام لے آئے گا اور امام شافعی نے کہا سلطان اسلام کو گنجائش ہے چاہے مشرک کو واپس کر دے یا اجازت دے انتہی اور امام شافعی کا یہ سارا کلام بیہقی نے اُن سے روایت کیا۔ |

## یہود سے استعانت کے پانچ جواب

واقعہ یہود بنی قینقاع کا جواب تو واضح ہے جو محقق علی الاطلاق اور خود حازمی شافعی نے ذکر کیا کہ وہ روایت کیا اس قابل ہے کہ احادیث صحیحہ کے سامنے پیش کی جاتے اُس کا مخرج الحسن بن عمارة عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس ہے قطع نظر انقطاع سے کہ حکم نے مقسم سے صرف چار حدیثیں سُنیں جن میں یہ نہیں اور امام شافعی کے نزدیک منقطع مردود ہے۔ حسن بن عمارہ متروک ہے کما فی التقریب اور مرسل زہری مروی جامع ترمذی و مراسیل ابی داؤد ایک تو مرسل کہ امام شافعی کے یہاں مہمل اقول اور سند مراسیل میں ایک انقطاع حیوہ بن شریح و زہری کے درمیان ہے، تہذیب التہذیب میں امام احمد سے ہے:

| | |
|---|---|
| لم یسمع حیوة من الزهری۔ | حیوہ نے زہری سے کوئی حدیث نہ سُنی۔ |

دوسرے مرسل بھی زہری کا جسے محدثین باد ہوا کہتے ہیں تیسرے ضعیف بھی کما فی الفتح یونہیں بیہقی نے کہا:

Marfat.com

اسنادہ ضعیف و منقطع۔ اس کی سند ضعیف اور بیچ میں کٹی ہوئی ہے۔

نصب الرایہ میں ہے:

انہا ضعیفۃ۔ یہ سب روایتیں ضعیف ہیں۔

**اقول** اور کچھ نہ ہو تو اس میں یہی تو ہے کہ:

اسھم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لقوم من الیہود قاتلوا معہ۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان یہودیوں کو جنھوں نے ہمراہ رکاب اقدس قتال کیا تھا حصہ عطا فرمایا۔

اس سے استعانت کہاں ثابت ممکن کہ اُنھوں نے بطور خود قتال کیا ہو اور پانچواں جواب امام طحاوی سے آتا ہے کہ سرے سے قاطع استناد ہے۔

## صفوان بن امیہ سے استعانت کے روشن جواب

رہا قصہ صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کا قبل از اسلام غزوہ حنین شریف میں ہمراہ رکاب اقدس ہونا ضرور ثابت ہے مگر ہرگز نہ اُن سے قتال منقول نہ یہی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے قتال کو فرمایا ہو صرف اس قدر ہے کہ سو زرہ خود بکتر اور ایک روایت میں چار سو اُن سے عاریت لیے اور وہ بطمع پرورش سرکار عالم مدار کہ مؤلفۃ القلوب سے تھے ہمراہ لشکر ظفر پیکر ہو لیے اُن کی مراد بھی پوری ہوئی اور اسلام بھی پختہ و راسخ ہو گیا سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غنائم سے اتنا عطا فرمایا اتنا عطا فرمایا کہ یہ بے اختیار کہہ اُٹھے:

واللہ ماطابت بھٰذا الا نفس نبی۔ خدا کی قسم اتنی عطائیں خوش دلی سے دینا نبی کے سوا کسی کا کام نہیں۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امام ابن سعد طبقات پھر حافظ الشان عسقلانی اصابہ فی تمییز الصحابہ میں انھیں صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں:

لم یبلغنا انہ غزا مع النبی صلی اللہ ہمیں روایت نہ پہنچی کہ انھوں نے حضور اقدس

Marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمراہی میں جہاد کیا ہو۔

امام طحاوی مشکل الآثار میں فرماتے ہیں:

صفوان کان معہ لا باستعانۃ منہ ففی ھذا ما یدل علی انہ انما امتنع من الاستعانۃ بہ و بامثالہ ولم یمنعھم من القتال معہ باختیارھم لذلک۔

یعنی صفوان خود ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لیے تھے حضور نے اُن سے استعانت نہ فرمائی اس میں دلیل ہے اس پر کہ حضور مشرکوں سے استعانت سے باز رہتے تھے اور وُہ اپنے اختیار سے ہمراہی میں لڑیں اس سے منع نہ فرماتے تھے۔

اُسی میں ہے:

حدثنا ابو امیہ قال حدثنا بشر بن الزھرانی قال قلت لمالک الیس ابن شھاب کان یحدث ان صفوان ابن امیۃ سار مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فشھد حنینا والطائف وھو کافر قال بلی ولکن ھو سار معہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم یأمرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ہم سے ابوامیہ نے حدیث بیان کی کہ ہم سے بشر بن عمر زہرانی نے حدیث بیان کی کہ میں نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزارش کی کیا زہری یہ حدیث نہ کرتے تھے کہ صفوان بن امیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس چل کر حنین و طائف کے غزوں میں بحالت کفر حاضر ہُوئے فرمایا ہاں مگر وُہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمرکاب ہو لیے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے نہ فرمایا تھا۔

Marfat.com

علّامہ جلال الدین ابوالمحاسن یوسف حنفی معتصر میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| لا مخالفة بین حدیث صفوان | یعنی حدیث صفوان اور رسول اللہ صلی اللہ |
| وبین قوله صلی اللہ تعالٰی علیه | تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد میں کہ |
| وسلم لا نستعین بمشرك لان | ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیتے کچھ مخالف |
| صفوان قتاله کان باختیاره دون | نہیں کہ صفوان کا قتال کو جانا اپنے اختیار |
| ان یستعین به النبی صلی | سے تھا نہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی |
| اللہ تعالٰی علیه وسلم وان الاستعانة | علیہ وسلم نے اُن سے استعانت فرمائی |
| بالمشرك غیر جائزة لکن | ہو مشرک سے استعانت حرام ہے |
| تخلیتهم للقتال جائزة | لیکن وُہ خود لڑیں تو لڑنے دینا جائز ہے |
| لقوله تعالٰی لا تتخذوا بطانة | اس لیے کہ رب عزوجل نے فرمایا غیروں |
| من دونکم والاستعانة | کو اپنا رازدار نہ بناؤ مشرک سے استعانت |
| اتخاذ بطانة وقتالهم دون استعانة | کرنا اُسے رازدار بنانا ہے اور بلا استعانت |
| بخلاف ذلك۔ | خود اُس کے لڑنے میں یہ بات نہیں۔ |

فائدہ رابعہ: **اقول** یہ مسئلہ کہ ذمی اگر مسلمانوں کے ہمراہ قتال کرے یا راستہ بتائے تو سلطان اُسے غنیمت سے کچھ عطا فرمائے جو مسلمانوں کے حصّہ سے

**استعانت جائز ہے تو صرف ذمی سے ہے حربی سے مطلقاً حرام**

کم ہو اور راہ بتانے میں بقدر اجرت تمام متون مثل ہدایہ و وقایہ و تحفۃ الفقہاء و کنز و وافی و مختار و اصلاح و غرر و ملتقی و تنویر اور ان کے سوا جن جن کتب میں اُس کا ذکر ہے جیسے خزانۃ المفتین و الاشباہ والنظائر وغیرہا سب میں ذمی کے ساتھ مقید ہے حتّٰی کہ علّامہ محمد بن عبدالرحمٰن دمشقی نے رحمۃ الامہ اور امام عبدالوہاب شعرانی نے میزان الشریعہ میں اُسے ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اسی قید کے ساتھ ذکر کیا رحمۃ الامہ کی عبارت یہ ہے:

| | |
|---|---|
| اتفقوا علی ان من حضر الغنیمة | علماء کا اتفاق ہے کہ غلام یا عورت یا لڑکا |
| من مملوك او امرأة او صبی او | یا ذمی جو غنیمت میں حاضر ہوں تو اُنھیں |

Marfat.com

ذمی فلھم الرضخ ۔

کچھ دیا جائے گا پورا حصّہ نہیں ۔

بعض شراح نے اسی سے مسئلہ استعانت استنباط کیا۔ فتوائے شائع کردہ لیڈری نے درمختار کی یہ عبارت تو نقل کی ،

مُفادہ جواز الاستعانۃ بالکافر عند الحاجۃ ۔

اس سے سمجھا گیا کہ حاجت کے وقت کافر سے مدد لینی جائز ہے ۔

اور متن کی عبارت چھوڑ دی جو ضمیر مفادہ کا مرجع بتاتی کہ یہ کاہے کا مفاد ہے وہ عبارت یہ ہے :

لا لعبد وصبی وامرأۃ و ذمی ورضخ لھم اذا باشروا القتال اوکانت المرأۃ تقوم بمصالح المرضی اودل الذمی علی الطریق ۔

غلام اور لڑکے اور عورت اور ذمی کے لیے غنیمت کا حصّہ نہیں ہاں کچھ دیا جائے گا اگر لڑیں یا عورت مریضوں کی تیمارداری کرے یا ذمی راستہ بتائے ۔

اس کے متصل بلا فصل درمختار کی وہ عبارت ہے تو کافر سے مطلقاً وہی مراد جو متن میں مذکور ہے یعنی ذمی کہ حربی ہرگز اس کے معنی میں نہیں جس کے سبب بدلیل اولویت یا مساوات تعمیم کر لی جائے اس کی نظیر ابھی عبارت قدوری و ہدایہ سے گزری جن میں لفظ کافر تھا اور تمام اکابر نے تصریح فرمادی کہ کافر سے مراد ذمی ہے ۔

## ذمی میں بھی خاص کتابی سے استعانت جائز ہے مشرک سے مطلقاً حرام ہے

فائدہ خامسہ : امام اجل زینت حنفیت سیدنا احمد طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس میں اور تخصیص فرمائی اور اسی کو حضرت سیدنا امام اعظم وجملہ ائمہ حنفیہ کا مذہب بتایا کہ مسئلہ استعانت کا کتابی سے خاص ہے ، جہاد میں وقت حاجت دبے ہوئے یہودی یا نصرانی سے مدد لے سکتے ہیں مشرک سے اصلاً جائز نہیں مشکل الآثار میں استعانت بمشرک سے ممانعت کی حدیثیں روایت فرمائیں پھر استعانت بہ یہود کی حدیث اعتراضاً وارد کی پھر اس سے جواب یں فرمایا :

لیس فی ذلک ما یخالف شیئا

وہ حدیثیں کہ اس باب میں ہم نے ذکر

Marfat.com

ما رويناه في هذا الباب لان اليهود ليسوا من المشركين الذين قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في الآثار الاول انه لا نستعين بهم اولئك عبدة الاوثان وهؤلاء اهل الكتب والغلبة لنا لانا الاعلون عليهم وهم اتباع لنا و هكذا حكمهم الآن عند كثير من اهل العلم منهم ابو حنيفة واصحابه رضي الله تعالىٰ عنهم يقولون لا باس بالاستعانة باهل الكتاب في قتال من سواهم اذا كان حكمنا هو الغالب ويكرهون ذلك اذا كان احكامنا بخلاف ذلك ونعوذ بالله من تلك الحال۔

لیکن یہ روایت اُن سے کچھ مخالفت نہیں رکھتی اس لیے کہ یہود مشرک نہیں ہیں جن کے بارے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگلی حدیثوں میں فرمایا کہ ہم اُن سے استعانت نہیں کرتے وہ بت پرست ہیں اور یہ کتابی ہیں اور غلبہ اُن پر ہمیں کو ہے کہ ہمیں اُن پر بالا دست ہیں اور وہ ہمارے تابع ہیں اور اب بھی اکثر علماء کے نزدیک اُن کا یہی حکم ہے از آں جملہ امام ابو حنیفہ اور اُن کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہ فرماتے ہیں غیر کتابی کافروں کے مقابلہ میں کتابیوں سے مدد لینے میں حرج نہیں جبکہ ہمارا ہی حکم غالب ہو اور کتابیوں سے بھی مدد لینے کو ناجائز رکھتے ہیں جبکہ حالت اس کے خلاف ہو یعنی وہ ہمارے تابع و پیرو نہ ہوں اور اس حالت سے اللہ کی پناہ۔

مختصر علامہ یوسف حنفی میں ہے:

الممتنع الاستعانة بالمشرك و اليهود ليسوا من المشركين هكذا حكمهم عند ابي حنيفة واصحابه اذا كان حكمنا هو الغالب بخلاف ما اذا لم يكن غالبا نعوذ بالله۔

مشرک سے استعانت ناجائز ہے اور یہودی مشرک نہیں امام اعظم اور اُن کے تلامذہ کے نزدیک یہی حکم ہے جبکہ ہمارا ہی حکم غالب ہو بخلاف اس کے کہ معاذ اللہ ہمارا حکم اُن پر غالب نہ ہو۔

Marfat.com

## تحقیق مقام، استعانت کے اقسام اور ان کے احکام

فائدہ سادسہ: **اقول** تحقیق مقام بتوفیق منعام یہ ہے کہ یہاں استعانت کی تین حالتیں ہیں: التجا، اعتماد، استخدام۔

**التجا** یہ کہ قلیل گروہ اپنے کو ضعیف و کمزور یا عاجز پاکر کثیر و قوی و طاقتور جتھے کی پناہ لے اپنا کام بنانے کے لیے اُس کا دامن پکڑے یہ بداہۃً اپنے آپ کو اُن کے ہاتھ میں دے دینا ہوگا اور انھیں خواہی نخواہی اُن کے اشارے پر چلنا اُن کی پس روی کرنی پڑے گی۔

**اعتماد**[1] یہ کہ گروہ مساوی سے یارانہ گانٹھیں اُنھیں اپنا یار و معین و مددگار رکھیں اُن کی مدد و موافقت سے اپنے لیے غلبہ و عزت و کامیابی چاہیں یہ اگرچہ اپنے آپ کو اُن کے رحم پر چھوڑ دینا نہیں مگر اُن کی ہمدردی و خیرخواہی پر اعتماد یقیناً ہے کوئی عاقل خون کے پیاسے دشمن بدخواہ کو معین و ناصر نہ بنائے گا۔ یہاں مساوات کے یہی معنی نہیں کہ ہر طرح قوت میں ہمارا ہم سنگ ہو بلکہ خودسر گروہ کہ ہمارے ہاتھ میں مجبور نہیں اور ہمارے ساتھ اظہار بدخواہی کر سکتا ہے اسی شق میں ہے کہ باوصف خودسری اُسے ناصر بنانا بے اعتماد نہ ہوگا۔ یہ دونوں صورتیں کفار کے ساتھ یقیناً قطعاً نصوص قطعیہ قرآنیہ سے حرام قطعی ہیں جن کی تحریم کو پہلی اور دوسری دو ہی آیتیں کافی و وافی ہیں ہرگز کوئی مسلمان انھیں حلال نہیں کہہ سکتا۔

**استخدام** یہ کہ کافر ہم سے دبا ہوا اُس کی چُٹیا ہمارے ہاتھ میں ہو کسی طرح ہمارے خلاف پر قادر نہ ہو وہ اگرچہ اپنے کفر کے باعث یقیناً ہمارا بدخواہ ہوگا مگر بے دست و پا ہے ہم سے خوف و طمع رکھتا ہے خوف شدید کے باعث اظہار بدخواہی نہ کر سکے گا بلکہ طمع کے سبب مسلمان کے بارے میں نیک رائے ہوگا۔

الحمدللہ یہ تقریر فقیر غفرلہ القدیر نے تفقہاً لکھی تھی پھر امام شمس الائمہ سرخسی کی شرح سیر صغیر امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھی عظیم و جلیل تائید ملی فائدہ خامسہ میں امام طحاوی و

---

[1] اعتماد ہر استعانت میں ہے اور یہاں یہ مراد کہ صرف اعتماد ہے استیلا نہ اُن کا نہ اپنا ۱۲ منہ غفرلہ

Marfat.com

علامہ یوسف حنفی کی عبارتیں سُن چکے کہ جواز اُس وقت ہے جب ہمارا ہی حکم غالب ہو اور امام ابُو جعفر کا ارشاد کہ ہمیں بلند و بالا ہوں اور وہ ہمارے تابع۔ بعینہٖ یہی شرط سیر صغیر میں کہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے امام محمد نے سیّدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا:

| | |
|---|---|
| سألته عن المسلمين يستعينون | میں نے عرض کی کہ مسلمان اگر حربیوں پر |
| باهل الشرك على اهل الحرب | مشرکوں سے مدد لیں تو کیسا ہے فرمایا |
| قال لا باس بذلك اذا كان | مضائقہ نہیں بشرطیکہ اسلام ہی کا |
| حكم الاسلام هو الظاهر الغالب۔ | حکم روشن و زبر دست ہو۔ |

مشرکوں سے ذمی مراد ہیں کہ اس سے دو ورق پہلے فرمایا ہے:

لا باس بان يستعين اهل العدل بقوم من اهل البغي واهل الذمة على الخوارج اذا كان حكم اهل العدل ظاهرا۔

یہاں تو استخدام بتایا تھا مگر اس کی تعلیل وُہ فرمائی جس نے استخدام کی پوری تصویر بھی کھینچ دی اور اُس کی نوعیت بھی بتا دی کہ کس طرح کا استخدام ہو۔

ارشاد ہوا: لان تقاتلهم بهذه الصفة لاعزاز الدين والاستعانة عليهم باهل الشرك كالاستعانة بالكلاب۔

**کافر کو کُتّا بنا کر استعانت جائز ہے جب وہ ہمارے ہاتھ میں کتّے کی طرح مسخر ہو**

دو ورق پہلے فرمایا:

والاستعانة باهل الذمة كالاستعانة بالكلاب۔

یعنی اِس لیے کہ جب وُہ اس حالت پر ہوں تو اُن کا لڑنا ہمارے ہی دین کے اعزاز کو ہوگا اور حربیوں پر ان ذمی مشرکوں سے استعانت ایسی ہوگی جیسے شکار میں کُتّوں سے مدد لیتے ہیں دُوسرے یہ کہ وُہ ہمارے ہاتھ میں کُتّوں کی طرح مسخر ہوں کہ اُن کا فعل ہمارے ہی لیے ہو ہمارے ہی دین کے اعزاز کے واسطے ہو۔ کُتّے سے شکار میں

Marfat.com

استعانت کب جائز ہوتی ہے جبکہ وہ وقت شکار سارا کام ہمارے ہی لیے کرے اُس میں سے اپنے واسطے کچھ نہ کرے اگر شکار مارا اور ماشہ بھر اُس کا گوشت کھا لیا شکار حرام ہے تو استخدام بنایا اور وہ بھی سب سے ذلیل زیعنی جیسے کُتے سے خدمت لیتے ہیں اور شرط فرما دی کہ وہ خود سری سے یکسر نکل کر محض ہمارے لیے آلہ بن گئے ہوں یہ نہ ہو گا مگر اُسی صورت میں کہ ہم نے منقح کی و اللہ الحمد۔

## ذلیل و قلیل کافروں سے استعانت کی اجازت ہو گی نہ کہ انبوہِ کثیر سے

**اقول** اور اس کے لیے ضرور ہے کہ وہ معدودے چند ذلیل قلیل ہوں کہ بڑا گروہ ہُوا تو ممکن کہ میدان میں پہنچ کر کافروں کا لشکر دیکھ کر شرارت پر آئے اور پھن دکھاتے ممکن کہ یہی حکمت ہو کہ روزِ اُحد چھ سو یہود کو واپس فرما دیا کہ یہ بڑا جتھا ہُوا خصوصاً اس حالت میں کہ مسلمان صرف سات سو اور مغلطائی کی روایت میں چھ ہی سو تھے اور غزوۂ خیبر میں حسب[1] روایت واقدی صرف دس یہود کو ہمراہی کا حکم فرمایا کہ مسلمان ایک ہزار چار سو تھے اور غزوۂ حنین میں تو صفوان جیسے شترِ انثی بھی مان لیجیے تو کچھ نہ تھے کہ الٰہی لشکر بارہ ہزار تھا جس کی کثرت کا ذکر خود قرآن عظیم میں ہے اسی طرف اشارہ ہے کہ ہمارے علماء ان مسائل میں ذمی و کافر بصیغہ مفرد لکھتے ہیں نہ بصیغہ جمع۔

## استخدام کی چار صورتیں اور اُن کے احکام

اب چار صورتیں ہیں:

**اوّل** اُس سے ایسی استعانت جس میں کافر کو رازدار بنانا مطلقاً حرام ہے وہ ہمارا رازدار و دخیل کار بنے یہ مطلقاً حرام ہے جس کے لیے پہلی آیۂ کریمہ بس ہے نیز فرماتا ہے جل و علا:

---

[1] اخرج الواقدی فی مغازیہ عن حرام بن سعد بن محیصۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعشرۃ من یہود المدینۃ غزا بھم اھل خیبر ۱۲ منہ غفر لہ۔

Marfat.com

ام حسبتم ان تترکوا و لما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین ولیجۃ واللہ خبیر بما تعملون ○

کیا اس گھمنڈ میں ہو کر یوں ہی چھوڑ دیے جاؤ گے اور ابھی وہ لوگ علانیہ ظاہر نہ ہوئے جو تم میں سے جہاد کریں اور اللہ و رسول و مسلمین کے سوا کسی کو اپنا رازدار و دخیل کار نہ بنائیں اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

## کافر کو محرری پر نوکر رکھنے کی ممانعت ہے

ولہذا احدیث چہارم میں اُن سے مشورہ لینا ناجائز فرمایا، تفسیر کبیر میں کریمۂ اُولیٰ کے تحت میں ہے :

ان المسلمین کانوا یشاورونھم فی امورھم ویؤانسونھم لما کان بینھم من الرضاع والحلف ظنا منھم انھم وان خالفوھم فی الدین فھم ینصحون لھم فی اسباب المعاش فنھاھم اللہ تعالیٰ بھذہ الآیۃ عنہ فمنع المؤمنین ان یتخذوا بطانۃ من غیر المؤمنین فیکون ذلک نھیا عن جمیع الکفار وقال تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء ومما یؤکد ذلک ما روی انہ قیل لعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھٰھنا رجل من اھل الحیرۃ نصرانی لا یعرف اقوی حفظا ولا احسن خطا منہ فان رأیت ان تتخذہ کاتبا فامتنع عمر من ذلک وقال اذن اتخذت بطانۃ من غیر المؤمنین۔

یعنی کچھ مسلمان بعض یہود سے اپنے معاملات میں مشورہ کرتے اور باہم دل بہلاتے کہ کسی سے دُودھ کی شرکت تھی کوئی کسی کا حلیف تھا یہ گمان کرتے تھے کہ وہ اگرچہ دین میں ہمارے خلاف ہیں دنیوی باتوں میں تو ہماری خیر خواہی کریں گے اس آیہ کریمہ میں رب العزۃ جل وعلا نے اُنھیں منع فرما دیا اور حکم دیا کہ کسی غیر مسلم کو اپنا رازدار نہ بناؤ تو یہ نہ صرف یہود بلکہ جملہ کفّار سے ممانعت ہُوئی اور اللہ عزوجل نے فرمایا: اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو یار نہ بناؤ اور اس کی تائید اُس حدیث سے ہوتی ہے جو امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہُوئی کہ اُن سے عرض کی گئی کہ شہر حیرہ میں

Marfat.com

ایک نصرانی ہے اُس کا ساحافظہ اور عمدہ خط کسی کا معلوم نہیں حضور کی رائے ہو تو ہم اُسے محرر بنالیں۔ امیرالمؤمنین نے اُسے قبول نہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ ایسا ہو تو میں غیر مسلم کو رازدار بنانے والا ٹھہروں گا۔

تفسیر لباب التاویل وغیرہ پارہ ۶ میں ہے:

| | |
|---|---|
| روی ان ابا موسٰی الاشعری | یعنی ابو موسٰی اشعری رضی اللہ تعالیٰ |
| رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت | عنہ سے مروی ہُوا کہ میں نے امیرالمومنین |
| لعمر بن الخطاب رضی اللہ | عمر فاروق اعظم سے عرض کی میرا ایک |
| تعالیٰ عنہ ان لی کاتبا نصرانیا | محرر نصرانی ہے فرمایا تمھیں اُس سے |
| فقال مالك ولہ قاتلك اللہ الا | کیا علاقہ خدا تم سے سمجھے کیوں نہ کسی |
| اتخذت حنیفا یعنی مسلما | کھرے مسلمان کو محرر بنایا کیا تم نے |
| اما سمعت قول اللہ عزوجل | یہ ارشادِ الٰہی نہ سُنا کہ اے ایمان |
| یایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا | والو! یہود و نصارٰی کو یار نہ بناؤ |
| الیھود والنصری اولیاء قلت | میں نے عرض کی اس کا دین اس کے لیے |
| لہ دینہ ولی کتابتہ فقال | ہے مجھے تو اس کی محرری سے کام ہے |
| لا اکرمھم اذ اھانھم اللہ | فرمایا میں کافروں کو گرامی نہ کروں گا جبکہ |
| ولا اعزھم اذ اذلھم اللہ | انھیں اللہ نے خوار کیا نہ انھیں عزت |
| ولا ادنیھم اذ ابعدھم | دوں گا جبکہ اللہ نے اُنھیں ذلیل کیا نہ انکو |
| اللہ قلت لا یتم امر البصرۃ | قُرب دوں گا جبکہ اللہ نے اُنھیں دُور |
| الا بہ فقال مات النصرانی | کیا میں نے عرض کی بصرہ کا کام بے اسکے |
| والسلام یعنی ھب انہ مات | پورا نہ ہوگا فرمایا مرگیا نصرانی والسلام |
| فما تصنع بعد فما تعمل | یعنی فرض کرو کہ وُہ مرگیا اُس کے بعد |
| بعد موتہ فاعملہ الاٰن واستغن | کیا کرو گے جو جب کروگے اب کرو اور |
| عنہ بغیرہ من المسلمین۔ | کسی مسلمان کو مقرر کرکے اُس سے بے پرواہ ہوجاؤ۔ |

Marfat.com

دوم اُسے بعض مسلمانوں پر کوئی عہدہ و منصب دینا جس میں

**کافر کی تعظیم حرام ہے** مسلم پر اُس کا استعلا ہو مثلاً مسلمان فوج کے کسی دستے کا افسر بنانا یہ بھی حرام ہے ابھی امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد سُن چکے کہ اللہ نے اُنھیں خوار کیا میں گرامی نہ کروں گا اللہ نے اُنھیں ذلت دی میں عزت نہ دُوں گا کتب حدیث میں یُوں ہے کہ جب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے محرری پر مقرر کیا امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنھیں فرمان میں لکھا:

| | |
|---|---|
| لیس لنا ان نأ تمنہم وقدخونہم اللہ ولا ان نرفعہم و قد وضعہم اللہ ولا ان نعزہم وقد امرنا بان یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون ٥ | ہمیں روا نہیں کہ کافروں کو امین بنائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اُنھیں خائن بتاتا ہے یا ہم اُنھیں رفعت دیں حالانکہ اللہ سبحٰنہ نے اُنھیں پستی دی یا اُنھیں عزت دیں حالانکہ ہمیں حکم ہے کہ کافر ذلت وخواری کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جزیہ پیش کریں۔ |

درمختار میں ہے:

یمنع من استکتاب و مباشرۃ یکون بہا معظما عند المسلمین وتمامہ فی الفتح وفی الحاوی ینبغی ان یلازم الصغار بینہ وبین المسلم فی کل شئ وعلیہ فیمنع من القعود حال قیام المسلم عندہ بحر ویحرم تعظیمہ۔

یعنی ذمی کافر کو محرر بنانا یا اور کوئی عمل ایسا سپرد کرنا جس سے مسلمانوں میں اُس کی بڑائی ہو جائز نہیں اس کا پورا بیان فتح القدیر میں ہے حاوی میں ہے وہ مسلمان کے ساتھ ہر معاملہ میں دبا ہوا ذلیل رہے تو جب تک اُس کے پاس کوئی مسلمان کھڑا ہو اُسے بیٹھنے نہ دیں گے یہ بحر الرائق میں ہے اور اس کی تعظیم حرام ہے۔ ہدایہ میں ہے:

قالوا الاحق ان لا یترکوا ان یرکبوا الا لضرورۃ واذا رکبوا

Marfat.com

ضرورۃ فلینزلوا فی مجامع المسلمین۔

علماء نے فرمایا: سزاوار تر یہ ہے کہ اُنھیں سوار ہونے ہی نہ دیں مگر (مرض وغیرہ کی ناچاری سے پھر جب مجبوری کو سوار ہوں تو یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں کے مجمع میں اُتر لیں۔

**بے تعظیمی کے ساتھ بھی کافر سے استعانت صرف وقت حاجت جائز ہے**

سوم بے حاجت اُس سے استعانت کرنا یہ بھی ناجائز ہے خود فتوای شائع کردہ لیڈران میں درمختار سے ہے:

مفادہ جواز الاستعانۃ بالکافر عند الحاجۃ۔

اس عبارت سے سمجھا گیا کہ حاجت کے وقت کافر (ذمی) سے استعانت جائز ہے۔

ی میں ردالمحتار سے ہے:

اما بدونها فلا لانہ لا یؤمن غدرہ۔

حاجت نہ ہو تو جائز نہیں کہ کچھ اطمینان نہیں کہ وہ بدعہدی نہ کرے گا۔

**کافر سے صرف اس صورت کی استعانت جائز ہے**

چہارم اب ایک صورت یہ رہی کہ دبے ہوئے مقہور کافر سے بشرط حاجت ایسی استعانت جس میں نہ اُسے راز دار و دخیل کار بنانا ہو نہ کسی مسلمان پر اُس کا استعلا یہ ہے وُہ جس کی ہمارے علماء اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رخصت دی پچھلی دو قیدیں تو منتظر ثبوت بلکہ محتاج بیان بھی نہیں دین متین سے ضرورۃً معلوم ہیں جن کا کچھ بیان ابھی گزرا تو اُن کی نظیر نماز کے لیے شرط وضو ہے کسی نماز کا مسئلہ بتائیے تو یہ کہنا کچھ ضرور نہیں کہ بشرطیکہ باوضو پڑھی جائے۔ رہیں پہلی دو وہ ہمارے ائمہ کی طرح امام شافعی نے بھی بتائیں امام اجل ابوزکریا نووی شافعی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد

Marfat.com

فارجع فلن استعین بمشرک — کہ واپس جا ہم ہرگز کسی مشرک سے استعانت
وقد جاء فی الحدیث الاٰخر — نہ کریں گے اور دوسری حدیث میں آیا ہے
ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم — کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صفوان
استعان بصفوان بن امیہ قبل — بن امیہ سے اس حال میں امداد لی کہ وہ
اسلامہ فاخذ طائفۃ من — ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے تو ایک جماعت
العلماء بالحدیث الاول علی — علماء نے پہلی حدیث کا مطلق حکم اختیار کیا
اطلاقہ وقال الشافعی واٰخرون — اور شافعی اور کچھ اوروں نے کہا کافر
ان کان الکافر حسن الرأی فی — اگر مسلمانوں کے حق میں نیک رائے رکھتا
المسلمین ودعت الحاجۃ الی — ہو اور اُس سے استعانت کی حاجت پڑے
الاستعانۃ بہ استعین والا فیکرہ — تو کی جائے ورنہ منع ہے امام شافعی نے
حمل الحدیثین علی — ان دونوں حدیثوں کو ان دونوں حالوں پر
ھذین الحالین۔ — محمول کیا۔

شرط حاجت تو صاف ذکر فرمائی اور شرط اوّل کا یوں اِشعار کیا کہ کسی کافر کی رائے مسلمانوں کے بارے میں اچھی ہو تو اُس سے استعانت جائز ہے اسی شرط کو حازمی شافعی نے یُوں ذکر کیا:

والثانی ان یکونوا ممن یوثق بھم فلا تخشٰی نائرتھم فمتی فقد ھذان الشرطان لم یجز للامام ان یستعین بھم۔

یعنی حاجت کے ساتھ دوسری شرط یہ ہے کہ اُن کافروں پر وثوق ہو کہ اُن کی شرارت کا اندیشہ نہ رہے ان دونوں شرطوں میں سے کوئی کم ہوگی تو سلطان اسلام کو کافروں سے استعانت جائز نہ ہوگی۔

اقول اللہ عزوجل فرماتا ہے اور اللہ سب سے زیادہ سچا ہے لا یألونکم خبالا ودوا ما عنتم کافر تمہاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے تمہارا مشقت میں پڑنا اُن کی دلی تمنا ہے تو محال ہے کہ خود سر کافر مسلمانوں کے لیے کوئی اچھی رائے رکھیں اُن کی خیرخواہی پر

Marfat.com

وثوق ہو سکے اُن کا خود سرکافر ہونا ہی اُن پر بے اطمینانی کا پورا موجب ہے محقق علی الاطلاق فتح القدیر باب الموادعۃ میں فرماتے ہیں :

| | |
|---|---|
| لعل خوف الخیانۃ لازم للعلم بکفرھم وکونھم حربا علینا۔ | امید یہ ہے کہ خوف خیانت آپ ہی لازم ہے کہ اُن کا کافر اور ہم سے مقاتل ہونا معلوم ہے ۔ |

تو مسلمانوں کے خیر خواہ و قابل وثوق نہیں ہو سکتے مگر معدود چند ذلیل قلیل مجبور مقہور کافر جن کو سرکشی کی مجال نہیں ولہٰذا تمام علماء نے مسئلہ رضخ کو ذمی کے ساتھ مقید فرمایا اور اُسے بصیغۂ مفرد ذکر کیا۔

**ثم اقول** ان شروط و قیود سے مشروط استعانت نہ اُن کو رازدار و دخیل کار بنانا ہے کہ آیت اولیٰ کے خلاف ہو نہ اُن سے عزت چاہنا کہ آیت دوم کے مخالف ہو ذلیل قلیل سے کون عزت چاہے گا نہ اُسے کوئی ولی و نصیر بنانا کہے گا کہ باقی آیات کے خلاف ہو یہ استعانت اگر ایسی نہیں جیسے کتبت بالقلم میں تو ایسی ضرور ہے جیسے لوگ چماروں کو پکڑ کر بیگار لیتے ہیں بلکہ جب اُنھیں کچھ مال دیا جاتا ہے تو ایسی جیسے چمار کو پیسہ دے کر جوتا گنٹھوا لینا کیا اِسے کوئی کہے گا کہ چمار کو ولی و ناصر بنایا لاجرم کلمات علماء مخالف آیات نہ ہوئے[1] وللہ الحمد۔ ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

## لیڈروں نے احکامِ شریعت کو کیسا بدلا

**فائدہ سابعہ:** یہ تھا حکم شرعی جس کی تحقیق و تنقیح بحمدہ تعالیٰ اُس وجہ جلیل پر ہوئی کہ ان سطور کے غیر میں نہ ملے گی اب لیڈران اپنی تحریفیں دیکھیں احکام دین کو کتنا کتنا بدلا شرعی مسئلہ کیسا کیسا مسلا۔

**اولاً** ذکر تھا ذمی کا لے دوڑے حربی۔

**ثانیاً** بروایت امام طحاوی حضرت امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد جملہ ائمہ حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک جواز کتابی سے خاص تھا یہ لے دوڑے مشرک۔

**ثالثاً** جواز باجماع قائلین حاجت سے مقید تھا اور یہ خود اپنا جرم قبولے

---

[1] در بارہ استعانت احکامِ شریعت تو یہ تھے۔

Marfat.com

کرہم کو احتیاج نے اتحاد برادران ہند کی جانب مائل نہیں کیا۔[1]

رابعاً اُنھیں راز دار و دخیل کار بنانا حرام قطعی تھا یہ اُس سے بھی بدرجہا بڑھ کر اُن کے ہاتھ بک گئے اُنھیں اپنا امام و پیشوا بنا لیا اُن کو اپنا رہنما بنا لیا ہے جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں میرا حال تو سرِ دست اس شعر کے موافق ہے:[2]

عمرے کہ بآیات و احادیث گزشت
رفتی و نثار بت پرستی کردی

کذٰلک یطبع اللہ علیٰ کل قلب متکبر جبار ○ اللہ یوہیں چھاپ لگا دیتا ہے ہر مغرور ستمگر کے دل پر۔

خامساً اُن کی تعظیم اُنھیں مسلمانوں پر استعلا دینا حرام قطعی تھا اُنھوں نے صرف ظاہری سجدہ کسی مصلحت سے بچا رکھا باقی کوئی دقیقہ مشرکوں کی تعظیم و اعلا میں نہ چھوڑا مسلمان کہلانے والوں نے اُن کی جئیں پکاریں بیل بن کر گئو پتروں کی گاڑیاں کھینچیں اُن کی مدح میں غلو و اغراق کیے حتٰی کہ گاندھی کو کہہ بھاگے ع[3]

خاموشی از ثنائے تو حدِ ثنائے تست

نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندھی جی نبی ہوتے[4] ایک متلذر ہزاروں کے مجمع میں اسٹیج پر چہکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو (گاندھی کی طرف اشارہ کرکے) تمھارے لیے مذکر بنا کر بھیجا ہے۔[5]

---

[1] خطبہ صدارت مولوی عبد الباری ص ۵ ۔ ۱۲ حشمت علی غفرلہ

[2] خط مولوی عبد الباری صاحب جس کا فوٹو حسن نظامی نے چھاپا۔ ۱۲ حشمت علی عفی عنہ

[3] انجمن اسلامیہ بریلی کی طرف سے گاندھی کا سپاسنامہ شعر ۱۸ ۔ ۱۲ حشمت علی

[4] تقریر ظفر الملک در رفاہ عام لکھنؤ "اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے"۔ اخبار اتفاق دہلی ۲۷ر اکتوبر و دبدبہ سکندری یکم نومبر و پیسہ اخبار ۱۸ر نومبر۔ ۱۲ حشمت علی

[5] تقریر عبد الماجد بدایونی جلسہ جمعیۃ العلماء ہند دہلی فتح اخبار دہلی۔ جلد ۲ نمبر ۲۲۲۔ ۱۲ حشمت علی عفی عنہ

Marfat.com

## خطبہ جمعہ میں گاندھی کی تعریف داخل کرنے کا ردّ

دوسرا جمعہ کا خطبہ اردو میں پڑھتا ہے نہیں نہیں خطبہ کی جگہ لکچر دیتا ہے اور اس میں خلفائے راشدین وحسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بدلے گاندھی کی مدح مقدس ذات ستودہ صفات وغیرہا لفظیوں[1] کے ساتھ گاتا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے:

انما المشرکون نجس۔ مشرک تو نہیں مگر ناپاک۔

یہ کہیں مقدس ذات ـــــــ اللہ فرمائے:

اولئک ھم شر البریہ۔ وہ تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔

یہ کہیں ستودہ صفات غرض خطبۂ جمعہ کیا تھا قرآن عظیم کا ردّ تھا۔ آج خطبہ میں یہ ہوا، کل نماز میں اھدنا الصراط المستقیم کی جگہ اھدنا الصراط ا لگاندھی پڑھیں گے اور کیوں نہ پڑھیں جسے جانیں کہ اس مقدس ذات ستودہ صفات کو اللہ تعالیٰ نے مذکّر بنا کر مبعوث فرمایا ہے اس کی راہ آپ ہی طلب کیا چاہیں اور بالفرض یہ تبدیل نہ کریں تو صراط الذین انعمت علیہم میں تو گاندھی کو ضرور داخل مان چکے اللہ جسے مقدس ذات ستودہ صفات کرے اور خلق کے لیے مذکر بنا کر بھیجے اس پر انعامِ الٰہی تام وکامل ہے۔

الذین انعم اللہ علیہم۔ وہ جن پر اللہ نے احسان کیا۔

کا بیان قرآن کریم نے

من النبیّن والصدیقین و الشھداء والصّٰلحین۔ وہ کون ہیں نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔

فرمایا ہے یہ سب مقدس ذات ستودہ صفات ہیں مگر لاکھوں شہداء وصالحین کو اللہ تعالیٰ نے مذکر بنا کر مبعوث نہ فرمایا تو گاندھی جی اوّل نمبر کے انعمت علیہم ہوئے مگر قرآن تو کفار پر

---

[1] اخبار مشرق گورکھپور ۱۳ جنوری ۲۱ء وعلینی شہادت مولوی احمد مختار صاحب صدیقی میرٹھی رکن خلافت کمیٹی ۱۲ حشمت علی

[2] یہ مولوی صاحب شاہد عینی کا بیان ہے اور اخبار مشرق میں مقدس ذات پاکیزہ خیالات ہے۔ ۱۲ حشمت علی

Marfat.com

اپنا غضب اور لعنت بتانا اور انھیں ہر مخلوق سے بدتر ہر ذلیل سے ذلیل تر فرماتا ہے اگر اس کا نام انعام ہے تو ضرور کفار سے بڑھ کر کوئی انعمت علیہم نہیں۔ قاتلھم اللہ انی یؤفکون ٥ مشرک کو مسجد جامع میں مسلمانوں کا واعظ بنایا جاتا ہے ہزارہا مسلمانوں سے اونچا کھڑا کر کے مسند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جمایا جاتا ہے کیا مسئلہ استعانت کا یہ مطلب تھا کیا درمختار میں اس کا جواز لکھا تھا اجازت تھی تو استخدام کی وُہ بھی ایسا جیسے کتے سے جو پورا مسخر ہو لیا ہو تم نے اُلٹی خدمت گاری بلکہ غلامی کی وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ٥

سادساً مشرکوں پر اعتماد حرام قطعی بلکہ تکذیب کلام الٰہی تھا جس کا بیان زیر آیت اولیٰ گزرا انھوں نے اعتماد در کنار قطعاً التجا کی۔ التجا و اعتماد کے جو معنی گزرے اُن کے آئینہ میں اُن کی صورتیں منقوش دیکھ لیجیے ۲۲ کرور ہندوؤں کو اپنا یار و یاور بنانا کیا دلی خیر خواہی پر پُورے اعتماد کے بغیر ممکن ہے بداہت عقل کو مکرائیے تو لیڈران کے گیت سُن لیجیے جو مشرکین کو اپنا دلی خیر خواہ سمجھنے کے گائے ہیں[1] اُن کی ہمدردی ہماری مصیبت کے وقت ظاہر ہُوئی جس وقت کلمہ گو بھی معاونت حق سے گریزاں تھے۔ اُن کا دستِ اتحاد ہماری طرف بڑھا جب یار اغیار ہو گئے ہیں برادرانِ وطن کو اُن کی ہمدردی کی اُجرت دے کر اُن کے مرتبہ کو گھٹانا نہیں چاہتا وُہ بہادر قوم ہماری مصیبت کے وقت خلوص کے ساتھ ہمدردی کر کے ہم کو اپنا دلی دوست بنانا چاہتی ہے نہ ہماری لفظی شکر گزاری کی محتاج ہے ہمارے دل میں اُن کے[2] اخلاص نے گھر کر لیا ہے۔ دیکھیے کیسی دل کھول کر قرآن کی تکذیبیں کیں اب آنا مسلمان دیکھ لیں گے کہ یہ سچے یا اللہ واحد قہار سچا کہ لا یألونکم خبالا وُہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے۔ قل صدق اللہ وما للظٰلمین من انصار ٥

سابعاً سب جانے دو اتنا تو مفتی لیڈران کو بھی مسلم کہ اگر اُن کی طرف حاجت پڑے دربارۂ استعانت فتوٰی میں لیڈران کی موت[3]

---

[1] خطبۂ صدارت مولوی عبدالباری صاحب صہ۶۹ ۱۲ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

[2] رسالہ قربانی گاؤ مولوی عبدالباری ۱۲ حشمت علی عفی عنہ

[3] دربارۂ استعانت جو فتوٰی شاہجہان پور لیڈران نے شایع کیا اُس میں خود اُن کی موت ہے مگر لیڈران کو نہیں سُوجھتی۔

Marfat.com

اور اُن سے غدر کا امن ہو تو استعانت درست یعنی حاجت نہ ہو تو حرام اور اُن کے غدر سے امن نہ ہو تو حرام حاجت کا انکار خود لیڈران کو ہے اور اُن کے غدر سے امن پر کیا دلیل قائم کر لی کیا نرا وعدہ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وما یعدھم الشیطٰن الا غرورا۔ شیطان تو اُنھیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے۔

یا اُنھوں نے تمہارے خیرخواہ بنے رہنے کی قسمیں کھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انھم لا ایمان لھم اُن کی قسمیں کچھ نہیں یا تمھیں وحی آئی کہ یہ جانی دشمن یہ دینی اعدا یہ خونخوار بدخواہ یہ کبھی دغا نہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیٔ۔ اُس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے مجھے وحی ہوئی حالانکہ اُسے کچھ بھی وحی نہ ہوئی۔

اُن کے غدر سے امن کی تو ایک وہی صورت تھی کہ وُہ ایسے ذلیل ذلیل ہمارے ہاتھ میں مجبور مقہور ہوں کہ سرتابی کی قدرت ہی نہ رکھیں کیا یہ ۲۲ کروڑ ہنود تمھارے ہاتھ میں ایسے ہی ہیں یہ جھوٹ جھوٹ اور پورے ۲۲ کروڑ جھوٹ ۔ دیکھو تمھارے ہی شائع کردہ فتوے نے تمھیں گھر تک پہنچا دیا اور اس استعانت میں تم پر فرد قرار داد جرم لگا کر مرتکب حرام ٹھہرا دیا احمق اُسے شائع کرواتے اور اپنی سند ٹھہراتے ہیں اور نہیں جانتے کہ وُہ انھیں پر زد ہے اُنھیں کا رد ہے ہمارے دوست مفتی صاحب نے مردان کے خفیہ خط کی طرح متلمس کا سا صحیفہ اُن کے ہاتھ میں دے دیا جس میں اُن کی موت ہے اور یہ خوشی خوشی لیے پھرتے ہیں۔ نہیں نہیں نرے ناشخص نہیں سمجھتے ہیں مگر مقصود ہی دین کو بدلنا احکام کو کھلنا عوام کو چھلنا ہے جاہل بیچارے اتنا دیکھ لیں گے کہ دیکھو جائز لکھا ہے اب اتنی سمجھ کسے کہ جسے جائز لکھا ہے لیڈران کی استعانت کو اُس سے مس نہیں اور اُن کی جو استعانت ہے فتوے میں ہرگز اُسے جائز نہ لکھا بلکہ صاف عدم جواز کا اشعار کیا۔

Marfat.com

**مفتیوں کو ہدایت** ہاں جب مفتی کو واقعہ معلوم تو فتوی اگرچہ بجائے خود صحت سے موسوم ایسا غلط انگیز لکھنا مذموم جسے اہل باطل اپنے باطل پر ڈھالیں اور اُس سے اپنی تقویت کی راہ نکالیں یہ سمجھ لینا کہ فتوے کا مفہوم مخالف یہ ہے اور اُن کے غدر سے امن کی صورت یہاں متصور نہیں عوام جاہلوں کو میسر نہیں عقود الدریہ میں ہے:

| | |
|---|---|
| اذا علم المفتی حقیقة الامر ینبغی له ان لا یکتب للسائل لئلا یکون معینا له علی الباطل۔ | مفتی کو جب اصل واقعہ معلوم ہو تو اُسے سزاوار نہیں کہ سائل کو اُس کے سوال کے موافق فتوی لکھدے تاکہ باطل پر اُس کا مددگار نہ ہو۔ |

اُسی میں اپنے شیخ المشائخ شیخ عبدالقادر صفوری سے ہے:

| | |
|---|---|
| ان بعض المبطلین اذا صار بیدہ فتوی صال بہا علی خصمه وقال المفتی افتی لی علیك بکذا والجاهل اوضعیف الحال لا یمکنه منازعته فی کون نصه مطابقا اولا۔ | بعض اہل باطل کے ہاتھ میں جب فتویٰ آجاتا ہے اپنے فریق پر اُس سے حملہ کرتا ہے اور کہتا ہے مفتی نے میرے لیے تجھ پر یہ فتویٰ دیا ہے اور بے علم یا کمزور اُس سے یہ بحث نہیں کرسکتا کہ اُس کی عبارت صورت واقعہ سے مطابق بھی ہے یا نہیں۔ |

مولیٰ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے احباب کو باطل و اعانت باطل و اختلاط اہل باطل سے بچاتے اور حق پر استقامت تامہ عطا فرماتے آمین والحمد للہ رب العلمین۔

(۱۰) لیڈران نے شریعت مطہرہ پر ایسے **مساجد میں مشرک کے لے جانے کا رد** ہی شدید ظلم مسئلہ دخول کافر بمسجد میں کیے ہیں۔

اوّلاً یہ مسئلہ تمام متون مثل تحفۃ الفقہاء وہدایہ ووقایہ وکنز ووافی ومختار واصلاح وغرر وملتقی وتنویر اوران کے سوا محیط سرخسی واشباہ والنظائر ووجیز کردری وخزانۃ المفتین وفتاوی ہندیہ سب میں ذمی کے ساتھ مقید ہے فتواۓ شائع کردہ لیڈران نے

Marfat.com

بھی یہاں عبارت درمختار میں گنجائش نہ پائی یوہیں نقل کرنی پڑی کہ :

جاز دخول الذمی مسجدا ۔ ذمی کا مسجد میں جانا جائز ہے ۔

سب سے اجل و اعظم خود محرر مذہب امام محمد کا جامع صغیر میں ارشاد ہے :

محمد عن یعقوب عن ابی حنیفۃ لا باس بان یدخل اھل الذمۃ المسجد الحرام ۔

یعنی امام محمد امام ابو یوسف سے راوی کہ امام اعظم نے فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہم ذمیوں کا مسجد حرام میں جانا مضائقہ نہیں ذمی مراد ہو اور کافر سے تعبیر کریں کیا بعید ہے ذمی بھی کافر ہی ہے اطلاق کی سندیں اوپر گزریں کہ :

اراد بالکافر الذمی ۔ کافر سے ذمی مراد ہے ۔

یوہیں مستامن مراد ہو اور حربی سے تعبیر کریں کیا عجب ہے مستامن بھی حربی ہے اطلاق کی سند محیط و عالمگیریہ سے گزری کہ :

اراد بالمحارب المستامن ۔ حربی سے مستامن مراد ہے ۔

مگر ذمی بولیں اور اس سے حربی بھی مراد ہو یہ کس طرح معقول کہ اب تخصیص ذمی محض بے معنی و موجب غلط فہمی ہوگی کہ حربی ہرگز معنی ذمی میں نہیں لاجرم علامہ سید احمد طحطاوی و علامہ سید محمد شامی محشیان درمختار کو اس میں تردد ہوا کہ مستامن کے لیے بھی جواز ہے یا نہیں پھر اس پر استدلال علماء بالحدیث سے سند لاکر بھی جزم نہ کیا اور کتب سے تحقیق کرنے کا حکم دیا دونوں کتابوں کی عبارت یہ ہے :

| | |
|---|---|
| انظر ھل المستامن ورسول اھل الحرب مثلہ ومقتضی استدلالھم علی الجواز بانزال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفد ثقیف فی المسجد جوازہ ویحرر ۔ | غور طلب ہے کہ مستامن اور حربیوں کا ایلچی بھی (کہ وہ بھی مستامن ہوتا ہے) اس حکم میں ذمیوں کے مثل ہے یا نہیں علماء کہ جواز پر اس سے دلیل لائے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وفد ثقیف کو مسجد شریف میں اتارا یہ مستامن کے لیے جواز چاہتا ہے بات ہنوز تحقیق طلب ہے ۔ |

Marfat.com

**اقول** مستامن کے لیے خود قرآن عظیم سے اشارہ نکال سکتے ہیں کہ ان احد من المشرکین استجارك فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مأمنہ اے محبوب! اگر کوئی مشرک تم سے پناہ چاہے تو اُسے پناہ دو کہ اللہ کا کلام سُنے پھر اُسے اُس کی امن کی جگہ پہنچا دو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کوئی مجلس نہ تھی سوا مسجد کریم کے ولہٰذا وفود یہیں حاضر ہوتے اور اس میں متون کا خلاف نہیں ہدایہ سے گزرا کہ مستامن جب تک دار الاسلام میں ہے بمنزلہ ذمی ہے ذمہ مؤبدہ و موقتہ دونوں ہوتا ہے کافی امام نسفی فصل امان میں ہے:

| | |
|---|---|
| المراد بالذمة العهد مؤقتا کان او مؤبدا وذلك الامان وعقد الذمة۔ | ذمہ سے عہد مراد ہے ایک میعاد معین تک ہو یا ہمیشہ کے لیے۔ یہ امان و عقد ذمہ ہے۔ |

یہیں کہہ سکتے ہیں کہ ذمی و حربی برابر ہیں یعنی مستامن کہ اُس کے لیے بھی ایک وقت تک ذمہ ہے بالجملہ جواز خاص ذمی کے لیے تھا اور یہ حربی لے دوڑے۔

**ثانیاً** یہاں بھی امام بدرالدین محمود عینی وغیرہ اکابر کی روایت یہ ہے کہ ہمارے امام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں ذمیوں میں بھی جواز صرف کتابی کے لیے ہے یہ مشرک حربی لے دوڑے۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے:

| | |
|---|---|
| قال ابوحنیفه یجوز للکتابی دون غیره واحتج بما رواه احمد فی مسنده بسند[1] جید عن جابر | امام ابوحنیفہ نے فرمایا مسجد میں کتابی (ذمی) کا آنا جائز ہے اور کفار کا نہیں اور امام اس پر اُس حدیث سے سند لاتے |

---

[1] **قول** الامام العینی بسند جید **اقول** ای علی اصولنا وما لنا ان نترك اصولنا الی اصول المحدثین فضلا عن قول عالم متاخر شافعی فلا علیك مما فی التقریب وذلك ان مخرجه اشعث بن سوار عن الحسن عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنه اشعث من شیوخ شعبة و الثوری و یزید بن هارون وغیرهم من الاجلاء و انتقاء شعبة فی من یأخذ عنه معلوم قال الذهبی وحدث عن اشعث بجلالته شیخه ابو اسحٰق السبیعی اه (باقی برصفحہ آئندہ)

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یدخل مسجدنا ھذا بعد عامنا ھذا مشرك الا اھل العھد وخدمھم۔

جو امام احمد نے اپنی مسند میں کھری اسناد کے ساتھ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس سال کے بعد ہماری اس مسجد میں کوئی مشرک نہ آنے پائے سوا ذمیوں اور اُن کے غلاموں کے۔

غمز العیون والبصائر میں ہے:

لا یمنع من دخول المسجد الذمی الکتابی بخلاف غیرہ واحتج لہ الامام بما رواہ احمد عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ذمی کتابی کو مسجد میں آنے سے نہ روکا جائیگا بخلاف اور کافر کے اور اس پر امام اعظم اُس حدیث سے مسند لائے جو امام احمد نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

---

(باقی حاشیہ صفحہ گزشتہ) وقد قال سفین اشعث اثبت من مجالد وقال ابن مھدی ھو ارفع من مجالد ومجالد من رجال صحیح مسلم وقال ابن معین اشعث احب الی من اسمعیل بن مسلم وقال الامام احمد والعجلی ھو امثل فی الحدیث من محمد بن سالم وروی ابن الدورقی عن ابن معین انہ ثقۃ وقال عثمن بن ابی شیبۃ صدوق وذکرہ ابن شاھین فی الثقات وقال ابن عدی لم اجد لہ فیما یرویہ متنا منکرا وقال البزار نعلم احدا ترك حدیثہ الا من ھو قلیل المعرفۃ واختلاف قول ابن معین فی رجل یکون انہ دون الثقۃ وفوق الضعیف وھذا ھو شرط الحسن قال الذھبی فی محمد بن ابی حفصۃ فیہ شئ ولھذا وثقہ ابن معین مرۃ وقال مرۃ صالح ومرۃ لیس بالقوی ومرۃ ضعیف اھ ومحمد ھذا من رجال الصحیحین وبالجملۃ قد وثق اشعث ولم یرم بقادح قط بل لیس فیہ جرح مفسر اصلا فحدیثہ حسن ولا شك لا جرم ان حکم العینی علی اسنادہ انہ جید واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۲ منہ غفرلہ۔

Marfat.com

غایۃ البیان علامہ اتقانی کتاب القضاء میں ہے:

قال شمس الائمۃ السرخسی فی شرح ادب القاضی وقد ذکر فی السیر الکبیر ان المشرک یمنع من دخول المسجد عملا بقول اللہ تعالیٰ انما المشرکون نجس۔

امام شمس الائمہ سرخسی نے شرح ادب القاضی میں فرمایا کہ امام محمد نے سیر کبیر میں فرمایا کہ مشرکوں کو مسجد میں نہ آنے دیا جائے گا اس ارشاد الٰہی پر عمل کے لیے کہ مشرک نرے ناپاک ہیں۔

اگر کہیے حدیث میں تو مطلق ذمی کا استثنا فرمایا کتابی کی تخصیص کہاں ہے۔

**اقول** مشرکین عرب کو ذمی بنانا روا نہ تھا اُن پر صرف دو حکم تھے اسلام لائیں ورنہ تلوار تو وہاں ذمی نہ تھے مگر کتابی تو استثنا منقطع ہے بلکہ ہم نے مسند میں دیکھا اواخر مسند جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حدیث اس طرح ہے کہ مذکور ہوئی اور اُس سے ۲۷ ورق پہلے یوں ہے:

لا یدخل مسجدنا ھذا مشرک بعد عامنا ھذا غیر اھل الکتاب وخدمھم۔

اس سال کے بعد ہماری اس مسجد میں کوئی مشرک نہ آنے پائے بس کتابی اور اُن کے غلام۔

تو یہاں خود کتابی کی تصریح ہے۔

**ثالثاً۔ اقول** للہ الحمد اس حدیث حسن نے صاف ارشاد فرمادیا کہ اس سے پہلے جو کسی مشرک یا کافر غیر ذمی کے لیے اجازت تھی منسوخ ہوگئی کہ فرمایا: بعد عامنا ھذا اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد میں نہ آنے پائے سوا ذمیوں کے۔ مخالفین جتنی روایات پیش کریں اُن کے ذمہ لازم ہے کہ اُس واقعہ کے اس ارشاد کے بعد ہونے کا ثبوت دیں ورنہ سب جوابوں سے قطع نظر ایک سیدھا سا یہی جواب بس ہے کہ وہ منسوخ ہوچکا اور وہ ہرگز اس کا ثبوت نہیں دے سکتے خصوصاً بعد عامنا ھذا کا لفظ کریم ارشاد فرما رہا ہے کہ یہ ارشاد بعد نزول سورۂ برأت ہے غالباً اُس کا یہ لفظ پاک ارشاد الٰہی انما المشرکون نجس

Marfat.com

فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ھذا سے ماخوذ ہے تو پہلے کے وقائع پیش کرنا محض نادانی لیکن لیڈران تو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر منسوخات ہی پر عمل کر رہے ہیں کہ اس میں اپنا بچاؤ دیکھتے ہیں وخسر ھنالك المبطلون ۝

**لیڈران کی بہی خواہی اسلام**

**رابعاً** نہ سہی اختلاف احوال زمانہ و عادات قوم کو ہمیشہ مسائل تعظیم و توہین میں دخل تام ہے پھر غیر اسلامی سلطنت اور کافروں کی کثرت میں اس کی اجازت اور اُس کی اشاعت اور مساجد کو پامالی کفار کے لیے وقف کرنا کس قدر بہی خواہی اسلام ہے ؏

اے راہ رو پشت بمنزل ہشدار

**لیڈران کی اسلامی غیرت**

**خامساً** واقعی بندگی بے چارگی جب ہندوؤں کی غلامی ٹھہری پھر کہاں کی غیرت اور کہاں کی خودداری وہ تمھیں ملچھ جانیں بھنگی مانیں تمھارا پاک ہاتھ جس چیز کو لگ جائے گندی ہو جائے سودا بیچیں تو دُور سے ہاتھ میں ڈال دیں پیسے لیں تو دُور سے یا پنکھا وغیرہ پیش کر کے اُس پر رکھوالیں حالانکہ بحکم قرآن خود وہی نجس ہیں اور تم اُن نجسوں کو مقدس مطہر بیت اللہ میں لے جاؤ جو تمھارے ماتھا رکھنے کی جگہ ہے وہاں اُن کے گندے پاؤں رکھواؤ مگر تم کو اسلامی حس ہی نہ رہا محبت مشرکین نے اندھا بہرا کر دیا۔

**لیڈران محض اغوا کے لیے مسئلہ دخول مساجد کا نام لیتے ہیں انھوں نے جو کیا بالاجماع حرام قطعی ہے**

**سادساً** ان باتوں کا اُن سے کیا کہنا جن پر حبك الشئ یعمی ویصم (تیرا کسی چیز سے محبت کرنا اندھا اور بہرا کر دیتا ہے) کا رنگ پھر گیا سب جانے دو خدا کو بھی مُنہ دکھانا ہے یا ہمیشہ مشرکین ہی کی چھاؤں میں رہنا ہے جواز تھا تو یوں کہ کوئی کافر و با لچا ذلیل و خوار مثلاً اسلام لانے یا اسلامی تبلیغ سننے یا اسلامی حکم لینے کے لیے مسجد میں آئے یا اس کی اجازت تھی کہ خود سر مشرکوں نجس بت پرستوں کو مسلمانوں کا واعظ بنا کر مسجد میں لے جاؤ اُسے مسند مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بٹھاؤ مسلمانوں کو نیچا کھڑا کر کے اُسکا

Marfat.com

وعظ سناؤ کیا اس کے جواز کی کوئی حدیث یا کوئی فقہی روایت تمھیں مل سکتی ہے حاشا ثم حاشا للہ انصاف کیا یہ اللہ و رسول سے آگے بڑھنا شرع مطہر پر افترا اگڑھنا احکام الٰہی دانستہ بدلنا سوئر کو بکری بتا کر نگلنا نہ ہوگا ابونعیم حلیۃ الاولیا میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

نهى النبى صلى الله عليه وسلم ان يصافح المشركون او يكنوا او يرحب بهم۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مشرکوں سے مصافحہ کیا جائے یا انھیں کنیت سے ذکر کریں یا آتے وقت مرحبا کہیں۔

یہ ادنیٰ درجۂ تکریم کا ہے کہ نام لے کر نہ پکارا فلاں کا باپ کہا یا آتے وقت جگہ دینے کو آئیے کہا اللہ اکبر حدیث اس سے بھی منع فرماتی ہے اور ائمۂ دین ذمی کافر کی نسبت وہ احکام تحقیر و تذلیل فرما چکے جن کا نمونہ ابھی گزرا کہ اُسے محرر بنانا حرام کوئی کام ایسا سپرد کرنا جس سے مسلمانوں میں اُس کی بڑائی ہو حرام اُس کی تعظیم حرام مسلمان کھڑا ہو تو اُسے بیٹھنے کی اجازت نہیں بیماری وغیرہ ناچاری کے باعث سواری پر ہو تو جہاں مسلمانوں کا مجمع آئے فوراً اُتر پڑے

## بدایونی لیڈر بننے والے اپنے حق میں احکام ائمۂ کرام دیکھیں

حتی کہ فتاوی ظہیریہ و اشباہ والنظائر و تنویر الابصار و درمختار وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے:

لو سلم على الذمى تبجيلا يكفر لان تبجيل الكافر كفر۔

اگر ذمی کو تعظیماً سلام کرے کافر ہوجائے گا کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔

فتاویٰ امام ظہیر الدین و اشباہ و درمختار وغیرہا میں ہے:

لو قال لمجوسى يا استاد تبجيلا كفر۔

اگر مجوسی کو بطور تعظیم اے استاد کہا کافر ہوگیا۔

اور یہاں حربی مشرک کی یہ کچھ تعظیم بہ کچھ مسلمانوں پر اُس کی رفعت و تقدیم ہو رہی ہے

Marfat.com

اور پھر کفر بالائے طاق اُن کے جواز کو بھی ٹس سے مس نہیں لگتی اس حرام قطعی کو حلال کی کھال پہنا کر فتوے اور رسالے لکھے جا رہے ہیں۔ مجوسی کو تعظیماً زبان سے استاد کہہ دینے والا کافر ہو لیکن مشرک بت پرست کو اسٹیج پر کھڑے ہو کر کہنے والا کہ خدا نے انؔ کو مذکر بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے گاندھی کو پیشوا نہیں بلکہ قدرت نے تم کو سبق پڑھانے والا مدبر بنا کر بھیجا ہے ٹھیٹ مسلمان بنا رہے ہیں سبق پڑھانے والا اور سبق بھی کسی دنیوی حرفت کا نہیں بلکہ صاف کہا کہ تمہارا فرض دینی یاد دلانے کو تو استاذ علم دین بتایا اور علم دین بھی کسی مستحب وغیرہ کا نہیں بلکہ خاص فرض دینی کا معلم استاذ بنایا اور کسی کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل۔ پہلو میں دل اور دل میں اسلام کی قدر ہو تو وہ ان لفظوں کو دیکھے کہ خدا نے ان کو مذکر بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے خدا لگتی کہنا یہ رسالت سے کے سیڑھی نیچے رہا ان لیڈر بننے والوں کا اسلام کیا ہے؟ ع

چوں وضوے محکم بی بی تمیز

کہ کسی طرح ٹوٹنا کیا اُس میں دراڑ تک نہ پڑتی وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۝

## دربارہ مساجد لیڈران کا پیش کردہ شاہجہانپوری فتویٰ خود انھیں پر ردّ ہے

سابعاً ائمہ دین نے صاف تصریحیں فرمائیں کہ کافر کا بطور استعلا مسجد میں جانا مطلقاً حرام ہے۔ ہدایہ میں ہے:

الاٰیۃ محمولۃ علی الحضور استیلاءً واستعلاءً۔

آیت اس پر محمول کی گئی ہے کہ وہ غلبہ و بلندی کے طور پر نہ آئیں۔

کافی امام نسفی میں ہے:

الاٰیۃ محمولۃ علی منعھم ان یدخلوھا مستولین وعلی اھل الاسلام مستعلین۔

آیت کے یہ معنی قرار دیے گئے ہیں اُن کے ایسے آنے سے منع کیا جاتا ہے کہ بطور غلبہ آئیں اور مسلمانوں پر بلند ہوں۔

---

لہ دیکھو اخبار فتح دہلی جلد ۲ ۲۴۲ جلسہ جمعیۃ العلماء ہند میں عبدالماجد بدایونی کی تقریر صہ کالم اول ۱۲ حشمت ملی

Marfat.com

مگر ہدایہ وکافی کا اُن لوگوں کے سامنے کیا ذکر جو قرآن عظیم کے نصوص قاہرہ نہیں سُنتے ہاں یہ کہیے کہ اگر حق مانیں تو لیڈران کی خوبی قسمت ورنہ سخت در سخت نصیبوں کی شامت کہ خود لیڈری شائع کردہ فتوے نے بحوالہ ردالمحتار یہی عبارت ہدایہ نقل کر دی کہ قرآن عظیم نے مشرک کا بطور استعلا مسجد میں آنا حرام فرمایا ہے ہمارے دوست مفتی صاحب نے یہ دوسرا متلمس کا صحیفہ مروانی خط کی طرح اُن کے ہاتھ میں دے دیا مروانی خط اور کے ہاتھ تھا اور متلمس کا صحیفہ بند۔ ان کے ہاتھ میں کُھلا ہوا فتویٰ دے دیا اور ان کو اپنی موت نہ سُوجھی اُسے شائع کراتے عوام کو بہلاتے بُھلاتے ہیں۔

## مفتی کو ہدایت

ہاں اتنی شکایت دوستانہ مفتی صاحب سے بھی ہے کہ ذمی کا حکم حربیوں یا کتابی مشرکوں پر ڈھالنا درکنار صورت استعلا اگر معلوم تھی کہ تشت از بام ہے تو اسے جانتے ہوتے باطل پرستوں کے ہاتھ میں فتویٰ دینا نہ تھا جس سے وُہ عوام کو بہکائیں اور اپنے حرام قطعی بلکہ اس سے بھی اشد کو حلال کر دکھائیں پھر عجب یہ کہ بیان حکم میں عدم استعلا کی قید رہ جانے نے مطلقاً جواز کی سُنائی اگرچہ عبارت کتاب سے اطلاق پر طلاق آئی کتاب کی عربی عبارت عوام کیا سمجھیں اُنھیں گمراہ کر لینے کی لیڈروں نے راہ پائی نسأل اللہ العفو والعافیہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

## شریعت کے ساتھ لیڈروں کی حالت

مسلمانو! تم نے دیکھا یہ حالت ہے ان لیڈر بننے والوں کے دین کی کیسا کیسا شریعت کو بدلتے مسلتے پاؤں کے نیچے کچلتے اور خیرخواہِ اسلام بن کر مسلمانوں کو چھلتے ہیں موالات مشرکین ایک، معاہدہ مشرکین دو، استعانت بمشرکین تین، مسجد میں اعلائے مشرکین چار، ان سب میں بلا مبالغہ یقیناً قطعاً لیڈروں نے خنزیر کو دُنبے کی کھال پہنا کر حلال کیا ہے دین الٰہی کو دیدہ و دانستہ پائمال کیا ہے اور پھر لیڈر رہیں ریفارمر ہیں مسلمانوں کے بڑے راہبر ہیں جو اُن کی ہاں میں ہاں نہ ملاتے مسلمان ہی نہیں جب تک اسلام کو کند چھری سے ذبح نہ کرے ایمان ہی نہیں رب انی اعوذ بک من ھمزٰت الشیطٰن و اعوذ بک رب ان یحضرون ۵ آہ آہ آہ انا للہ وانا الیہ راجعون ۵ ۵

Marfat.com

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست

## ضروری عرض واجب اللحاظ

میں جانتا ہوں کہ میرا کلام اُنھیں بُرا لگے گا اور حسبِ معمول تحقیق حق و اظہار احکام رب الانام کا نام گالیاں رکھا جاتے گا ہمیشہ عاجزوں نے اپنا عجز یُوہیں چھپایا ہے احکام حق کو سخت بتا کر گالیاں ٹھہرا کر جواب سے گریز کا حیلہ بنایا ہے لہذا دست بستہ معروض کہ تھوڑی دیر نیچری تہذیب سے تنزل فرما کر وہ آیتیں کہ شروع فتوٰی میں تلاوت ہُوئیں اُن پر ایمان لا کر ان مباحث علمیہ و احکام الٰہیہ کو بغور سُن لیجیے اگر بفرض باطل ہماری غلط فہمی ہے حق و انصاف سے بتا دیجیے ہمیں بحمد اللہ تعالیٰ ہرگز وہ نہ پایئے گا جو سمجھ لینے کے بعد باطل پر اصرار حق سے انکار نار پر عار اختیار کر رہے ہیں اور اگر سمجھ جاؤ سمجھ کیا جاؤ گے تمھارے سمجھ وال سمجھ ہی رہے ہیں کہ دیدہ و دانستہ حق سے اُلجھ رہے ہیں حرام کو حلال حلال کو حرام کا جامہ پہنایا اسلام کو کفر کفر کو اسلام بنا کر دکھایا ہے تو ماننے نہ ماننے کا تمھیں اختیار ہے اور جزا و حساب وکشف حجاب روز شمار۔

| | |
|---|---|
| یوم تبلی السرائر فما له من قوة | جس دن سب چھپی باتیں جانچ میں آئیں گی |
| ولا ناصر ○ | تو آدمی کو نہ کچھ زور ہوگا نہ کوئی مددگار۔ |

## ترک معاملت پر ایک نظر

(۱۱) حضرات لیڈر نے مسئلہ موالات میں سب سے بڑھ کر اودھم مچائی اور دو میں افراط یا تفریط ایک ہی پہلو پر گئے اس میں دونوں کی رنگت رچائی افراط وہ کہ نصاریٰ سے نری معاملت بھی حرام قطعی اور تفریط یہ کہ ہندؤوں سے اتحاد بلکہ اُن کی غلامی فرضی شرعی۔ پھر بھی ان کے اس افراط و تفریط میں اتنا فرق ہے کہ دوم نے بذاتہ دین کو برباد کر دیا اور اول پر عمل میں فی نفسہ ضرر اسلام نہ تھا مُباح کو کوئی حرام جان کر چھوڑے تو اُس چھوڑنے میں حرج نہیں کہ مباح ہی تھا نہ کہ واجب ضلالت ہے تو اُس اعتقاد تحریم میں لیکن حرام قطعی کو فرض منانا ایمان و عمل دونوں کا تباہ کن ہوا اور اپنے ہر پہلو سے اسلام کا برباد کرنے والا لہذا اوّل سے بحث ضرور نہ تھی حکم بتا دیا

Marfat.com

معاندوں کا عناد اُن کے ساتھ ہے لیکن عملی حیثیت سے بھی اُس خصوص میں مسلمانوں کو بہت ضرر پہنچتے دکھائی دیتے ہیں سخت مشکلات کا سامنا ہے جن کا حل ان بزعم خود گہری نگاہ والے انجام شناس لیڈر الناس نے کچھ سوچ رکھا ہو گا نظر بعادات و حالات کسی طرح عقل باور نہیں کرتی کہ اُن کی چیخ پکار سے تمام ہند و سندھ و بنگال و برہما و افریقہ و جاوہ حتی کہ عدن تک کے مسلمان سب نوکریاں ملازمتیں زمینداریاں تجارتیں یکلخت چھوڑ دیں۔ یہ شور شیں تو دو دن سے ہیں صدہا[۱] حرام نوکریاں پہلے ہی سے کر رہے ہیں وُہ تو چھوڑیں نہیں مباح نوکریاں اور حلال تجارتیں زمینداریاں کس طرح چھوڑ دیں گے ان جلسوں ہنگاموں تبلیغوں کہراموں سے اگر سو دو سو نے نوکریاں یا دس بیس نے تجارتیں یا دو ایک نے زمینداریاں چھوڑ بھی دیں تو اس سے ترکوں[۲] کا کیا فائدہ یا انگریزوں کا کیا نقصان غریب نادار مسلمانوں کی کمائی کا ہزارہا روپیہ ان تبلیغوں میں برباد جا رہا ہے اور جاتے گا اور محض بےکار و نامراد جا رہا ہے اور جاتے گا۔ ہاں لیڈروں مبلغوں کی سیر و سیاحت کے سفر خرچ اور جلسہ و اقامت کے پلاؤ

---

[۱] مثلاً خطر کی نوکری کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے سوا کسی مسلمان بادشاہ کی بھی جائز نہیں یو ہیں خلاف ما انزل اللہ حکم کرنے کی یو ہیں جس میں سُود کا لینا دینا یا حساب کرنا ہو یا دستاویز سود کا کاتب یا شاہد بننا پڑے بالجملہ حرام کام یا خود اعانت حرام کی ملازمت کی کہ اسلامی سلطنت و ریاست کی بھی حرام ہے اور بلا ملازمت ایسے کاموں کا انجام دینا اور زیادہ شرع پر جرأت یہی حال کالجوں کی ملازمت اور اُن کے تعلیم و تعلم کا ہے جہاں تعلیم مخالف شرع و اسلام ہو اگرچہ اسلامی کہلاتے تعلم حرام اور اُس کی کسی طرح امداد حرام مگر جو علم دین رکھنے والا تعلیم دینیات پر یُوں رہے کہ طلبہ کے عقائد کی حفاظت کرے ضلالتوں کا بطلان اُنھیں بتایا کرے وہ بازار میں ذکر الٰہی کرنے والے سے بھی زائد ہو گا جسے حدیث نے فرمایا مُردوں میں زندہ کی طرح ہے۔

[۲] تنبیہ۔ تنبیہ۔ تنبیہ۔ مسلمانو! ترکوں کی حمایت اماکن مقدسہ کی حفاظت سلطنت اسلامی کی اعانت یہ سب دکھانے کے دانت تھے کہ کسی طرح مسلمانوں میں اشتعال ہو لاکھوں روپے کا چندہ ہاتھ آتے ورنہ بڑے ساعی لیڈروں علی برادروں سے صاف منقول ہوا کہ "مسئلۂ خلافت (باقی بر صفحہ آئندہ)

قوم سیدھے ہوگئے اور ہوں گے اگر یہ فائدہ ہے تو ضرور نقد وقت ہے اور سیر یورپ کے حساب کا راز تو روزِ حساب ہی کھلے گا یوم تبلی السرائر ○ فما له من قوة ولا ناصر ○ کیا لیڈر صاحبان فہرست دکھائیں گے کہ ان برسوں کی مدت اور لاکھوں روپے کی اضاعت میں اتنا فائدہ مرتب ہوا اتنوں نے نوکریاں چھوڑیں اتنوں نے تجارتیں اتنوں نے زمینداریاں۔

## اخبارات و مطابع کیوں نہیں بند کرتے

طرفہ یہ کہ اُنکے خون گرم حامی ہمدم و محرم[1] اخبارات اس ترک تعاون پر بڑے بڑے زور لگا رہے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اب طے کر رکھو ہندوستان کی آزادی کی فکر کرو ہم ہندو قوم پرست ہیں ہمارا فرض ہے کہ اگر ترکی بھی ہندوستان پر چڑھائی کرے تو ہم اُن کے خلاف تلوار اُٹھائیں ہمارا نصب العین سلطنت خود اختیاری حاصل کرنا ہے ترک موالات اُس کا ذریعہ ہے"۔ ابوالکلام آزاد سے منقول ہوا " لڑائی ہندوستان کو خود اختیاری حکومت دلانے کے لیے ہے اگر خلافت کا خاطر خواہ فیصلہ ہو بھی جائے تاہم ہماری جدوجہد جاری رہے گی اس وقت تک کہ ہم گنگا وجمنا کی مقدس زمین کو آزاد نہ کرالیں"۔ مسلمانو! اب بھی تمھاری آنکھیں نہ کھلیں اور خلافت و اماکن مقدسہ کے حیلہ پر فریب کھاتے رہو تو خدا حافظ۔ حشمت علی عفی عنہ

[1] خصوصاً روزنامہ ہمدم لکھنؤ جسکے ہر پرچہ کی پیشانی پر یہ ساقط الوزن رباعی لکھی ہوتی ہے: ؎

پابند اگرچہ اپنی خواہش کے رہو      حامی نہ کسی خراب سازش کے رہو
قانون سے فائدہ اُٹھانا ہے اگر      لائل سبجکٹ تم برٹش کے رہو

اتباعِ ہوا کی اجازت دی جو اللہ کی راہ سے گمراہ کرنے والی ہے قال تعالیٰ ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ اپنی خواہش کا پابند نہ ہو کہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے گمراہ کر دے گی۔ خیر گمراہی تو ان صاحبوں کے یہاں بہت آسان بلکہ محبوب تر چیز ہے مگر پچھلے مصرع پر اپنے لیڈروں اور کمیٹی کا فتویٰ لیں جس میں کہا کہ انگریزوں کے وفادار اُن کے حکم کے نیچے چلنے والے رہو اور اتنی تاکید ہے کہ ہر پیشانی پر اسی کی تجدید ہے اس سے مقاطعہ کیوں نہ فرض ہُوا اسے پارٹی بلکہ اسلام سے کیوں نہ خارج کیا ہاں شاید ساقط الوزن کرنے میں اُس نے اپنے لیے کچھ رات لگا رکھی ہو یعنی انگریزوں کے دکھانے کو اُس طرح ہو اور لیڈروں کے سنانے کو یہ کہ آپ دیکھتے نہیں اُس میں وزن ہی کہاں ہے یوں ہے ؏

لائل سبجکٹ تم نہ برٹش کے رہو      حشمت علی عفی عنہ

Marfat.com

خود اپنے اخبارات و مطابع کیوں نہیں بند کرتے ان صیغوں کو تو انگریزوں سے جو گہرے تعلقات ہیں دوسرے صیغوں کو کم ہوں گے۔ کیا اوروں کے لیے شور و فغاں اور اپنے لیے نوشجاں۔

**لیڈران اوروں کو ترکِ تعاون کی طرف بلاتے ہیں اور خود اُن کا عمل اُسکے خلاف ہے** اور ایک اخباری و مطابعی کیا کریں گے بڑے بڑے لیڈر بننے والے اسی مرض میں گرفتار ہیں دیگراں را نصیحت و خود را فضیحت ؎

حیرتے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر مے کنند

ہجرت کا غل مچایا اور اپنے آپ ایک نہ سرکا جو اُبھارنے میں آگئے اُن مصیبت زدوں پر جو گزری گزری یہ سب اپنے جورو بچوں میں چین سے رہے۔ ہرا لگا نہ پھٹکری۔ اور ترک تعاون میں بھی کیا کسی لیڈر یا مبلغ کے پاس زمینداری یا کسی قسم کی تجارت نہیں۔ نہ اُن کا کوئی انگریزی یا ریاست میں ملازم ہے پھر انھیں کیوں نہیں چھوڑتے کیا واحد قہار نے نہ فرمایا:

لم تقولون ما لا تفعلون ○ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ○

کیا خدا کا سخت دشمن بننا آسان سمجھا ہے کیا تمہارے یہاں سے نہ چھپا کہ اگر کسی مسلمان رئیس نے دباؤ یا خوشامد سے کوئی ایسی کارروائی کی جس سے ثابت ہو کر وہ دشمنانِ اسلام کا ساتھ دیتے ہیں تو فوراً اُن کا شمار مرتدین میں ہوگا اور مرتد کی سزا اسلام کے آئین میں کیا ہے ہر شخص کو معلوم ہے" کیا کوئی ریاست آپ کے نزدیک اس سے بری ہے کیا اس میں سب سے

---

؎ دیکھو تقریر صدارت شیخ مشیر حسن قدوائی بیرسٹرایٹ لا و تعلقدار گدیا مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۹ یہ بھی مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی کے ان مسائل میں امام و متبوع ہیں دیکھو خطبۂ صدارت مولوی عبدالباری مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۰ "میں ان مسائل میں کبھی مشیر حسن صاحب کے خلاف مشورہ کچھ نہیں کرتا"۔ آپ بیرسٹر بھی ہیں اور تعلقدار بھی بھلا انگریزوں سے آپ کو کیا تعلق لہذا صرف اسلامی ریاستوں کو مرتد فرمایا۔ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

Marfat.com

پیش قدم سلطنت علیہ دکن نہیں کیا اُس کے احکام اور چھپے ہوئے فرمان ملاحظہ نہ ہوئے کیا آپ کے لیڈروں میں اُس کے وظیفہ خوار نہیں کیا مدخیرات سے گیارہ گیارہ روپے یومیہ پانے والوں نے اپنا یومیہ بند کرالیا کیا جسے اوروں کے لیے حرام بتاتے ہو آپ خوشی سے کھاتے ہو۔

بلا پس ہو ان کے منہ لگا حرام اُن سے

## لیڈروں پر لیڈروں سے مقاطعہ فرض ہے

نہ چھوٹا اور لیڈروں کا منہ کس نے بند کیا ان پر اُن لیڈروں سے مقاطعہ واجب تھا یا قرآن مجید بدل کر جو احکام دل سے گڑھے ہیں وہ کسی طرح لیڈروں کے لگ بھگ نہیں اوروں کے سر پڑے ہیں یہ قانون کے مستثنیات عامہ میں اور جب لیڈر خود ہی اپنے کہے پر عامل نہیں تو اُن کی چیخ پکار اوروں سے کیا عمل کرائے گی ع

او خویشتن گم ست کرا رہبری کند

مانا کہ تم میں وہ بھی ہوں جو ان تینوں علتوں سے بری ہیں نہ زمینداری نہ تجارت نہ اجارت کہ مالگزاری یا ابواب یا ٹیکس یا چُنگی دینی پڑے اور انگریزوں سے تعلق تعاون پیدا ہو کر حرمت قطعیہ کا حکم جڑے فرض کر دم کہ خود اس سے پاک ہیں نرے مفلس محتاج بینوا ہیں پھر یہاں تو عام ذرائع رزق یہی ہیں کیمیا تو نہ بناتے ہوں گے اوروں کے سر کھاتے ہونگے اُن کا مال انھیں وجوہ سے ہوگا جو تمھارے نزدیک علی الاطلاق حرام ہے تو حرام ہی کھایا حرام ہی کمایا ہر طرح گرفتار حرام ہی رہے نجات کی صورت بتائیے پھر ترک معاملت کی فرضیت گائیے۔ اور یہ روپیہ کہ ان جلسوں میں صرف کر رہے ہو۔ یہ بھی تو اُس حرام کا ہے سچ کہنا کیا دل میں سمجھ لیے ہو اگرچہ زبان سے نہ کہو کہ ع

مال حرام بود بجائے حرام رفت

اور ریل تار ڈاک کیا انگریزوں سے معاملت نہیں اس میں تو سب چھوٹے بڑے مبتلا ہو اگر کہو انھیں سہولت کے لیے رکھ چھوڑا ہے تو اعلان کر دو کہ ہمارے یہاں سہولت کے لیے حرام روا ہے۔ اگر کہو کہ زمینداری و تجارت چھوڑیں تو کھائیں کیا۔ تو ملازم اگر ملازمتیں چھوڑیں تو کھائیں کیا۔ جو جواب تمھارا ہے وہ سب کا ہے غرض یہ نہ چلی نہ چل سکتی ہے نہ تم نے خود اس پر

Marfat.com

عمل کیا نہ کر سکتے ہو۔ اس کی پوری تصویر یہی ہے کہ ؏

وہ کرتے ہیں اب جو نہ کیا تھا نہ کریں گے

پھر بے معنی چیخ پکار سے کیا حاصل سوا اس کے کہ ؏

مغز ما خورد و حلق خود بدرید

**ہندوؤں کی دیگ موافقت سے بانگی کا چاول** اور بالفرض غلط و بفرض باطل اگر سب مسلمان زمینداریاں تجارتیں نوکریاں تمام تعلقات یکسر چھوڑ دیں تو کیا تمہارے جگری خیر خواہ جملہ ہنود بھی ایسا ہی کریں گے اور تمہاری طرح نرے ننگے بھوکے رہ جائیں گے۔ حاشا ہرگز نہیں زنہار نہیں۔ اور جو دعویٰ کرے اُس سے بڑھ کر کاذب نہیں مکار نہیں اتحاد و وداد کے جھوٹے بھروں پر بھولے ہو منافقانہ میل پر پھولے ہو سچے ہو تو موازنہ دکھاؤ کہ اگر ایک مسلمان نے ترک کی ہو تو اُدھر پچاس ہندوؤں نے نوکری تجارت زمینداری چھوڑ دی ہو کہ یہاں مالی نسبت یہی یا اس سے بھی کم ہے۔ اگر نہیں دکھا سکتے تو کھل گیا کہ ؏

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

لاجرم نتیجہ کیا ہوگا یہ کہ تمام اموال کل دولتیں دنیاوی جمیع اعزاز جملہ وجاہتیں صرف ہندوؤں کے ہاتھ میں رہ جائیں اور مسلمان دانے دانے کو محتاج بھیک مانگیں اور نہ پائیں ہندو کہ اب اُنھیں پکائے ڈالتے ہیں جب بے خوف و خطر کچا ہی چبائیں۔ یہ ہے لیڈر صاحبوں کی خیر خواہی یہ ہے حمایت اسلام میں جانکاہی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

**ہندو کیوں ملے ہیں اس کا راز** میں نے اپنی ایک تقریر میں اس ہندو الفت و گاندھوی رغبت کا راز بیان کیا تھا جسے بعض اصحاب نے تحریر میں لیا اُس کا اعادہ موجب افادہ مسلمانوں کا رب جل و علا فرماتا ہے: یایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الایت ان کنتم تعقلون ۝ اے ایمان والو! کسی کافر کو اپنا ہم راز نہ بناؤ، تمہاری نقصان رسانی میں

گئی نہ کریں گے اُن کی دلی تمنا ہے تمہارا مشقت میں پڑنا دشمنی اُن کے مونہوں سے کھل چکی ہے اور وُہ جو اُن کے سینوں میں دبی ہے بہت بڑی ہے بے شک ہم نے تمھیں صاف نشانیاں بتا دیں اگر عقل رکھتے ہو قرآن عظیم گواہ ہے اور اُس سے بہتر کون گواہ ومن اصدق من اللہ قلیلا کہ مشرکین ہرگز ہماری خیر خواہی نہ کریں گے خیر خواہی درکنار کبھی بدخواہی میں کمی نہ کریں گے پھر اُنھیں یار و انصار بنانا اُن سے وداد و اتحاد منانا اُن کے میل سے نفع کی اُمید رکھنا صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب ہے یا نہیں ہے اور ضرور ہے ولکن لا تبصرون۔ آؤ اب ہم تمھیں قرآن عظیم کی تصدیق دکھائیں اور اُن کی طرف سے اس میل اور مَیل کا راز بتائیں دشمن اپنے دشمن کے لیے تین باتیں چاہتا ہے:

اوّل اُس کی موت کہ جھگڑا ہی ختم ہو۔

دوم یہ نہ ہو تو اُس کی جلاوطنی کہ اپنے پاس نہ رہے۔

سوم یہ بھی نہ ہو سکے تو اخیر درجہ اُس کی بے پری کہ عاجز بن کر رہے۔

مخالف نے یہ تینوں درجے اُن پر طے کر دیے اور اُن کی آنکھیں نہیں کھلتیں خیر خواہی سمجھے جاتے ہیں:

اولاً جہاد کے اشارے ہوئے اُس کا کھلا نتیجہ ہندوستان کے مسلمانوں کا فنا ہونا تھا۔

ثانیاً جب یہ نہ بنی ہجرت کا بھرادیا کہ کسی طرح یہ دفع ہوں ملک ہماری کبڈیاں کھیلنے کو رہ جائے یہ اپنی جائدادیں کوڑیوں کے مول بیچیں یا یوں ہی چھوڑ جائیں بہرحال ہمارے ہاتھ آئیں ان کی مساجد و مزارات اولیاء ہماری پامالی کو رہ جائیں۔

ثالثاً جب یہ بھی نہ نبھی تو ترک موالات کا جھوٹا حیلہ کر کے ترک معاملت پر اُبھارا ہے کہ نوکریاں چھوڑ دو کسی کونسل کمیٹی میں داخل نہ ہو مالگزاری ٹیکس کچھ نہ دو خطابات واپس کر دو امر اخیر تو صرف اس لیے ہے کہ ظاہری نام کا دنیوی اعزاز بھی کسی مسلمان کے لیے نہ رہے اور پہلے تین اس لیے کہ ہر صیغہ و ہر محکمہ میں صرف ہنود رہ جائیں جہاں ہنود کا غلبہ ہوتا ہے حقوق اسلام پر جو گزرتی ہے ظاہر ہے جب تنہا وہی رہ جائیں گے تو اس وقت کا

Marfat.com

اندازہ کیا ہوسکتا ہے مالگزاری وغیرہ نہ دینے پر کیا انگریز چپ بیٹھے رہیں گے ہرگز نہیں قرقیاں ہوں گی تعلیقے ہوں گے جائدادیں نیلام ہوں گی اور ہندو خریدیں گے نتیجہ یہ کہ مسلمان صرف قلی بن کر رہ جائیں یہ تیسرا درجہ ہے۔ دیکھا تم نے قرآن عظیم کا ارشاد کہ وہ تمھاری بدخواہی میں گنتی نہ کریں گے اُن کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

## منکر پر ردّ و انکار کس حالت میں فرض ہے اور کہاں اُس کا حکم نہیں

(۱۲) منکر کا ازالہ ضرور فرض ہے اپنے مراتب ثلاثہ پر جن میں تیسرا مرتبہ کہ تغییر بالقلب ہے یعنی دل سے اُسے بُرا جاننا مطلقاً ہر حال میں فرض عین ہے اور پہلے دونوں بشرط قدرت علی الترتیب فرض کفایہ مگر دوسرا یعنی تغییر باللسان اُس حالت میں ہرگز فرض نہیں کہ مرتکب اُس کی شناعت سے خود آگاہ ہو جان بوجھ کر اُس کا مرتکب ہوا اور امید واثق نہ ہو کہ منع کیے سے باز رہے گا ایسی حالت میں اُس پر زبان یا قلم سے کہ وہ بھی ایک زبان ہے رد و انکار اصلا واجب نہیں رہتا خصوصاً جبکہ مظنۂ فتنہ و شورش ہو فتاوٰی امام قاضی خاں و فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

| | |
|---|---|
| انما یجب الامر بالمعروف اذا علم انھم یستمعون۔ | امر بالمعروف اُسی وقت واجب ہے جب یہ جانے کہ وہ کان لگا کر سُنیں گے۔ |

نصاب الاحتساب میں ہے:

| | |
|---|---|
| المقصود منه الائتمار فاذا فات ذلك لایجب۔ | امر بالمعروف سے مقصود تو یہ ہے کہ لوگ مانیں جب اس کی امید نہ ہو تو وہ واجب نہیں۔ |

بستان امام فقیہ ابو اللیث و محیط و ہندیہ وغیرہا میں ہے:

| | |
|---|---|
| ان کان یعلم باکبر رأیه انه لو امر بالمعروف یقبلون ذلك منه و یمتنعون عن المنکر | اگر اپنے غالب گمان سے جانتا ہو کہ امر بالمعروف کرے گا تو یہ لوگ مان لیں گے اور بُری بات سے باز آئیں گے تو |

Marfat.com

فالامر واجب لا یسعه ترکه ولو علم باکبر رأیه انه لو امرھم بذلك قذفوہ و شتموہ فترکه افضل ولو علم انھم لا یقبلون و لا یخاف منه ضربا ولا شتما فھو بالخیار والامر افضل۔

امر بالمعروف واجب ہے اُسے چھوڑنے کی گنجائش نہیں اور اگر اپنے غالب گمان سے جانتا ہو کہ امر بالمعروف کرے گا تو یہ لوگ پتھر پھینکیں گے گالی دیں گے تو اُس وقت امر بالمعروف نہ کرنا ہی افضل ہے اور اگر جانے مانیں گے تو نہیں مگر ان سے گالی کا بھی اندیشہ نہیں تو اختیار رہے چاہے امر بالمعروف کرے یا نہ کرے اور نہ کرنا بہتر ہے۔

وجیز امام کردری و علمگیریہ میں ہے:

اللحن حرام بلاخاف فاذا قرأ بالالحان وسمعه انسان ان علم انه ان لقنه الصواب لا یدخله الوحشة یلقنه وان دخله الوحشة فھو فی سعة ان لا یلقنه فان کل امر معروف یتضمن منکرا یسقط وجوبه۔

قرآن عظیم کا غلط پڑھنا بالاتفاق حرام ہے تو اگر کوئی شخص غلط پڑھ رہا ہو اور دوسرا سُنے اگر یہ سُننے والا جانے کہ اُسے صحیح بتاؤں گا تو اُسے وحشت پیدا نہ ہوگی تو بتائے اور اگر بتانے سے اُسے وحشت پیدا ہو تو اُسے گنجائش ہے کہ نہ بتائے کہ جو امر بالمعروف کسی منکر کو متضمن ہو اُس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔

مثلاً کون مسلمان نہیں جانتا کہ ناحق قتل یا غارت مسلم حرام و موجب عذاب نار ہے کون نہیں جانتا کہ اُس میں کسی طرح کی اعانت مطلقاً حرام و مستوجب غضب جبار ہے کون نہیں جانتا کہ زنا حرام ہے کون نہیں جانتا کہ شراب پینا سخت خبیث کام ہے اور ہزاروں لاکھوں اُس کے مرتکب ہیں پھر کبھی نہ سُنا ہوگا کہ علما یا اُن کی تحریریں ہر چکلے ہر بھٹی کا گشت کریں اصلاً ہرگز تمام جہان میں کوئی عالم بلکہ کوئی عاقل اُس کا قائل نہیں اور خود ان لیڈروں

Marfat.com

ہیں جو جامۂ مولویت میں ہیں وہ بھی اس کے عامل نہیں آخر یہ اس لیے کہ وہ لوگ دانستہ مرتکب ہیں اور مظنون نہیں کہ منع سے مانیں بلکہ شورش و شر کا احتمال بیشتر ایسی جگہ جب تغییر بالید مقدور نہیں تغییر باللسان کچھ ضرور نہیں غیر ضروری اور اُس پر طرہ یہ کہ نامفید ایسا شور مچانا اور بلا وجہ شرعی شورشوں کے لیے سینہ سپر ہو جانا کون سی شریعت نے واجب مانا ایسے ہی موانع کے لیے ارشادِ الٰہی ہے:

| | |
|---|---|
| یاایھا الذین اٰمنوا علیکم | اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو |
| انفسکم لا یضرکم من | سنبھالے رہو دوسروں کا گمراہ ہونا |
| ضل اذا اھتدیتم۔ | تمھیں نقصان نہ دے گا جب تم راہ پر ہو۔ |

ہاں اگر کسی منکر شرعی پر گمراہان گمراہ گر فرقہ بندی کریں اور اُسے بزور زبان وزور وبہتان معروف شرعی کا جامہ پہنائیں اور اُس کے لیے آیات واحادیث و اقوال ائمہ کی تحریف وتصحیف منائیں احکامِ الٰہیہ کو کایا پلٹ کر کے حرام کو حلال حلال کو حرام دکھائیں جیسا اب گاندھوی ہمت اور گاندھوی امت مسائل موالات مشرکین و معاہدہ مشرکین و استعانت مشرکین و دخول مشرکین فی المساجد وغیرہا میں کر رہی ہے تو اُس وقت ان منکرات کبریٰ و واہیات عظمیٰ کا ازالہ فرض اعظم ہوگا۔ خطیب بغدادی جامع میں راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| اذا ظھرت الفتن او قال البدع | جب فتنے یا فرمایا بدمذہبیاں ظاہر ہوں |
| فلیظھر العالم علمہ ومن لم | تو فرض ہے کہ عالم اپنا علم ظاہر کرے |
| یفعل ذٰلک فعلیہ لعنۃ اللہ و | اور جو ایسا نہ کرے اُس پر اللہ اور |
| الملٰئکۃ والناس اجمعین لا یقبل | فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت |
| اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔ | اللہ نہ اُس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔ |

یہ سعی اُن معاندوں کے لیے نہیں جو دانستہ تغییر کلام اللہ و تبدیل احکام اللہ کر رہے ہیں بلکہ اُن شبہات کے کشف کو ہے جن سے وہ احکام الٰہیہ کو بدلتے اور عوام مسلمین کو چھلتے ہیں اس امید پر کہ مولیٰ عزوجل چاہے تو جو اُن کے دھوکے میں آ گئے حق کی

Marfat.com

طرف واپس آئیں اور جن پر ہنوز اُن کا فریب نہ چلا لعونہ تعالیٰ حفظ و پناہ پائیں۔ وذلک علی اللہ لیسیر ان اللہ علی کل شئ قدیر۔ حضور پُرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| واللہ لان یھدی اللہ بک | خدا کی قسم بے شک یہ بات |
| رجلا واحدا خیر لک من | کہ اللہ تیرے سبب سے ایک |
| ان یکون لک حمر النعم رواہ | شخص کو ہدایت فرما دے تیرے لیے |
| البخاری و مسلم عن سھل | سُرخ اُونٹوں کا مالک ہونے سے بہتر |
| بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ | ہے یہ حدیث بخاری نے سہل بن |
| جعل اللہ لنا السھل والسعد | سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے |
| فی القبل والبعد وصلی اللہ | روایت کی۔ |
| تعالیٰ علی سیدنا وآلہ وصحبہ | |
| وابنہ وحزبہ وبارک وسلم | |
| واللہ تعالیٰ اعلم۔ | |

## جہاد کے احکام و اقسام کا ذکر

تنبیہہ۔ جہاد کہ اعظم وجوہ ازالۂ منکر ہے اُسی کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ جنانی ۲۔ لسانی ۳۔ سنانی

**جہاد جنانی** یعنی کفر و بدعت وفسق کو دل سے بُرا جاننا جو ہر کافر بدمذہب وفاسق سے ہے اور ہر مسلمان کو اسلام پر قایم ہو کرتا ہے مگر جنھوں نے اسلام کو سلام اور اپنے آپ کو مشرکین وکفار کا غلام کیا اُن کی راہ جُدا ہے اُن کا دین غیر دین خدا ہے۔

**لسانی** کہ زبان وقلم سے رد وہ ابھی سُن چکے کہ الیسوں ہی پر سب سے اہم وآکد ہے بحمد اللہ تعالیٰ خادمان شرع ہمیشہ سے کر رہے ہیں اور اللہ و رسول کی مدد شامل ہو تو دم آخر تک کریں گے۔ وہابیہ، نیاچرہ، دیوبندیہ، قادیانیہ، روافض، غیر مقلدین، ندویہ، آریہ، نصاریٰ وغیرہم سے کیا اور اب ان گاندھویہ سے بھی وہی برسرپیکار ہیں

حق کی طرف بلاتے اور باطل کو باطل کر دکھاتے اور مسلمانوں کو گمراہ گردوں کے شر سے بچاتے ہیں
وللہ الحمد آگے ہدایت رب عزوجل کے ہاتھ ہے۔

رہا جہاد سنانی ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ بہ نصوص قرآن عظیم ہم مسلمانان ہند کو
جہاد برپا کرنے کا حکم نہیں اور اُس کا واجب بتانے والا مسلمانوں کا بدخواہ مبین۔

یہاں کے مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں اور بہکانے والے یہاں واقعۂ کربلا پیش کرتے ہیں یہ اُن کا محض اغوا ہے
واقعۂ کربلا سے لیڈران کا استناد اغوائے مسلمین اولاً اس لڑائی میں ہرگز حضرت امام
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے پہل نہ تھی امام نے خبیث کوفیوں کے وعدوں پر قصد فرمایا تھا
جب ان غداروں نے بدعہدی کی قصد رجوع فرمایا اور جب سے شروع جنگ تک اُسے بار بار
احباب و اعداسب پر اظہار فرمایا۔

(ا) ــــــ جب حر بن یزید ریاحی تمیمی رحمہ اللہ تعالیٰ اول بار ہزار سواروں کے ساتھ
حضرت امام عالیمقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاحم ہوئے امام نے خطبہ فرمایا اے لوگو! میں
تمہارا بلایا آیا ہوں، تمہارے ایلچی اور خطوط آئے کہ تشریف لائیے ہم بے امام ہیں، میں آیا
اب تم اگر عہد پر قائم ہو تو میں تمہارے شہر میں جلوہ فرما ہوں وان لم تفعلوا وکنتم بمقدمی
کارهین انصرفت عنکم الی المکان الذی اقبلت منه اور اگر تم عہد پر نہ رہو یا میرا تشریف
لانا تمھیں ناپسند ہو تو میں جہاں سے آیا وہیں واپس جاؤں، وہ خاموش رہے۔

(ب) پھر بعد نماز عصر خطبہ فرمایا اور اس کے آخر میں بھی وہی ارشاد کیا کہ ان انتم
کرهتمونا انصرفت عنکم اگر تم ہمیں ناپسند رکھتے ہو میں واپس جاؤں۔ حر نے کہا
ہمیں تو یہ حکم ہے کہ آپ سے جدا نہ ہوں جب تک ابن زیاد کے پاس کوفے نہ پہنچادیں۔

(ج) امام نے اس پر بھی ہمراہیوں کو معاودت کا حکم دیا وہ بقصد واپسی سوار ہوئے حر
نے واپس نہ ہونے دیا۔

(د) جب نینوی پہنچے حر کے نام ابن زیاد خبیث کا خط آیا کہ حسین کو چٹیل میدان میں اتارو
جہاں پانی نہ ہو اور یہ میرا ایلچی تمہارے ساتھ رہے گا کہ تم میرا حکم بجالاتے ہو یا نہیں

Marfat.com

حر نے حضرت امام کو ناپاک خط کا مضمون سنایا اور ایسی ہی جگہ اُترنے پر مجبور کیا فدائیانِ امام سے زہیر بن القین رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کی اے ابن رسول اللہ ! آگے جو لشکر آنے والے ہیں وہ ان سے بہت زائد ہیں ہمیں اذن دیجیے کہ ان سے لڑیں فرمایا:

ماکنت لابدأھم بالقتال ۔ میں ان سے قتال کی پہل کرنے کو نہیں ۔

(۵) جب خبیث ابن طیب یعنی ابن سعد اپنا لشکر لے کر پہنچا حضرت امام سے دریافت کیا کیسے آئے ؛ فرمایا تمھارے شہر والوں نے بلایا تھا ۔

فاما اذکرھونی فانی انصرف عنھم ۔ اب کہ ہیں انھیں ناگوار ہوں واپس جاتا ہوں ۔

ابن سعد نے یہ ارشاد ابن زیاد کو لکھا ۔ اُس خبیث نے نہ مانا قاتلہ اللہ ۔

(۶) شب کو ابن سعد سے خلوت میں گفتگو ہوئی اُس میں بھی حضرت امام نے فرمایا:

دعونی ارجع الی المکان الذی اقبلت منہ مجھے چھوڑ دو کہ میں مدینہ طیبہ واپس جاؤں ۔

ابن سعد نے ابن زیاد کو لکھا اس بار وہ راضی ہوا تھا کہ شمر مردود خبیث نے باز رکھا ۔

(۷) عین معرکہ میں قتال سے پہلے فرمایا:

ایھا الناس اذکرھتمونی فدعونی اے لوگو ! جبکہ تم مجھے پسند نہیں کرتے تو

انصرف الی مأمنی من الارض ۔ چھوڑ دو کہ اپنی امن کی جگہ چلا جاؤں ۔

اشقیا نے نہ مانا غرض جب سے برابر قصد عود رہا مگر ممکن نہ ہُوا کہ منظور رب یوہیں تھا جنت آراستہ ہو چکی تھی اپنے دُولھا کا انتظار کر رہی تھی وصال محبوب حقیقی کی گھڑی آ گئی تھی تو ہرگز لڑائی میں امام کی طرف سے پہل نہ تھی اُن خبیثوں ہی نے مجبور کیا اب دُو صورتیں تھیں یا بخوف جان اُس پلید کی وہ ملعون بیعت قبول کی جاتی کہ یزید کا حکم ماننا ہوگا اگرچہ خلاف قرآن وسنت ہو یہ رخصت تھی ثواب کچھ نہ تھا قال تعالیٰ:

الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ۔ مگر جو مجبور کیا جائے اور اُس کا دل ایمان پر برقرار ہو ۔

یا جان دے دی جاتی اور وُہ ناپاک بیعت نہ کی جاتی یہ عزیمت تھی اور اُس پر ثواب عظیم

Marfat.com

اور یہی اُن کی شان رفیع کے شایاں تھی اسی کو اختیار فرمایا اسے یہاں سے کیا علاقہ۔

ثانیاً بالفرض اس بے سروسامانی میں امام کی طرف سے پہل بھی سہی تو یہاں ایک فرق عظیم ہے جس سے یہ جاہل غافل فاسقوں پر ازالہ منکر میں حملہ جائز اگرچہ یہ تنہا ہو اور وہ ہزاروں اور سلطان اسلام جس پر اقامت جہاد فرض ہے اُسے بھی کافروں سے پہل حرام جبکہ اُن[1] کے مقابلہ کے قابل نہ ہو مجتبٰی وشرح نقایہ وردالمحتار کی عبارت گزشتہ:

| | |
|---|---|
| ھذا اذا غلب علی ظنہ انہ یکافئھم والا فلا یباح قتالھم۔ | یہ اس وقت ہے جب گمان غالب ہو کہ اُن کے مقابلہ کے قابل ہے ورنہ اُن سے لڑنا حلال نہیں۔ |

کے بعد ہے بخلاف الامر بالمعروف۔ شرح سیر میں اس کی وجہ فرمائی:

| | |
|---|---|
| ان المسلمین یعتقدون ما یأمر بہ فلا بد ان یکون فعلہ مؤثرا فی باطنھم بخلاف الکفار۔ | امر بالمعروف میں مسلمانوں کو جو حکم دے گا وہ دل سے اُسے حق جانتے ہیں تو ضرور اپنے دل میں اُس کے فعل سے متاثر ہوں گے بخلاف کفار۔ |

ثالثاً حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

**دیکھو امام نے کیا کیا اور تم کیا کر رہے ہو**

نام پاک لیتے ہوئے شرم چاہیے تھی، کیا

**کیوں اسلام و کفر ملاتے ہو**

امام تو امام اُن کے غلام اُن کے در کے کسی کتے نے معاذ اللہ مشرکوں سے مدد مانگی، کیا کسی مشرک کا دامن تھاما، کیا کسی مشرک کے پس رو بنے، کیا مشرکوں کی جے پکاری، کیا مشرکوں سے اتحاد گانٹھا، کیا مشرکوں کے حلیف بنے، کیا اُن کی خوشامد کے لیے شعار اسلام بند کرنے میں کوشاں ہوتے، کیا قرآن وحدیث کی تمام عزت پرستی پر نثار کر دی وغیرہ وغیرہ تنائع کثیرہ بہتر تن سے بیس ہزار فجار کا مقابلہ فرمایا۔ امام کا نام لیتے ہو تو کیا تم میں بہتر مسلمان بھی نہیں جب ۲۳ کرور مشرکین تمہارے ساتھ

---

[1] اور شرط قدرت تو دفاع بلکہ کسی فرض اسلامی سے کبھی منفک نہیں بنصوص قطعیہ واجماع امت مرحومہ۔

Marfat.com

ہوں گے اُس وقت تم میں بہتر مسلمانوں کا عدد پورا ہوگا قرآن کو پیٹھ دینے والو! کیوں امام کا نام لیتے ہو، اسلام سے اُلٹے چلنے والو! کیوں مسلمانوں کو دھوکے دیتے ہو، دہلی میں فتوٰی چھاپ دیا کہ اس وقت جہاد واجب ہے بے سروسامانی کے جواب کو امام کی نظیر پیش ہوگئی اور حالت یہ کہ ذراسی دھوپ سے بچنے کو گئو پتروں کی چھاؤں ڈھونڈھ رہے ہیں، کیا تم اپنے ہی فتوے سے نہ صرف تارک فرض و مرتکب حرام بلکہ راضی بہ غلبہ کفر و ذلت اسلام نہ ہوئے، امام کا توکل اللہ پر تھا اور تمہارا اعتماد اعداء اللہ پر۔ یقین جانو کہ اللہ سچا اللہ کا کلام سچا لا یالونکم خبالا مشرکین تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے وہ جھوٹا فتوٰی اور یہ پوچ بھروسا اور خادمان شرع پر اُلٹا غصہ کہ کیوں خاموش رہے کیوں سینہ سپر نہ ہوئے یہ ہے تمہاری خیرخواہی اسلام یہ ہیں تمہارے دل ساختہ احکام جن پر نہ شرع شاہد نہ عقل مساعد مسلمان ہونے کا دعوٰی ہے تو اسلام کے دائرے میں آؤ تبدیل احکام الرحمٰن و اختراع احکام الشیطان سے ہاتھ اُٹھاؤ مشرکین سے اتحاد توڑو دیوبندیہ وغیرہم مرتدین کا ساتھ چھوڑو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دامن پاک اپنے سایہ میں لے دنیا نہ ملے نہ ملے دین تو اُن کے صدقے میں ملے۔

| | |
|---|---|
| یایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی | اے ایمان والو! اسلام میں پورے |
| السلم کافۃ و لا تتبعوا | داخل ہو شیطان کے پس رو نہ بنو بیشک |
| خطوٰت الشیطٰن انہ لکم | وہ تمہارا کھلا دشمن ہے پھر اگر روشن |
| عدو مبین ٥ فان زللتم | دلیلیں آنے پر بھی تمہارا قدم لغزش کرے |
| من بعد ماجاءتکم البینٰت | تو جان لو کہ اللہ غالب حکمت والا ہے |
| فاعلموا ان اللہ عزیز حکیم ٥ | کاہے کے انتظار میں ہیں سوا اس کے |
| ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ | کہ گھٹا ٹوپ بادلوں میں اللہ کا عذاب اور |
| فی ظلل من الغمام والملٰئکۃ وقضی | فرشتے آئیں اور کام تمام ہو اور اللہ |
| الامر والی اللہ ترجع الامور ٥ | ہی کی طرف سب کام پھرتے ہیں۔ |

ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر ٥ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا واغفرلنا ربنا انک انت العزیز الحکیم ٥ ربنا افتح بیننا و

Marfat.com

بینا قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ۵ اٰمین یا ارحم الراحمین ۵
وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ سیّدنا ومولٰنا وملجأنا ومأوٰنا محمد واٰلہ وصحبہ
اجمعین دائما ابد الاٰبدین عدد کل ذرۃ ذرۃ الف الف مرۃ فی کل
اٰن وحین والحمد للّٰہ رب العٰلمین واللّٰہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ
جل مجدہ اتم واحکم۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

Marfat.com

گاؤکشی کے معاملہ میں مفصل تحقیقات اور ہندوؤں کا دفع شبہات

مسمّٰی بنام تاریخی

# انفس الفکر فی قربان البقر

۱۲ ۹۸ ھ

تصنیف

مجدد مائتہ حاضرہ امام اہلسنت اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب

قادری برکاتی بریلوی دام فیضھم القوے

مکتبہ حامدیہ — گنج بخش روڈ — لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## مسئلہ عجیبہ از مراد آباد شوال ۱۲۹۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مذہب حنفیہ اس مسئلہ میں کہ گاؤکشی کوئی ایسا امر ہے جس کے نہ کرنے سے کوئی شخص دین اسلام سے خارج ہوجاتا ہے یا اگر کوئی شخص معتقد اباحت ذبح ہو مگر کوئی گائے اس نے ذبح نہ کی ہو یا گائے کا گوشت نہ کھایا ہو ہرچند کہ اکل اُس کا جائز جانتا ہے تو اُس کے اسلام میں کوئی فرق نہ آئے گا اور وُہ کامل مسلمان رہے گا۔

گاؤکشی کوئی واجب فعل ہے کہ جس کا تارک گنہگار ہوتا ہے یا اگر کوئی شخص گاؤکشی نہ کرے صرف اباحت ذبح کا دل سے معتقد ہو تو وُہ گنہگار نہ ہوگا جہاں بلاوجہ اِس فعل کے ارتکاب سے ثوران فتنہ وفساد اور مفضی بہ ضرر اہل اسلام ہو اور کوئی فائدہ اس فعل پر مرتب ہو اور عملداری اہل اسلام بھی نہ ہو تو وہاں بدیں وجہ اس فعل سے کوئی باز رہے تو جائز ہے یا یہ کہ بلاسبب ایسی حالت میں بقصد اثارت فتنہ وفساد ارتکاب اِس کا واجب ہے اور قربانی اُونٹ کی بہتر ہے یا گائے کی، بینوا توجروا۔

واللہ سبحٰنہ موفق الصدق والصواب

## الجواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللّٰھم صل وسلم وبارک علی سیّدنا ومولٰنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اللّٰھم بک نستعین اصل مسئلہ کے جواب سے پہلے دو امر ذہن نشین کرنا لازم :

Marfat.com

اوّل یہ کہ ہماری شریعت مطہرہ اعلیٰ درجۂ حکمت و متانت و مراعات دقائق مصلحت میں ہے اور جو حکم عرف و مصالح پر مبنی ہوتا ہے انھیں چیزوں کے ساتھ دائر رہتا ہے اور اعصار و امصار میں اُن کے تبدل سے متبدل ہوجاتا ہے اور وُہ سب حکام احکامِ شرع ہی قرار پاتے ہیں مثلاً زمان برکت نشان حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بوجہ کثرت خیر و نایابی فتنہ و شدت تقویٰ و قوت خوفِ خدا عورتوں پر ستر واجب تھا نہ حجاب اور زنان مسلمین پنجگانہ مساجد میں جماعتوں کے لیے حاضر ہوتیں۔ بعد حضور کے جب زمانہ کا رنگ قدرے متغیر ہوا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

لو ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأی من النساء ما رأینا لمنعهن من المسجد کما منعت بنو اسرائیل نساءها۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے زمانے کی عورتوں کو ملاحظہ فرماتے تو اُنھیں مساجد جانے سے ممانعت کرتے جیسے بنی اسرائیل نے اپنی عورتوں کو منع کر دیا تھا۔

رواہ احمد والبخاری ومسلم۔ جب زمانۂ رسالت سے اور بُعد ہوا ائمۂ دین نے جوان عورتوں کو ممانعت فرمادی۔ جب اور فساد پھیلا علما نے جوان و غیر جوان کسی کے لیے اجازت نہ رکھی۔ درمختار میں ہے:

یکرہ حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعید ووعظ مطلقا ولو عجوزا لیلاً علی المذهب المفتی به لفساد الزمان۔

فتح القدیر میں فرمایا:

عم المتأخرون المنع للعجائز والشواب فی الصلوات کلها لغلبة الفساد فی سائر الاوقات۔

حالانکہ صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

اذا استأذنت احدکم امرأته الی المسجد فلا یمنعها۔

جب تم میں کسی کی عورت مسجد جانے کی اجازت مانگے تو اُسے منع نہ کرے۔

Marfat.com

رواہ احمد والشیخان والنسائی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

دوسری حدیث میں فرمایا:

لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ۔ اللہ کی کنیزوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔

رواہ احمد ومسلم عن ابن عمر واحمد وابوداود عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

پھر ان ائمہ وعلما کے یہ احکام ہرگز حکم اقدس کے خلاف نہ ٹھہرے بلکہ عین مطابق مقصود شرع قرار پائے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ حاملان شریعت وحکمائے امت نے حکم حجاب دیا اور چہرہ چھپانا کہ صدر اول میں واجب نہ تھا واجب کر دیا۔ نہایہ میں ہے:

سدل الشئ علی وجہہا واجب علیہا۔

شرح لباب میں ہے:

دلت المسئلۃ علی ان المرأۃ منہیۃ عن اظہار وجہہا للاجانب بلا ضرورۃ۔

تنویر میں ہے:

تمنع من کشف الوجہ بین رجال لخوف الفتنۃ۔

اس قسم کے صدہا احکام ہماری شریعت میں ہیں۔ ومن القواعد المقررۃ فی شریعتنا المطہرۃ ان الحکم یدور مع علتہ۔

دوم واجبات ومحرمات ہماری شریعت میں دو قسم ہیں: ایک لعینہ یعنی جس کی نفس ذات میں مقتضی ایجاب وتحریم موجود ہے جیسے عبادت خدا کی فرضیت اور بت پرستی کی حرمت۔ دوسری لغیرہ یعنی وہ کہ امور خارجیہ کا لحاظ اُن کی ایجاب وتحریم کا اقتضا کرتا ہے اگرچہ نفس ذات میں کوئی معنے اُس کو مقتضی نہیں جیسے تعلم صرف ونحو کا وجوب کہ ہمارے رب تبارک وتعالیٰ کی کتاب اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام زبان عربی میں ہے اور اُس کا فہم بے اس علم کے متعذر لہٰذا واجب کیا گیا اور افیون وبنگ وغیرہما مسکرات کی حرمت کہ اُن کا پینا ایک ایسی نعمت یعنی عقل کو زائل کرتا ہے جو ہر خیر کی جالب اور ہر فتنہ وشر سے بچانے والی ہے اسی قبیل سے ہے شعار کہ مثلاً انگرکھے کا سیدھا پردہ ہماری اصل شریعت میں واجب نہیں بلکہ ہمارے شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی انگرکھا

Marfat.com

نہ پہنانا حضور کے ملک میں اس کا رواج تھا مگر اب کہ ملک ہندوستان میں شعار مسلمین قرار پایا اور اُلٹا پردہ کفار کا شعار ہوا تو اب سیدھا پردہ چھوڑ کر اُلٹا اختیار کرنا بلاشبہ حرام اسی طرح بوجہ عرف و قرار داد امصار و بلاد جس مباح کا فعل عزت و شوکت اسلام پر دلالت کرے اور اُسے چھوڑ دینے میں اسلام کی توہین اور کفر کا غلبہ سمجھا جائے تو اعد شرعیہ بالیقین اُس سے باز رہنے کی تحریم کرتے ہیں اور مبنے اس کا وہی نظر مصالح واعتبار عرف و مراعات اقتضائے امور خارجہ ہے جسے ہم دونوں مقدمۂ سابقہ میں بیان کر آئے۔ جب یہ امور منقح ہو لیے تو اب اصل مسئلہ کا جواب لیجیے۔ گاؤکشی اگرچہ بالتخصیص اپنے نفس ذات کے لحاظ سے واجب نہیں نہ اس کا تارک باوجود اعتقاد اباحت بنظر نفس ذاتِ فعل گنہگار نہ ہماری شریعت میں کسی خاص شئے کا کھانا بالتعیین فرض مگر ان وجوہ سے صرف اس قدر ثابت ہوا کہ گاؤکشی جاری رکھنا واجب لعینہ اور اس کا ترک حرام لعینہ نہیں یعنی ان کے نفس ذات میں کوئی امر ان کے واجب یا حرام کرنے کا مقتضی نہیں لیکن ہمارے احکام مذہبی صرف اسی قسم کے واجبات و محرمات میں منحصر نہیں بلکہ جیسا اِن واجبات کا کرنا اور ان محرمات سے بچنا ضروری وحتمی ہے۔ یونہیں واجبات و محرمات لغیرہا میں بھی امتثال و اجتناب اشد ضروری ہے جس سے ہم مسلمانوں کو کسی طرح مفر نہیں اور اُن سے بالجبر باز رکھنے میں بے شک ہماری مذہبی توہین ہے جسے حکامِ وقت بھی روا نہیں رکھ سکتے۔ ہم ہر مذہب و ملت کے عقلا سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر کسی شہر میں بزور مخالفین گاؤکشی قطعاً بند کر دی جاتے اور بلحاظ ناراضی ہنود اس فعل کو کہ ہماری شرع ہرگز اُس سے باز رہنے کا ہمیں حکم نہیں دیتی یک قلم موقوف کیا جائے تو کیا اس میں ذلت اسلام متصور نہ ہوگی کیا اس میں خواری و مغلوبی مسلمین نہ سمجھی جائیگی کیا اس وجہ سے ہنود کو ہم پر گردنیں دراز کرنے اور اپنی چیرہ دستی پر اعلیٰ درجہ کی خوشی ظاہر کر کے ہمارے مذہب و اہل مذہب کے ساتھ شماتت کا موقع ہاتھ نہ آئے گا، کیا بلا وجہ وجیہہ اپنے لیے ایسی دنائت و ذلت اختیار کرنا اور دوسروں کو دینی مغلوبی سے اپنے اُوپر ہنسوانا ہماری شرع مطہر جائز فرماتی ہے حاشا وکلا حاشا وکلا ہرگز نہیں ہرگز نہیں ہماری شرع ہرگز ہماری ذلت نہیں چاہتی نہ یہ متوقع کہ حکام وقت صرف ایک جانب کی

Marfat.com

پاسداری کریں اور دوسری طرف کی توہین وتذلیل روا رکھیں۔ سائل لفظ ترک لکھتا ہے یہ صرف مغالطہ اور دھوکا ہے اُس نے ترک اور کف میں فرق نہ کیا کسی فعل کا نہ کرنا اور بات ہے اور اُس سے بالقصد باز رہنا اور بات۔ ہم پُوچھتے ہیں کہ اس رسم سے جس میں صدہا منافع ہیں یک قلم امتناع آخر کسی وجہ پر مبنی ہوگا اور وجہ سوا اس کے کچھ نہیں کہ ہنود کی ہٹ پوری کرنا اور مسلمانوں نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کے اسبابِ معیشت میں کمی یا تنگی کر دینا ہم اہلِ اسلام کی ابتدائے عہد سے بڑی غذا جس کی طرف ہماری طبیعتیں اصل خلقت میں راغب اور اس میں ہمارے لیے ہزاروں منافع اور اُس سے ہمارے خالق تبارک و تعالیٰ نے قرآن عزیز میں جابجا ہم پر منت رکھی گوشت ہے قال ربنا تبارک وتعالیٰ:

ومن الابل اثنین ومن البقر اثنین قل ءالذکرین حرم ام الانثیین اما اشتملت علیہ ارحام الانثیین۔

اُس نے تمھارے لیے بنائے اونٹ میں سے دو (نر و مادہ) اور گائے میں سے دو تم (ان کافروں سے) فرما دو کیا اللہ تعالیٰ نے دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ جو دونوں مادہ کے پیٹ میں ہیں۔

وقال تعالیٰ:

اولم یروا انا خلقنا لھم مما عملت ایدینا انعاما فھم لھا ملکون ○ وذللنٰھا لھم فمنھا رکوبھم ومنھا یأکلون ○ ولھم فیھا منافع ومشارب افلا یشکرون ○

کیا اُنھیں نہیں سوجھتا کہ ہم نے اپنی قدرتی بنائی ہُوئی چیزوں میں سے اُن کے لیے چوپائے پیدا فرمائے تو وہ اُن کے مالک ہیں اور ہم نے اُن چوپاؤں کو اُن کا مسخر کر دیا تو اُن میں کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کا گوشت کھاتے ہیں اور اُن کے لیے اُن میں نفع ہیں اور پینے کی چیز تو کیا شکر کریں گے۔

Marfat.com

الی غیر ذلک من الآیات اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث میں گوشت کو دنیا و آخرت کے سب کھانوں کا سردار اور سب سے افضل و بہتر فرمایا والحدیث مخرج بطرق عدیدۃ عن عدۃ من الصحابۃ الکرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور بیشک بکری کا گوشت دواماً ہمارے ہر امیر و فقیر کو دستیاب نہیں ہوسکتا خصوصاً مسلمانانِ ہندوستان کہ اُن میں ثروت بہت کم اور افلاس غالب ہے غریبوں کی گزر بے گوشت گاؤ کے نہیں اور کتب حکمت بھی شاہد کہ اصل غذا انسان کی گوشت ہے عناصر غذائے نباتات نباتات غذائے حیوانات حیوانات غذائے انسان اور بے شک اُس کے کھانے میں جو منفعتیں اور ہمارے جسم کی اصلاحیں اور ہمارے قویٰ کی افزائشیں ہیں اُس کے غیر سے حاصل نہیں اور مرغوبی کی یہ کیفیت کہ ہر شخص اپنے وجدان سے جان سکتا ہے کہ کیسا ہی نفیس و لذیذ کھانا جو چند روز متواتر کھانے سے طبیعت اُس سے سیر ہوجاتی ہے اور زیادہ دن گزریں تو نفرت کرنے لگتی ہے بخلاف نان گندم و گوشت کہ عمر بھر کھائیے تو اِس سے تنفر نہیں ہوتا۔ معہذا گائے کی کھال وغیرہ سے جو ہزارہا قسم کے منافع ملتے اور اُن منفعتوں میں ہنود بھی ہمارے شریک ہوتے ہیں اور چند اقوام کی تجارتیں اور اُن کے رزق کے ظاہری سامان اِسی گاؤ کشی کا نتیجہ ہیں تو سائل کا یہ قول کہ کوئی فائدہ اِس فعل پر مرتب نہ ہو محض تصور غلط ہے اور اُس کی قربانی خاص ہمارے شعائر دین سے ہے ہمارا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ صریح ارشاد فرماتا ہے:

والبدن جعلنھا لکم من شعائر اللہ۔ — اور اونٹ اور گائے کو کیا ہم نے تمہارے لیے خدا کے شعاروں میں سے۔

اور یقیناً معلوم کہ ہمارے ملک میں اُونٹ ہماری غذا و ادائے واجب قربانی کے لیے کفایت نہیں کرسکتے اول تو سخت گراں دُوسرے بہ نسبت گاؤ نہایت قلیل الوجود اور اگر گاؤ کشی موقوف کرکے اُونٹ پر اکتفا کی جاتے تو چند روز میں اونٹ کی قیمت دہ چند ہوجائے گی اور یہ نفع عام جو ہمارے غربا کو پہنچتا ہے ہرگز منصور نہ رہے گا اور عجب نہیں کہ رفتہ رفتہ بوجہ قلت اونٹ حکم عنقا کا پیدا کرے تو رفع حاجت دائمہ اُس سے متوقع نہیں اور بکری کا

Marfat.com

گوشت کھانے کے لیے بھی تھوڑے لوگوں کو ملتا ہے اور قربانی کے واسطے بھی ہر شخص ایک بکری جداگانہ کرے کہ سال بھر سے کم کی نہ ہو اور اُس کے اعضا بھی عیب ونقصان سے پاک ہوں بخلاف اس غریب پرور جانور یعنی گائے کے کہ ہمارے مسئلہ شرعیہ سے اس میں سات شخص شریک ہو سکتے ہیں اور بلاشبہ سات بکریاں ایک گائے سے ہمیشہ گراں رہتی ہیں معہذا ہمارے مذہب میں اس کا جواز اور ہنود کے یہاں ممانعت ایک پلّہ میں نہیں ہماری اصل شریعت میں اس کا جواز موجود قرآن مجید میں ہے:

ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ ۔ اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔

وشرائع من قبلنا اذا قصھا اللہ تعالیٰ علینا من دون انکار شرائع لنا کما نص علیہ فی کتب الاصول اور ہنود کے اصل مذہب میں کہیں اس کی ممانعت نہیں متاخرین نے خواہ مخواہ اس کی تحریم اپنے سر باندھ لی بلکہ کتب ہنود گواہی دیتی ہیں کہ پیشوایان ہنود بھی گائے کا مزہ چکھنے سے محروم نہ گئے جسے اس کی تفصیل دیکھنی ہو سوط اللہ الجبار وغیرہ کتب رد ہنود مطالعہ کرے۔

علاوہ بریں ہم دریافت کرتے ہیں اس کی تحریم ہنود کے یہاں دو ہی وجہ سے معقول۔ ایک یہ کہ جانور کی ناحق ایذا اور ہتھیا ہے ہم کہتے ہیں اکثر اقوام ہنود بکری مرغی مچھلی کھاتے ہیں۔ کیا وہ جانور نہیں کیا اُن کی جان جان نہیں کیا اُن کی ایذا حرام نہیں کیا اُن کا قتل ہتھیا نہیں اور خود کتب ہنود سے جو رام و لچھمن وکرشن کا شکاری ہونا ثابت اُس ہتھیا کا کیا علاج ہے اور ایسا ہی ناراضی ہنود کا خیال کیجیے تو اگر وہ اس ہتھیا کے حکم کو عام کر دیں تو کیا شرع مطہر ہمیں ہر جانور کے ذبح وقتل سے باز رکھے گی اور سانپ کہ انسان کی جان کا دشمن اور ہندوؤں کا دیوتا ہے ہرگز نہ مارا جائے گا اور مسلمانوں کے اسباب معیشت مفقود اور انسانوں کے ابواب عافیت مسدود کر دیے جائیں گے حاشا وکلا ہماری شرع ہرگز ایسا حکم نہیں فرماتی نہ حکام وقت ان خرافات کو روا رکھیں، کیا مزے کی بات ہے ہندوؤں میں بھی تو بعض تو میں ایسی ہیں کہ مطلقاً ہر جانور کا قتل

Marfat.com

حرام ۔ اور منحوس جانتی ہیں بلکہ بعض کو تو اس قدر غلو و تشدد ہے کہ ہر وقت مُنہ پر کپڑا باندھے رہتے ہیں کہ مکھی یا بھُنگا حلق میں جا کر مر نہ جائے اور باقی طوائف ہنود ان لوگوں کا خیال اور ان کے مذہب کا لحاظ نہیں کرتے مزے سے بکری مرغی مچھلی وغیرہ وغیرہ نوش جان اور مسلمانوں کی دیکھا دیکھی دیگچیوں کے بگھار کا لطف اُڑاتے ہیں ۔ جب اُن کے آپس میں یہ کیفیت ہے تو ہم پر کیوں ہنود کا لحاظ اور اُن کے مذہب کا ایسا خیال واجب کر کے گاؤ کشی بند کرنے کا فتویٰ دیا جا سکتا ہے ان ھذا الا ظلم صریح او جہل قبیح دُوسری وجہ یہ کہ گائے اُن کے یہاں معظم ہے اور اپنے معظم کا ہلاک نہیں چاہتے ہم کہتے ہیں اوّلاً گئو ماتا کی آنکھیں بند ہوتے ہی اِن سعادت مندوں کی تعظیم کا حال کھل جاتا ہے اپنے ہاتھوں چماروں کے حوالے کرتے ہیں کہ چیریں پھاڑیں اور چرسا اپنے لیے ٹھہرا لیتے ہیں کہ کھال کی جوتیاں بنا کر پہنیں جو جوتوں سے بچی وہ ڈھول پر کھنچی کہ شادی بیاہ میں کام آئے رات رات بھر تپانچے کھائے ۔ ثانیاً بفرض غلط اگر تعظیم ہے تو صرف گائے پر مقتصر ہے ہم بچشم خود دیکھتے ہیں کہ ہنود آپ بیل کی ہرگز تعظیم نہیں کرتے بلکہ اُس پر سخت تشدد کرتے ہیں ہل میں جوتیں گاڑی میں چلائیں سواریاں لیں بوجھ لدوائیں وجہ بے وجہ سخت ماریں کہ جا بجا اُن کے جسم زخمی ہو جاتے ہیں ہم نے خود دیکھا ہے کہ بعض ہنود نے باربرداری کی گاڑیوں میں اس قدر بوجھ بھرا کہ بیلوں کا جگر پھٹ گیا اور خون ڈال کر مر گئے تو معلوم ہُوا کہ بیل اُن کے یہاں معظم نہیں اگر یہ ممانعت بربنائے تعظیم ہے تو چاہیے کہ بخوشی بیلوں کے ذبح کی اجازت دیں ورنہ اُن کا صریح مکابرہ اور ہٹ دھرمی ہے۔

باقی رہا مسائل کا یہ کہنا کہ اس فعل کے ارتکاب سے توران فتنہ و فساد ہو ہم کہتے ہیں جن مواضع میں مثل بازار و شارع عام وغیرہا گاؤ کشی کی قانوناً ممانعت ہے وہاں جو مسلمان گائے ذبح کرے گا البتہ اثارت فتنہ و فساد اُس کی طرف منسوب ہو سکتی ہے اور وُہ قانوناً مجرم قرار پائے گا اور اس امر کو ہماری شرع مطہر بھی روا نہیں رکھتی کہ ایسی وجہ سے مسلمانوں پر مواخذے یا اُنھیں سزا ہونے کا باعث ہونا بیشک توہین مسلم ہے جس کا مرتکب یہ شخص ہُوا نظیر اس کی سب وشتم الٰہیۃ باطلۃ مشرکین ہے کہ شرع نے

Marfat.com

اُس سے ممانعت فرمائی اگرچہ اکثر جگہ فی نفسہ حرج متحقق نہ تھا قال تعالیٰ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم اور جہاں قانوناً ممانعت نہیں وہاں اگر توران فتنہ وفساد ہوگا تو لاجرم ہنود کی جانب سے ہوگا اور جرم انھیں کا ہے کہ جہاں ذبح کرنے کی اجازت ہے وہاں بھی ذبح نہیں کرنے دیتے اُن کے جرم کے سبب ہم اپنی رسوم مذہبی ترک کرسکتے ہیں یہ حکم بعینہٖ ایسا ہوا کہ کوئی شخص اغنیا سے کہے تمھارا مال جمع کرنا باعث توران فتنہ و فساد وایذائے خلق اللہ ہے کہ نہ تم مال جمع کرو نہ چور چرانے آئیں نہ وہ بید وقید کی سخت سخت سزائیں پائیں اُس احمق کے جواب میں یہی کہا جائے گا کہ چوری چور کا جرم ہے اُس کے سبب ہمیں جمع مال سے کیوں ممانعت ہونے لگی اور اگر ایسا ہی خیال ہنود کے فتنہ وفساد کا شرع ہم پر واجب کرے گی تو ہر جگہ کے ہنود کو قطعاً اس رسم کے اُٹھا دینے کی سہل تدبیر ہاتھ آئے گی جہاں چاہیں گے فتنہ وفساد برپا کریں گے اور بزعم جہال شرع ہم پر ترک واجب کردے گی اور اس کے سوا ہماری جس رسم مذہبی کو چاہیں گے اپنے فتنہ وفساد کی بنا پر بند کرادیں گے اور یہی واقعہ اُن کے لیے نظیر ہوجائے گا کہ ایسی صورت میں تم پر اپنی رسم کا ترک شرعاً واجب ہوتا ہے۔

بالجملہ خلاصہ جواب یہ ہے کہ بازار وشارع عام میں جہاں قانوناً ممانعت ہے براہ جہالت ذبح گاؤ کا مرتکب ہونا بے شک مسلمانوں کو توہین وذلت کے لیے پیش کرنا ہے کہ شرعاً حرام اور اس کے سوا جہاں ممانعت نہیں وہاں سے بھی باز رہنا اور ہنود کی بے جا ہٹ بجا رکھنے کے لیے یک قلم اس رسم کو اُٹھا دینا ہرگز جائز نہیں بلکہ اُنھیں مضرات ومذلات کا باعث ہے جن کا ذکر ہم اول کر آئے جنھیں شرع مطہر ہرگز گوارا نہیں فرماتی نہ کوئی ذی انصاف حاکم پسند کرسکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد نقی علی خاں ۱۲۸۶
احمد رضا خاں ولد مولو

Marfat.com

# ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء کا نمونہ و مصداق

۱۲۹۸ ہجریہ کا ربع اخیر ہے شوال مکرم کا ماہ منیر ہے اعلیٰ حضرت خاتمۃ المحققین امام المدققین والد ماجد حضرت مصنف علام مدظلہ و قدس سرہ الشریف کے وصال کو دس مہینے ہوئے ہیں بضرورت انتظام معاش جانب جائداد چند روز ابتدا میں توجہ کرنی ہوئی ہے حضرت مصنف مدظلہ اپنے دیہات میں تشریف رکھتے ہیں کہ وہیں یہ سوال پہنچا اُس وقت کھیتوں کا معاینہ تھا آدمی نے وہیں یہ سوال پیش کیا بنگاہ اولین اُس کے اندرونی مقصد کو پہچان لیا کہ اگرچہ یہاں بعض مسلمانوں نے بھیجا مگر اصل سائل ہنود ہیں اور فوراً معلوم کیا کہ وہ اس سے کیا چاہتے ہیں اور اہل اسلام کو کیسے نقصان پہنچانے کا ارادہ کرتے ہیں عصر کا وقت تھا فرمایا صبح جواب دیا جائے گا دیہات میں کتابیں بھی نہ تھیں دوسرے دن یہ جواب تحریر فرما دیا جو ناظرین نے ملاحظہ فرمایا جس نے بحمد اللہ تعالیٰ فریب دینے والوں کے مکر کو خاک میں ملایا والاحضرت حامیٔ سنت حضرت مولنا مولوی محمد ارشاد حسین صاحب رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علمائے رامپور نے اُس پر تصدیقیں لکھیں اور حضرت مولنا موصوف مرحوم نے مقاصد کو پہچان کر تصدیق میں تحریر فرمایا کہ الناقد بصیر یہ پرکھنے والا آنکھیں رکھتا ہے یعنی اِس کا دیدۂ بصیرت نورِ الٰہی سے منور ہے کہ مکاروں کے خفی مکر کی تہ تک فوراً پہنچ گیا اور اُس کا قلع قمع کیا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ جب جناب مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی کا فتاویٰ ۱۳۰۵ھ میں چھپا اُس کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ سوال اُسی ماہ و سال میں اُن کے پاس بھی گیا تھا۔ یہاں مراد آباد سے آیا وہاں مرزا پور سے گیا تھا اور عجب نہیں کہ مختلف مقامات سے اور علماء کے پاس بھی بھیجا ہو اوروں کا جواب تو کیا معلوم مگر جناب لکھنوی صاحب کا جواب چھپا جس سے ظاہر ہوا کہ عیاروں کا دھوکا اُن پر چل گیا اُنھوں نے غور نہ فرمایا کہ سوال کے تیور کیا ہیں اس کا سائل کون ہونا چاہیے اس سے اس کی غرض کیا ہے سیدھا سادہ پاؤں تلے کا جواب لکھ دیا کہ گاؤکشی واجب نہیں تارک گنہگار نہ ہوگا بقصد اثارت فتنہ گاؤکشی نہ چاہیے بلکہ جہاں فتنہ کا ظن غالب ہو احتراز اولیٰ ہے قربانی اونٹ کی

Marfat.com

بہتر ہے۔ محمد عبدالحی وہیں کے اور دو صاحبوں نے مہر کی اِس پر مسلمانوں کی ضرورت ہوئی کہ اہل افتا کو ہوشیار کریں اُنھیں دنیا کی حالت ملک کی رنگت دکھائیں خود اپنے جواب کو صحیح معنے کی طرف پھیرنے کی راہ بتائیں لہٰذا اِس پر دو سوال ہوئے۔

**سوال اوّل** حضرات علمائے جن کی مواہیر اس پرچہ پر ثبت ہیں استفسار ہے کہ جواب میں آپ کی مراد اس جملہ سے آیا یہ ہے کہ ابتدائے فتنہ اہل اسلام کی طرف سے نہ ہو یعنی جہاں عملداری ہنود کی ہو وہاں بقصد فتنہ انگیزی گاؤ کشی نہ کریں یا یہ کہ بلاد ہندوغیرہ میں جہاں ہمیشہ سے اہل اسلام گائے ذبح کرتے آئے اور کبھی اُن کو مقصود فتنہ انگیزی نہ ہوئی بلکہ اجرائے حکم شریعت اب اگر مسلمان ان بلاد میں گائے ذبح کرے اور ہنود بنظرِ تعصب منع کریں تو مسلمان اُس سے باز رہے۔ طبیعت میں حق کی طرف رجوع کا مادہ تھا اس سوال سے تنبہ ہوا اور حضرات علماء نے یہ **جواب** تحریر فرمایا:

گائے ذبح کرنا اگرچہ مباح ہے واجب نہیں مگر ایسا مباح نہیں کہ کسی زمانہ یا بلاد خاص میں اس کا رواج ہو بلکہ یہ طریقہ قدیمہ ہے زمان آنحضرت صلعم[1] وصحابہ وتابعین وجملہ سلف صالحین سے تمام بلاد وامصار میں اور اُس کی اباحت پر اجماع ہے تمام اہلِ اسلام کا۔ ایسے امر شرعی ماثور قدیم سے اگر ہنود روکیں تو مسلمان کو اس سے باز رہنا نہیں درست ہے بلکہ بر گاہ ہنود ایک امر شرعی قدیم کے ابطال میں کوشش کریں اہل اسلام پر واجب ہے کہ اُس کے ابقا واجرا میں سعی کریں اگر ہنود کے کہنے سے اس فعل کو چھوڑیں گے تو گنہگار ہوں گے اور مقصود اُس جملہ میں جو جواب سابق میں ہے یہ ہے کہ بقصد برانگیختہ کرنے فتنہ وفساد کے گاؤکشی نہ چاہیے مثلاً جہاں عملداری ہنود کی ہو وہاں مسلمان بقصد ابتدائے مردم آزاری خواہ مخواہ ذبح کریں یا عید الضحےٰ میں کسی ہندو کے مکان کے قریب جا کے بایں خیال ذبح کریں کہ فتنہ قائم ہو ایسی صورتوں کا ارتکاب نہ چاہیے بلکہ ایسی حالت میں ترک اولیٰ ہے اور بلاد ہندوستان وغیرہ میں ترک اولیٰ نہیں بلکہ اُس کے ابقا میں سعی واجب ہے۔

| |
|---|
| محمد عبدالحی<br>ابوالحسنات |

سوال تو پہلے بھی بلاد ہندوستان ہی سے آیا تھا مگر اُس وقت غور نہ فرمایا گیا۔

[1] استغفر اللہ بلکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ کاتب

Marfat.com

فی الواقع اُن بلاد میں مسلمانوں کو گاؤکشی باقی رکھنے میں کوشش لازم ہے اور مراد اُس فقرہ سے یہ ہے کہ جہاں عملداری خاص ہنود کی ہے اور گاؤکشی وہاں زینہار نہیں ہوتی اُس جگہ باعلان گاؤکشی کرنا بنظر فتنہ اولے نہیں۔

محمد عبدالوہاب

فی الواقع مقصود جملہ سابق سے یہ ہے کہ بارادہ برانگیختہ کرنے فساد کے عملداری خاص ہنود میں جہاں گائے ذبح نہ ہوتی ہو گاؤکشی باعلان نہ چاہیے یا ہندو کے ہمسایہ میں علانیہ ذبح کرنا بارادہ فساد نہ چاہیے جن بلاد و مواضعات ہند میں رواج گاؤکشی چلا آیا ہے اب کوئی ہندو بپاس تعصب مانع ہے مسلمانوں کو بپاس حمیت اسلامی القائے گاؤکشی میں کوشش بلیغ لازم ہے زینہار ترک نہ کریں گاؤکشی شعار مسلمانی ہے احتمال فساد ہو تو بذریعہ حکام رفع کرنا اُس کا بابقائے رواج قدیم واجب ہے بخوف فساد ہنود ذبح گائے سے زینہار باز نہ رہیں۔

ابوالحیا محمد عبدالحلیم

ذبح گاؤ شعائر اسلام سے ہے اہمال اس کا بلاوجہ وجیہہ جائز نہیں ہاں ابتداءً اثارت فتنہ نہ چاہیے اور یہی معنے ہیں فقرۂ جواب سابق کے پس جن بلاد میں ذبح گاؤ مروج ہے منع کرنا ہنود کا اُن کی جانب سے اثارت فتنہ و فساد ہوگا اُس کو دفع کرنا مسلمانوں کو ضرور ہے۔

ابوالغنا محمد عبدالمجید ۱۰۹۳

**سوال دوم** از بھاگل پور شوال ۱۲۹۰۔ اگر مسلمان گائے کی قربانی یا واسطے کھانے کے گائے ذبح کرنا چاہے و ہنود بوجہ تعصب یا بنظر توہین اسلام روکیں تو مسلمانوں کو گائے کی قربانی یا کھانے کے ذبح سے رُکنا چاہیے یا کیا کرے اگر از جانب ہنود فساد کا احتمال ہے مگر اُس کا دفع بذریعہ حکام ممکن تو صرف بلحاظ فتنۂ مذکور باز آنا چاہیے یا کیا کرے یہ امر ظاہر ہے کہ اونٹ ان ملکوں میں کم ہیں اگر دستیاب بھی ہوتے تو بہت قیمت سے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سات بھیڑ کی قیمت ایک گائے سے زیادہ ہوتی ہے اور اگر ہنود کہیں تم گائے مت کرو اونٹ بھیڑ قربانی کرو تو اُس کو مان لینا واجب ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

**جواب** گائے ذبح کرنے کا جواز قرآن و حدیث سے ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ نے زمانہ آنحضرت[1] میں اور بعد آنحضرت صلعم[2] کے اس کو ذبح کیا ہے

[1] اقول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ الکاتبہ

[2] اقول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ الکاتبہ

اس کے گوشت حلال اور ذبح جائز ہونے پر خواہ بروز عید ہو یا اور روز اتفاق ہے تمام مسلمانوں
کا تو مسلمان کو باز آنا نہیں درست ہے اور ہندو کی ممانعت تسلیم کر لینا نہیں جائز ہے تسلیم
کرنا موجب اُن کے اعتقاد باطل کی تقویت و ترویج کا ہوگا یہ کسی طرح شرعاً جائز نہیں اونٹ
اگرچہ گائے سے اولے ہے مگر کوئی شخص اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا علی الخصوص جب ہنود
بغرض تعصب کہیں کہ خواہ مخواہ اُونٹ یا بکری کرو مسلمانوں کو ضرور ہے کہ قول ہنود تسلیم نہ کریں
اور گاؤ کشی کو کہ اسلام کا طریقہ قدیمہ ہے ترک نہ کریں احتمال فساد ہنود گائے ذبح کرنے سے
رُکنا نہ چاہیے۔ محمد عبدالحی ابوالحسنات | ابوالحیا محمد عبدالحلیم

قربانی گائے کی شعار اسلام ہے اُس کا موقوف کرنا بسبب ممانعت ہنود معصیت ہے

عبدالوہاب | ابوالغنا محمد عبدالمجید | ابوالاحیا محمد نعیم | ابوالکرم محمد اکرم | یہ مجموعہ فتاوی جلد دوم
طبع اوّل صفحہ ۱۴۱ تا صفحہ ۱۵۵ کا اقتباس ہے الحمد للہ کہ آخر میں وہی سمجھنا پڑا جو حضرت مصنف
مدظلہ نے بنگاہِ اوّلین خیال فرما لیا ذلك فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم
ان فتاوے کی نقل سے یہ بھی مقصود ہے کہ حضرت مصنف مدظلہ کے حکم وجوب کی بعض تائیدات
واضح ہوں کہ بعض عوام کو زیادت اطمینان ملے وباللہ التوفیق۔

کتبہ ابوالعلا امجد علی الاعظمی
عفی عنہ بمحمدن النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

**مسئلہ** از مجلس داد خواہی مسلمانان بریلی ربیع الاوّل شریف ۱۳۱۲ھ

دعوی قربانی کے جواب میں ہنود نے اپنا یہ بیان پیش کیا ہے کہ قرآن شریف میں اس فعل
کی اجازت نہیں بنیاد مذہب مدعی کی اوپر قرآن شریف کے ہے کتاب مذکور میں قربانی گاؤ کی
ہدایت نہیں ہے مدعی خلاف اُس کے بحیلہ مذہب بغرض دل دکھانے مذہب ہنود کے کہ جس
کے دھرم شاستر میں سخت ممانعت ہے یہ فعل خلاف استحقاق کرنا چاہتا ہے فقط۔
چونکہ یہ بیان اُن کا متعلق قرآن شریف ومسائل مذہب کے ہے لہذا علما کی خدمت
میں استفتا ہے کہ یہ بیان ہنود صحیح ہے یا غلط۔

Marfat.com

## الجواب

بیان ہنود سراسر غلط ہے مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن مجید اور ہمارے سچے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سے قربانی گاؤ کی اجازت بخوبی ثابت ہے۔

ا ــــــ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے سترھویں پارے بائیسویں سورت سورۂ حج کے پانچویں رکوع میں فرماتا ہے:

والبدن جعلنھا لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر فاذکروا اسم اللہ علیھا صواف فاذا وجبت جنوبھا فکلوا منھا واطعموا القانع والمعتر کذٰلک سخرنھا لکم لعلکم تشکرون ○

اور قربانی کے ڈیل دار جانوروں کو کیا ہم نے تمھارے لیے اللہ کی نشانیوں سے تمھارے لیے اُن میں بھلائی ہے تو اللہ کا نام لو اُن پر کھڑے ہوئے پھر جب اُن کی کروٹیں گر جائیں تو خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور مانگنے والے کو کھلاؤ یوہیں ہم نے اُن جانوروں کو تمھارے بس میں کر دیا ہے کہ تم احسان مانو۔

قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہیں۔ تفسیر قادری جو ہنود کے ایک معزز رئیس منشی نولکشور۔ سی آئی اے نے اپنی فرمائش سے منجانب مطبع تصنیف کرائی اور داخل رجسٹری کرا کر اپنے مطبع میں چھ بار چھاپی بیچی اُس کی جلد دوم طبع ششم سطر اخیر صفحہ ۹، وسطر اوّل صفحہ ۸۰ میں آیت کے ان لفظوں کا ترجمہ یوں لکھا والبدن اور اونٹ اور گائے جو قربانی کے واسطے ہانکے لیے جاتے ہیں جعلنھا لکم کر دیا ہم نے اُنھیں یعنی اُن کے ذبح کو تمھارے واسطے من شعائر اللہ دین الٰہی کے نشانوں میں سے اور بے شک ہم حنفی مذہب والوں کے تینوں امام یعنی امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور اُن کے سب پیروؤں کا یہی مذہب ہے کہ (بدنہ) یعنی قربانی کے ڈیل دار جانور میں اُونٹ اور گائے دونوں داخل ہیں انھیں اماموں کا مذہب ہندوستان کے تمام شہروں میں جاری ہے

Marfat.com

اور یہاں انھیں کے مذہب پر فتوے و عمل ہوتا ہے ہدایہ درمختار قاضی خاں عالمگیری وغیرہا مشہور کتابیں اسی مذہب کی ہیں درمختار مطبع ہاشمی صفحہ ۵۸۴ سطر ۱ میں ہے:

| | |
|---|---|
| بدنة هی الابل والبقرة سمیت بها لضخامتها۔ | بدنہ اونٹ اور گائے ہے ان کے ڈیل دار ہونے کے سبب ان کا یہ نام ہوا۔ |

ہدایہ مطبع علوی جلد اول صفحہ ۴۵۲ میں ہے:

| | |
|---|---|
| البدنة هی الابل والبقر وقال الشافعی من الابل لنا ان البدنة تنبئ عن البدانة وهی الضخامة وقد اشترکا فی هذا المعنی ولهذا یجزیٔ کل واحد منهما عن سبعة اھ ملخصاً۔ | اونٹ اور گائے دونوں بدنہ ہیں اور شافعی نے کہا اونٹ ہماری دلیل یہ ہے کہ بدنہ ڈیل دار ہونے سے خبر دیتا ہے اور اس بات میں اونٹ اور گائے برابر ہیں اسی لیے وہ دونوں سات آدمیوں کی طرف سے کفایت کرتے ہیں۔ |

فتاوی عالمگیری مطبع احمدی جلد اول ص ۹۴ میں ہے:

| | |
|---|---|
| البدن من الابل والبقر۔ | بدنہ اُونٹ اور گائے دونوں سے ہے۔ |

اور یہ مضمون حدیث سے بھی ثابت ہے کہ عنقریب مذکور ہوگی۔

۲ ــــــ اللہ تعالیٰ اسی رکوع کے شروع میں فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| ولکل امة جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقهم من بهیمة الانعام۔ | اور ہر گروہ کے لیے ہم نے مقرر کر دی قربانی کہ اللہ کا نام لیں چوپاؤں کے ذبح پر جو اللہ نے اُنھیں دیے۔ |

یہاں فرمایا کہ چوپاؤں کو اللہ تعالیٰ نے قربانی کے لیے بنایا ہے اور آٹھویں پارہ چھٹی سورت سورۂ انعام کے سترھویں رکوع میں چوپاؤں کی تفصیل یہ بیان فرمائی:

| | |
|---|---|
| ثمٰنیة ازواج من الضان اثنین ومن المعز اثنین (الی | چوپائے آٹھ نر و مادہ ہیں بھیڑ سے دو اور بکری سے دو اور اونٹ سے دو |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| قولہ تعالیٰ ومن الابل اثنین | اور گائے سے دو تو کہہ کیا اللہ نے دونوں |
| ومن البقر اثنین قل ءٰالذکرین | نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ یا وُہ |
| حرم ام الانثیین اما اشتملت | جسے اپنے پیٹ میں رکھا دونوں مادہ |
| علیہ ارحام الانثیین۔ | نے۔ |

ان آیتوں سے صاف معلوم ہوا کہ اُونٹ گائے بکری بھیڑ سب کی قربانی اللہ تعالےٰ نے بتائی ہے اسی لیے تفسیر مذکور فرمائشی منشی نولکشور کی جلد مسطور صفحہ ۸۰، سطر ۱۱ و ۱۲ میں چوپاؤں پر اللہ کا نام لینے کی تفسیر میں لکھا بے زبان چارپاؤں میں سے یعنی اونٹ گائے بکرا اس سے قربانی مراد ہے کہ خدا کے نام پر ذبح کریں اور پچھلی آیت سے یہ بھی کھل گیا کہ گائے بیل بچھیا بچھڑا سب کا کھانا حلال ہے جس کی حلت خود قرآن شریف میں صراحۃً مذکور ہے۔

۳ـــــــ اللہ تعالیٰ پہلے پارہ دوسری سورت سورۂ بقرہ کے آٹھویں رکوع میں فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| واذ قال موسٰی لقومہٖ ان اللہ | اور جب کہا موسٰی نے اپنی قوم سے بیشک |
| یامرکم ان تذبحوا بقرۃ۔ | اللہ تمھیں حکم فرماتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔ |

اور ساتویں پارہ چھٹی سورت سورۂ انعام کے دسویں رکوع میں موسٰی و ہارون وغیرہما انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا ذکر کر کے مسلمانوں کو حکم دیتا ہے:

| | |
|---|---|
| اولٰئک الذین ھدی اللہ | یہ وُہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ٹھیک راستے |
| فبھدٰھم اقتدہ۔ | چلایا تو تُو انھیں کی راہ چل۔ |

اِس آیت سے معلوم ہُوا کہ اگلے انبیاء کی شریعت میں جو کچھ تھا وہی ہمارے لیے بھی ہے جب تک ہماری شریعت اُسے منسوخ نہ فرمادے تو گائے قربانی کرنے کی ہمیں اجازت یوں بھی ثابت ہُوئی اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے گائے کا ذبح کیا جانا آج کا نہیں بلکہ اگلی شریعتوں سے چلا آتا ہے تفسیر مذکور فرمائشی نولکشور جلد اول کے صفحہ ۱۷، سطر اخیر و صفحہ ۱۸، اسطر اول میں اس حکم الٰہی ذبح گاؤ کی حکمت یُوں لکھی اُس کے ذبح کرنے میں نکتہ یہ تھا کہ گوسالہ پرستوں کی سرزنش ہو۔ اُنھیں دکھا دیا کہ جسے تم نے پُوجا وُہ ذبح

کرنے کے قابل ہے عبادت اور مدح کے لائق نہیں۔

۴ ـــــــ ان سب کے علاوہ اگر فرض کیجیے کہ قرآن مجید میں گائے اور قربانی کا نام تک نہ آیا ہوتا جب بھی گائے کی قربانی قرآن مجید سے بخوبی ثابت تھی قرآن مجید نے مذہب اسلام کی بنیاد صرف اُنھیں احکام پر نہیں رکھی جن کا خاص خاص بیان قرآن مجید میں آ چکا بلکہ خود قرآن مجید نے اپنے احکام اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات دونوں پر بنائے اسلام رکھی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ | جو کچھ رسول تمھیں دے وہ لو اور جس سے روکے اُس سے بچو۔ |

اور فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ | جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ |

اور فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| وما ینطق عن الھوی ۝ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ | یہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا وہ تو صرف خدا کا حکم ہے جو اُسے بھیجا جاتا ہے۔ |

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود گائے قربانی کی اور مسلمانوں کو ایک ایک گائے کی قربانی میں سات سات آدمیوں کے شریک ہونے کا حکم فرمایا مذہب اسلام میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کی چھ کتابیں سب سے زیادہ مشہور ہیں جنھیں صحاح ستہ کہتے ہیں ان سب کتابوں میں یہ مضمون صراحۃً موجود ہے صحیح بخاری شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اُنھوں نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| ضحی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن نسائہ بالبقر۔ | رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔ |

Marfat.com

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

| | |
|---|---|
| امرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان نشترک فی الابل والبقر کل سبعة منا فی بدنة۔ | ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اونٹ اور گائے ہر بدنہ میں سات سات آدمی شریک ہو جائیں۔ |

صحیح مسلم شریف میں انہیں سے روایت ہے:

| | |
|---|---|
| اشترکنا مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الحج والعمرة کل سبعة منا فی بدنة فقال رجل لجابر ایشترک فی البقر ما یشترک فی الجزور فقال ما ھی الا من البدن۔ | حج و عمرہ میں ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کے ایک ایک ڈیل دار جانور میں سات سات آدمی شریک ہوئے کسی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا گائے کی قربانی میں بھی اتنے ہی آدمی شریک ہو سکتے ہیں جتنے اونٹ میں فرمایا گائے بھی بدنہ ہی میں داخل ہے۔ |

ترمذی و نسائی و ابن ماجہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

| | |
|---|---|
| قال کنا مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فحضر الاضحی فذبحنا البقرة عن سبعة۔ | ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ بقرعید آئی تو ہم نے سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔ |

سبحٰن اللہ جو کام خود ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اور ہمیں اُس کا حکم دیا اُسے مذہب اسلام کے خلاف جاننا یا مذہب اسلام میں اُس کی اجازت و ہدایت نہ ماننا کیسی کھلی ہٹ دھرمی ہے۔

۵ ــــــ اس بیان میں ایک بڑی ناانصافی یہ ہے کہ ہماری تو صرف کتاب

Marfat.com

آسمانی سے ثبوت چاہا جو ہم روشن طور پر ادا کر چکے اور اپنے لیے شاستر کا دامن پکڑا وید کا نام کیوں نہ لیا جسے اپنے نزدیک کتاب آسمانی بتاتے ہیں اگر سچے ہیں تو اب اپنے وید سے قربانی گاؤ کی ممانعت ثابت کریں اور شاستر پر بنائے مذہب رکھتے ہیں تو ہماری بھی کتب فقہ کو بنائے مذہب جانیں ہدایہ درمختار قاضی خاں عالمگیری وغیرہا ہزار دس ہزار کتابیں جو چاہیں دیکھ لیں جس میں قربانی کا باب مذکور ہے اُن سب میں قربانی گاؤ نہایت صریح طور پر مسطور ہے تو اُسے خلافِ مذہب بتانا صریح دھوکا دینا ہے۔

۶ ——— یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس بیان ہنود نے خوب ثابت کر دیا کہ مورتی پوجن اور بتوں کے آگے گھنٹا بجانا سنکھ پھونکنا مہا دیو پر پانی ٹپکانا ہولی دِوالی وغیرہ وغیرہ صدہا باتیں کہ ہنود نے اپنی مذہبی ٹھہرا رکھی ہیں جن کا ذکر اُن کے وید میں نہیں سب اُن کے خلاف مذہب ہیں کہ جس کتاب پر بنیاد مذہب ہنود ہے اُن کا پتا نہیں دیتی پچھلے ہنود نے محض براہ حیلہ اُنھیں مذہبی بنا رکھا ہے۔

۷ ——— سب سے زائد یہ ہے کہ وید جس پر مذہب ہنود کی بنیاد ہے خود صاف صاف قربانی گاؤ کی اجازت دے رہا ہے اخبار پانیر صفحہ ۶ کالم ۴ مطبوعہ ۱۰ اپریل ۱۸۹۴ء میں ایک مضمون چھپا ہے کہ ہندوستان قدیم میں گائے کی قربانی اُس میں وید سے نقل کیا اے اگنی یہ پاک نذر صدقِ دل سے راگ کی صورت میں تیرے حضور پیش کرتے ہیں اور تمنا ہے کہ یہ سانڈ اور گھنیاں تجھے پسند آویں رگ وید ۶ : ۱۶ - ۴۷ میں تہِ دل سے سوما کا عرق پینے والی اگنی خالق کی جسے گھوڑے اور سانڈ اور بیل اور گھنیاں اور منت کے مینڈھے چڑھائے جاتے ہیں ستائش کروں گا رگ ۱۰ : ۹۱ - ۱۴ - اسی اخبار میں ہرہمتہ پران اور اورستنیار تھ پرکاش اور ترہتا جلد ۲ باب ۸ اور منو کی سامرتھی ۵ : ۱۸ وغیرہا کتب مذہب ہنود سے ہندوؤں کا گائیں ذبح کرنا بخوبی ثابت کیا ہے۔ اِسی طرح یہ امر مہابھارت وغیرہ سے بھی ثابت فیصلۂ ہائی کورٹ مقدمۂ قربانی نمبری ۶۸۰ میں تاریخ ہنود زمانہ پیشین سے حکامِ ہائی کورٹ نے ثابت کیا ہے کہ اگلے ہندو اپنی دینی رسوم میں گئو میدہ یعنی گائے کی قربانی کیا کرتے تھے اور متقدمین حکمائے ہنود نے اس کی تاکید کی تھی تو ثابت ہوا کہ ہنود

لہ بقول آریہ

Marfat.com

اپنے ویداور مذہبی کتابوں اور اگلے پیشواؤں سب کے خلاف بحیلہ مذہب صرف بغرض دکھانے مسلمانوں کے جن کے مذہب میں قربانی گاؤ کی صاف صریح اجازت ہے امر مذہبی میں مزاحمت بیجا خلاف استحقاق کرنا چاہتے ہیں جس کا عقلاً عرفاً قانوناً کسی طرح اُنھیں اختیار نہیں واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

| |
|---|
| محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ |
| عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان |

**مسئلہ** از مسلم لیگ ضلع بریلی مرسلہ سید عبدالودود جائنٹ سکرٹری لیگ مذکور جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ

نحمدہ ونصلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ آج کل ہنود کی طرف سے نہایت سخت کوشش اس امر کی ہو رہی ہے کہ ہندوستان سے گاؤکشی کی رسم موقوف کرادی جائے اور اس غرض سے اُنھوں نے ایک بہت بڑی عرضداشت گورنمنٹ میں پیش کرنے کے لیے تیار کی ہے جس پر کروروں باشندگان ہندوستان کے دستخط کرائے جارہے ہیں بعض ناعاقبت اندیش مسلمان بھی اس عرضداشت پر ہندوؤں کے کہنے سننے سے دستخط کر رہے ہیں ایسے مسلمانوں کی بابت شرع شریف کا کیا حکم ہے اور اس مذہبی رسم کے جو شعائر اسلام میں سے ہے بند کرانے میں مدد دینے والے گنہگار اور عنداللہ مواخذہ دار ہیں یا نہیں۔ بینوا الجواب بالتفصیل واللہ یہدی من یشاء الی سواء السبیل۔

## الجواب

گائے کی قربانی شعائر اسلام سے ہے قال تعالیٰ:

والبدن جعلنها لکم من شعائر اللہ۔ — اور اونٹ گائے بیل ہم نے اُن کو کیا تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں سے

مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ اس معاملہ کے انسداد میں شرکت ناجائز و

Marfat.com

حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبید النبی نواب مرزا
عفی عنہ بجاہ المصطفےٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

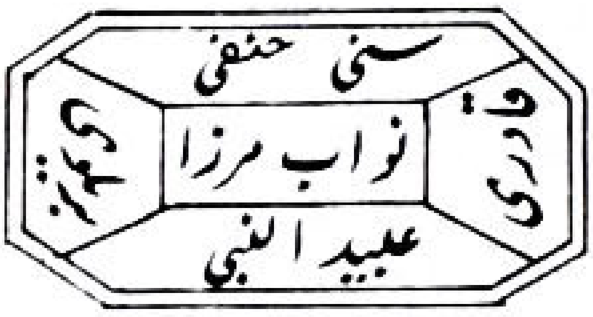


فی الواقع گاؤکشی ہم مسلمانوں کا مذہبی کام ہے جس کا حکم ہماری پاک مبارک کتاب کلام مجید رب الارباب میں متعدد جگہ موجود ہے اس میں ہندوؤں کی امداد اور اپنی مذہبی مضرت میں کوشش اور قانونی آزادی کی بندش نہ کرے گا مگر وہ جو مسلمانوں کا بدخواہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

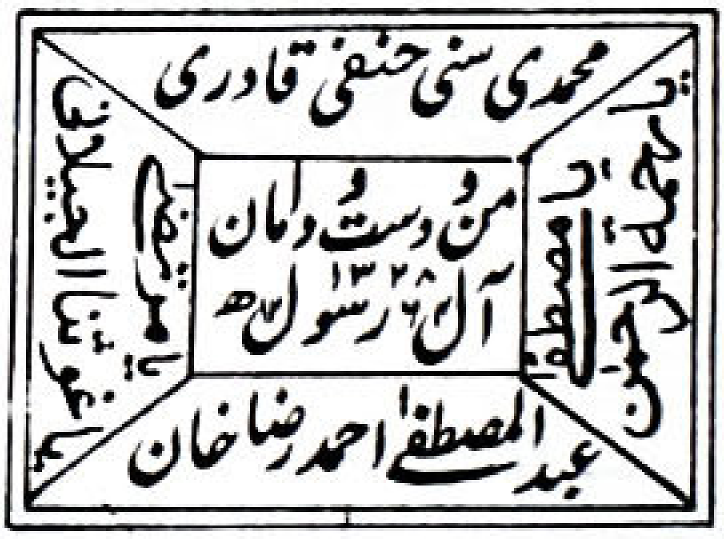


اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ۔ بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔

شرائع من قبلنا اذا قصها اللہ تعالیٰ لنا ولم ینکر علیها شرائع لنا کما نص فی کتب الاصول زراعت کے بہانے سے ہنود ہماری مذہبی رسم میں نہ صرف دست اندازی بلکہ اُس کا پورا انسداد چاہتے ہیں اور طرفہ یہ کہ اُس پر مذہبی آزادی سے استناد کرتے ہیں کیا مذہبی آزادی کے یہ معنے ہیں کہ ایک فریق کے خیالات کو کامیاب کرنے کے لیے دوسرے فریق کی دینی مذہبی رسوم بند کر دی جائیں ہندوستان میں روزانہ ہزاروں گائے ذبح ہوتی ہیں آج تک زراعت کو کون سا نقصان پہنچا جو آئندہ پہنچنے کی امید ہے قدرت کا قاعدہ ہے کہ جس چیز کی مانگ زیادہ ہوتی ہے اُسے زیادہ پیدا فرماتی ہے گاؤکشی بند ہونے سے زراعت کو

Marfat.com

تو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا سو اس کے کہ کھیت میں پڑکر طیار کھیت کو کھا جانے والے
اب دنسل ہیں تو جب تنو ہوں گے باں گوشت کو نقصان عظیم پہنچے گا مسلمان اور عیسائی بلکہ
ہنود کی بعض اقوام بھی طبعی طور پر غذائے گوشت کے عادی ہیں اُسے بند کر کے صرف دال
ساگ پر اُنھیں قانع کرنا ضرور اُن کی عافیت میں خلل انداز ہوگا اور ہرگز ان کی صحت جسمانی ٹھیک
نہیں رہ سکتی اور اُس کے سوا عام حاجتوں کو سخت نقصان پہنچے گا مثلاً جوتا ہے کیا ہنود اس کے
محتاج نہیں کم لوگ ہیں کہ نری استر کا پہنتے ہوں اور جب ادھوڑی استر کا بند ہو جائے گا تو غرباء
تو پہن ہی نہ سکیں گے اور امراء کے لیے چہار چند قیمت ہو جاتے گی اور اس کے علاوہ ہزاروں
کام جن پر چمڑے کے کارخانوں کی بنا ہے اور لاکھوں روپے کی تجارت ہے اور ہزاروں آدمیوں
کا رزق اور گورنمنٹی خزانے کے لیے لاکھوں کا محصول یہ سب امور یکسر بند ہو جائیں گے اور ملک
کی رفاہ و آسائش میں عام انقلاب واقع ہوگا جس کا ضرر نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام اقوام کو
پہنچے گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

ذلک کذلک

| |
|---|
| مصطفیٰ رضا خان قادری ۱۳۲۸ |
| آل الرحمٰن محمد عرف |
| ابو البرکات محی الدین جیلانی |

کتبہ ابو العلا امجد علی الاعظمی
عفی عنہ بمحمد النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

# الاجازات المتینة لعلماء بکة والمدینة

تصنیف

مجدد المأئۃ حاضرہ مؤید الملت الطاہرہ حضرت الشیخ مولینا المولوی الحاج

**محمد احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ**

مترجم و محشی

استاذ الاساتذہ علامہ حافظ محمد احسان الحق قادری رضوی مدظلہ العالی۔ لائلپور

مکتبہ حامدیہ ——— گنج بخش روڈ ——— لاہور

سنہ ۱۹۶۹ء کے عربی کے سالانہ امتحان کے ساتویں پرچے کے بدلے اورینٹل کالج یونیورسٹی پنجاب میں ایڈٹ کیا۔

پروفیسر محمد صدیق اکبر گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ۔

Marfat.com

# فہرس


| | |
|---|---|
| تمہید | ۲۴۳ |
| مکتوب مولانا عبدالقادر کردی علیہ الرحمۃ | ۲۵۷ |
| مکتوب ۱ مولانا اسمٰعیل بن خلیل علیہ الرحمۃ | ۲۵۹ |
| مکتوب ۲ 〃 〃 〃 〃 〃 | ۲۶۱ |
| مکتوب سید مامون مدنی علیہ الرحمۃ | ۲۶۵ |
| سند اجازت کا پہلا نسخہ برائے مولانا عبدالحی کتانی علیہ الرحمۃ | ۲۶۹ |
| شجرہ قادریہ رضویہ | ۲۷۵ |
| سند اجازت کا دوسرا نسخہ برائے مولانا صالح کمال و مولانا اسمٰعیل بن خلیل وغیرہما (علیہ الرحمۃ) | ۲۸۰ |
| سند اجازت کا تیسرا نسخہ برائے شیخ احمد خضراوی مکی علیہ الرحمۃ | ۳۲۷ |
| سند اجازت کا چوتھا نسخہ برائے عام علماء اہلِ مکہ علیہ الرحمۃ | ۳۲۷ |
| سند اجازت کا پانچواں نسخہ برائے مولانا عبدالقادر کردی و فرزند او عبداللہ فرید علیہما الرحمۃ | ۳۳۹ |
| سند اجازت کا چھٹا نسخہ برائے سید محمد عمر المطوف علیہ الرحمۃ | ۳۴۱ |
| سند اجازت کا ساتواں نسخہ برائے شیخ الدلائل سید محمد سعید مدنی علیہ الرحمۃ | ۳۴۳ |
| حدیث مسلسل بالاولیۃ کی سند بر طریق الشاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ | ۳۴۷ |
| 〃 〃 〃 〃 الشاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ | ۳۵۱ |


Marfat.com

حدیث مسلسل بالاولیۃ کی تیسری سند جو بہت عالی ہے ۳۵۳
مصافحہ جنیہ کی سند ۳۵۵
مصافحہ خضریہ کی سند ۳۵۷
مصافحہ معمریہ کی سند ۳۵۷
مصافحہ منامیہ کی سند ۳۵۹
حواشی ۳۶۰

Marfat.com

الرسالة الثانیه من الرسائل الاربع التی صنفها وهو حل بالبلد الحرام الرحلة القرم الکرام الذی شهد له علماء الحرمین الکرام بانه السید الفرد الامام مجدد المائة الحاضرة موید الملة الطاهرة حضرة الشیخ مولانا المولوی الحاج محمد احمد رضا خان متع الله المسلمین ببقائه۔

واسمها التاریخی

# الاجازات المتینة لعلماء بکّة والمدینة

سنہ ۱۳۲۴ھ

وهی الاجازات التی کتبها فی الحرمین زادهما الله شرفا وتکریما حین سأله علماؤهما الاعاظم وعظماؤهما الاکارم اجازة الحدیث و سائر مرویاته من قدیم وحدیث طبعت علی نفقة ذی الفضل والجاه مولانا الحاج محمّد انوار الاسلام الرضوی مالک

مکتبه حامدیه فی المطبع
فی بلدة لاهور

Marfat.com

یہ دوسرا رسالہ ہے ان چار رسالوں میں سے جنہیں مکہ مکرمہ میں اس عالم دین نے تصنیف فرمایا جن کی بارگاہ میں دور دور سے لوگ چل کر حاضر ہوتے ہیں جو اہل علم کے سردار اور فیض رساں ہیں، جن کے حق میں حرمین طیبین کے علمائے کرام نے شہادت دی کہ آپ سید العلماء ہیں، یگانہ اور پیشوا ہیں، مأتہ حاضرہ (چودھویں صدی) کے مجدد اور ملت طاہرہ کے مؤید ہیں، یعنی حضرت الشیخ مولانا المولوی الحاج محمد احمد رضا خاں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا)

اس کا تاریخی نام

# الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ

ہے۔ اس میں وہ اجازتیں درج ہیں جنھیں آپ نے حرمین محترمین (زادہما اللہ شرفاً وتکریماً) میں اس وقت لکھا جبکہ وہاں کے عظیم المرتبت اعاظم و اکارم علماء نے آپ سے حدیث کی اور دیگر مرویات قدیمہ وجدیدہ کی اجازتیں طلب کیں۔ مولانا الحاج محمد انوار الاسلام الرضوی مالک مکتبہ حامدیہ نے مطبع میں چھپوایا۔

Marfat.com

تمهید رسالة

# الاجازات المتینه لعلماء بكة والمدینة

لنجل المصنف العلام الفاضل الجلی الشان مولینا محمد القادری المعروف بالمولوی الحاج حامد رضا خان سلمه المنان

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الحمد لله وکفی وسلام علی عباده الذین اصطفی لاسیما هذا الحبیب المرتجی والشفیع المصطفیٰ واٰله وصحبه اولی الصدق والوفا والنور والصفا وعلینا معهم یا من وعدفوفی اوعد فعفا اما بعد فان المولی سبحانه وتعالی یختص برحمته من یشاء ویمن علیه بجلیل الالاء ویختار له من النعم العظام ما یحتار فیه العقول والافهام بل لا یقدر قدره الاوهام وذلك بمن یمن جمال کمال نعم افضال حبیبه الکریم الغنی المغنی الجواد المعطی ابی القاسم قاسم اقسام النعیم علیه وعلی اٰله وصحبه افضل صلاة واکمل تسلیم فانه هو الوسیلة العظمی والخلیفة الاعلی واعطی المفاتیح دنیا واخری جعل المولی خزائن رحمته طوع یدیه فلا ینقل خیر الامنه ولا یسند عطاء الا الیه ورحم الله القائل واجزل

رسالہ

# "الاجازات المتینہ لعلماء بکہ والمدینہ" کی تمہید

جسے مصنفِ رسالہ (علیہ الرحمہ) کے فرزند حجۃ الاسلام العلامہ الحاج الفاضل صاحب الشان المولوی محمد حامد رضا خاں القادری نے لکھا۔ (سلامتی والا رب انہیں سلامتی کے گھر (جنت) میں داخل فرمائے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کو ہیں اور وہ کافی ہے۔ سلام اللہ کے ان بندوں پر جنہیں اس نے چنا، خاص کر اس محبوب پر جو امید گاہ شفاعت کنندہ اور انتخاب فرمودہ ہیں، نیز آپ کی آل و اصحاب پر جو صدق و وفا اور نور و صفا والے ہیں اور ان کے ساتھ ہم پر بھی (سلامتی اتار) اے وُہ ذات جس نے وعدہ کیا تو پورا کیا اور دھمکی دی تو معاف فرمایا۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد! حقیقت یہ ہے کہ مولا سبحانہ، و تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص فرماتا ہے اور اپنی جلیل الشان نوازشوں کے ساتھ اس پر احسان کرتا ہے اور اس کے لیے ایسی بڑی بڑی نعمتیں پسند فرماتا ہے جن سے عقلوں اور فہموں کو حیرت ہوتی ہے بلکہ ان کی قدر و منزلت کا اندازہ وہم و گمان بھی نہیں کر سکتے۔ اور ان سب الطاف کا اصل سبب حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ بابرکت احسان ہے جو آپ کی فضیلت والی نعمتوں کے کامل حسن کا کرشمہ ہے۔ وُہ حبیب جو غنی ہیں دوسروں کو غنی کرتے ہیں، سخی ہیں دوسروں کو دیتے ہیں، ابوالقاسم ہیں دوسروں میں نعمتوں کی تمام قسمیں بانٹتے ہیں (آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر افضل درود اور اکمل سلام اترے) کیونکہ آپ ہی بندوں کے لیے سب سے بڑے وسیلہ اور اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ و نائب ہیں۔ دنیا میں اور آخرت میں سب خزانوں کی کنجیاں آپ ہی کو عطا ہوئی ہیں۔ مولا تعالیٰ نے اپنی رحمت کے خزانے آپ کے دست کرامت میں رکھ دیے ہیں۔ تو کوئی بھلائی کسی کی طرف نہیں جاتی مگر آپ کے پاس سے ہو کر۔ اور کوئی عطیہ کسی کو نہیں پہنچتا مگر آپ سے نسبت پا کر۔ ان اشعار کے قائل پر اللہ تعالیٰ

Marfat.com

له الاجر الكامل ؎

الا بابى من كان ملكا و سيدا
و آدم بين الماء و الطين واقف
اذا رام امراً لا يكون خلافه
وليس لذاك الامر فى الكون صارف

ورضى الله عن سيدى العارف بالله الامام ابى الحسن محمد البكرى الصديقى حيث يقول ؎

ما ارسل الرحمن او يرسل
من رحمة تصعد او تنزل
فى ملكوت الله او ملكه
من كل ما يختص او يشمل
الا وطه المصطفى عبده
نبيه مختاره المرسل
واسطة فيها و اصل لها
يعلم هذا كل من يعقل

لا سيما نعم الدين من اول يوم الى الدين فالامر فيها واضح مبين و ذلك قول رب العلمين و آخرين منهم لما يلحقوا بهم و هو العزيز الحكيم ٥ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم ٥ والحمد لله رب العلمين ٥ وان من اجل اولئك الاخرين الاولين سبقا فى الآخرين والاسبقين فضلا فى اللاحقين الذى انعم عليه نبيه الاول الآخر الباطن الظاهر الفاتح الخاتم اول الكائنين وخاتم النبيين صلوات الله وسلامه عليه و على اله و صحبه اجمعين

Marfat.com

رحمتیں اتارے اور اجر کامل بخشے۔

(ترجمہ اشعار) "سنتے ہو! باپ قربان ہو ان پر جو اس وقت بھی بادشاہ اور سردار تھے جبکہ حضرت آدم پانی اور مٹی میں تھے۔ وہ جب کسی امر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کا خلاف نہیں ہو سکتا سارے جہان میں کوئی ایسا پیدا نہیں ہُوا جو آپ کے ارادے کو بدل سکے۔"

عارف ربانی سیدی ابوالحسن محمد البکری الصدیقی الامام سے خدا راضی ہو وہ کیا خوب فرماتے ہیں:

(ترجمہ اشعار) "جتنی رحمتیں اللہ رحمان نے بھیجی ہیں یا بھیجے گا وہ چڑھتی ہوں یا اُترتی۔ ملکوت میں ہوں یا ملک میں۔ خاص ہوں یا عام، سب میں واسطہ اور اصل آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جو طٰہٰ بھی ہیں اور مصطفیٰ بھی، اللہ کے بندے بھی ہیں اور نبی بھی، مختار بھی ہیں اور رسل بھی، یہ ایسی حقیقت ہے جسے ہر عقلمند جانتا اور مانتا ہے۔"

بالخصوص دین کی نعمتیں! وہ روز اوّل سے روز آخر تک جتنی بھی ہیں سب حضور (علیہ السلام) کے واسطہ سے ہیں۔ اس امر کی دلیل واضح ہے اور وہ رب العالمین کا یہ ارشاد ہے:

(ترجمہ الآیتیں مع التفسیر بین الجلالین)

(میرے رسول اپنی امت کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا کرتے ہیں) اور ان میں سے اوروں کو بھی (جو قیامت تک آئیں گے) پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے (بعد میں پیدا ہُوئے) اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (سورۃ الجمعہ، رکوع نمبر ۱) اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کو ہیں۔

اس آیت میں قیامت تک آنے والے جن اوروں کا ذکر ہُوا ہے ان میں فضل و کمال کے اندر سبقت لے جانے والوں میں ایک ایسا عظیم الشان جلیل المرتبت شخص بھی ہے جس کو اس کے مقدس پیغمبر نے بے اندازہ نعمتیں بخشی ہیں۔ وہ پیغمبر جو اوّل بھی ہیں آخر بھی، باطن بھی ہیں ظاہر بھی، فاتح بھی ہیں خاتم بھی، کائنات میں (من حیث الخلقت) پہلے بھی ہیں اور نبیوں میں (من حیث البعثت) پچھلے بھی (صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین) اور ان کی

Marfat.com

بنعم لا یقدر قدرها ولا ینزف غمرها ولا یحصی والله العظیم عددها و لا ینفد ان شاء الکریم امدها ولا ینقطع بعون المصطفی مددها فان الکریم اذا بدأ اعاد واذا عود ادام ولا یقطع عوائد موائد الفضل والانعام ومن مثل هذا الحبیب المرتجی العمیم الجود العظیم المرجا صلی الله تعالیٰ علیه وعلی اٰله دائما ابدا فی الفضل والکرم والجود والندی ؎

حاشاه ان یحرم الراجی مکارمه
او یرجع الجار منه غیر محترم

صلی الله تعالی علیه وعلی اله وسائر المتعلقین باذیاله قدر جوده ونواله ونعمه وافضاله وجاهه وجلاله وحسنه وجماله وفضله وکماله سیدنا الوالد الامجد الاماجد امام

**اهل السنة السنیه والجماعة السنّیه مجدد المائة الحاضره مؤید الملة الطاهرة الاسلام نور الایمان حضرة المولی الحاج الشیخ احمد رضا خان افاض الله علینا من شآبیب فیضه المدرار ٭ ما ترنم الهزار فوق الازهار**

فانه اتم الله نوره وادام حبوره لما من علیه الحبیب المقترب المجاب المجیب صلی الله تعالی علیه وسلم وعلی اله وصحبه وشرف وکرم بالحج مرة اخری احسن من الاولی امطر علیه امطار الکرم وادام علیه دیم النعم فقربه تقریبا

وجعله الی الکرام حبیبا و
احله من القلوب المحل
الجلیل

Marfat.com

بخشی ہوئی نعمتیں سمندر کی طرح بے اندازہ ہیں جس طرح اس کا پانی تمام نکالا نہیں جا سکتا، یونہی وہ نعمتیں ختم نہیں ہو سکتیں اللہ عظیم کی قسم وہ گنی نہیں جا سکتیں۔ رب کریم نے چاہا تو کسی حد پہ نہ رکیں گی، مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد سے ان میں اضافہ نہیں رکے گا کیونکہ کریم جب دینے لگتا ہے تو دیتا ہی جاتا ہے اور جب کسی کو اپنے آستانۂ کرم سے لینے کا عادی بناتا ہے تو لینے دینے کی یہ رسم برقرار رکھتا ہے اس کے فضل و انعام کے دستر خوانوں کی مہربانیاں منقطع نہیں ہوا کرتیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس حبیب جیسا فضل وکرم میں جود وسخا میں دوسرا کون ہے؟ آپ امیدگاہ ہیں، آپ کی سخاوت عام ہے، آپ کی ذات سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ دائماً ابدا)۔

(ترجمہ شعر) آپ اس عیب سے پاک ہیں کہ امیدوار کرم آپ کی کرم نوازیوں سے محروم کر دیا جائے یا آپ کی پناہ میں آنے والا ناکام واپس جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے دامنِ رحمت سے لپٹنے والوں پر درود و رحمت نازل فرمائے بمقدار آپ کی بخشش اور نوال کے، نعمت اور افضال کے، مرتبہ اور جلال کے، حسن اور جمال کے، فضل اور کمال کے۔

اس جلیل المرتبت شخص سے مراد میرے والد محترم ہیں جو بزرگی والوں کے بزرگ، روشن سنت اور سنی جماعت کے امام، اس چودھویں صدی کے مجدد، پاکیزہ ملت کے مددگار اور نور ایمان کے بلند نشان ہیں یعنی حضرت مولانا الحاج الشیخ احمد رضا خاں۔ (اللہ تعالیٰ ہم پہ ان کے ابر فیض بار کی بارشیں نازل فرماتے جب تک کہ کلیوں پر بلبلیں چہکیں)

ہوا یوں کہ حضرت والد ماجد (اللہ تعالیٰ آپ کے نور فیض کو کامل اور پیشوائی کو دائم فرمائے) پر جب بموقع حج ثانی جو پہلے حج سے احسن ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب نے احسان فرمایا (وہ حبیب جنھیں حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہے، جن کی سب دعائیں قبول ہوتی ہیں، جو دوسروں کی التجائیں منظور فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وشرف وکرم) اور آپ پر بارانِ کرم کو اتارا، نعمتوں کی وہ بارشیں لگاتار نازل فرمائیں کہ مقربِ بارگاہ کر دیا اور اہلِ کرم کا محبوب بنا دیا اور اہل حرم کے دلوں میں باعزت و باعظمت جگہ مرحمت فرما دی کہ وہاں

Marfat.com

فاجلّه الاجلّة باجل تبجيل ولا وحق الحق لم يطلب والدى
شهرة فى الخلق ولم يبغ طريقا الى تلك المسالك ولم
يلق بالا الى تسبب فى ذلك ولكن اراد المصطفى ومراد المصطفى
لا يرى تخلفا فان مراده مراد الله وترى ربه يسارع
فى هواه فمع حب والدى العزلة والخمول وضع الله له
فى ارضه القبول فكانما نودى فى مكة يا اهل
الصفا اهرعوا فقد جاء عبد المصطفى فراينا العلماء اليه
مهرعين واكابر العظماء الى اعظامه مسرعين فمنهم من
يقتبس من انوار علمه وضياه ومن يلتمس البركة فى
لقاء محياه وهذا جاء فسأل واستفتى وهذا جليل يعرض
عليه ما كان افتى حتى ان الجلة الجليلة الممتازة طلبوا
منه بركة الاجازة ودخل كبار فى بيعة الطريقة وقام
مخدوموا الكرام بخدمته الانيقة حتى ان شيخا جليلا اماما
مطاعا مهابا كبير الشان عظيم المكان من اجلة علماء البلد
الحرام المشار اليه بالاصابع بين الكرام سمعناه يقول له فى
محاورته لما اهوى ابى لمس ركبته بل انا اقبل ارجلكم و
نعالكم كثر الله فى الامة امثالكم فراينا بحمد الله
رأى العين ما اخبر عن نبيه

رب
المشرقين اذ يقول و
اخرين
منهم لما يلحقوا بهم و
هو العزيز الحكيم ٥

Marfat.com

کی بہت بڑی جلیل القدر شخصیتوں نے آپ کی بہت بڑی تعظیم و توقیر کی۔ حق تعالیٰ کی قسم کہ حضرت والد ماجد کو مطلوب شہرت نہ تھی۔ انہوں نے اس کے حصول کا کوئی طریقہ اختیار نہ کیا اپنے دل کو اس کے سبب کی جانب مائل نہ ہونے دیا لیکن بایں ہمہ حضرت جناب محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے آپ کو مشہور کرنے کا ارادہ فرما لیا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مراد متخلف نہیں ہو سکتی کیونکہ حضور کی مراد اللہ کی مراد ہے اور حضور کا چاہا اللہ کا چاہا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ حضور کا رب حضور کی مراد پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) فہناً علیہ والد ماجد نے اگرچہ گوشہ نشینی اور گمنامی کو پسند کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین میں آپ کی مقبولیت رکھ دی گویا مکہ مکرمہ میں کارکنانِ قضاء و قدر سے ندا کروا دی گئی کہ اے اہلِ صفا! جلدی چلو مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غلام آیا ہوا ہے" تو ہم نے وہاں کے علمائے کرام کو آپ کی جانب تیز تیز آتے اور اکابر علماء کو آپ کی تعظیم و توقیر میں جلدی کرتے دیکھا، بعض آپ کے علمی انوار حاصل کرنے کے لیے آئے۔ بعض صرف برکت ملاقات کی غرض سے پہنچے۔ کسی نے آکر مسئلہ پوچھا اور فتویٰ طلب کیا۔ کسی بزرگ نے اپنا لکھا ہوا فتوےٰ دکھایا (اور تصدیق و تقریظ چاہی) یہاں تک کہ باعزت لوگوں، ممتاز شخصیتوں نے آپ سے برکتِ اجازت چاہی اور بڑی شان والے اکابر بیعت طریقت میں داخل ہوئے اور اہل کرم مخدوم عمدہ خدمات بجالانے لگے تا آنکہ ہم نے خود سنا کہ ایک دفعہ ایک بزرگ بلند مرتبہ، پیشوا، فرمانروا، باہیبت، کبیر الشان، عظیم المکان، معزز علماء حرم، اہل کرم میں اتنے معظم کہ ان کی جانب انگلیوں سے اشارے ہوتے ہیں، سے گفتگو کرتے وقت جبکہ حضرت والد ماجد نے ادباً ان کے گھٹنے کو چھونا چاہا تو وہ بولے "انا اقبل ارجلکم و نعالکم کثر اللہ فی الامۃ امثالکم" میں آپ کے قدموں اور جوتوں کو بوسہ دوں۔ اللہ تعالیٰ اس امت میں آپ جیسے علماء بکثرت پیدا کرے۔[1]

تو ہم نے بحمدہ تعالیٰ اپنی آنکھوں سے (والد صاحب کی وسعت علمی کا) وہ منظر دیکھا جس کی خبر رب المشرقین" نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بابت قرآن مجید میں دی۔

(ترجمہ آیت) (میرے رسول اپنی امت کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں) اور ان میں سے اوروں کو بھی (جو قیامت تک آئیں گے)، پاک کرنے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے (بعد میں پیدا ہونے)، اور وہی عزت و حکمت

Marfat.com

ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم ۝ وان اول من اتاه للاستجازة طالبا منه نعمة الاجازة محدث المغرب جليل المنصب السيد الفاضل العالم الكامل مولنا السيد عبد الحى ابن السيد الكبير الشريف عبد الكبير الكتانى الفاسى ذو فضل مبين له ستون مصنفا فى علم الحديث وغيره من علوم الدين كان اتى مكة حاجا فارسل الى سيدنا الوالد الانقى من دون سبقة تعارف اصلا فضلا عن لقاء لاربع بقين من ذى الحجة سنة الف وثلثمائة وثلث وعشرين انى اريد لاتيان اليكم لاقتبس من نوركم المبين وقد كان ابى مشتغلا فى هذا النهار ردا على الوهابية بكتابة كتابه الدولة المكية بالمادة الغيبة وكان واعد العلماء الكرام ان يتمه تصنيفا وتبييضا فى ثلثة ايام فخاف ان يتاخر فتنصل واعتذر ورد اليه الجواب ان سيتم غدا الكتاب ان شاء الملك الوهاب فانا بنفسى اتى اليكم بعد غد فارسل السيد المغربى حفظه الاحد انى غدا ذاهب الى المدينة المنيرة وقد اكترينا الابل وتعين الرواح بعد الظهيرة فاذن ابى وتوكل فى اتمام شانه على الفتاح ففرح السيد واتاه من الغد بعد الاصباح فاستجاز فى الحديث اولا وسمع ما جاء بالاولية مسلسلا ثم طلب اجازة سلاسل الاولياء الكبار فكتب ابى كل ما اقترح وطال المجلس الى نصف النهار ثم توجه السيد من فوره بعد الصلاة الاولى الى مدينة المصطفى وكان معه شاب صالح من طلبة العلم الكريم يدعى حسين جمال بن عبد الرحيم فتخلف ساعة عن السيد واتى مستجيزا الى حضرة الوالد وقد اذن رحيلهم الى الطيب مكان فاجازه والدى اجازة باللسان واذن له ان يكتب نسخة باسمه من عند السيد على نحوه ورسمه فكانت هذه نسخة اولى ومع تلك الطفرة وعود الحمى اتم الله الكتاب

Marfat.com

والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (سورۃ الجمعہ، رکوع ۱)
والد صاحب کی خدمت میں نعمت اجازت حاصل کرنے کے لیے سب سے پہلے جو مستجیز حاضر ہوئے
ان کا نام مولانا السید عبد الحی بن السید الکبیر الشریف عبد الکبیر الکتانی الفاسی ہے۔ موصوف محدث
المغرب جلیل المنصب سردار فاضل عالم کامل صاحب فضل مبین ہیں، علم حدیث میں اور اس کے
علاوہ دیگر علوم دینیہ میں ساٹھ کتابیں تصنیف فرما چکے ہیں۔ آپ مکہ مکرمہ میں حج کے لیے آئے
ہوئے تھے انہوں نے بغیر کسی سابق تعارف و سابق ملاقات کے والد ماجد کی خدمت میں ۲۶ ذی الحجہ
۱۳۲۳ھ کو پیغام بھیجا کہ میں آپ کے نور علم سے مقتبس ہونے کے لیے آنا چاہتا ہوں اس دن
والد محترم "وہابیوں" کے رد میں "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" نامی کتاب لکھنے میں مصروف تھے
اور تین دن میں کتاب کی تصنیف و تبییض کے مکمل کرنے کا علماء کرام سے وعدہ فرما چکے تھے۔ بوجہ
ملاقات کتاب کی تکمیل میں تاخیر کا خوف تھا اس لیے آپ نے سید صاحب (حفظہ الاحد) کی
خدمت میں معذرت پیش کی اور جواب ارسال کیا کہ کل تک (ان شاء الملک الوہاب) کتاب مکمل
ہو جائے گی تو میں پرسوں خود حاضر ہو جاؤں گا۔ سید صاحب نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ کل مدینہ منورہ
جا رہا ہوں۔ کرایہ کے اونٹ لے لیے ہیں کل دوپہر کے بعد روانگی کا پروگرام بن چکا ہے تو حضرت
والد ماجد نے کتاب کی تکمیل خدائے فتاح کے سپرد کی اور سید صاحب موصوف کے تشریف لانے کی
اجازت دے دی۔ سنتے ہی سید محترم خوش ہوتے اور صبح کے وقت تشریف لے آئے۔ انہوں نے
آتے ہی والد ماجد سے اجازت حدیث حاصل کی اور حدیث مسلسل بالاولیت کا سماع کیا، پھر
اولیاء کبار کے سلاسل طریقت کی اجازتیں لیں والد ماجد نے تمام اجازتیں ان کی منشاء کے مطابق
لکھ کر مرحمت فرمائیں۔ یہ مجلس دوپہر تک رہی، پھر سید صاحب نماز ظہر کے فوراً بعد مدینۃ المصطفیٰ (صلی اللہ
علیہ وسلم) کی جانب روانہ ہو گئے۔ موصوف کے ساتھ ایک جوان صالح علم دین کا طالب "حسین جمال
بن عبد الرحیم" بھی تھا اس نے سید صاحب سے کچھ پیچھے رہ کر اپنے لیے اجازت حدیث طلب کی
چونکہ مدینہ طیبہ کی جانب ان حضرات کی روانگی کا وقت قریب تھا اس لیے والد ماجد نے اسے
زبانی اجازت دے کر فرمایا کہ سید صاحب کے نسخے کی نقل لے کر اپنا نام لکھ لینا یہ اجازات کا پہلا
نسخہ ہے۔ اس تاخیر کے ساتھ ساتھ والد صاحب کو بخار بھی دوبارہ ہو گیا مگر اللہ تعالیٰ نے وقت

Marfat.com

قبل الميعاد وارسل مبيضا الى العلماء الامجاد ثم من غدا عنى لليلتين بقينا من ذى الحجة الحرام اتاه زائرا اجل العلماء الاماثل الكرام حضرة مولنا الشيخ صالح كمال مع بعض اخرين اهل العلم والافضال من بيت دحلان بيت الفضل والكمال فاستجازوا فاجازلهم باللسان ولم يزل متوقفا فى كتابة الاجازة لذلك العلامة الجليل الشان اجلالا لشانه وتعظيما لمكانه والشيخ كلمه يلقى يطلب ويتقاضى حتى انشأله نسخة اخرى حافلة كبرى وسماها "الاجازة الرضوية لمبجل مكة البهية" جمع فاوعى وذكر الشيخ باحسن الذكرى فكانت نسخة ثانية اسماء غانية ثم ان المولى سبحنه وتعالى قد كان القى بين حضرة الوالد والسيد الماجد العلامة النبيل الفهامة الجميل مولنا السيد اسمعيل خليل حافظ كتب الحرم الجليل بأول اللقيا وتراثى المحيا حبا فى الله فوق العادة لان الارواح جنود مجندة وكان السيد سأله الاجازة فبهذه النسخة الجامعة اجازه مع اخيه السيد مصطفى خليل ادامهم الله بالعز والتبجيل وكتب لهما عند ذكر الاسماء ما يليق بهما من ثناء وسناء ثم كتب نسخة ثالثة للعالم العامل الحاوى الشيخ احمد الخضراوى ثم تتابع الناس فكتب نسخة رابعة مختصرة جامعة وجيزة نافعة واستنسخ منها عدة نقول بترك البياض

مكان اسم المجاز

فكلما اتى عالم يستجيز

كتب اسمه واعطاه نسخة

Marfat.com

سے پہلے کتاب مکمل فرمادی اور والد صاحب نے مسودہ صاف فرماکر (حسبِ وعدہ) علماء امجاد کے پاس بھیج دی۔

پھر اگلے دن یعنی بتاریخ ۲۸ ذی الحجہ والد صاحب کی زیارت کے لیے حضرت مولانا الشیخ صالح کمال تشریف لائے جو برگزیدہ علماء کرام کے سرتاج ہیں۔ ان کے ساتھ فضل وکمال کے گھرانے "دحلان" کے دیگر اہل علم اور اصحاب فضیلت بھی تھے۔ انہوں نے بھی اجازتیں مانگیں آپ نے سب کو زبانی اجازتیں بخشیں اور جلیل القدر علامہ (صالح کمال) کی جلالت شان اور عظمت مکان کے پیش نظر ان کے لیے سند اجازت لکھنے میں کافی توقف فرمایا۔ وہ جب ملتے سند کا مطالعہ فرماتے اور تقاضے پر تقاضا کرتے۔ یہاں تک کہ ان کی خاطر سند کا الگ بڑا نسخہ ارشاد فرمایا جس کا تاریخی نام "الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیۃ" تجویز کیا اس نسخے کو اجازات کا جامع اور پوری طرح کامل بنایا، اس میں "شیخ" کا ذکر بڑے حسین الفاظ میں کیا۔ تو نسخہ ثانیہ ایسا حسین ہوگیا کہ ہر زیبائش سے مستغنی نظر آنے لگا پھر مولیٰ سبحانہٗ وتعالیٰ نے والد ماجد کے درمیان اور سید، بزرگ، علامہ، دانشمند، کثیر الفہم، باجمال، مولانا السید اسماعیل خلیل محافظ کتب حرم شریف کے درمیان پہلی ملاقات ہیں چہرے پر نگاہ پڑتے ہی فوق العادۃ "محبت فی اللہ" پیدا فرمادی کیونکہ (بمطابق حدیث مشکوٰۃ ص ۴۲۵) روحیں متعلق بالاجسام ہونے سے پہلے جمع کیے ہوئے لشکر کی صورت ہوا کرتی ہیں (تو جو عالم ارواح میں متعارف ہوں وہ عالمِ اجسام میں بھی متعارف ومانوس ہوجاتی ہیں) بعد از ملاقات سید صاحب نے بھی سند مانگی تو والد ماجد نے ان کو بھی اور ان کے بھائی سید مصطفیٰ خلیل کو بھی وہی نسخہ ثانیہ جامعہ مرحمت فرمایا (اللہ تعالیٰ ان سب کو عزت وعظمت بخشے) البتہ ان کے ناموں کے ساتھ ان کی شان کے لائق کلمات مدح وثنا لکھے۔ پھر آپ نے تیسرا نسخہ باعمل عالم حاوی فروع واصول شیخ احمد خضراوی کے لیے لکھا۔ ازاں بعد مستجیزین کا تانتا بندھ گیا۔ سندیں طلب کرنے والے علماء ومشایخ پے در پے بکثرت آنے لگے تو حضرت والد ماجد نے ان کے لیے سند کا چوتھا نسخہ تالیف فرمایا، جو مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔ اور تھوڑے الفاظ پر مشتمل ہونے کے باوجود نافع بھی۔ اور آپ نے مجاز کے نام کی جگہ خالی چھوڑ کر اس نسخے کی متعدد نقلیں کروالیں۔ جب کوئی عالمِ دین سند لینے آتے تو والد ماجد خالی جگہ ان کا نام لکھ کر یہ نسخہ ان کے حوالے کر دیتے

Marfat.com

فاوجزوا اجاز لکن عدة لرماء طلبوا مع ذلك للنسخة الكبرى وكانوا بذلك احق
واحرى فمنهم من احاله على حضرة الشيخ صالح كمال كى يستنسخوها من
عنده لتخف الاثقال ومنهم من وعده الارسال اليه من عنده بعد
الوصول الى وطنه وبلده فهاتان النسختان اعنى الثانية الكبرى والرابعة
الجامعة الصغرى كان كل منهما على عدة اعلام لعلماء واعلام فنذكر
فى محل الاسم ما اختلفت العبارات وتمح كل ما ذكر فى اخره من تاريخ
الاثبات ثم كتب **نسخة خامسة** للشيخ عبد القادر الكردى تلميذ
الشيخ العلامة صالح كمال وولده السعيد عبد الله
فريد لما كتب اليه يطلب منه الاجازة له ولشيخه العلامة
ذى الافضال ثم كتب **نسخة سادسة** للسيد محمد عمر المطوف
ابن السيد الجليل ابى بكر الرشيدى المرحوم بكرم المتعال
ثم سار الى حضرة المدينة المنورة فتلقاه علماؤها الكرام
كعلماء مكة بالاكرام والاجلال حتى قال له الشيخ الصالح
السيد المولوى محمد كريم الله الفنجابى مجاور الحرم المدنى
تلميذ حضرة الشيخ العلامة الاجل مولينا الشيخ محمد
عبد الحق الاله ابادى مجاور الحرم المكى انى مقيم بالمدينة الامينة منذ
سنين ويأتيها من الهند الوف من العلميين فيهم علماء وصلحاء اتقياء رأيتهم
يدورون فى سكك البلد لايلتفت اليهم من اهله احد وأرى العلماء والكبار العظماء اليك
مهرعين وبالاجلال مسرعين ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم
وقد طلب هنالك عدة من العلماء الاجازة فاجاز باللسان اكثر من اجازة لان
عبد المصطفى فى حضرة المصطفى عليه افضل صلوات الله فى شغل شاغل
عمن سواه ولبعضهم وعدان يرسل من البلد كالفاضل الكامل مولانا الشيخ عمر بن
حمدان المحرسى المدرس بالحرم النبوى السوى والسيد الشريف اللطيف النظيف

Marfat.com

اس طرح اختصار کے ساتھ اجازت بخشتے۔ لیکن بایں ہمہ متعدد اہل کرم نے بڑا نسخہ مانگا اور وہ اس "نسخہ کبری" کے لائق و حقدار تھے، والد ماجد نے بوجھ ہلکا کرنے کے لیے ان حضرات میں سے بعض کو جناب شیخ صالح کمال کے سپرد کیا کہ ان کے پاس سے لکھوالیں اور بعض سے وعدہ فرمایا کہ وطن پہنچ کر بھیجیں گے تو دُوسرا نسخہ جو بڑا ہے اور چوتھا نسخہ جو چھوٹا ہے مگر جامع! یہ دونوں علماء اعلام کے ناموں کی گنتی کے مطابق مرتب کیے گئے۔ تو ہم مختلف ناموں کے محل میں مختلف عبارات ذکر کریں گے اور ان کے ساتھ تاریخ اثبات بھی لکھیں گے جو آخر میں ذکر کی گئی۔ پھر آپ نے حضرت علاّ صالح کمال کے شاگرد شیخ عبد الغفار الکردی کے لیے اور ان کے سعادت مند لڑکے عبد اللہ فرید کے لیے پانچواں نسخہ مرتب کیا جبکہ انہوں نے عریضہ بھیج کر اپنے لیے اور اپنے استاد علاّمہ صاحب افضال (صالح کمال) کے لیے اجازت نامہ طلب کیا۔ پھر چھٹا نسخہ سید محمد عمر المطوف بن سید جلیل ابوبکر الرشید (المرحوم بکرم المتعال) کے لیے لکھا۔ زاں بعد آپ عالی بارگاہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔ وہاں کے علماء کرام نے بھی مکہ مکرمہ کے علماء کی طرح آپ کا استقبال پورے اکرام و اجلال کے ساتھ کیا، یہاں تک کہ علامۂ اجل حضرت مولانا الشیخ محمد عبد الحق الہ آبادی مجاور حرم مکہ معظمہ کے صالح اور سعادت مند تلمیذ حضرت مولانا محمد کریم اللہ الفنجابی مجاور حرم مدینہ منورہ نے ایک دن حضرت والد ماجد سے کہا میں سالہا سال سے مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہوں ہندوستان سے ہزاروں انسان آتے ہیں ان میں اہل علم، اہل اصلاح، اہل تقویٰ سب ہوتے ہیں انہیں دیکھا کہ وہ بلدہ مبارکہ کی گلیوں میں گھومتے ہیں کوئی ان کی طرف دھیان نہیں کرتا لیکن آپ کی مقبولیت کی عجیب شان دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے علماء عظماء آپ کی طرف دوڑے آرہے ہیں اور تعظیم بجالانے میں جلدی کر رہے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے وہ بڑے فضل والا ہے۔ اور مدینہ منورہ میں بھی متعدد علماء کرام نے اجازتیں مانگیں آپ نے اکثر کو صرف زبانی اجازتیں دیں۔ کیونکہ "غلام مصطفیٰ" بارگاہ مصطفیٰ (علیہ افضل صلوات اللہ) میں ایسا مشغول ہو گیا کہ ماسوائے مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی بناء پر بعض علماء سے وعدہ فرمایا کہ وطن جا کر سند اجازت بھیجیں گے۔ یہ وعدہ فاضل کامل حضرت مولانا عمر بن حمدان محرسی مدرس حرم نبوی کے لیے اور صاحب سیادت و شرافت لائق لطافت و نظافت

Marfat.com

مولنا السید مامون البری الا السید الجلیل السعید الحمید مولنا الشیخ محمد سعید شیخ الدلائل ذا الشرف والفضائل فکتب له نسخة سابعة عین وقت الرحیل من البلد الجمیل و وعدان یرسل من الوطن التفصیل ۔ و لما رجع الی الوطن ۔ و اشتغل بتصنیف کتب و دفع فتن ۔ وقع التاخیر فاتت الکتب من الحرمین با لتاخیر و لنذکر ملخص تلک الصحائف مع کتاب اخر من سید جلیل متحون باللطائف لیعلم الانام وصلاً بحمد الله الوداد حسن الاتحاد بین سیدنا الوالد ۔ و ذلک السید

## کتاب الشیخ عبد القادر الکردی المکی

حضرة مولنا الفاضل قدوة الرجال الاماثل سیدی عبد المصطفی احمد رضا دامت حیاته و فضائله امین اما بعد السلام علیکم و رحمة الله تعالی و برکاته فقد بلغنی من السید عمر الرشیدی عزمکم علی السفر فی غد یوم الخمیس فارجوکم سیدی انجاز ما وعدتم به من الاجازات العمومیة لی و لولدی عبد الله فرید کذلک حضرة الاستاذ الشیخ صالح کمال یروم منکم الاجازة التی عهدتم الیه بها و نسختی الجوابات عن علم الغیب و النوط ۔ و ان تم عزمکم علی السفر فی غد فیدونا حتی نتودع منکم و شرفونا یا سیدی بما یلزم لکم من الاغراض و الخدم حفظکم الله و الفاکم و اسبغ علیکم جزیل النعم ۔ و دمتم فوق ما رمتم

ص سنة ١٣٢٤ محبکم الداعی عبد القادر کردی

Marfat.com

مولانا سید مامون البری کے لیے تھا ۔ ہاں سید جلیل الشان، سعادت مند ، صاحبِ ستائش موصوف بالشرف والفضائل مولانا الشیخ محمد سعید شیخ الدلائل کے لیے ساتواں نسخہ اس وقت قلمبند فرمایا جبکہ بلدۂ جمیلہ سے کوچ کرنے کا وقت آگیا اور ان سے وعدہ کیا کہ وطن پہنچ کر تفصیل بھیجوں گا ، پھر جب وطن پہنچے تو کتابیں لکھنے فتنے مٹانے میں ایسے مصروف ہوگئے کہ سندیں بھیجنے میں دیر لگ گئی اس پر کئی خطوط بطور یاددہانی حرمین طیبین سے بریلی تشریف لائے ۔ اب ہم وہ خطوط مختصراً ذکر کرتے ہیں اور ایک دوسرا خط بھی ذکر کریں گے جو خوبیوں سے بھرے ہوئے جلیل الشان سید صاحب کی طرف سے آیا تھا تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ حضرت والد ماجد کے درمیان اور سید صاحب موصوف کے درمیان (بحمد اللہ الوداد) کتنا مضبوط رابطہ اور کیسا حسین اتحاد تھا۔

## شیخ عبدالقادر کردی کا مکتوب[۵]

حضرت مولانا ، فاضل ، فضیلت والوں کے پیشوا سیدی عبدالمصطفیٰ احمد رضا (آپ کی حیات اور فضائل کو دوام نصیب ہو آمین) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کے بعد گزارش ہے کہ سید عمر رشیدی سے پتہ چلا کہ آپ کل بروز جمعرات جارہے ہیں تو اے میرے آقا ! میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ سے اور میرے لڑکے عبداللہ فرید سے اجازاتِ عمومیہ کی سندوں کا جو آپ نے وعدہ فرمایا تھا اسے روانگی سے پہلے پورا فرمائیں گے ۔ یونہی استاذ محترم شیخ صالح کمال بھی وہ سند مانگتے ہیں جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہوا ہے نیز استاد محترم آپ کی تصنیف کردہ دو کتابیں بھی مانگتے ہیں ایک وہ جس میں علمِ غیب سے متعلق اور دوسری وہ جس میں نوٹ (کاغذی سکہ) سے متعلق کیے گئے سوالوں کے جوابات ہیں اور اگر آپ نے کل جانے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو افادہ فرمایئے تاکہ ہم رخصت کرنے حاضر ہوں اور اے میرے آقا ! آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو اور جو خدمت درکار ہو اس کے لیے ہم حاضر ہیں عزت بخشیے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے ، بقا بخشے اور بڑی بڑی نعمتیں مرحمت فرمائے (اور آپ تا عمر اپنی پسند سے بہتر حالت پر رہو ۔

۹ ۔ ص ۱۳۲۴ھ

آپ کا محب و دعا گو عبدالقادر کردی

# كتاب العلامة الجليل السيد اسمعيل حافظ كتب الحرم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبی بعده شيخ
الاسلام بلا مدافع ووحيد العصر بلا منازع شيخنا و
استاذنا وملاذنا وقدوتنا وعمدتنا اليومنا ومعـ... دنا
المولوی الشيخ احمد رضا خان سلمه الله الحنان المنان
السلام عليكم ورحمة الله وبركاته اولاً سؤالنا عن الذات
الزكية وما حوته تلك الطلعة الرضوية المرضية نرجوا الباری
ان تكونوا ومن لديكم بخير وعافية ونعم من المولى علينا و
وعليكم وافية كافية ثانياً تفضل علينا سيدنا بعدة
اوراق من فتاويه انموذجة نرجو الله عز شانه ان يسهل
ويقارب لكم الاوقات لاتمامها فی اقرب حين فانها حرية بان
يعتنى بها جعلها الله تعالى لكم ذخر اليوم المعاد والله اقول
والحق اقول انه لو رأها ابو حنيفة النعمن لأقرت عينه ولجعل
مؤلفها من جملة الاصحاب بيدانی متاسف على ما فاتنا من
تعريب الالفاظ الغير العربية فيا سيدی اقسم عليك بالله
العظيم واتشفع بحبيبه الكريم ان تقوا فضلكم واحسانكم علينا
وعلى كل نعمانی المذهب بتعريبها فما كان منها يسيرا يوضع
على الهامش وما لم يتحمله الهامش يوضع فی ورقة ثم
تجعل بين الصحيفتين جعل الله سعيكم مشكورا وعملكم
مبرورا هذا ووعدتم الحقير واخاه بارسال الاجازة
بمروياتكم فلم تات فكان اقرب الناس اليكم
البعد هم اذ كنا نسيا منسيا

Marfat.com

# علامہ جلیل سید اسماعیل محافظ کتب حرم کا مکتوب

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو اکیلا ہے اور درود وسلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ شیخ الاسلام جن کا کوئی مزاحم نہیں۔ یگانۂ روزگار جس میں اختلاف نہیں۔ ہمارے شیخ، استاد، جائے پناہ، قائد، دنیا و آخرت میں سہارا دینے والے الشیخ احمد رضا خاں (خدائے مہربان و احسان کنندہ آں موصوف کو باسلامت رکھے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔ اولاً ہم آپ کی ستھری ذات کی اور ہر اس کی خیریت پوچھتے ہیں جو پیاری طلعت رضویہ کے گھیرے میں ہے۔ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ آپ بھی اور آپ کے حلقے کے تمام افراد بھی بخیر و عافیت ہوں گے ہم کو اور آپ کو مولا تعالیٰ وافی کافی نعمتیں بخشے۔

ثانیاً اے ہمارے سردار! آپ نے بطور نمونہ اپنے فتاویٰ کے چند اوراق عطا کیے تھے ہم اللہ عزشانہ، سے امید رکھتے ہیں کہ آپ کو فتویٰ نویسی میں مزید سہولتیں بخشے گا اور فتاوے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اوقات میں برکت فرمائے گا کیونکہ یہ فتاویٰ اعتناد و اہتمام کے لائق ہے (اللہ تعالیٰ اسے آپ کے لیے توشۂ آخرت بنائے) قسم بخدا میں بالکل سچ کہتا ہوں۔ اگر امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا فتاویٰ ملاحظہ فرماتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور اس کے مولف کو (آپ کو) اپنے خاص شاگردوں میں شامل فرماتے۔ مگر اس پر افسوس ہے کہ فتاویٰ کے وہ الفاظ ہم نہیں سمجھ سکے جو غیر عربی ہیں اور ان کا عربی میں ترجمہ نہیں ہوا۔ اے میرے سردار! میں آپ کی خدمت میں اللہ عظیم کی قسم دے کر بوسیلہ حبیب کریم (علیہ التحیۃ والتسلیم) عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنا فضل و احسان ہمیں اور ہر نعمانی المذہب (حنفی) پر مکمل فرمائیں اور غیر عربی الفاظ کا عربی میں ترجمہ کردیں۔ پھر اگر ترجمہ تھوڑا ہو تو صرف حاشیہ پر لکھا جائے اور اگر حاشیہ کی برداشت سے باہر تو الگ کاغذ پہ لکھ کر اسے دو صفحوں کے درمیان رکھ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوشش مشکور اور عمل مقبول فرمائے آپ نے مجھ حقیر سے اور میرے بھائی سے وعدہ فرمایا تھا کہ اپنی مرویات کی سند بھیجوں گا وہ سند ابھی تک نہیں پہنچی۔ تو کیا جو آپ سے زیادہ قریب تھے وہ زیادہ دور ہو گئے! [illegible] بالکل ن

Marfat.com

وتحریرا تکم التی علی حاشیة ابن عابدین لا یخفی جنابکم انی من المحتاجین الیها جعلکم الله من المحسنین ویسلم علیکم سیدی الوالد والاخ مصطفی وبلغوا سلامنا علی نجلیکم الشیخ حامد والشیخ مصطفی ؔ ومن عندنا یسلم علیکم الشیخ اسعد ؔ واخوہ الدّھانان ؔ والشیخ بکر رفیع ؔ وارجو الباری المعبود ان یدیم لنا بقاءکم بجاہ النبی الحامد المحمود ؔوان یحفظکم ومن لدیکم من کل خائن وحسود وصلی الله علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم حرر فی ١٦ ذی الحجة ١٣٢٥ سنہ الداعی ولدکم

حافظ کتب الحرم المکی السید اسماعیل بن خلیل

# کتاب اخر منہ ادام الله تعالی معالیہ

بسم الله الرحمٰن الرحیم

وبہ ثقتی الحمد لله وحدہ والصلاة والسلام علی من لا نبی بعدہ عمدة العلماء الافاضل قدوة الفقہاء الاماثل شیخ المحدثین علی الاطلاق ؔ سید المحققین فی السبع الطباق سیدی وسندی ؔ وعمدتی واعتمادی ؔ وشیخی وملاذی وذخری، لیومی ومعادی سیدی المولوی الشیخ احمد رضا خان سلمہ الرب المنان السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ ومغفرتہ اولا السوال عنکم ومن عزیز خاطرکم نرجوا الله تعالی انکم ومن لدیکم بخیر وعافیة ونعم من المولی علینا وعلیکم وافیة کافیة ثانیا وصلنا عزیز مشرفکم علی طراز تقاریظ علماء المدینة المنورة علی صاحبہا افضل الصلاة والسلام فقراءناہ والسرور والحبور متزایدات وتلوناہ ولدموع

Marfat.com

بھلا دیا گیا ہے۔ نیز حضرت کو معلوم ہے کہ میں ان تحریرات کا محتاج ہوں جو آپ نے "حاشیۂ ابن عابدین" پر افادہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو محسنین میں شامل فرماتے، سیدی والد ماجد اور بھائی مصطفیٰ سلام پیش کرتے ہیں۔ ہماری جانب آپ کے صاحبزادگان شیخ حامد رضا اور شیخ مصطفیٰ رضا کی خدمات میں سلام۔ یہاں سے شیخ اسعد دھان اور ان کے بھائی نیز شیخ بکر رفیع سلام عرض کرتے ہیں۔ باری تعالیٰ معبود برحق سے امید رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے لیے آپکی عمر دراز فرمائے اپنے اس نبی کے طفیل جو حامد بھی ہیں اور محمود بھی۔ اور یہ بھی دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے گرد وپیش کے تمام احباب کو ہر خائن اور ہر حاسد کے شر سے بچائے۔ آمین اور اللہ تعالیٰ درود بھیجے سلام اتارے ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ

دعا گو آپ کا فرزند محافظ کتب حرم السید اسماعیل بن خلیل

## موصوف کا دوسرا مکتوب

(اللہ تعالیٰ ان کی بزرگیاں برقرار رکھے)

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربانی رحمت والا ہے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے۔

سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں جو اکیلا ہے۔ درود و سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ افاضل علماء کے بھروسہ، اماثل فقہاء کے پیشوا، بلاتخصیص جملہ محدثین کے استاذ، ساتوں طبقوں میں محققین کے سردار، میرے آقا، سید، بھروسہ با اعتماد، استاذ، جائے پناہ، آج دنیا میں کل حشر میں میرے ذخیرہ، سیدی المولوی الشیخ احمد رضا خاں (رب منان آپ کو با سلامت رکھے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔ اولاً آپ کی طبیعت مبارکہ کی خیریت مطلوب ہے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ آپ اور آپ کے پاس کے تمام احباب بخیر و عافیت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی کافی وافی نعمتیں ہم پر اور آپ پر اترتی رہیں۔

ثانیاً: مدینہ منورہ (علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام) کے علماء کی خوشنما تقاریظ پر آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا۔ پڑھا تو خوشیاں اور مسرتیں بڑھتی گئیں، تلاوت کی تو آنسوؤں

Marfat.com

والزفرات متتابعات فما علمنا هل ذلك لشدة الاشتياق ام لعدم
حصول الوصال والتلاق فراجعنا النفس ولينا ها بآن قد حصل
لها بعض مناها ببلوغ المطلوب والمقصود لسيدى وسندى
من الرب المعبود وان الانجاه به حاصل فما هذا القلق
الحاصل فحينئذ اطمأنت وطابت وقرت فالله سبحانه عز شانه
لا يحرمنا من تلك الطلعة السنيه بجاه سيد البريه الحمد
لله قبل امس وصلنا عثمان عبد الستار الميمنى التاجر
بجده واخبرنا بان الوابور الذى ذهبتم فيه قد وصل
الى بمبئ بموجب تلغراف وصل اليه وبذلك حصل لنا
المأمول والامانى فناديت النفس بشراك قد حصل
التهانى واسأله سبحانه طول بقائكم مع العافيه
بالنبى والسبع المثانى هذا واخبركم سيدى من يوم
موادعتنا لجنابكم مصحوبين السلامة وتصحبكم
ان شاء الله تعالى ذهبت الى الشيخ احمد ابى الخير برسالة
الانواط وابقيتها عنده وبعد ثلاث ذهبت اليه فوجدته
طربا بها الى الغاية ويقول الحمد لله على وجود مثل هذا
الشيخ فانى لم ار مثله فى العلم والفصاحة وسعة
الباع مع حسن سبك العبارة ثم قال يا ولدى
ان الشيخ قد نحى فى رسالته نحو الصواب بلا شك
فيه ولا ارتياب ومن طالعها لم يبق له فيها
شبهة والامرية وسيدى الشيخ صالح كمال ما من
مجلس الا ويذكر كمالاتكم وبحمد الله قد بنيتم
بارض الحرم عمودين اى عمودين عظيمين وان شاء الله ستاع

Marfat.com

اور لمبے لمبے سانسوں کا سلسلہ دراز ہوتا گیا۔ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ سب کچھ شدتِ اشتیاق کی وجہ سے ہے یا اس لیے کہ بوقتِ مطالعہ آپ کے وصال وملاقات سے محرومی تھی۔ ہم نے بے قرار جانوں کو سمجھایا اور تسلی دی کہ تمہاری آرزو پوری ہو چکی ہے کہ با اعتماد آقا (مولانا احمد رضا) اپنے رب معبود سے جو مطلوب ومقصود (حاضری مواجہ عالیہ) چاہتے تھے وہ پورا ہو چکا ہے (کہ ایں نیز مراد ماست) اور اس وقت ان کی توجہ بھی حاصل ہے (کہ ان کا مرسلہ مکتوب زیرِ مطالعہ ہے) تو پھر اس قدر بیقراری کیوں؟ اس پر بے قرار جانیں مطمئن ہوئیں انہیں خوشی اور قرار نصیب ہوا۔ اللہ عز سبحانہٗ سے دعا ہے کہ سید البریہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طفیل ہمیں آپ کے پُر نور چہرے کی زیارت سے زیادہ دیر محروم نہ رکھے۔ الحمد للہ کہ پرسوں جدہ کے تاجر عثمان عبدالستار میمنی نے آکر بتایا کہ جس جہاز سے آپ روانہ ہوئے تھے وہ بخیریت بمبئی پہنچ گیا ہے انہیں یہ خبر بذریعہ ٹیلی گراف معلوم ہوئی تھی۔ بخیریت پہنچنے کی خبر سے جب ہماری مراد وآرزو پوری ہوئی تو ہیں نے اپنی ذات کو ندا کرکے خوشخبری سُنائی اور مبارک باد دی۔ حق سبحانہٗ سے سوال ہے کہ نبی کریم (علیہ التحیۃ والتسلیم) اور سورۃ الفاتحہ کے طفیل آپ کو تا دیر با عافیت رکھے۔ یہ لو۔ اس کے بعد۔ اے آقا! ہماری خبر یہ ہے کہ آپ کو رخصت کرنے کے دن سے سب سلامتی کے ساتھ ہیں امید کہ آپ بھی بمشیۃ تعالیٰ با سلامت ہوں گے۔ مسئلہ "نوٹ" کے متعلق آپ کا رسالہ (کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم) شیخ احمد ابو الخیر کی خدمت میں لے گیا اور وہیں چھوڑ آیا، پھر تین دن بعد ان کے پاس گیا تو انہیں رسالہ کی بابت از حد خوش پایا۔ وہ حمدِ الٰہی بجالاتے ہیں کہ اس زمانہ میں آپ جیسا عالمِ دین موجود ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے آج تک "مولانا احمد رضا" جیسا عالم، فصیح، معلومات میں وسیع الباع، ستھری اور عمدہ تحریر والا شخص نہیں دیکھا۔ پھر فرمایا: بیٹا! بے شک شیخ (احمد رضا) نے رسالہ میں بالکل صحیح و درست طریقہ اختیار کیا ہے اگر کوئی مبتلائے شبہات ان کے رسالہ کا مطالعہ کرے گا تو اس کے دل میں کوئی شبہ نہ رہے گا اور سیدی شیخ صالح کمال تو ہر مجلس میں آپ کے کمالات بیان کرتے رہتے ہیں الحمد للہ کہ آپ نے سرزمینِ حرم میں دو (علمی) ستون قائم فرما دیے، وہ ستون کیسے عظیم الشان ہیں (۱۔ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ ۲۔ کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم) خدا تعالیٰ نے چاہا تو آپ کا چرچا

Marfat.com

ذكركم فى سهل الارض وعاليها واقصى البلاد ودانيها
فان بلدتنا ام البلاد ، ليست الام كالاولاد ويسلم
عليكم والدنا السيد خليل افندى واخونا مصطفى
والشيخ مولنا عبد الحق ، مولنا الشيخ صالح كمال والشيخ
اسعد الدهان واخوه الشيخ عبد الرحمن والسيد محمد
المرزوقى ، الشيخ بكر رفيع والكل يطلبوا منكم الدعاء
، سلموا لنا على اخويكم الاكرمين واخينا المكرم الشيخ
حامد واخيه المحترم الشيخ مصطفى وابن اخيكم الاجل
فتح الله علينا وعليهم ورزقنا التقوى واياهم ويرحم الله
عبدا قال امينا وارجوكم سيدى العزيز لا تنسونا من
دعواتكم الصالحة فانى ابنكم الثالث كما هو لكم منا بل
واجب علينا عند بيت الله الحرام ، المشاعر العظام والسلام ، دمتم
فوق ما رمتم وطول عمركم

وما الفضل الا خاتم انت فصه
وعفوك نقش الفص فاختم به عذرى

ودمتم والسلام حرر ١٢ رجب سنة ١٣٢٤ ولدكم حافظ كتب زاده

## كتاب لسيد الجليل مولنا السيد مامون البرى المدنى

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله والصلاة على رسول الله الى الاستاذ العلامة
البارع والملاذ الفهامة اللامع صاحب القلم
الاسحار والكلم الفائق لطفها نسيم الاسحار
ذا الكمالات العالية السنى

Marfat.com

عام ہوگا۔ ہموار و ناہموار زمین کے باشندے اور دور و نزدیک والے سب آپ کے فضل و کمال سے آگاہی پائیں گے کیونکہ ہمارا شہر (مکہ مکرمہ) تمام شہروں کے لیے ماں (اصل) ہے اور ماں اولاد کی طرح (ناقدر شناس) نہیں۔ والد محترم سید خلیل آفندی، بھائی مصطفیٰ، حضرت مولانا عبد الحق، مولانا شیخ صالح کمال، شیخ اسعد دھان، ان کے بھائی، شیخ عبد الرحمن، سید محمد المرزوقی، شیخ بکر رفیع سب سلام عرض کرتے ہیں اور آپ کی دعا کے طلبگار رہیں، ہماری طرف سے آپ کے دونوں کرم فرما بھائیوں کو ہمارے مکرم برادر شیخ حامد رضا کو ان کے محترم برادر شیخ مصطفیٰ رضا کو آپ کے جلیل القدر بھتیجے کو سلام (اللہ تعالیٰ ان سب کو اور ہم کو فتوحات بخشے، تقویٰ مرحمت فرمائے اور ہماری اس دعا پر "آمین" کہنے والے پر رحمتیں اتارے) اور اے عزت والے آقا! میں آپ سے پُرامید ہوں کہ نیک دُعاؤں کے وقت مجھے نہ بھُولیں گے کیونکہ میں آپ کا تیسرا فرزند ہوں۔ جس طرح کہ ہم بوقتِ دُعا آپ کو نہیں بھُولتے بلکہ کعبہ معظمہ ہیں اور مشاعر عظام ہیں آپ کے لیے دعا کرنا ہم پر لازم ہے والسلام (اپنی پسند سے بہتر حالت پر رہو اور لمبی عمر پاؤ)

(ترجمہ شعر) فضیلت انگشتری ہے۔ آپ اس کے نگینہ ہیں۔ آپ کا معافی دینا نگینے کا نقش ہے تو اس انگشتری کے ساتھ میرا عذر قبول کرنے کی مہر لگا دیجئے۔

و دمتم والسلام۔

۱۲ رجب ۱۳۲۴ھ میں لکھا گیا۔

آپ کا فرزند، محافظ کتب حرم سید اسمٰعیل بن سید خلیل

## جلیل القدر سردار مولانا سید مامون البری المدنی کا مکتوب

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان رحمت والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں اور درود اس کے رسول پر۔ یہ خط ان کی طرف لکھا جاتا ہے جو استاذ ہیں۔ یکتا علامہ ہیں، جائے پناہ بہت سمجھدار اور تیز فہم ہیں، جن کا قلم جادو کی طرح فریفتہ کرتا ہے جن کی باتوں کا لطف نسیم سحر پر فوقیت رکھتا ہے۔ وہ ایسے کمالات عالیہ کے مالک ہیں کہ ہم ان کی

Marfat.com

لا نتصور كنههما برسم او حد فهو الحقيق بان يقال انه
فى عصره اوحد كيف وفضله اشهر من نار على علم والمنبه
على عالى همه عند الامم المنشد لسان حاله ـــ

الخيل والليل والبيداء تعرفنى
والسيف والرمح والقرطاس والقلم

اعنى به حضرة الجناب المكرم المحترم وحيد الاوان
الشيخ سيدى احمد رضا خان ابقى الله عزه وجلاله
عن الزوال مامونا وعن آفات الدهر مصونا آمين
بجاه سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم سلاما بعد
سلام ازهى من زهر الربى والطف من نسيم الصبا وثناء يضاهى
هى الافق زهره وتباهى الرياض زهره لما تشرفنا بزيارة
اخيكم الفاضل النبيل والمحترم الجليل سألناه عن حضرتكم
فاخبرنا صحتكم وعافيتكم فسررنا سرورا يجل عن الحد وطلبنا
دوام ذلك من الواحد الاحد هذا وقد وقع منكم الوعد
عند وصولكم الى المدينة الطيبة بان تمنحوا من فضلكم الاجازة
فى علوم الحديث والتفسير وغيرهما للفقير والفقير منتظر انجاز ذلك
الوعد وكتابته وارساله آنجز حر ما وعد وسمح خال
اذ وعد ونرجو ايضا من حضرتكم ان ترسلوا الينا بعضا من
تاليفكم العربيه ومصرفه من الفقير هذا ونسلم على نجلكم الفاضل
وعلى كل من انتسب اليكم وجلس لديكم ونرجوكم ان لا تخرجونى
من خاطركم العالى ونظركم الغالى ونحن باسطون اكفنا للدعاء
لحضرتكم والسلام محبكم الفقير الجانى السيد محمد مامون
الازرنجانى ثم المدنى محرم سنة ١٣٢٦

Marfat.com

کنہ کا تصور نہ بذریعہ رسم کر سکتے ہیں نہ بذریعہ حد۔ وہ اس لائق ہیں کہ کہا جائے کہ ان جیسا فی زمانہ کوئی نہیں کیونکہ ان کا فضل و کمال اس آگ سے زیادہ مشہور ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر جلائی جاتی ہے (تاکہ دُور سے نظر آ کر مسافروں کی رہنمائی کرے) یہ شعر ان کی مسلمہ بلند ہمتی پر تنبیہہ کرتا ہے جسے ان کی زبان حال پڑھتی رہتی ہے۔

(ترجمہ شعر) مجھے (یہ سب چیزیں) پہچانتی ہیں، گھوڑے بھی (کہ میں شہسوار ہوں)، راتیں بھی (کہ ان میں جاگ کر یادِ خدا کرتا ہوں)، بیابان بھی (کہ انہیں تلاشِ محبوب میں قطع کرتا ہوں)، تلوار اور نیزہ بھی (کہ ان سے جہاد کرتا ہوں)، کاغذ و قلم بھی (کہ عقاید اسلامیہ اور مسائل شرعیہ لکھتا ہوں)۔

ان سے میری مراد حضرت جناب مکرم محترم یگانۂ اقران سیدی احمد رضا خاں ہیں (اللہ تعالیٰ آپ کی عزت و جلال کو زوال سے اور دہری آفات سے محفوظ رکھے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں جو بلند ٹیلوں کی شگفتہ کلیوں سے زیادہ خوشنما اور نسیم صبا سے زیادہ پُر لطف ہے اور ایسی تعریف کرتے ہیں جو ستارہ زہرہ کی طرح چمکتی اور چمنستان کی نازک کلیوں پر فخر کرتی ہے۔ جب ہم آپ کے فضیلت والے، عقل والے، عزت والے، قدر والے بھائی کی زیارت سے مشرف ہُوئے تو ان سے حضرت کے حالات دریافت کیے انہوں نے صحت و عافیت کی خبر دی تو ہم از حد خوش ہُوئے۔ رب تعالیٰ کی واحد و یگانہ ذات سے آپ کی عافیت کے دوام کی طلب ہے۔ جب آپ مدینہ طیبہ کے عالی دربار میں حاضر ہوئے تھے تو مجھ فقیر پر بنا بر فضل و کرم وعدہ فرمایا تھا کہ حدیث تفسیر وغیرہ علوم دینیہ کی سند دوں گا۔ فقیر اس کا منتظر ہے آپ حسبِ وعدہ سند اجازت لکھ کر ارسال فرمائیں کیونکہ کریم جب وعدہ کرتا تو اسے پورا کرتا ہے اور سحابِ رحمت جب گرجتا ہے تو برستا ہے۔ نیز آپ کی بارگاہ سے امید ہے کہ اپنی بعض عربی تالیفات ارسال فرمائیں گے اور بس۔ آپ کے فاضل فرزند کو اور آپ سے نسبت رکھنے والے اور مجلس میں حاضری دینے والے ہر شخص کو سلام۔ آپ سے اس کرم کی بھی امید ہے کہ خاطر عالی سے اور بلند قیمت نگاہ سے ہمیں دُور نہ ہٹائیں گے۔ ہم ہاتھ پھیلا کر آپ کی خیریت کی دعا کرتے ہیں۔ والسلام آپ کا محب فقیر عاصی سید محمد مامون الازنجانی ثم المدنی۔ محرم ۱۳۲۶ھ

Marfat.com

# وها انا اذکر نسخ الاجازات

حامد الربنا واھب العطیات وانزل فی النسخة الثانیة بیانا بعد ذکر الاسماء لمن عسی ان یطلبھا من المستحقین والعلماء وصلی اللہ تعالی علی سیدنا والہ وصحبہ اجمعین والحمدللہ رب العلمین

## النسخة الاولی

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ احد من لا احد لہ وسند من لا سند لہ وافضل الصلاۃ واکمل السلام علی سید اکرام وسند الانام منتھی سلاسل الانبیاء الحظام وعلی الہ وصحبہ رواۃ علمہ ودعاۃ ادبہ وبعد فقد تفضل علی المحدث الفاضل العالم الکامل السید النسیب الحبیب الاریب مجمع الفضائل منبع الفواضل مولنا السید الشیخ محمد عبدالحی ابن الشیخ الکبیر السید عبد الکبیر الکتانی الحسنی الادریسی الفاسی محدث الغرب بل محدث العجم والعرب ان شاء الوھب وانا حل بالبلد الحرام لثلث بقین من ذی الحجة سنة ثلث وعشرین بعد الالف وثلثمائة فاتانی وسمع منی الحدیث المسلسل بالاولیة وھو اول حدیث سمعہ من ھذ العبد الضعیف کما سمعتہ من مولای ومرشدی وسیدی وسندی وکنزی وذخری لیومی وغدی سیدنا الشاہ ال رسول الاحمدی رضی اللہ عنہ بالرضی السرمدی وھو اول حدیث سمعتہ منہ عن محدث الھند المشھور فی العرب والسند مولنا الشاہ عبدالعزیز الدھلوی وھو اول حدیث سمعہ منہ عن شیخہ وابیہ الشاہ ولی اللہ الدھلوی وھو اول حدیث سمعہ منہ وسلسلتہ مشھورۃ وفی کتابہ المسلسلات مسطورۃ وسالنی اجازتہ واجازۃ جمیع ما اروید عن مشایخی الکرام سیدنا ومرشدنا السابق ذکرہ الکریم وسیدی ووالدی وولی نعمتی ختام المحققین وامام المدققین حامی السنة ماحی الفتنة ذی التصانیف الباھرۃ والحجة القاھرۃ والمحجة الزاھرۃ حضرۃ المولوی محمد نقی علی خان

Marfat.com

اپنے رب بخشش کنندہ عطیات کی حمد و ثنا بجا لاتے ہوئے اب اجازات کے مختلف نسخے ذکر کرتا ہوں اور نسخہ ثانیہ میں ذکر اسماء کے بعد بیاض چھوڑ دوں گا ممکن کہ حقدار علماء میں سے کوئی اور صاحب طلب کریں وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و آلہٖ و صحبہٖ اجمعین والحمد للہ رب العلمین۔

## پہلا نسخہ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں. وہ اس کا ہے جس کا کوئی نہیں۔ اس کو سہارا دیتا ہے جس کا کوئی سہارا نہیں۔ افضل درود اور اکمل سلام ان پر جو نبیوں کے سردار اور ساری مخلوق کے سہارا ہیں جو عظمت والے پیغمبروں کے سلسلوں کی نہایت ہیں۔ آپ کی آل و اصحاب پر بھی جو آپ کے علم کے راوی اور اچھی روش و پاکیزہ دانش کے محافظ ہیں۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ محدث، فاضل، عالم، کامل، سید، نسب وحسب والے، ماہر، فضیلتوں کے مجمع، عزتوں کے منبع، حضرت مولانا سید محمد عبد الحی بن شیخ کبیر سید عبد الکبیر الکتانی الحسنی الادریسی الفاسی، غرب کے محدث بلکہ بمشیتہ تعالیٰ عجم و عرب کے محدث، میرے پاس بتاریخ ۲، ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ تشریف لائے، میں اس وقت مکہ مکرمہ میں تھا۔ انہوں نے آکر مجھ سے حدیث مسلسل بالاولیت کا سماع کیا اور یہ پہلی حدیث ہے جو انہوں نے اس عبد ضعیف سے سُنی۔ جس طرح میں نے یہ حدیث اپنے مولیٰ، اپنے مرشد، اپنے سردار، اپنے بھروسہ، اپنے خزانہ، دنیا و آخرت میں اپنے ذخیرہ سیدنا الشاہ آل رسول الاحمدی (رضی اللہ عنہ بالرضی السرمدی) سے سب حدیثوں سے پہلے سُنی —— اور انہوں نے یہ حدیث اپنے شیخ اپنے باپ الشاہ ولی اللہ دہلوی سے سب حدیثوں سے پہلے سُنی اور انہوں نے یہ حدیث محدث ہند، مشہور در عرب و سند مولانا الشاہ عبد العزیز الدہلوی سے سب حدیثوں سے پہلے سُنی۔ ان کا سلسلۂ سند مشہور اور ان کی کتاب مسلسلات میں مذکور ہے۔ سید عبد الحی موصوف نے مجھ سے اس حدیث کی اور اس کے علاوہ ان تمام مرویات کی اجازت مانگی جن کی روایت کا میں درج ذیل (۶) مشایخ کرام کی طرف سے مجاز ہوں:

۱۔ ہمارے آقا و مرشد جن کا ابھی ذکر شریف ہوا۔

۲۔ سیدی والد ماجد میری نعمت کے والی، اہل تحقیق کے خاتم، اہلِ تدقیق کے امام، حامیِ سنت، ماحیِ فتنۂ بدعت، عمدہ تصانیف، غالب حجۃ، روشن طریق والے حضرت مولانا محمد نقی علیخاں

Marfat.com

القادری البرکاتی البریلوی قدس سرہ القوی المتوفی ۱۲۹۷ھ من ابیہ
الکریم العارف باللہ سیدنا المولوی رضا علی خان قدس سرہ و
شیخ العلماء بالبلد الامین الامام المحدث الفقیہ الامین سیدنا المولی
السید احمد بن زین دحلان المکی قدس سرہ الملکی عن الشیخ
عثمان الدمیاطی و مولٰنا الامام الہمام سراج اللہ فی البلد الحرام عبدالرحمن
ابن المولی عبداللہ السراج مفتی الحنفیۃ بمکۃ المحمیہ رحمہما اللہ
تعالی عن المولی جمال بن عبداللہ بن عمر مفتی الاحناف و مولٰنا السید
الصالح حسین صالح جمل اللیل شیخ الخطباء و امام الشافعیۃ بالبلدۃ
الحرمیۃ رحمہ اللہ تعالی عن المولی عابد السندی و مولٰنا حفید
مرشدی و صاحب سجادتہ الکریمۃ ذی السیادۃ الجلیلۃ و السعادۃ
الجمیلۃ و المقامات العظیمۃ سیدنا الشاہ ابی الحسین احمد النوری
ادام اللہ تعالی تنویرہ بالنور المعنوی و الصوری من الشاہ علی حسین
المراد آبادی و العبد الحقیر ما کان ھنالک و لا اھلاً لذلک

وکان علی ان انتہ لکن

تقدم و التقدم للکرام

بید ان المامور معذور لا سیما امر مثل ھذا السید
المشہور مع رجاء ان تشملنا جمیعا برکۃ صاحب الحوض
المورود و المقام المحمود بالاتصال الی حضرتہ بالطریق
المعہود علیہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات
اکملہا و من التحیات اجملہا و من البرکات
اجزلہا و ذالک ان السید من اھل بیت
الرسالۃ و اھل
البیت مکرمون

Marfat.com

صاحب القادری البرکاتی البریلوی قدس سرہ القوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ) ۔ وہ اپنے والد گرامی عارف ربانی سیدنا المولوی رضا علی خاں (قدس سرہٗ) کی طرف مجاز ہیں ۔

۳ ۔ امن والے شہر مکہ مکرمہ کے شیخ العلماء، امام، محدث، فقیہہ، امانت دار، سیدنا المولوی سید احمد بن زین دحلان المکی (قدس سرہ الملکی) ۔ وہ حضرت عثمان دمیاطی کی طرف سے مجاز ہیں ۔

۴ ۔ بلند ہمت امام، حرمت والے شہر میں اللہ کے روشن چراغ مولانا عبدالرحمٰن بن المولوی عبداللہ السراج مکہ محمیۃ میں حنفیوں کے مفتی (رحمہما اللہ تعالیٰ) ۔ وہ مولوی جمال بن عبداللہ بن عمر مفتی الاحناف کی طرف سے مجاز ہیں ۔

۵ ۔ نیک سردار شیخ الخطباء مکہ محترمہ میں امام الشافعیہ مولانا حسینؒ صالح جمل اللیل (رحمہ اللہ تعالیٰ) ۔ وہ مولیٰ عابد السندی کی طرف سے مجاز ہیں ۔

۶ ۔ میرے مرشد کے پوتے، ان کے سجادہ نشین، سیادت جلیلہ، سعادت جمیلہ کے صاحب اور مقامات عظیمہ کے مالک، سیدنا مولانا الشاہ ابوالحسین احمد النوری (اللہ تعالیٰ ان کے نور معنوی اور نور صوری کی تنویر برقرار رکھے) ۔ وہ شاہ علی حسین مراد آبادی کی طرف سے مجاز ہیں ۔ عبد حقیر خود کو اس لائق نہیں سمجھتا کہ سید صاحب جیسے مقتدا مجھ سے سند حدیث حاصل کرتے اور میرے پاس چل کر تشریف لاتے ۔

(ترجمہ شعر، ضروری تھا کہ میں جاتا مگر وہ آگئے پہلے
کرم والے نوازش میں ہمیشہ پہل کرتے ہیں)

مگر درحقیقت مامور معذور ہوجاتا ہے خاصکر وہ مامور جسے اتنے بڑے شہرت یافتہ سردار نے امر فرمایا ہو ۔ یہاں تو یہ امید بھی ہے کہ حوض مورود کے ساقی اور مقام محمود کے مالک حضرت جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برکتیں ہم سب کو شامل ہوں گی کیونکہ طریق معہود پر دی گئی سند اجازت کے سبب ایک جدید انصال بارگاہ رسالت (علیہ السلام) سے پیدا ہو جائے گا (درود دوں میں افضل درود، سلاموں میں اکمل سلام ۔ تحیات میں حسین تحیہ اور برکات میں بڑی برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو) ۔ اس لیے کہ سید محترم اہل بیت رسالت سے ہیں اور اہل بیت کو

Marfat.com

دنیاو اخرى بنظر عناية ذى الجلاله فمن خصلت بينه و بينهم وصلة يرجى له بفضل الله و نعمة رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم كل بركة و نحلة فلاجل هذا الرجاء الجميل و امتثال امر السيد الجليل اجزته به و بكل ما تصح لى روايته عن المشايخ الكرام الممدوحين و التمست منه ان لا ينسى من دعائه الصالح هذا العبد الحقير المهين و اخوانه و ذريته و المحبين و اعظم الرجا بحول ملك الارض و السماء يوم يلقى جده الكريم سيد الانبياء عليه و عليهم افضل الصلاة و التسليم اللهم يا مرسل هذا الحبيب رحمة و نعمة صل وسلم و بارك عليه عدة ما لك من علم و كلمة و بجاهه عندك اصلح اعمالنا و حقق امالنا و خفف اثقالنا و حسن احوالنا و اخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين و الصلاة و السلام على سيد المرسلين محمد و اله و اصحابه اجمعين قاله بفمه و رقمه بقلمه الفقير احمد رضا المحمدى السنى الحنفى القادرى البركاتى غفر الله له ما مضى من ذنوبه و ما ياتى امين و كذلك اجزته بجميع مؤلفاتى التى بلغت الى الان مائتين و ما عسى ان يفتح لى بتوفيق ربى و منها الفتاوى المسماة بالعطايا النبوية فى الفتاوى الرضوية و هى الى الان فى سبع مجلدات بحذف المكررات و نرجوا المزيد من فضل ربنا المجيد و كذلك اجزته بجملة سلاسل الطريقة التى انا مجازبها من الطريقة العلية العالية القادرية البركاتية الجديدة و القديمة و القادرية الاهدلية و القادرية المنورية و الچشتية القديمة و الچشتية الجديدة

Marfat.com

رب ذوالجلال کی نظر عنایت سے دنیا میں بھی عزتیں دی گئی ہیں اور آخرت میں بھی۔ تو جسے ان کے ساتھ تعلق ہوگا اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کرم سے ہر برکت اور ہر نعمت کی اُمید کی جا سکتی ہے۔

اس حسین آرزو کی خاطر اور اس جلیل الشان سید محترم کے امتثال امر کے لیے میں نے انہیں حدیث مسلسل بالاولیت کی اور ان تمام مرویات کی اجازت دی جنکی مجھے اپنے قابلِ ستائش مشایخ کرام سے اجازت ہے۔ سید صاحب التماس ہے کہ اپنی نیک دعا کے وقت اس حقیر و کمزور بندے کو نیز اس کے بھائیوں، بیٹوں اور دوستوں کو نہ بھولیں اور بڑی امید اس دن ہے جب کہ بحولہ تعالیٰ (میدان حشر میں) اپنے جد کریم سیدالانبیاء (علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم) سے ملاقات کریں گے۔ اے اللہ! اس حبیب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو رحمت و نعمت بنا کر بھیجنے والے! آپ پر درود وسلام اور برکتیں اس قدر نازل فرما جس قدر تیرا علم اور تیرے کلمات ہیں، اور تیری بارگاہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مرتبہ ہے اس کے طفیل ہمارے اعمال سنوار، آرزؤوں کو پورا، بوجھوں کو ہلکا اور حالات کو درست فرما۔ ہماری آخری دُعا یہی ہے کہ سب تعریفیں اللہ رب العالمین کو ہیں اور درود وسلام رسولوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل و تمام اصحاب پر۔

یہ الفاظ اپنے منہ سے کہے اور قلم سے لکھے فقیر احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی نے اللہ تعالیٰ گزشتہ اور آیندہ تمام گناہوں کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔

اور میں نے سید محترم کو اپنی تمام تصانیف کی بھی اجازت دی جو اس وقت دو سو تک پہنچ چکی ہیں اور رب تعالیٰ کی توفیق سے اور بھی لکھی جائیں گی۔ ان میں ایک فتاویٰ بنام "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" بھی ہے جس کی مکررات کے علاوہ سات جلدیں مرتب ہو چکی ہیں اور رب مجید کے فضل و کرم سے مزید جلدوں کی امید ہے۔ میں نے انہیں طریقت کے ان تمام سلسلوں کی بھی اجازت دی جن کی مجھے اجازت ہے:

۱۔ طریقہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ
۲۔ قادریہ قدیمہ
۳۔ قادریہ اہدلیہ
۴۔ قادریہ منوریہ
۵۔ چشتیہ قدیمہ
۶۔ چشتیہ جدیدہ

Marfat.com

والسهروردية القديمة والسهروردية الجديدة والنقشبندية العلائية
نسبة الى المولى السيد الكريم ابى العلا الاكبرابادى
والسلسلة البديعية والعلوية المنامية ومصافحته
بالمصافحات الاربع الخضرية والجنية والمعمرية
والمنامية وكذلك اجزت بجميع مروياتى ومصنفاتى
اولاد هذا السيد الجليل واحفاده وعقبه من يولد منهم
الى اخر الدهر بشرطه المعروف عند اهل هذا الامر ولله
الحمد فى كل ورد وصدر وصلى الله تعالى على شفيع
الحشر المخصوص بطيب النشر واله وصحبه وامته وحزبه
امين وهذه سلسلتى فى الطريقة العلية القادرية
البركاتية الفقير احمد رضا عن المولى السيد الشاه
آل الرسول الاحمدى المارهرى عن[۳] ابى الفضل شمس
الملة والدين السيد آل احمد اچهى ميان عن[۴] ابيه
السيد الشاه حمزة عن[۵] ابيه السيد الشاه آل
محمد عن[۶] ابيه صاحب البركات والدرجات
السيد الشاه بركة الله عن[۷] السيد الجليل
فضل الله الكالفوى عن[۸] ابيه السيد احمد
عن[۹] ابيه السيد محمد عن[۱۰] الشيخ جمال الاوليا
الجهان آبادى عن[۱۱] القاضى ضياء الدين النيوتنوى
عن[۱۲] الشيخ محمد بهكارى نظام الدين القارى
عن[۱۳] السيد ابراهيم الايرجى عن[۱۴]
الشيخ

بهاء الملة والدين

Marfat.com

۷۔ سہروردیہ قدیمہ ۸۔ سہروردیہ جدیدہ

۹۔ نقشبندیہ علائیہ (جو حضرت سید کریم ابو العلاء اکبر آبادی کی طرف منسوب ہے)

۱۰۔ سلسلہ بدیعیہ ۱۱۔ علویہ منامیہ

اور میں نے ان سے چار مصافحے بھی کیے:

۱۔ مصافحہ خضریہ

۲۔ مصافحہ جنیہ

۳۔ مصافحہ معمریہ

۴۔ مصافحہ منامیہ

ان جلیل الشان سید صاحب موصوف کی طرح اپنی تمام مرویات و مصنفات کی ان کے بچوں اور پوتوں کو بھی اجازت ہے اور آخر زمانہ تک پیدا ہونے والی ان کی اولاد در اولاد کو بھی (جو علم دین حاصل کریں) ہر ایک کے لیے وہی شرط ہے جو اہل علم کے ہاں معروف ہے۔ اور اللہ کو حمد ہے ہر علمی گھاٹ میں اترتے وقت بھی اور سیراب ہو کر واپس ہوتے وقت بھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود نازل ہو ان پر جو بروزِ محشر شفاعت فرمائیں گے اس دن اپنے کرم کی پاکیزہ خوشبوئیں آپ ہی بکھیریں گے۔ آپ کی آل و اصحاب پر بھی اور آپ کی امت و گروہ پر بھی۔ آمین۔

سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں میرا شجرۂ طریقت یہ ہے:

الفقیر احمد رضا نے شرفِ بیعت حاصل کیا اپنے مرشد السید الشاہ آل رسول الاحمدی ہری سے ــــ انہوں نے شمس الملۃ والدین ابو الفضل سید آل احمد اچھے میاں سے ــــ انہوں نے اپنے والد السید الشاہ حمزہ سے ــــ انہوں نے اپنے والد سید الشاہ آل محمد سے ــــ انہوں نے اپنے والد صاحب البرکات والدرجات شید الشاہ برکت اللہ سے ــــ انہوں نے شید جلیل الشان فضل کالغوی سے ــــ انہوں نے اپنے والد شید احمد سے ــــ انہوں نے اپنے والد شید محمد سے ــــ انہوں نے حضرت جمال الاولیاء جہاں آبادی سے ــــ انہوں نے قاضی ضیاء الدین نیوتنوی سے ــــ انہوں نے محمد بھکاری نظام الدین انصاری سے ــــ انہوں نے سید ابراہیم الایرجی سے ــــ انہوں نے حضرت بہاء الدین سے ــــ انہوں نے

Marfat.com

عن[۱۵] السید احمد الجیلانی عن[۱۶] السید حسن عن[۱۷] السید موسی عن[۱۸]
السید علی عن السید[۱۹] محی الدین ابی نصر عن السید[۲۰] القاضی الامام
ابی صالح هبة الله عن[۲۱] ابیه السید الامام الاجل ابی بکر
تاج الملة والدین عبد الرزاق عن[۲۲] ابیه قطب الارشاد و
مرجع الافراد و امام الاوتاد و برکة البلاد والرحمة
علی العباد و اهب المراد باذن الجواد غوث الثقلین
و غیث الکونین و غیاث الدارین و مغیث الملوین
سیدنا الامام ابی محمد عبد القادر الحسنی الحسینی
الجیلانی القطب الصمدانی و النور الربانی عن[۲۳] الامام ابی
سعید المخزومی عن[۲۴] شیخ الاسلام والمسلمین ابی
الحسن علی القرشی الاموی الهکاری عن[۲۵] الامام ابی الفرج
الطرطوسی عن[۲۶] الامام ابی الفضل عبد الواحد عن[۲۷] الامام
ابی بکر الشبلی عن[۲۸] سید الطائفة العلیة ابی القاسم جنید
البغدادی عن[۲۹] خاله المولی الامام السری السقطی عن[۳۰] الامام
المعروف الکرخی عن[۳۱] السید الاجل ابن رسول الله صلی الله
تعالی علیه وسلم الامام علی الرضا ابن الامام موسی الکاظم
ابن الامام جعفر الصادق ابن الامام عالم اهل البیت محمد
الباقر ابن الامام السجاد زین العابدین ابن الامام السعید
الشهید ریحانة رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم ابی عبد الله
الحسین ابن الامام زوج البتول واخی الرسول علی المرتضی کرم
الله تعالی وجوههم ورضی عنا بهم احسن الرضی عن ابیه[۳۲] عن جده[۳۳]
عن جد[۳۴] ابیه عن جد[۳۵] جده عن ابی[۳۶] جد جده عن جد[۳۷] جد جده عن[۳۸]
خاتم النبیین و سید المرسلین قائد الغر المحجلین و سیلتنا

Marfat.com

سید احمد[15] الجیلانی سے — انہوں نے سید[16] حسن سے — انہوں نے سید موسیٰ[17] سے — انہوں نے سید[18] علی سے — انہوں نے سید محی الدین[19] ابو النصر سے — انہوں نے السید القاضی الامام ابو صالح ہبۃ اللہ[20] سے — انہوں نے اپنے والد جلیل القدر الامام تاج الملۃ والدین سید ابوبکر عبد[21] الرزاق سے — انہوں نے اپنے والد ماجد، قطب الارشاد، افراد کے مرجع، اوتاد کے امام آبادیوں کی برکت۔ بندوں پر رحمت، باذنہٖ تعالیٰ مراد پوری کرنے والے، جن والنس کی فریاد کو پہنچنے والے، دونوں جہان میں بارانِ رحمت، دنیا و آخرت میں مددگار، دن رات میں فریادرس، امام محمد سیدنا[22] عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی، قطب صمدانی، نور ربانی سے — انہوں نے الامام ابو[23] سعید مخزومی سے — انہوں نے شیخ الاسلام والمسلمین ابو الحسن[24] علی القرشی الاموی الہکاری سے — انہوں نے الامام ابو الفرح[25] الطرطوسی سے — انہوں نے الامام ابو الفضل عبد[26] الواحد سے — انہوں نے الامام ابوبکر الشبلی[27] سے — انہوں نے سید الطائفہ العلیۃ ابو القاسم جنید[28] البغدادی سے — انہوں نے اپنے ماموں حضرت الامام السری[29] السقطی سے — انہوں نے الامام المعروف[30] الکرخی سے — انہوں نے سید[31] اجل ابن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) الامام علی الرضا سے جو فرزند ہیں الامام موسیٰ الکاظم کے جو فرزند ہیں امام جعفر الصادق کے جو فرزند ہیں عالم اہل البیت الامام محمد الباقر کے جو فرزند ہیں الامام السجاد زین العابدین کے جو فرزند ہیں صاحب سعادت، صاحبِ شہادت، ریحانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو عبد اللہ الامام الحسین کے جو فرزند ہیں سیدہ بتول زہرا کے شوہر پاک، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر الامام علی المرتضیٰ کے (اللہ تعالیٰ ان سب کے وجوہ مبارکہ کو عزتیں بخشے اور ان سب کے طفیل ہم سب سے اچھی طرح راضی ہو) — انہوں نے اپنے والد[32] ماجد موسیٰ الکاظم سے — انہوں نے الامام علی الرضا کے دادا[33] (جعفر الصادق) سے — انہوں نے الامام علی الرضا کے باپ کے دادا[34] (الامام الباقر) سے — انہوں نے الامام علی الرضا کے دادا کے دادا[35] (الامام زین العابدین) سے — انہوں نے الامام علی الرضا کے دادا کے دادا کے باپ[36] (الامام الحسین) سے — انہوں نے الامام علی الرضا کے دادا کے دادا کے دادا[37] (المولیٰ علی شیرِ خدا) سے — انہوں نے نبیوں[38] کے خاتم، رسولوں کے سردار، چمکتی پیشانی، چمکتے ہاتھ پاؤں والوں کے قائد سے جو دین و دنیا میں ہمارے وسیلہ ہیں،

Marfat.com

فی الدنیا والدین المبعوث رحمة للعلمین سیدنا ومولنا وشفیعنا و
حبیبنا وعوثنا ومحبتنا وغوثنا ومغیثنا ابی القاسم قاسم خزائن الآلاء
والمکارم محمد رسول رب العالمین صلی الله تعالیٰ علیه وعلی اٰله وصحبه وعلیهم جمیعا
وعلینا بهم ولهم وفیهم ومعهم آمین اله الحق اٰمین والحمد لله رب العالمین
٢٧ ذی الحجة سنه ١٣٢٣ھ وقد تقدم ذکر الاجازة بهایا القول لصاحبه الشیخ حسین
جمال بن عبد الرحیم عم الله الجمیع بحسن الختام وجمال الایمان والرحم المقیم امین

# النسخة الثانیة

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله المسلسل احسانه المتصل انعامه غیر
منقطع ولا مقطوع فضله واکرامه ذکره سند من
لا سند له واسمه احد من لا احد له وافضل الصلوات
العوالی النزول واکمل السلام المتواتر الموصول علی اجل
مرسل کشاف کل معضل العزیز الاعز المعز
الحبیب الفرد فی وصل کل غریب فضله الحسن
مشهور مستفیض وبالاستناد الیه یعود
صحیحا کل مریض وقد جاء جوده
المزید فی متصل الاسانید بل کل
فضل الیه مسند عنه یروی والیه یرد
فسموط فضائله العلیة
مسلسلات
بالاولیة و
کل درجته

جنہیں سارے جہانوں پر رحمت فرمانے کے لیے بھیجا گیا ہے جو ہمارے سردار، ہمارے مولیٰ، ہماری شفاعت فرمانے والے، ہمارے محبوب، ہمارے مددگار، ہمارے معین، ہمارے غوث، ہمارے فریادرس ہیں جو نعمتوں اور بزرگیوں کے خزانوں کے قاسم ہیں یعنی سیدنا ابوالقاسم محمد رسول رب العالمین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر اور سلسلہ عالیہ کے تمام مشائخ پر اور ان کے سبب سے ان کی خاطر ان کے زمرے میں شامل کر کے ان کی معیت میں لے کر ہم پر۔ آمین، اے سچے معبود آمین۔ اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کو ہیں ——

۲۷ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ —— اس سے پہلے یہ بات مذکور ہو چکی ہے کہ سید صاحب کے ساتھی جناب حسین جمال بن عبد الرحیم نے زبانی اجازت لی تھی۔

اللہ تعالیٰ سب کا خاتمہ اچھا کرے اور سب کو جمال ایمان اور دائمی رحمت سے نوازے، آمین۔

## دُوسرا نسخہ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں جس کا احسان قایم رہتا ہے اور انعام ختم نہیں ہوتا اس کا فضل و کرم نہ رُکتا ہے نہ روکا جاتا ہے اس کا ذکر بے سہاروں کا سہارا اور اس کا نام بے لبسوں کا لبس ہے۔ اونچی شان والے نیچے اترنے والے درودوں میں سے افضل درود اور لگاتار پہنچنے والے سلاموں میں سے اکمل سلام ان پر جو رسول معظم ہیں، آپ ہر قسم کی دشواریاں دور فرماتے ہیں، نادر الوجود ہیں۔ عزتوں کے مالک بھی ہیں اور عزتوں کے بخشنے والے محبوب بھی۔ ہر مسافر کو منزلِ مقصود تک پہنچانے میں یگانہ ہیں۔ آپ کا حسین فضل شہرت و وسعت والا ہے آپ سے سہارا لے کر ہر بیمار تندرست ہوجاتا ہے۔ آپ کی سخاوت کی زیادہ بارشیں انہی پر اترتی ہیں جنھوں نے آپ سے روابط و تعلقات قائم رکھے ہیں بلکہ ہر فضیلت آپ ہی کی طرف منسوب ہے آپ ہی سے دوسروں کی طرف جاتی ہے پھر آپ ہی کے حضور لوٹ کر آتی ہے۔ آپ کے عالی فضائل (کے موتیوں) کی لڑیاں روزِ اوّل سے پروئی ہوئی ہیں اور ہر ستھرا موتی آپ کے

Marfat.com

من بحره مستخرج وكل مد رجود فی سا ئليه مدرج
فهو المخرج من كل حرج وهو الجامع وله الجوامع
علمه مرفوع وحديثه مسموع ومتابعه مشفوع
والامر عنه موضوع وغيره من الشفاعة قبله ممنوع
فاليه الاسناد فی محشر الصفوف وامر الموقف على رايه
موقوف حوضه المورود لكل وارد مسعود فيا فوز
من هو منه منهل ومعلول فبه كل علة من
محل نزول حزبه المعتبر والشذوذ منه منكر
وطريق الشاذ الى شواظ سقر حافظ الامة من الامور
المدلهمة الذاب عنا كل تلبيس وتدليس و
الجابر لقلب بائس مضطرب من عذاب بئيس الحاكم
الحجة الشاهد البشير مجتمع فی مدحه كل
بيان وتقرير علوه لا يدرك وما عليه مستدرك
مقبوله يقبل ومتروكه يترك تعدد طرق
الضعيف اليه فمن سننه الصحاح التعطف عليه فيجبر
باعتضاده قلبه الجريح ويرتقى من ضعفه الى درجة
الصحيح مدار اسانيد الجود والاكرام منتهى سلاسل
الانبياء الكرام صلى الله تعالى عليه وعليهم وسلم
ملأ آفاق السماء واطراف العالم وعلى اله وصحبه وكل
صالح من رجاله وحزبه رواة علمه ودعاة شرعه
ودعاة ادبه وعلى كل من له وجادة ومناولة
من افضاله الواصلة الدائرة المتواصلة بحسن ضبط
محفوظ النظام من دون وهم ولا ايهام

Marfat.com

ہی بحرِ فیض سے نکلا ہے۔ جود و سخا کی بارشیں برسانے والے آپ کے بھکاریوں میں داخل ہیں۔ تمام تنگیوں سے آپ ہی نکالتے ہیں۔ آپ ہی میں سب خوبیاں پائی جاتی ہیں، جو کلمات بولنے میں مختصر اور مفہوم میں وسیع ہوں وہ آپ ہی کو نصیب ہوئے ہیں۔ آپ کا جھنڈا بلند ہے، آپ کی بات[۱۲] مقبول اور آپ کے متبع کے حق میں شفاعت منظور ہے۔ آپ سے ہر قسم کا بوجھ ہٹایا گیا ہے اور دوسروں کو آپ سے پہلے شفاعت کرنے سے روکا گیا ہے[۱۳]۔ بروزِ محشر لوگوں کی تمام صفیں آپ ہی پر بھروسہ[۱۴] کریں گی۔ اس دن آپ ہی کی مرضی[۱۵] کے مطابق کام ہوگا۔ آپ کا حوض ہر نیک بخت پیاسے کے لیے گھاٹ ہے جہاں سے تشنگی بجھے گی تو وہ شخص کسی درجہ فائز المرام ہوگا۔ جو اس گھاٹ سے بار بار پیئے گا تو ہر دکھ سے نجات پائے گا۔ آپ کے فرمانبرداروں کا گروہ ہی قابلِ اعتبار ہے۔ ان سے الگ رہنا بہت برا ہے۔ جو الگ ہوا اس کا راستہ جہنم کی بھڑکتی آگ کی خالص لپٹ کی طرف جاتا ہے۔ آپ ہی امت کو کالے گھپ اندھیروں سے بچاتے ہیں۔ آپ ہی ہم سے ہر مکر و فریب کو زائل کرتے ہیں۔ برے عذاب سے غمگین ہونے والے پریشان دل کی پریشانیاں آپ ہی دور فرماتے ہیں۔ حاکم، حجۃ، شاہد، بشیر جیسی صفات سے آپ ہی موصوف ہیں۔ آپ کی کما حقہ مدح و ثنا کرنے میں ہر بیان عاجز اور ہر تقریر گونگی ہے۔ آپ کی رفعتِ شان ادراک سے بالاتر ہے۔ اس پر اضافہ ناممکن ہے۔ آپ جسے قبول فرمالیں وہ مقبول بارگاہ اور جسے چھوڑ دیں وہ راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے۔ کمزور شخص ادھر ادھر سے پھر پھرا کر آپ کی طرف آتا ہے تو آپ اپنی عادت مبارکہ کی بدولت اسکے حال پر رحم فرماتے ہیں تو اس کا زخمی دل آپ سے قوت پا کر بھر جاتا ہے اور کمزوری و ناتوانی سے بدرجۂ صحت و توانائی تک ترقی کر جاتا ہے۔ آپ جود و اکرام کے تمام سہاروں کے مرکز اور انبیاء کرام کے جملہ سلاسل کے منتہٰی ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اور ان سب انبیاء پر اس قدر درود و سلام نازل فرمائے جس سے آسمان کے کنارے اور جہاں کے اطراف بھر جائیں اور آپ کی آل و اصحاب پر اور آپ کے گروہ کے ہر لائق شخص پر جو آپ کے علم کا راوی، شریعت کا داعی اور ادب کا محافظ ہے اور اس پر بھی جو آپ کے احسانات کے ملنے سے تونگر ہوا۔ وہ احسانات جو تعلقات کو جوڑتے ہیں تعداد میں زیادہ ہیں اور ایک محفوظ نظام و حسین ضابطے کے تحت مربوط ہیں جن میں نہ وہم کو دخل ہے نہ ابہام کو

Marfat.com

ولا اختلاط بالاعداء اللئام ما روی خبر حدی
اجازة وغلب حقيقة الكلام مجازه آمين
**اما بعد** فاسمع يا سعد جعلني الله واياك واحبابنا
ممن رزق السعادة وسبق له من ربه حسن الوعد قبل
خلق السماء وصوت الرعد ونصر في الدين اوفر من عدة
كل ذي وفرة وذات جعدة وخذل عداي وعداك من
عدا منهم ومن لم يجده هو يريد العدوان من بعد
ربا حسنة الزمان وبركة الآوان يا طيب الوجود وطيب
الجود من وجهه انضر من روض مجود وفيضه اجود من
جود يجود ما مجيد المجيد الجيد الجائد مردی
الاماردة مجدی الاماجد يا صالح الافعال وصديق الاقوال
ويا ابا الافضال وابن الكمال الا يا سامعين هل عرفتم
الاسم وان لم تعرفوا فهذا نظم خذوا منه رؤس الشطور
تنبئ باسم مبين النور

صلحت قلوب العارفين فاصلحت
اعضاءهم في طاعة الفضال
لا غرو ان يحسن احوال الملك
حسنا لملك الملك في الاحوال!
كم عالم في عالم الدنيا بدا
ما علمه الا شقا شق قال
العلم قل ويجد فيه تكثر
سعن عليك بصالح لكمال

يا اهل مكة والبلدة المباركة انتم تعلموا من هذا الذي سميت وهذا

Marfat.com

نہ بُرے دشمنوں کی آمیزش کو۔ یہ درود و سلام اس وقت تک نازل ہوں جب تک
خبر مردی اجازت حاصل اور مجاز پر حقیقت غالب ہوتی رہے۔ آمین
حمد و صلوٰۃ کے بعد، اے سعادت مند! سن۔ اللہ تعالیٰ مجھے تجھے اور تیرے میرے احباب کو
ان میں سے کرے جنھیں سعادت ملی اور ان کے لیے رب تعالیٰ کی طرف سے آسماں کے پیدا ہونے
اور بادل کے گرجنے سے پہلے اچھا وعدہ ہوا اور انہیں دین میں اتنی امدادیں ملیں جو تعداد میں ان سے
زیادہ ہیں جن کے بال لمبے یا گھونگریالے ہیں نیز اللہ تعالیٰ میرے اور تیرے سب دشمنوں کو بے مدد
کرے جنہوں نے سرکشی کی یا سرکشی کے ارادے پر تا ہنوز قائم ہیں۔
(اے زمانے کی نکوئی، اے وقت کی برکت، اے وجود کے ستھرے، اے سخاوت کے
اچھے، اے وہ جن کا چہرہ عمدہ باغ سے زیادہ تر و تازہ اور جن کا فیض تیز بارش سے زیادہ فیاض ہے،
اے بزرگ گرامی قدر، ستھرے کردار والے، موسلا دھار باران کرم، اے خبیثوں اور سرکشوں پر تباہیاں
ڈالنے والے، اے شریفوں اور معززوں کو عطائیں دینے والے، اے صالح افعال اور سچے
اقوال والے۔ اے صاحبِ فضل اور صاحب کمال۔ سننے والو! کیا تمہیں ان کا نام معلوم ہے
جن سے میں مخاطب ہوں۔ معلوم نہ ہو تو درج ذیل نظم کے ہر مصرعے کا پہلا حرف لے کر جوڑ لو
تو یہ حروف نور بیان کرنے والے کا نام ظاہر کر دیں گے (ص ا ل ح ک م ا ل: صالح کمال)۔
ترجمۂ نظم: ۱۔ پہلے اہلِ عرفان کے دل سنورتے ہیں پھر وہ دل ان کے تمام اعضا کو سنوار کر اس ذات
کی عبادت پر لگا دیتے ہیں جو کثیر الفضل ہے۔
۲۔ اس پر تعجب نہیں کیونکہ بادشاہ کے اپنے احوال جب ستھرے ہو جائیں تو اس کے پورے
ملک کے احوال ستھرے ہو جاتے ہیں۔
۳۔ اس دنیا میں کئی علماء ایسے بھی اُبھرے ہیں جو اُونٹ کے بلبلانے کی سی آوازوں کے سوا
کچھ نہیں جانتے (ان کے پاس زبانی جمع خرچ کے سوا کچھ نہیں ہوتا)
۴۔ علم کم ہو گیا ہے اور دعویٰ علم دور تک پہنچ گیا ہے تو تجھ پر (اندریں حالات) ان کا دامن تھامنا
لازم ہے جو کمال کے صالح ہیں (صالح کمال کا)
مکہ والو! اے مبارک شہر کے باشندو! کیا تم نہیں جانتے میں نے کس کا نام لیا اور یہ

Marfat.com

الخطاب لمن نميتُ أليس امامكم والقائد امامكم
عَلَم العلماء الاعلام المشتهر كالركن بالبلد الحرام
اليس هذا الابيض افدم واسود ومستلم اليد كالركن
الاسود سيد مسوّد جيد مجود آلا فاعرفوا الحق من
الاباطيل وميزوا الصدق من المخرفين فربّ
احمق سفيه يقال له فقيه فقيه ما فيه دُرّ
شعب او شعيب من شعاب الضلال يدعي جبل الفضائل
والافضال هذا وحب حِبّي قد حُبي قلبي قبل ان القاه
وَاحيي محياه لفضل طار الى الهند ريّاه فلما
تواجهنا تعارفنا وتصادقنا بل تعاشقنا فانّ الارواح
جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف بل صار كنفس
واحدة وهو الذي نصرني وواتاني قبل ان يلقاني
وبغيب رعاني وبعد مارآني وذلك انه محب السنن و
ناصر اربابها وذاب الفتن وكاسر اصحابها فجزاه
الله عني وعن الدين كل خير وحمى حماه
عن كل ضر وضير ولقاه سرورا وواتاه
شرورا آمين يا من كان عزيزا غفورا ،
ولقد طال بنا المجالس وحصل بها
الانس آنس فتذاكرنا العلوم
وتحاورنا الفهوم قرأت الاعيان
ووعت الاذان فوق ما كان في تصور
الاذهان فما زاد احدامنا طول الجلوس
الا لوعة في القلوب وشوقا في

گفتگو کس کے لیے بڑھائی کیا وہ تمہارے امام، قائد، پیشرو نہیں۔ کیا وہ تمہارے بڑے بڑے علماء کے سردار نہیں۔ کیا وہ سرزمین حرم میں رکن اسود کی طرح مشہور نہیں۔ کیا وہ وہ نہیں جن کا رنگ گورا ہے، جو سب سے آگے ہو کر چلتے ہیں اور سب سے بزرگ وگرامی قدر جانے جاتے ہیں، جن کے ہاتھوں کو حجرِ اسود کی طرح چوما جاتا ہے جن کی بزرگی و شرافت سب کو مسلم ہے، جن کی عمدگی و خوب صورتی انتخاب فرمودہ ہے۔ سنتے ہو! حق کی شناخت کرو۔ لغویات سے بچے رہو، سچ کو جھوٹ سے اور حق کو باطل سے ممتاز رکھو، کیونکہ کچھ احمق دیوانے ایسے بھی ہیں جنھیں خواہ مخواہ فقیہہ کہا جاتا ہے اور گمراہی و بے دینی کی کچھ وادیاں ایسی بھی ہیں جنہیں" فضیلتوں و شرافتوں کے پہاڑ" کہنے کی جسارت کی جاتی ہے (العیاذ باللہ) یہ لو۔

چونکہ پیارے ممدوح کے فضل و کمال کی فراوانی ہندوستان تک پرواز کر چکی تھی اس لیے ملاقات کرنے اور چہرے پر نگاہ پڑنے سے پہلے ہی ان کی محبت دل نشین ہو گئی تھی، پھر جب روبرو ہوتے تو عقاید میں موافق محبت میں صادق بلکہ ایک دوسرے کے جاں نثار ثابت ہوئے۔ کیونکہ (بمطابق حدیث مشکوٰۃ ص ۴۲۶) تمام روحیں عالمِ ارواح میں جمع کیے ہوئے لشکر کی طرح ہوتی ہیں جو عالم ارواح میں ایک دوسرے سے شناسا ہوئے، وہ یہاں آکر بھی آپس میں الفت کرتے ہیں بلکہ ایک جان کی مانند ہو جاتے ہیں (بنا بریں) حضرت صالح کمال نے ملاقات سے پہلے بھی میری مدد فرمائی اور دشمنوں کے شر سے بچایا، غیب ہونے کی صورت میں بھی میرے حال کی رعایت کی اور یہ سلسلہ ملاقات کے بعد بھی جاری رکھا۔ کیونکہ وہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی) سنتوں کے محب ہیں اور اہل سنت کے مددگار رہیں، فتنہ ہائے بدمات کو دفع کرتے ہیں اور اور ان کے بانیوں و حامیوں کی کمریں توڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں میری طرف سے اور دین اسلام کی طرف سے ہر خیر کی جزا دے اور ان کی حمایت میں آنے والے تمام افراد کو ہر نقصان اور ہر تکلیف سے بچائے اور انہیں بوقت ملاقات سرور بخشے اور شر و فساد سے محفوظ رکھے۔ اے عزت والے بخشنے والے رب! یہ دعا قبول فرما۔ میری اور ان کی طویل مجلسیں منعقد ہوئیں جن سے طرفین مانوس ہوئے، ہم نے علمی مذاکرے کیے سوال کیے اور جواب دیے تو میری اور ان کی آنکھوں نے نیز میرے اور ان کے کانوں نے اس سے زیادہ دیکھا اور سنا جس کا ذہنوں میں تصور تھا تو ان لمبی مجلسوں نے ہمارے دلوں میں محبت کی سوزش اور جانوں میں

Marfat.com

النفوس وانشانى لسانى ما انشاه جنانى

فيا ليتها طالت ونحن مضى تقضا

بان مدى وصل الحبيب تصير

وكيف وذا نجل الكمال وانى

اخوا النقص حظى فى الكمان يسير

وارجو لقا دار الهنا وكأن قد

قد اسعد بختى هاتفا سيصير

فيا من من من منه علينا بهذا اللقيا كلما ازددنا

ظمينا فزدنا السقيا واجمع بيننا يا تريب المجيب على

حوض الحبيب وفى دار التقريب صلى الله تعالى عليه وسلم

وعلى اله وصحبه وبارك وكرم سبحن الله مالى غبت

غب ان خاطبت ولذة الخطاب بغية الاحباب نعم فيا

عالم العلام يا علامة ويا من علمه علم غنى عن علامة

فعلام تطلب علام علامه رفعك الله كم تتواضع و

هذا مسكك فائحا يتضوع أمثلى يوازيك بل هل

يدانيك فتسأل منه اجازة الحديث وسائر مروياتى

ومحوياتى من قديم وحديث نعم فهمت الامران

اسمى رضا وصرت عينى فانت عين الرضا

وعين الرضا عن كل عيب كليلة

فتحسب مثلى صالحا لكمال

ومالى صلاح للكمال كمالها

كما لاقذى فى صالح بن كمال

ولطالما سوفت : وفى نعم ولم

شوق کی لذت کے سوا کچھ نہ بڑھایا اور میری زبان نے وہ اشعار کہے جنہیں میرے دل نے انشاء کیا۔

(ترجمہ اشعار) کاش کہ یہ علمی مجلسیں اور طویل ہوتیں لیکن کیا کریں۔ تقدیر کا فیصلہ ہے کہ محبوب کا وصل بہت جلد انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔

یہ تمنا کس طرح پوری ہو میرا ممدوح تو کمال کی نسل سے (ہونے کی وجہ سے کمال مجسم) ہے اور میں ناقص ہوں تو مجھے کمال سے تھوڑا حصہ ہی مل سکتا ہے۔

مگر دار الہنا (جنت) میں ملنے کی امید اس قدر قوی ہے گویا اس کا وقوع ہو گیا تو یہ میری خوش بختی ہے جو عنقریب مجھے اس جانب بلائے گی۔ اے وہ ذات جس نے بسبب اپنے کرم کے ہم پر اس ملاقات کے ذریعے ایسا احسان فرمایا کہ ہم نے جب جب دیدار کا شربت پیا، پیاس بڑھی۔ تو اے قریب رہنے والے، اے دعاؤں کے سننے والے! ہماری اس سیرابی میں اضافہ فرما، اپنے محبوب (علیہ السلام) کے حوض پر بھی اور دار التقریب (جنت) میں بھی ہمیں جمع فرما (اللہ تعالیٰ آپ پر بھی اور آپ کی آل و اصحاب پر بھی درود و سلام، برکت اور کرم نازل فرمائے۔

سبحان اللہ! مجھے کیا ہو گیا کہ (حضرت صالح کمال سے) خطاب کرتے کرتے مخاطبت ترک کر دی اور غیبوبت اختیار کر لی، حالانکہ خطاب کی لذت دوستوں کو مرغوب ہوا کرتی ہے — تو ہاں اے عالموں کے عالم، اے علامہ، اے وہ جن کا علم اونچے پہاڑ کی طرح علامت سے مستغنی ہے آپ اپنے علامہ ہونے کی نشانی (سند) کیوں طلب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید رفعتیں بخشے۔ آپ کتنی تواضع کر رہے ہیں۔ یہ دیکھو آپ کے علم و فضل کی کستوری مہکتی اور پھیلتی جا رہی ہے۔ کیا مجھ جیسا آپ کے برابر ہو سکتا ہے یا آپ کے قریب پہنچ سکتا ہے؟ کہ آپ مجھ سے حدیث شریف کی اور میری پرانی و نئی تمام مرویات و محویات کی اجازت طلب کریں۔ ہاں اصل بات معلوم ہو گئی کہ میرا نام "رضا" ہے اور آپ میری عین (آنکھ) کی مانند ہو جانے کی وجہ سے عین الرضا ہوئے۔

(ترجمہ اشعار) اور عین الرضا عیب نہیں دیکھ سکتی بنا بریں آپ نے مجھے (عیب سے دور) کمال کا صالح سمجھ لیا۔ حالانکہ عین الرضا کی طرح مجھ میں کمال کی صلاحیت نہیں عین الرضا (عیب بینی سے) اس طرح پاک ہے جس طرح صالح بن کمال (عیبوں کے) خس و خاشاک سے بیں عرصے تک ٹال مٹول کرنا اور نعم دبلی (ہوں

Marfat.com

ايا ما عرفت لعلمی بقصر ذراعی و قصور باعی و
لحیائی من فضلك ان أعدّ مجیزاً لفاضل مثلك
ولكن كلما تلعثمت طال تقاضاك و مالی بد
من طلب رضاك فالحقير ما مور و المامور معذور و رد العذر
مقبول عند الصدور فهاك علی بركة الله
و بركة رسوله

## وكتب لحضرة مولنا السيد اسمعيل
## واخيه الجميل مكان العبارة الواقعة
## بين الهلالين من ص ٢٣ الى هنا هكذا

يا سلالة نسل اسمعيل يا خليل الجليل يا ابن
الخليل عليهما الصلاة والسلام بالتبجيل يا محمود
خصال تجل عن شكری وطلعة آسمالها اسمی إسماعيل
بها صبری یا منشئ خطب منابر الهمم بل حافظ كتب
حرم الكرم الا یا سامعین هل عرفتم الاسم و ان لم
تعرفوا فهذا نظم خذوا منه رؤس الشطور تنبئ
باسم مبين النوره

الله ارسل للخلال خليلا
سدا لخلال ولم یخل خليلا
منحت بنوه خلال خير طبقة
عن طبقة وتختم جيلا جيلا

ہاں ) میں دن گزارتا رہا کیونکہ میں اپنے بازوؤں کو چھوٹا اور ہاتھوں کے پھیلاؤ کو کوتاہ سمجھتا تھا اور آپ کی فضیلت کے پیشِ نظر شرم آتی تھی کہ ایسے فاضل کو سندحدیث دینے والوں میں شمار کیا جاؤں ؛ لیکن میں نے جس قدر پس و پیش کی آپ کا تقاضا بڑھتا گیا ۔ آخر مجھے آپ کی خوشنودی بھی مطلوب ہے اور چونکہ حقیر مامور ہے اور مامور معذور ہوتا ہے اور برگزیدہ لوگ عذر قبول کیا کرتے ہیں ۔ اس لیے میں آپ کو اللہ و رسول ( جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم ) کی برکت پر اجازت دیتا ہوں ، لیجئے ۔ )

# ص۲۸۹ سے یہاں تک دو ہلالوں کے درمیان والی عبارت کی بجائے حضرت مولانا سیّد اسمٰعیل اور ان کے برادرِ جمیل کے لیے یہ عبارت لکھی

اے حضرت اسمٰعیل کی اولاد کے خلاصہ ، اے رب جلیل کے دوست ، اے حضرت خلیل کے فرزند ( علیہما الصلاۃ والسلام بالتبجیل ) ، اے ستھرے کردار والے جو اس سے برتر ہے کہ اس کا شکریہ ادا کر سکوں ، اے چمکتے چہرے والے جس کا استعمال شدہ بوسیدہ لباس بابرکت و بلند رتبہ ہے اس کی دید سے قرار پاتا ہوں ورنہ بے صبری بڑھتی ہے ؛ اے ان خطبوں کے انشاء کنندہ جو حوصلوں کے منبروں پر پڑھے جاتے ہیں بلکہ اے حرم محترم کے کتب خانہ کے نگران ۔ سُننے والو ! ان کا نام جانتے ہو جن کا میں نے ذکر کیا ؟ اگر معلوم نہیں تو درج ذیل نظم کے ہر مصرع کا پہلا حرف لے کر جوڑ لو ۔ وُہ حروف نورِ ہدایت کے پھیلانے والے کا نام بتا دیں گے ۔

ترجمۂ نظم :

۱۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی حاجت برآری کے لیے اپنا خلیل ( علیہ السلام ) بھیجا ۔ انہوں نے رخنے بند کیے اور کسی محتاج کو اپنے کرم سے محروم نہ رکھا ۔

۲۔ ان کی اولاد کو بھی بہترین خصلتیں عطا ہُوئیں اور وہ خصلتیں ہر قبیلہ تک پہنچیں ۔

Marfat.com

يا عزّ بيت جاء فيه المصطفى
للمصطفى الحقّ الجليل آنيلا
خلت القرون وما خلا ذا البيت من
لطف الاله ولن يرى تحويلا
يمن الخليل مع الحبيب توافقا
ليديمه الرب الجليل جليلا

الا وهو الذي شد عضدي وّمد مددي وّنصر وّما قصر وّرد الفساد وّسد فساد وّبدّ العدى وكل من عدا وّرد عليهم فارتدوا بردى آذ نابذوا الهدى ونبذوا التقى ونهضوا بالهوى فهوى من غوى في هوة الهوان بما تدحوى؛ وّاتى ما اتى على من عتا وّعثا وعصى وّاراد تنقيص شان المصطفى صلى الله تعالى على مصطفاه وّاله وصحبه ومن والاه والحمد لله قدر رضاه وّلئن احببته فالانسان عبد الاحسان وّقد فاز فحاز حسن الخُلق والخَلق وهما ماهما في جلب قلب الخلق ولكن لا ادري لم احبني وّ من عنده ذنبي ما ذنبي ما فيّ شيء يوجب ودّا اوّ يجلب نظرا او يسلب ردا وقد اعتللت من غرة السنة الى شهر تام فاهتم لي كل الاهتمام ثمّ مر يوم الاثنان مع بعد منزله من مكاني وّلما خف المرض وّتاهب للرحيل ما قد عرض مر نهاران ثمّ اتفق الاثنيان فاشتقت اليه اشتياقا

Marfat.com

۳۔ کس قدر بزرگی والا ہے وُہ گھرانہ جس میں محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور رہوا۔ بڑی عزت تو مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے مخصوص ہے۔

۴۔ صدیاں گزر گئیں اس گھرانے پر ہمیشہ اللہ کا لطف و کرم رہا اور آئندہ بھی اس کی مہربانیاں ان سے نہ پھریں گی۔

۵۔ خلیل کی برکت حبیب کے ساتھ موافقت کیے ہُوئے ہے تاکہ رب جلیل اسے ہمیشہ کے لیے بڑے مرتبے پر رکھے۔

سنتے ہو! یہ وہی ہیں جنہوں نے میرا بازو مضبوط کیا، قوت بڑھائی اور کمی نہ کی، فساد کو رد کیا اور دوبارہ سر اٹھانے سے روکا تو سیادت میں سب پر غالب آئے۔ دشمنوں کو ہٹایا، سرکشوں کو متفرق کیا اور مخالفین کو ایسے جواب دیے کہ وُہ تباہی کے خوف سے بھاگ نکلے۔ کیونکہ انہوں نے ہدایت کی مخالفت کی خوفِ خدا کو پس پشت ڈالا اور نفسانی خواہش سے مقابلہ کے لیے کھڑے ہُوئے تھے، پھر کیا ہُوا؟ تمام گمراہ اپنی جمع کی ہوئی سکیموں سمیت رسوائی کے گہرے کھڈ میں جا گرے اور ان پر ذلت کا وہ زبردست عذاب آیا جو آیا۔ یہ عذاب ہر اس شخص پر مسلط تھا جس نے سرکشی کی، فساد پھیلایا، نافرمانی کی اور مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان گھٹانے کا ارادہ کیا (اللہ تعالیٰ اپنے مصطفیٰ پر اور ان کی آل واصحاب پر اور جملہ محبین پر رحمتیں نازل فرمائے اللہ تعالیٰ کے لئے اسی قدر تعریف ہے جسے وُہ پسند فرمائے) اگر میں ان سے محبت رکھتا ہُوں تو اس کا سبب ظاہر ہے کیونکہ انسان نیکی (کرنے والے) کا غلام ہوتا ہے اور میرا ممدوح نیکی کرنے میں کامیاب ہوا بلکہ اس نے حسن خلق بھی اور حسن خلق بھی دونوں خوبیاں حاصل کیں، اور یہ دو خوبیاں مخلوق کی دلکشی میں عجب کمال رکھتی ہیں۔ لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وُہ مجھ سے کیوں محبت کرتے ہیں۔ انہوں نے از خود میری اس قدر کیوں حمایت فرمائی مجھ میں وہ کونسی خُوبی ہے جو دوستی کی موجب نظر کی جالب اور ازالۂ اعتراضات (بدگو ہراں) کی باعث ہے۔ میں ابتداء سال پورا مہینہ بیمار رہا انہوں نے میری خاطر بڑا اہتمام فرمایا ہر روز تشریف لاتے باوجودیکہ ان کا دولت خانہ میری قیام گاہ سے دور تھا، اور جب مرض ہلکا ہوا اور بیماری کا عارضہ کوچ کرنے لگا تو دو دن نہ آئے اس پر میرے دل میں ان کی زیارت کا

Marfat.com

الظمآن لماء بارد فی یوم صائف
فکتبت الیه لکیما یساعف
هذان یومان ما فزنا بطلعتکم
ولو قدرنا جعلنا رأسنا قدما
قالوا لقاء خلیل للعلیل شفا
الا تحبون ان تبروا النا سقما
عودتمونا طلوع الشمس کل ضحی
وهل سمعتم کریما یقطع الکرما

تمادو عادة جادوا جاد حفظه الجواد فی کل خلوة وتنادو لعمری ما دریت من امری ما یوجب هذا الاکرام والاحسان التام منه ومن ابیه النبیه الشریف الوجیه السید الجلیل سیدنا ومولینا افندی خلیل ادامه الله تعالی بالتبجیل فمع عدم تعارف سابق ولا فضل فی یلایم ولیوافق قام لی قیام اب رحیم وکیف لا واسمه خلیل وهو من آل الخلیل ابرهیم وما معنی ابرهیم الا الاب الرحیم ثم من آل من هو بالمؤمنین رؤف رحیم علیه وعلی الخلیل والهما افضل الصلاة واکمل التسلیم فلا اقسم برب اکرم هذا البیت الکریم وانه لقسم لو تعلمون عظیم انی آنست فیهما بوارق تبرق وشوارق تشرق من لمعات اشعة شمس تجلت بعبق من افق شفق انک تحمل الکل وتکسب المعدوم وتعین علی نوائب الحق

شوق اس قدر غالب ہوا جیسے گرمیوں میں پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی طلب ہوتی ہے تو میں نے انہیں متوجہ کرنے کے لیے تین اشعار لکھ بھیجے:

(ترجمہ اشعار):

۱۔ ان دو دنوں میں آپ کے چمکتے چہرے کی زیارت نہ ہو سکی۔ اگر ہم قادر ہوتے تو سر کے بل چل کر خود پہنچتے۔

۲۔ کہتے ہیں مخلص دوست کی ملاقات سے بیمار تندرست ہو جاتا ہے۔ کیا آپ کو پسند نہیں کہ ہماری بیماری آپ کے ہاتھوں دور ہو۔

۳۔ ہر روز بوقتِ چاشت آفتابِ علم و عرفان کی زیارت کا آپ ہی نے عادی بنایا تھا۔ تو کیا آپ نے کسی کریم کی بابت سُنا ہے کہ اس نے سلسلۂ کرم منقطع کر دیا ہو۔

پھر کیا تھا، خط پڑھتے ہی تشریف لائے، عیادت فرمائی، کرم کیا اور خوب کیا (رب کریم تنہائیوں میں اور مجلسوں میں ان کی حفاظت فرمائے)۔ زندگی دھندہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ اس اکرام و احسان کا اصل سبب کیا ہے۔ یہ حسنِ سلوک نہ صرف انہوں نے کیا بلکہ ان کے ابا جان سیدنا ومولانا آفندی خلیل نے بھی — جو شہرت، شرافت، وجاہت، سیادت، جلالت کے مالک ہیں (اللہ تعالیٰ موصوف کو عظمت و بزرگی کے ساتھ دوام بخشے) — میرا ان سے کوئی سابق تعارف نہ تھا اور نہ ہی مجھ میں ان کے ذوق کے مطابق کوئی نمایاں خوبی تھی۔ بایں ہمہ وہ میرے لیے مہربان باپ کی طرح کھڑے ہو گئے۔ اسی طرح کیوں نہ کرتے ان کا نام خلیل ہے وہ حضرت خلیل ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد سے ہیں اور ابراہیم کے معنے "مہربان باپ" کے ہیں، پھر وہ ان کی آل سے ہیں جو مومنوں پر رؤف بھی ہیں اور رحیم بھی۔ (ان پر اور جناب خلیل پر اور دونوں کی آل پر افضل درود اور اکمل سلام اترے) ——— قسم ہے اس رب کی جس نے کعبہ معظمہ کو عزت بخشی اگر تم جانو تو بے شک یہ قسم بڑی ہے، میں نے دونوں باپ بیٹا کی پیشانیوں میں (سعادت ابدی کی) ایسی روشنیاں چمکتی دیکھی ہیں جو اِنَّكَ تَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتُعِيْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ کے افق کی خوشبوؤں میں طلوع ہونیوالے

Marfat.com

جزاهما الله عنى وعن السنة كل خير وفضل ونعمة ومنة ووقاهما ما يكرهان فى كل حين وكل آن اسمع واستجب يا رحمن آمين آمين يا حنان لوجهك الحمد وعليك التكلان ـ مالى غبت غب ما خاطبت ولذة الخطاب بغية الاحباب نعم فيا حبى وحبيبى وطبى وطبيبى ولبى ولبيبى يا قرة عينى ودرة زينى وتاج رأسى وبهجة نفسى سألتنى انت واخوك النجيب الحبيب النسيب الطبيب الاريب اخو الوفا والصدق والصفا السيد مصطفى اعطاه الله من الحلم والمنى والغنا والهنا فوق ما نتمنى اجازة الحديث وسائر مروياتى من قديم وحديث وما انا الا اذل الخليقة بل لاشئ فى الحقيقة ولكن الكرام حسان الظنون وبحسن الظن يعرف الصالحون وامركما على الرأس والعين فلا اجد وجها للخلاف ولا يدين فهاكما على بركة الله وبركة رسوله الخ وارسله على يد بعض الاصدقاء لما توجه الى الحجة ١٧ شوال سنة ١٣٢٦ الف وثلثمائة وست وعشرين ورجاء الوصول على حسب المامول والحمد لله رب العلمين

## وكتب لحضرة السيد مامون البرى المدنى هكذا

يا مامون السريرة مصون السيرة غرس دوح الشرف والسيادة عرف روح الظرف والسعادة العالم الاجل الكامل الابجل مورد الفضل السنى والفيض الهنى والقلب الغنى حضرة سيدى السيد مامون البرى المدنى

آفتاب کی کرنوں سے پیدا ہوئی ہیں ۔ (اللہ تعالیٰ دونوں کو میری طرف سے اور تمام اہلسنت کی طرف سے جزائے خیر دے اور فضل ونعمت ونکوئی بخشے اور دونوں کو ہر آن مکروہات سے بچائے اے رحمٰن ! سن اور قبول فرما ۔ آمین آمین ۔ اے حنّان ! تیری ذات کو حمد ہے اور تجھی پر بھروسہ ہے ) مجھے کیا ہوگیا ، میں نے ممدوح سے مخاطب ہونے کے بعد ان کا ذکر الفاظ غیب سے کیوں شروع کردیا ۔ حالانکہ خطاب کی لذت تو اہلِ محبت کو مرغوب ہُوا کرتی ہے ۔ ہاں تو اے میرے پیارے ، میرے حبیب ، میری مراد ، میرے طبیب ، میری عقل ، میرے ہوشمند ، اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ، میری زیبائش کے موتی ، میرے سر کے تاج ، میری جان کی رونق ، آپ نے اور آپ کے بھائی سید مصطفیٰ نے جو نجابت وشرافت کے حسب ونسب کے عقل اور دانائی کے مالک اور وفاداری ، صدق شعاری ، صفا پسندی سے موصوف ہیں (اللہ تعالیٰ انہیں دولتِ علم سے آرزوؤں کے پورا ہونے سے خوشگوار دولتمندی سے ہماری تمنا سے زیادہ مرحمت فرمائے) ۔ (آپ دونوں) نے مجھ سے حدیث کی اور نئی و پرانی جملہ مرویات کی اجازت طلب کی ہے حالانکہ میں خود کو مخلوق میں ادنیٰ سمجھتا ہُوں بلکہ محض لاشئی جانتا ہُوں مگر آپ جیسے اہلِ کرم اچھے گمان کرلیتے ہیں اور اچھے گمانوں سے ہی نیک لوگ پہچانے جاتے ہیں اور چونکہ آپ کا حکم میرے سر اور آنکھوں پر ہے ، نہ اس سے منہ پھیر سکتا ہُوں نہ ہاتھ روک سکتا ہوں لہٰذا آپ دونوں کو اللہ و رسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم) کی برکت پر اجازت دیتا ہوں ، لیجئے ۔۔۔۔ یہ سندِ اجازت بتاریخ ۷، اشوال ۱۳۲۶ھ بعض مخلصوں کے ہاتھ روانہ فرمائی جبکہ وہ حج کے لیے روانہ ہوئے اور اس کی وصولی کی اطلاع بھی حسبِ منشا آگئی ۔ الحمد للہ رب العٰلمین ۔

## اور حضرت سید مامون البری المدنی کے لیے سندِ اجازت اس طرح لکھی

اے پاک باطن ، پاک سیرت ، شرافت وسیادت کے شجرِ عظیم ، دانائی وسعادت کی خوشبوئے دلنشیں ، جلیل القدر ، عظیم المرتبت ، باکمال عالمِ دین ، بلند فضیلت والے ، مبارک فیض والے ، غنی دل والے حضرت سیدی السید مامون البری المدنی (اللہ تعالےٰ

Marfat.com

جعلك الله ما من الدين مامون اليقين امان الطالبين سألتنى بحسن ظنك بل لطيف منك اجازة الحديث وسائر مروياتى من قديم وحديث وما انا فى عير العلم ولا نفير الفنون لكن الكرام حسان الظنون فهاك على بركة الله تعالى وبركة رسوله وارسله على يد بعض العلماء من اهل فنجاب حين توجه الى لثم تلك الاعتاب الليال خلون من شوال السنة المذكورة فان وصل والاسير سل المطبوعة المنظورة

## وكتب لعلماء عشرة كرام بررة من مكة المطهرة

مولنا السيد ابى حسين المرزوقى امين الفتوى ومكين التقوى وحسنة الزمان مولنا الشيخ اسعد الدهان واخيه النبيه الشيخ عبد الرحمن والفاضل العلامة حضرة الشيخ عابد بن حسين مفتى المالكية واخيه مولينا الشيخ على بن حسين ذى القريحة الزكية وابن اخيهما الشيخ جمال بن محمد الامير ومولنا الشيخ عبد الله ابن الجهبذ الكبير والعلم الشهير ابى الخير الكثير والسيد الجليل المزدان مولنا الشيخ عبد الله دحلان والشيخ المنيع مولنا بكر رفيع ومولنا الشيخ حسن العجمى حفظهم الله جميعا بسلطنه السمى

Marfat.com

آپ کو دین کے لیے جائے پناہ یقین کے لیے حفاظت گاہ دین کے طالبوں کے لیے امن گاہ بنائے)

آپ نے اچھا گمان رکھنے بلکہ بھلائی کا ارادہ فرمانے کی بنا پر مجھ سے حدیث شریف کی اور میری تنی د پرانی تمام مرویات کی اجازت طلب کی ہے حالانکہ میں قافلۂ علم اور گرد [illegible] فنون میں خود کو شمار [illegible] لیکن چونکہ اہلِ کرم اچھے گمان رکھا کرتے ہیں اس لیے آپ کو اللہ و رسول [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم) کی برکت پر اجازت دیتا ہوں، لیجئے:

یہ سندِ اجازت بعض علماء پنجاب کے ہاتھ شوال ۱۳۲۶ [illegible] ہیں روانہ فرمائی جبکہ وہ ان مقدس چوکھٹوں کو چومنے کی خاطر منورہ [illegible] اگر [illegible] گی تو بہتر ورنہ دوبارہ مطبوعہ نظرثانی شدہ بھیجی جائے گی

## مکہ پاک کے درج ذیل دس نیک علماءِ کرام

۱۔ مولانا سید ابوحسین المرزوقی جو فتویٰ دینے میں امین اور تقویٰ اختیار کرنے میں پختہ ہیں۔

۲۔ اور حضرت مولانا اسعد الدہان جنہیں زمانے کی نکوئی حاصل ہے۔

۳۔ اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جو نہایت سمجھدار ہیں اور اسعد دہان کے بھائی ہیں۔

۴۔ اور حضرت الشیخ عابد بن حسین جو فاضل علامہ ہیں اور مالکی فقہ کے مفتی۔

۵۔ اور حضرت مولانا علی بن حسین جو شیخ عابد کے بھائی ہیں اور طبعاً نیز [illegible] ہیں۔

۶۔ اور شیخ جمال بن محمد الامیر جو ان دونوں کے برادر زادہ ہیں۔

۷۔ اور بہت بڑے نقاد علم میں مشہور اور مضبوط مولانا ابوالخیر صاحب خیر کثیر کے فرزند مولانا الشیخ عبداللہ۔

۸۔ اور حضرت مولانا عبداللہ دحلان جو سید ہیں اور جلیل الشان۔

۹۔ اور مولانا بکر رفیع جو علم وعمل میں مضبوط ہیں

۱۰۔ اور حضرت مولانا حسن العجمی

(اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا لطف عظیم محیط فرمائے)

(ان دسوں) کے لیے وہ عمدہ اوصاف مع ان کے سنہرے اعلیٰ اور اصل ناموں کے

Marfat.com

ماسیاتی فی النسخة الرابعة من الاوصاف الرائقة مع اسمائهم الجمیلة الجلیلة النصاب بیدان الکلام ههنا محول من الغیبة الی الخطاب

## وکتب لفلذة کبد المدینة المنورة

مولنا السید محمد سعید شیخ الدلائل من العترة الطاهرة ایضا مثل مایجی مع اسمه المضی

## وکتب لذی الفضل السنی مولنا الشیخ عمر المحرسی المدنی

ایها الفاضل الکامل حسن الشمائل غصن دوح الفضائل الطیب الزکی الفطن الذکی مولنا الشیخ عمر بن حمدان المحرسی المالکی حرسه مالکه بالفیض الملکی ویرسل ان شاء الحلی الاکبر لهؤلاء العلماء الاثنی عشر بعد الطبع لعموم النفع

## والکتابة الجدیدة فی تاریخ سنه ۱۳ه
## واخرکل

سالتنی اجازة الحدیث وسائر مرویاتی من القدیم والحدیث وما انا اهلا لذلک ولا من فرسان تلک المعارک ولکن حسن ظن منک وحسن الظن احسن المسالک وبه یدرک اعلی المدارک فهاک

## ثم اتفقت العبارات

علی برکة الله وبرکة رسوله واحمد رضاه وکمال قبوله اولاً اجازة جمیع ماقرأته اوجئته علی اساتذتی وبهذا الوجه الاعلی صحت لی عنهم روایتی من القرآن العظیم واحادیث النبی الکریم علیه وعلی اله افضل الصلاة والتسلیم وکتب الحدیث من صحاح وسنن ومسانید وجوامع ومعاجیم واجزاء وکتب اصوله علی مسلک محدثین وطریقه ائمتنا محققین

Marfat.com

تحریر فرمائے جو نسخۂ رابعہ میں آرہے ہیں۔ مگر یہاں غیب سے خطاب کی طرف کلام کا رُخ پھیرا گیا ہے۔

اور مدینہ منورہ کے جگر گوشہ مولانا السید محمد سعید (جو شیخ الدلائل ہیں اور اہل بیت طہارت سے ہیں) کے لیے بھی وہ اوصاف لکھے جو ان کے روشن نام کے ساتھ مذکور ہوں گے۔

اور حضرت مولانا عمر المحرسی المدنی (جو فضیلت والے ہیں) کے لیے اس طرح تحریر فرمایا:

اے فاضل کامل، اچھی خصلتوں والے، شجرۂ فضیلت کی شاخ، پاک، صاف، دانا، تیز فہم مولانا عمر بن حمدان المحرسی (مالک الملک ملک نیض کے ساتھ ان کی حفاظت فرمائے)۔۔۔۔۔ (بلندی والے رب نے چاہا تو عموم نفع کی غرض سے ان بارہ علماء کے پاس بعد از طبع سندِ اجازت بھیجی جائے گی اور کتابت جدیدہ کی تاریخ یہ ہے ۱۲ھ)

## سب کے آخر میں یہ الفاظ لکھے ہیں

آپ نے مجھ سے حدیث کی اور میری نئی و پُرانی مرویات کی اجازت طلب کی ہے حالانکہ میں (بنجیال خود) اس کی اہلیت نہیں رکھتا اور نہ ہی ان معرکوں کا شہسوار ہُوں لیکن آپ نے میری بابت اچھا گمان کیا ہے اور (مومن کے متعلق) اچھا گمان بہترین طریقہ ہے اس کے ذریعہ اعلیٰ مدارک حاصل ہوتے ہیں۔

## ازاں بعد سب کی عبارتیں متفق ہیں

تو اللہ و رسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم) کی برکت پر اجازت لیجئے۔ میں آپ کو اللہ کی رضا کی اور اس کے کمال قبول کی حمد کرتے ہوئے:

اوّلاً: ان تمام علوم کی اجازت دیتا ہُوں جنہیں میں نے اساتذہ کرام پر پڑھا۔۔۔۔۔ اور اس اعلیٰ وجہ کی بنا پر میرے لیے اساتذہ سے قرآن عظیم کی روایت اور نبی کریم (علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلوٰۃ والتسلیم) کی احادیث کی روایت صحیح اور ثابت ہے اور کتب حدیث کی ان تمام قسموں کی بھی جنھیں صحاح، سنن، مسانید، جوامع معاجیم اجزاء کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔ نیز مسلک محدثین کے مطابق اور ہمارے جلیل القدر اماموں کے روشن طریقہ کے

Marfat.com

الاجلاء الغراء البيضاء والفقه الحنفي الحنفي الوفي الصافي الصفي المنتهي سنده الى امام الائمة كاشف الغمة سراج الامة مالك الازمة شافعي وشافع مقلديه بنص احمد من عرفاء الله ووأجديه من اصله ثابت وفرعه نابت وفضله ثابت سيدنا الامام الاعظم ابي حنيفة النعمن بن ثابت عن الامام حماد بن سليمن عن الامام ابرهيم النخعي اوحد الزمان عن بحري العلوم والمكرمة سيدينا اسود وعلقمة عن كنيف ملئ علما وعد من اهل بيت الرسالة العظمى من رضي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لامته ما رضي وكره لامته ما كره لها هذا الرضي وهو سيدنا عبد الله بن مسعود رضي عنه وعنهم الكريم الودود عن سيد المرسلين شارع الشرع المبين مفيض الاحكام على ائمة الدين بما ناسبهم ومن لهم من المقلدين صلى الله تعالى عليه وعليهم اجمعين عن امين الوحي جبريل عليه الصلاة بالتبجيل عن الملك الجليل العزيز الجميل جل جلاله وعم نواله وكتب الفقه من كل مذهب واصول الفقه والجدل المهذب والتفسير والعقائد والكلام المحدث للرد والتقريب والنحو والصرف والمعاني والبيان والبديع والمنطق والمناظرة والفلسفة المدلسة والتكسير والهيأة والحساب والهندسة فهذه احد وعشرون علما آخذت جلها بل كلها عن امام العلماء خاتمة المحققين سيدنا الوالد قدس سره الماجد وسائر المشايخ شرفوا بنعمة الاجازة فلنعم مجيزون ولنعمت الاجازة

موافق جتنی اصول حدیث کی کتابیں ہیں ان کی روایت بھی میرے لیے صحیح اور ثابت ہے۔
——— اور فقہ حنفی کی روایت بھی ——— یہ فقہ پیاری بھی ہے اور پوری بھی، صاف ستھری بھی ہے اور فقہوں میں چنی ہوئی بھی۔ اس کی سند اماموں اماموں کے کاشف اُمت کے چراغ ازمنہ تحقیق کے مالک سیدنا احمد کی تصریح کے مطابق میری اور اپنے جملہ مقلدین کی شفاعت فرمانے والے، اللہ کے عارف اور اس کی بارگاہ کے مقرب، جن کے علم و عمل کی اور فضل و کمال کی جڑ قائم ہے اور اس کی شاخیں اُگتی اور پھیلتی رہتی ہیں یعنی سیدنا الامام الاعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تک پہنچتی ہے ——— پھر آپ امام حماد بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں ——— وہ یکتائے زمان امام ابراہیم النخعی سے ——— وہ علم و سخا کے دو دریاؤں یعنی سیّدنا اسود اور سیّدنا علقمہ سے ——— وہ ان سے جو علم سے بھری ہوئی گٹھڑی ہیں اور رسالت عظمیٰ کے اہل بیت میں شمار کیے گئے ہیں جن کی پسند و ناپسند کو رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنی امت کے لیے پسند و ناپسند قرار دیا یعنی سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ وعنہم الکریم الودود) ——— وہ ان سے جو رسولوں کے سردار اور شرع مبین کے بانی ہیں اور ائمہ دین پر ان کی شان کے لائق اور ان کے مقلدین پر احکام شرعیہ کا افاضہ فرماتے رہتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین) ——— آپ وحی کے امین حضرت جبریل سے (علیہ الصلوٰۃ بالتبجیل) ——— آپ اللہ تعالیٰ سے جو جلال، عزت اور جمال کا بادشاہ ہے (جل جلالہ وعم نوالہ) علم[1] قرآن، علم[2] حدیث، اصول[3] حدیث، فقہ[4] حنفی کی طرح درج ذیل علوم کی روایت بھی میرے لیے صحیح اور ثابت ہے: کتب[5] فقہ جملہ مذاہب اصول[6] فقہ، جدل[7] مہذب، علم[8] تفسیر، علم[9] العقاید والکلام (جو مذاہب باطلہ کے رد و ابطال کے لیے ایجاد ہوا)، علم[10] نحو، علم[11] صرف، علم[12] معانی، علم[13] بیان، علم[14] بدیع، علم[15] منطق، علم[16] مناظرہ، علم[17] فلسفہ مدلسہ، علم[18] تکسیر، علم[19] ہیئت، علم[20] حساب، علم[21] ہندسہ۔ یہ اکیس علوم ہیں جنہیں میں نے اپنے والد قدس سرہ الماجد سے حاصل کیا (جو علماء کے امام اور محققین کے خاتم ہیں)، اور باقی مشایخ نے بھی نعمت اجازت بخشی۔ تو کتنے اچھے ہیں اجازت دینے والے اور کتنی عمدہ ہے ان کی دی ہوئی اجازت۔

Marfat.com

وثانيا اجازة ما لي اجازته من الجهابذة مما تم قرأة
اصلا على الاساتذة لكن قريحتي فيه لا تلذه
لكون ما تعلمت مغنيا عن تعلمه او بجري العادة
مغنيا في تفهمه حتى التصوف اعنى قدر ما اليه
سبيل التعرف بالتعلم الظاهر وامعان النظر
وحسن التدبر وانعام الفكر والا فمحناه طور وراء
العقول لا طريق اليه قبل الوصول رزقنا المولى
حظا وافرا منه بجاه الرسول عليه وعلى اله
الصلاة والسلام المقبول آمين وتلك العلوم عشرة
كاملة القراءة والتجويد والتصوف والسلوك والاخلاق
واسماء الرجال والسير والتواريخ واللغة والادب بفنونه
على الاطلاق فاجزتكم بقسمي هذه العلوم
الجلائل بما فيها من المتون والشروح والحواشي
والرسائل للعلماء المتقدمين والمتاخرين
من كل ما ارويه من مشايخي الاكرمين كحضرة
مولائي ومرشدي وسيدي وسندي
وكنزي وذخري ليومي
وغدي مجمع الطريقين
ومرجع الفريقين من العلماء والعرفاء
الاطهر امام الحق
الاصفى
با الاكابر سيدنا الشاه
ال الرسول الاحمدي

Marfat.com

ثانیاً: (آپ کو) ان علموں کی بھی اجازت دیتا ہوں جنھیں میں نے اساتذہ سے بالکل نہیں پڑھا پر نقاد علماء کرام سے مجھے ان کی اجازت حاصل ہے۔ (بفضلہ تعالیٰ) میری طبیعت پڑھے ہوئے علموں کی پناہ میں آنے کی وجہ سے غلطیوں کے حملوں سے محفوظ ہے میں نے جتنا پڑھا ہے اس نے مجھے ان علموں کے پڑھنے سے مستغنی کر دیا ہے یا حسبِ عادت ان کی صحیح سمجھ حاصل کرنے میں پوری پوری کفائت کی ہے۔ یہاں تک کہ علم تصوف، کہ اس کی انتہائی حد اگرچہ احاطۂ عقل میں آنے سے وراء ہے اور واصل الی اللہ ہونے کے بغیر وہاں تک نہیں پہنچا جا سکتا لیکن تعلّم ظاہری کی بدولت یا نظر و فکر میں کوشش کرنے کے سبب یا حسن تدبر اور صحیح سوچ بچار کے ذریعہ جتنا تصوّف حاصل ہو سکتا ہے اتنا حاصل ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے رسول مقبول (علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام) کے طفیل اس کا وافر حصہ ہم کو مرحمت فرمائے، آمین —— اور وہ پورے دس علم ہیں:

| | |
|---|---|
| ۱۔ قرأت | ۲۔ تجوید |
| ۳۔ تصوف | ۴۔ سلوک |
| ۵۔ اخلاق | ۶۔ اسماء الرجال |
| ۷۔ سیر | ۸۔ تواریخ |
| ۹۔ لغت | ۱۰۔ ادب مع جملہ فنون |

تو میں آپ سب کو ان علوم جلیلہ کی دونوں قسموں کی اجازت دیتا ہوں —— ان علوم[۳۱] میں جتنے "متن"، جتنی "شرحیں"، جتنے "حواشی" اور جتنے رسائل علماء متقدمین اور متاخرین نے تصنیف کیے ہیں ان سب کی اجازت ہے —— میں ان سب کی اپنے ان مشائخ کرام سے روایت کرتا ہوں:

۱۔ مثلاً میں اپنے مولیٰ، اپنے مرشد، اپنے سردار، اپنے سہارا، اپنے خزانہ، دنیا و آخرت میں اپنے ذخیرہ سے راوی ہوں جو شریعت و طریقت کے جامع اور پاک لوگوں کی دونوں جماعتوں یعنی عالموں و عارفوں کے مرجع ہیں جن کی توجہ اصاغر کو اکابر بنا دیتی ہے یعنی سیدنا الشاہ آل الرسول الاحمدی (اللہ تعالیٰ انہیں

Marfat.com

رضی اللہ تعالی عنہ بالرضی السرمدی عن شیوخ اجلاء
منہم الشاہ عبدالعزیز المدہلوی عن ابیہ الشاہ
ولی اللہ المحدث المکثر القوی وک حضرۃ ابی و
رحمۃ ربی و ولی نعمتی و مالک رقی ورقبتی ختام المحققین
و امام المدققین حامی السنن ماحی الفتن ذی التصانیف
الباہرۃ والحجۃ القاہرۃ والمحجۃ الظاہرہ سیدنا
المولوی محمد نقی علی خان القادری البرکاتی
البریلوی قدس سرہ القوی عن ابیہ الکریم العارف
باللہ ذی الفضائل والجاہ سیدنا المولوی محمد
رضا علی خان قدس اللہ سرہ ومثواہ عن المولی
خلیل الرحمن المحمد آبادی عن الفاضل محمد اعلم
السندیلی عن ملک العلما بحر العلوم ابی العیاش
محمد عبد العلی اللکنوی وک شیخ العلماء بالبلد
الامین الامام المحدث الفقیہ الرزین المولی السید
احمد بن زین بن دحلان المکی قدس سرہ
الملکی عن الشیخ عثمن الدمیاطی وغیرہ من
الفائقین المعاطی وک المولی الاجل الفقیہ الابجل
درۃ التاج وبدر السراج مفتی الحنفیہ بمکۃ المحمیہ
سیدنا الشیخ عبد الرحمن السراج ابن المفتی الاجل
عبد اللہ السراج الوہاج عن جمیل الاتصاف بجمال
الاوصاف مولنا جمال بن عبد اللہ بن عمر المکی
مفتی الاحناف وک الشیخ المبارک الصالح السید
حسین بن صالح جمل اللیل المکی کلاہما عن الشیخ المحدث الرحلۃ عابد السندی المدنی

Marfat.com

دائمی رضا بخشے) —— وہ اپنے جلیل القدر مشایخ سے روایت کرتے ہیں جن میں شاہ عبدالعزیز صاحب الدہلوی بھی ہیں۔ وہ اپنے والد الشاہ ولی اللہ سے جو کثیر العلم، قوی الفہم محدث ہیں۔

۲۔ اور مثلاً میں اپنے والد ماجد سے راوی ہوں جو میرے لیے رب تعالیٰ کی رحمت ہیں، اور میری نعمت کے والی، میری ذات اور گردن کے مالک، محققین کے خاتم اور مدققین کے پیشوا، سنتوں کے حامی اور فتنوں کے ماحی، عمدہ تصانیف، غالب حجۃ اور روشن طریق والے ہیں یعنی سیدنا مولانا محمد نقی علی خاں القادری البرکاتی البریلوی (قدس سرہ القوی) —— وہ اپنے کریم باپ، عارف ربانی، صاحبِ فضیلت و وجاہت سیدنا المولوی محمد رضا علی خاں (قدس اللہ سرہٗ و مثواہ) سے —— وہ مولانا خلیل الرحمٰن محمد آبادی سے —— وہ الفاضل محمد السندیلی سے —— وہ عالموں کے بادشاہ، علموں کے سمندر ابوالعیاش محمد عبد العلی لکھنوی سے۔

۳۔ اور مثلاً میں امن والے شہر مکہ مکرمہ کے شیخ العلماء، محدث، پختہ رائے والے، فقیہہ، مولا سید احمد بن زین بن دحلان المکی (قدس سرہ الملکی) سے راوی ہوں —— وہ شیخ عثمان الدمیاطی وغیرہ سے جو عطائے کثیر والوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔

۴۔ اور مثلاً میں جلیل القدر مولا، عظیم الشان فقیہہ، تاج علم کے گوہر کبیر، شبِ دیجور میں بدرِ منیر، مکہ معظمہ میں احناف کے مفتی سیدنا الشیخ عبدالرحمٰن السراج سے راوی ہوں جو مفتی اجل عبداللہ السراج الوہاج کے صاحبزادے ہیں —— وہ اوصاف جمیلہ سے اچھی طرح موصوف ہونے والے مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر المکی مفتی الاحناف سے۔

۵۔ اور مثلاً میں صاحبِ برکت صاحبِ صلاح حضرت سید حسین بن صالح جمل اللیل المکی سے راوی ہوں —— یہ دونوں الشیخ عابد السندی المدنی سے جو ایسے محدث ہوتے ہیں کہ مستفیدین دُور دُور سے چل کر ان کے پاس آتے تھے۔

Marfat.com

وکحفید مرشدی و صاحب سجادته ووارث علمه وسیادته
وسعادته السید الشاه ابی الحسین احمد النوری نورنا
الله بنوره المعنوی والصوری وغیرهم رحمهم
الله الجمیع کل مساء وصبیح آمین و ثالثاً اجازة
جمیع علوم ما اخذتها من احد اصلاً لا قراءة
ولا اسماعاً ولا مذاکرة بها تستفاد ولا کان فیما
قراءت غنی عنها او لها اعداد ولا جرت العادة
اصلاً فی الاقران والاسداد ان یحصلوا هذه العلوم من
دون تعلیم ولا ارشاد وانما تفضل القدیر علی
هذا العاجز الفقیر ان حللتها بمحض نظری
فی کتبها واعمال فکری من دون استناد مالی
احد غیری فکانی ابو عذرتها واول داخل
فی حجرتها وهذه اربعة عشر علماً الارثماطیقی
والجبر والمقابلة والحساب الستینی واللوغار
تمات وعلم التاقیت والمناظر والمرایا وعلم
الاکر والزیجات والمثلث الکروی والمثلث
المسطح والهیأة الجدیدة والمربعات
ونبز من علمی الجفر والزائرجه مما
للذهن الیه سبیل ولو بالمعالجه
فان ما ابرزمن الصدور رآی السطور
وربما جزا یحـ.. زاد اغمض الغاز
یمکن کشفه ولو بالتدبر
وامعان التفکر

Marfat.com

۶۔ اور مثلاً میں اپنے مرشد پاک کے پوتے، ان کے سجادہ نشین، ان کے علم کے نیز انکی سیادت اور سعادت کے وارث الشاہ سید ابوالحسین احمد النوری سے راوی ہوں۔
(اللہ تعالیٰ ان کے نور معنوی اور صوری سے ہمیں منور فرمائے)

ان کے علاوہ دیگر مشایخ کرام سے بھی راوی ہوں۔ (اللہ تعالیٰ ان سب پر صبح و شام رحمتیں نازل فرمائے۔

ثالثاً: ان علموں کی بھی اجازت دیتا ہوں جنہیں میں نے کسی افادہ بخش استاذ سے حاصل نہیں کیا نہ پڑھ کر نہ سُن کر نہ باہمی گفت گو سے اور حاصل کردہ علوم ان علموں کی تحصیل سے نہ مستغنی کر سکتے ہیں نہ ان کی استعداد دے سکتے ہیں اور مجھ جیسے ہمزمان ایسے علموں کو تعلیم و تعلم کے بغیر حاصل کرنے کے عادی بھی نہیں مگر اس عاجز فقیر پر رب قدیر نے ایسا فضل فرمایا کہ میں نے انہیں محض کتب بینی سے اور نظر و فکر کے استعمال سے حل کر لیا کسی پر اعتماد کر کے اس کے حضور زانوئے تلمذ تہ کرنے کی ضرورت نہ پڑی۔ گویا اپنے اقران میں ان علوم کا موجد ہوں اور ان کی گود میں مجھ ہی کو بیٹھنا نصیب ہوا ہے۔ یہ علوم تعداد میں چودہ ۱۴ ہیں:

| | |
|---|---|
| ۱۔ ارثماطیقی | ۲۔ جبر و مقابلہ |
| ۳۔ حساب سینی | ۴۔ لوغارثمات |
| ۵۔ علم التوقیت | ۶۔ مناظر و مرایا |
| ۷۔ علم الاکر | ۸۔ زیجات |
| ۹۔ مثلث کروی | ۱۰۔ مثلث مسطح |
| ۱۱۔ ہیئاۃ جدیدہ | ۱۲۔ مربعات |
| ۱۳۔ حصۂ جفر | ۱۴۔ حصۂ زائرچہ |

یہ چودہ علوم ایسے ہیں کہ ان تک بذریعہ کوشش ذہن کی رسائی ہو سکتی ہے کیونکہ جو علم سینوں سے تحریر کی جانب منتقل کیا جاتے اگرچہ اس کی تحریر میں انتہائی اختصار اور حد درجہ کی پیچیدگی اختیار کی گئی ہو تو وہ تدبر اور گہرے تفکر کے ذریعہ معلوم و مکشوف ہو سکتا ہے

Marfat.com

امّا ما لم يذكر اصلا والبغى فى الصدر ولم يوم اليه فى ورد ولا صدر فكيف ينبش ما فى القبور وهل من سبيل الى ذات الصدور ولقد صدقوا ان صدور الاحرار قبور الاسرار جعلنا الله منهم بالحبيب المختار عليه الصلاة والسلام الدائم المدرار فالى ههنا جاءت العلوم خمسة واربعين سبحنك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم المبين المحين ولى فى كلها او جلها تحريرات وتعليقات من زمن طلبى الى هذا الحين فانى قلما قرءت كتابا او طالعت وكان فى ملكى حين اطلعت الا ولى عليه بعض الحواشى اما بالاعتراض او برفع الغواشى واكثر ذلك على مسلم الثبوت فى اصول الحنفى والنصف الاول من صحيح البخارى وعلى صحيح مسلم وجامع الترمذى وشرح الرسالة القطبية للسيد الزاهد الهروى وحاشية على الامور العامة من شرح المواقف للجرجانى والشمس البازغة للجونفورى وكل ذلك زمن طلبى حين مطالعتها لاجل سبقى وعلى التيسير شرح الجامع الصغير للمنادى وشرح ملخص الهيأة للجغمينى والتصريح شرح تشريح الافلاك للاملى وثلث مقالات من تحرير اقليدس للطوسى والزيج الاجد ورد المختار للعلامة الشامى وآخر الكل اكثر الكل ارجوان لو جردت تعليقاتى من هوامشه بلغت مجلدين او اكثر مع ان فيها ما هى ابداعات وحوالات على اسفارى او على فتاواى وتحريراتى الاخر بيدانى منذ فرغت من الدرس وعدّ اسمى فى المحصلين وذلك لمنتصف شعبان سنه ۱۲۸۶ الف ومائتين وست وثمانين وانا اذ ذاك ابن ثلثة عشر عاما وعشرة اشهر وخمسة ايام وفى هذا التاريخ فرضت على الصلاة وتوجهت الى الاحكام وحسن الفال بحمد ذى الجلال

ہاں وہ علم جسے نہ زبان سے بیان کیا جائے نہ قلم سے —— اور جُوں کا توں سینے میں محفوظ رکھا جاتے اور اس کی طرف کسی کلام میں خفیف سا اشارہ بھی نہ ہو، اس کا معلوم کرنا بڑا دشوار ہے کیونکہ ما فی القبور کو کریدا نہیں جا سکتا اور ما فی الصدور کی جانب رسائی نہیں ہوسکتی۔ بزرگوں نے سچ فرمایا کہ احرار کے سینے اسرار کی قبریں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ہم کو اصحاب اسرار کے زمرے میں داخل فرماتے بطفیل حبیب مختار (آپ پر مسلسل اور لگاتار درود و سلام نازل ہو)۔ تو یہاں تک پینتالیس[۴۵] علوم ہُوئے۔ اے اللہ! پاکی ہے تجھے، ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے سکھایا، بیشک تُو ہی علم و حکمت والا ظاہر کرنے اور مدد فرمانے والا ہے۔ اور میں نے ان جملہ علوم کی بڑی بڑی کتابوں پر حواشی بھی لکھے ہیں حاشیہ نویسی کا سلسلہ زمانۂ طالب علمی سے اب تک جاری ہے کیونکہ اس وقت میرا یہ دستور رہا کہ جب کوئی کتاب پڑھی اگر وہ میری ملک میں ہے تو اس پر حواشی لکھ دیے اگر اعتراض ہو سکتا ہے تو اعتراض لکھ دیا اور اگر مضمون پیچیدہ ہے تو اس کی پیچیدگی دُور کر دی —— حنفی اصول فقہ کی کتاب مسلم الثبوت پر صحیح بخاری کے نصف اول پر صحیح مسلم اور جامع ترمذی پر شرح رسالہ قطبیہ پر حاشیہ امور عامہ پر اور شمس بازغہ پر اکثر حواشی اس وقت لکھے جبکہ طلب علم کے زمانہ میں اپنے سبق کے لیے مطالعہ کرتا تھا۔ علاوہ ازیں تیسیر شرح جامع صغیر پر شرح چغمینی اور تصریح پر اقلیدس کے تین مقالوں اور الزیج الاجد پر اور علامہ شامی کی ردّ المحتار پر بھی حواشی لکھے۔ ان سب میں پچھلی یعنی رد المحتار کے حواشی سب سے زیادہ ہیں، مجھے امید ہے کہ اگر انہیں کتاب سے الگ کر دیا جاتے تو دو جلدوں سے بڑھ جائیں گے حالانکہ ان میں اپنی دُوسری کتابوں اپنے فتاویٰ اور اپنی تحریرات کا حوالہ دے کر اشارات بھی کیے گئے ہیں —— مگر میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں شمار ہونے لگا۔

اور یہ واقعہ نصف شعبان ۱۲۸۶ھ کا ہے اس وقت میں تیرہ[۱۳] سال دس ماہ پانچ دن کا تھا اسی روز مجھ پر نماز فرض ہُوئی تھی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہُوئے تھے —— اور یہ نیک فال ہے کہ بحمدہ تعالیٰ میری

Marfat.com

ان كلمة التاريخ غفور ١٢٨٦ د بالزبر والبينات تعويذ ١٢٨٦ فارجوا
الغفوران يغفرلى ويقينى كل مكروه ويعيذ كما ان
تاريخ ولادتى المختار ١٢٤٢ فلعل الكريم يتقبل ويختار
وذلك ان ولادتى يوم السبت وقت الظهر عاشر شوال سنة
اثنتين وسبعين بعد الالف والمائتين من هجرة
سيد الثقلين وسيلتنا فى الدارين عليه وعلى اله
الصلاة والسلام الى تعاقب الملوين وكان الطالع
بحساب صور الكواكب الزهر فيما حاسبت منزل
غفر فلعل الغفور عفا وغفر والفال الحسن فى الشرع
معتبر فمذ ذاك تركت الفلسفه لانى لم ار فيها
الا زخرفة ورايت ظلمتها تاتى بالرين وتجلب الشين
وتسلب الزين فخفت منها على الدين خوف الدين
المثقل من ثقل الدين واشتغالى بالهيئاة والهندسة
والزيج واللوغارثمات وفنون الرياضى ليس ليكون
فيه ارتياب فى قبل انما التوجه ترويحا للقلب على
جهة التفكه نعم ربما اقصدها لعلم التاقيت وتحديد
الاوقات نفعا للمسلمين فى الصوم والصلوات اما
فنونى التى ابتها ولها ورزقت بحبها
شغفا وولها فاحد ثلثة ولنعمت
الثلثة اول الكل واولى الكل
واعلى الكل واغلى الكل
حماية جانب سيد المرسلين
صلوات الله تعالى وسلامه عليه وعليهم اجمعين

Marfat.com

تاریخ فراغت کلمہ "غفور" ۱۲۸۶ھ (بخشنے والا) اور "تعویذ" ۱۲۸۶ھ (پناہ میں لینا)
ہے۔ بخشنے والے رب سے اُمید کی جاتی ہے کہ وُہ مجھے بخشے گا اور ہر مکروہ
سے بچا کر اپنی پناہ میں لے گا —— یونہی میری ولادت کی تاریخ المختار ۱۲۴۲ھ
(پسندیدہ) ہے۔ امید ہے کہ رب کریم مجھے مقبول اور پسندیدہ فرمائے گا
کیونکہ میری ولادت بروز ہفتہ بوقت ظہر ۱۰ شوال ۱۲۴۲ھ میں ہُوئی تھی
سن ہجری ان کی طرف منسوب ہے جو ثقلین کے سردار ہیں اور دارین میں ہمارے
وسیلہ ہیں (آپ پر اور آپ کی آل پر درود وسلام اس وقت تک نازل
ہو جب تک دن رات کے آنے جانے کا سلسلہ قائم ہے) اور میں نے
چمکدار تاروں کی صورتوں کے حساب سے معلوم کیا ہے کہ میری ولادت
منزل "غفر" میں ہُوئی تھی۔ امید ہے کہ بخشنے والا پروردگار معافی دے گا
اور بخشے گا کیونکہ اچھی فال شرعاً معتبر ہوتی ہے۔

تو اس وقت میں نے فلسفہ ترک کر دیا کیونکہ اس میں دھوکے اور ملمع سازی کے سوا کچھ نظر نہیں آیا، میں نے دیکھا کہ اس کے ظلمانی اصول دل کو زنگ آلود کرنے اور بُرائی کو ہانک کر لانے اور آراستگی کو دُور کرنے کا اثر رکھتے ہیں۔ اس سے دین کی بابت مجھے ایسا خوف پیدا ہُوا جیسا کہ تنگدست دیندار کو قرض کے بوجھ کا ہوتا ہے —— علم ہیئات، ہندسہ، زیج، لوغار ثمات اور فنون ریاضی میں میری مشغولیت حصول مہارت کے لیے نہیں ہوتی بلکہ محض تفریح طبع کے طور پر ہُوا کرتی ہے ہاں بعض دفعہ صوم وصلوٰۃ کے اوقات کی تحدید کے لیے اور مسلمانوں کے فائدہ کی خاطر نظام الاوقات مرتب کرنے کے لیے فنون مذکورہ کی جانب بالقصد متوجہ ہو جاتا ہوں —— میرے وہ فنون جن کے ساتھ مجھے پوری دلچسپی حاصل ہے جن کی محبت عشق وشیفتگی کی حد تک نصیب ہُوئی ہے وہ تین ہیں اور تینوں بہت اچھے ہیں:

۱۔ سب سے پہلا، سب سے بہتر، سب سے اعلیٰ، سب سے قیمتی فن یہ ہے کہ رسولوں کے سردار (صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین) کی جناب پاک کی

Marfat.com

من اطالة لسان كل وهابى
مهين بكلام مهين وهذا هو
حسبى ان تقبل ربى هذا هو ظنى
برحمة ربى وقد قال انا عند
ظن عبدى بى ثم نكاية بقية
المبتدعين ممن يدعى الدين
وما هو الا من المفسدين ثم
الافتاء بقدر الطاقة على المذهب
الحنفى المتين المبين فهذه
موئلى وعليها محولى وما ابرد على
صدرى ان اكون لها وتكون لى و
حسبنا الله ونعم الوكيل نعم
المولى ونعم المولى ويدخل فى
عداد هذه العلوم الاربعة عشر التى
حصلت للفقير بمجرد الفكر خمسة
علوم أخر وهى علم الفرائض والحساب
والهيأة والهندسة والتكسير فانى
ما تعلمت منها على الاستاذ الكريم الا
ما هو شئ يسير فعلمنى فى صباى
حصص الفرائض وطريق التقسيم لا فى
الكتاب بل فى ساعة واحدة بلسانه
الكريم ومن الحساب اربع قواعد
فحسب الجمع والتفريق والضرب والتقسيم

حمایت کے لیے اس وقت کمربستہ ہو جاتا ہوں جب کوئی کمینہ وہابی گستاخانہ کلام کے ساتھ آپ کی شان میں زبان دراز کرتا ہے میرے پروردگار نے اسے قبول فرمالیا تو وہ میرے لیے کافی ہے مجھے اپنے رب کی رحمت سے امید ہے کہ وہ قبول فرمائے گا کیونکہ اس کا ارشاد ہے کہ میرا بندہ میری بابت جو گمان رکھتا ہے میں اس کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ فرماتا ہوں۔

۲۔ پھر دوسرے نمبر پہ وہابیوں کے علاوہ ان تمام بدعتیوں کے عقاید باطلہ کا رد کر کے انہیں گزند پہنچاتا رہتا ہوں جو دین کے مدعی ہونے کے باوجود دین میں فساد ڈالتے رہتے ہیں۔

۳۔ پھر تیسرے نمبر پہ بقدر طاقت مذہب حنفی کے مطابق فتوے تحریر کرتا ہوں وہ مذہب جو مضبوط بھی ہے اور واضح بھی۔ تو یہ تینوں میری پناہ گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں انہی پہ میرا بھروسہ ہے۔ میرا ان کے لیے مستعد رہنا اور ان کا میرے ساتھ مخصوص ہونا میرے سینے کو خوب ٹھنڈا کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے لیے کافی ہے وہ بہترین کارساز' بہترین مولیٰ، بہترین والی ہے۔

وہ چودہ علوم جو فقیر کو محض نظر و فکر سے حاصل ہوئے ہیں ان کے ساتھ یہ پانچ بھی شامل ہیں:

۱۔ فرائض ۲۔ حساب

۳۔ ہیئت ۴۔ ہندسہ

۵۔ تکسیر

کیونکہ میں نے ان کی معمولی سی ابتدائی باتوں کے علاوہ کسی کرم فرما استاذ سے کچھ نہیں پڑھا، بچپن میں استاذ محترم نے "علم فرائض" میں وارثوں کے حصے اور ان کی تقسیم کا طریقہ بنایا تھا وہ بھی زبان مبارک سے، کتاب کے بغیر، صرف ایک گھڑی کے اندر، اور حساب کے صرف چار قاعدے سکھائے تھے؛

۱۔ جمع ۲۔ تفریق

۳۔ ضرب ۴۔ تقسیم

Marfat.com

وذلك ايضاً للحاجة البهائى الفرائض التى هى نصف علوم الدين العظيم ومن الهيأة عدة اوراق الى دائرة الارتفاع من شرح ملخص الهيأة للچغميني ومن الهندسة الشكل الاول من تحرير اقليدس للنصير الطوسى ولا ادرى ماراًئ منى سيدى الوالد قدس الواجد سره الماجد حتى قال لى حين قرات عليه الشكل الاول لاحاجة لك الى اطالة العمل ستحل حله بفكرك وذهنك فاشغل بالك بعلوم دينك وقد شاهدت بركة مقاله الكريم راى العين والحمد لله تبارك شانه فى الملوين رفع الله فى الجنان درجاته ولا اخلانا من بركاته ومن التكسير بعض طرق المثلث والمربع ثم الفقير بفتح القدير غاص فيما اجمع وعلم الاصحاب وتاثقها وحقائقها على قدر التيسير واقرأهم كتبها بالتفتيش والتنقير فكانها تسعة عشر علما ما علمنيها الا فيض السماء وكذلك انشاء النظم والنثر فى العربية والفارسية والهندية وكلا الخطين النسخ والنستعليق ما علمنى الاستاذ الا الصور الحرفية وكذلك تلاوة الكتاب المجيد بما يسّر المولى سبحنه وتعالى من التجويد ثم التعلم النسخة من معلم فكانت ثمانية وعشرين فنا من محض فيض الملهم وحاشا لله ما قلته فخرا ونمدحا بل تحدثا بنعمة الكريم المنعم ولا اقول انى ما هو جيد فيها اوفى غيرها فما اجويها وانما القصارى ادنى مشاركة نسأل الله ان يجعلها مباركة و انا اعلم ان لاقل الطلبة فى كل شئ على غلبة ولكن المولى سبحنه وتعالى يرفع من يشاء ويضع من يشاء

Marfat.com

ان قاعدوں کی تعلیم اس لیے دی تھی کہ علم فرائض میں جو علوم دینیہ کا نصف ہے ان کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اور علم ہیئت سے شرح چغمینی کے چند اوراق دائرۃ الارتفاع تک پڑھائے تھے ــــ اور علم ہندسہ سے نصیر طوسی کی تحریر اقلیدس کی صرف شکل اوّل کی تعلیم دی تھی ــــ میں نے جب سیدی والد (قدس الواجد سرہ الماجد) سے شکل اوّل تک پڑھا تو خدا معلوم انہوں نے مجھ میں کیا دیکھا کہ زیادہ پڑھنے سے روک دیا اور فرمایا اس میں اپنا وقت ضائع نہ کر تو اپنی فکر اور ذہن کے ذریعہ خود ہی اس سب کو حل کرلے گا۔ اپنے آپ کو صرف علوم دینیہ کی تحصیل وتکمیل میں مشغول رکھ میں نے ان کے اس ارشاد گرامی کی برکت اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی ہے۔ سب تعریفیں دن رات کے اندر صرف اللہ تبارک شانہ، کو ہیں۔ (اللہ تعالیٰ جنتوں میں حضرت والد ماجد کے درجات بلند فرماتے اور ہمیں ان کی برکتوں سے خالی نہ کرے) اور علم تکسیر سے مثلث ومربع کے بعض طرق سکھاتے۔ ازاں بعد فقیر نے قدرت والے رب کی مدد سے ان تمام علوم وفنون میں غواصی کی اور ان کے دقایق وحقایق آسان کر کے ان کے اصحاب کو سکھاتے اور ان کی کتابیں پوری چھان بین اور تنقید کے ساتھ پڑھائیں ــــ تو گویا یہ انیس ۱۹ علوم ایسے ہیں جن کی تعلیم صرف آسمانی فیض سے مجھے حاصل ہوئی یونہی نظم عربی، نظم فارسی، نظم ہندی، نثر عربی، نثر فارسی، نثر ہندی کا انشاء، خط نسخ، خط نستعلیق، اور مولیٰ تعالیٰ کے آسان فرمانے سے قرآن مجید کی تلاوت مع التجوید کی تعلیم بھی کسی استاذ سے حاصل نہیں کی ــــ مجھے استاذ نے دونوں خطوں کی صرف حرفی صورتیں سکھائی تھیں اور بس ــــ پہلے ۱۹ اور یہ ۹ کل ۲۸ فنون بنتے ہیں جنھیں میں نے محض رب تعالیٰ کے الہامی فیض سے حاصل کیا ہے ــــ اللہ کی پناہ میں نے یہ باتیں فخر اور خواہ مخواہ کی خودستائی کے طور پر بیان نہیں کیں بلکہ منعم کریم کی عطا فرمودہ نعمت کا ذکر کیا ہے۔ میرا یہ دعویٰ بھی نہیں کہ ان میں اور ان کے علاوہ دیگر حاصل کردہ فنوں میں بہت بڑا ماہر ہوں۔ میں تو اپنی انتہائی کوشش یہ سمجھتا ہوں کہ ان علموں سے کچھ حصہ نصیب ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ وہ مزید برکت فرمائے ــــ میں سمجھتا ہوں کہ ہر فن کے معمولی طالب علم کو مجھ پر غلبہ ہے لیکن مولیٰ سبحانہ، وتعالیٰ جسے چاہتا ہے بلند کرتا ہے جسے چاہتا ہے گراتا ہے۔ یونہی

Marfat.com

ويمنح من يشاء ويمنع من يشاء لا معقب لحكمه
ولا راد لفضله ونعمه ان الله يفعل ما يريد
والحمد لله العلي المجيد ورابعاً اجازة
جميع مؤلفاتي التي كانت المائتين و
عسى ان يقع لي بتوفيق ربي الى حين الحين
منها فتاوى الملقبة بالعطايا النبويه
في الفتاوى الرضويه وهي الآن مع حذف المكررات
في سبع مجلدات وارجو المزيد من فضل ربنا
المجيد وكذلك اجزت بهذه الاربع اولادكم
واخوانكم واحفادكم ومن احببتم
له بشرط المعلوم عند ائمة هذه
العلوم وخامسا اجزتكم بجميع
سلاسل الطريقة الانيقة التي
انا مجاز بها ومأذون فيها
بالاستخلاف لارشاد الخليفة
للخليقة وهي الطريقة العلية
العالية القادرية البركاتية الجديدة
والقادرية الآبائية القديمة والقادرية
الاهدلية والقادرية الرزاقية و
القادرية النورية والچشتية النظامية الحنيفة
والچشتية المحبوبية الجديدة والسهروردية الواحدية
والسهروردية الفضلية والنقشبندية العلائية
الصديقية

Marfat.com

جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے محروم رکھتا ہے نہ اس کے حکم کو کوئی پھیر سکتا ہے نہ اس کے فضل اور نعمتوں کو کوئی روک سکتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں جو بلندی اور بزرگی والا ہے۔

رابعاً: اپنی تمام مولفات کی بھی اجازت دیتا ہوں جو دو سو سے بڑھ چکی ہیں اور رب تعالیٰ کی توفیق سے آخری دم تک اور بھی لکھی جائیں گی۔ ان مولفات میں ایک فتاویٰ بھی ہے جو "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویۃ" کے نام سے موسوم ہے جس کی اس وقت مکررات کے علاوہ سات جلدیں مرتب ہو چکی ہیں اور رب مجید کے فضل سے اور جلدوں کے مرتب ہونے کی امید ہے ———

اور یونہی ان چاروں کی اجازت آپ کے بیٹوں، بھائیوں، پوتوں اور نواسوں کو بھی دیتا ہوں اور ان کو بھی جنھیں آپ حضرات چاہیں ہر ایک کے لیے وہی شرط ہے جو علوم مذکورہ کے ائمہ کے ہاں معلوم و مسلم ہے۔

خامسا: طریقت کے ان تمام دلپسند سلسلوں کی بھی اجازت دیتا ہوں جن کی مجھے اجازت حاصل ہے جن میں کسی کو اپنا قائم مقام و جانشین کرنے کا صاحب خلافت کے ارشاد کے مطابق میں ماذون ہوں۔ وہ سلاسل طریقت یہ ہیں:

۱۔ طریقہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ

۲۔ قادریہ آبائیہ قدیمہ

۳۔ قادریہ اہدلیہ

۴۔ قادریہ رزاقیہ

۵۔ قادریہ منوریہ

۶۔ چشتیہ نظامیہ عتیقہ

۷۔ چشتیہ محبوبیہ جدیدہ

۸۔ سہروردیہ واحدیہ

۹۔ سہروردیہ فضلیہ

۱۰۔ نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ

Marfat.com

والنقشبندية العلائية العلوية نسبة الى السيد الكريم الهادى المولى ابى العلا الاكبرآبادى والسلسلة البديعية والعلوية المنامية وهذه اقرب سلاسلى فى البيعة الى النبى الاكرم صلى الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه وسلم فانى بايعت على يد شيخى ومرشدى السيد ال الرسول الاحمدى بايع على يد الشاه عبدالعزيز الدهلوى فى هذه السلسلة وحدها للزنتوى نحن من منهل قربها الروى بايع فى رؤياه الصالحة على يد امير المؤمنين ومولى المسلمين على المرتضى كرم الله تعالى وجهه الاسنى بايع على يد من يده يد الله وبيعة بيعة الله سيدنا ومولانا محمد رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى اله وصحبه واهله وحزبه وبارك وسلم وشرف وكرم فهذا والحمد لله سند ثلاثى من العبد الذليل الى المولى الجليل عليه افضل الصلاة والسلام بالتبجيل كما على سند فى صحيح البخارى ويفتح لكم يا حبيبنا الشيخ رباعيا كما على سند فى صحيح مسلم عليهما رحمة البارى وللشيخ عبدالعزيز فى شرح رؤياه هذه رسالة لطيفة وكراسة منيفة والحمد لله على آلائه الشريفة ونعمائه اللطيفة وسادسا اجازة جميع ما اجازنى به مشايخى الكرام ببركاتهم السنية من خواص القرآن العظيم والاسماء الالهية ودلائل الخيرات والحصن الحصين والقصر المتين والاسماء الاربعينية وحزب البحر وحزب الغبر

۱۱۔ نقشبند علائیہ علویہ ( جو حضرت سید کریم ہادی مولی ابو العلاء اکبر آبادی کی جانب منسوب ہے)

۱۲۔ سلسلہ بدلعیہ

۱۳۔ علویہ منامیہ ——— یہ آخری سلسلۂ بیعت میرے تمام سلسلوں میں نبی کریم سے زیادہ قریب ہے۔ ( اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر درود و سلام بھیجے )

کیونکہ میں نے اپنے شیخ اپنے مرشد سید آل الرسول الاحمدی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ انہوں نے صرف اس سلسلہ میں الشاہ عبد العزیز الدہلوی کے ہاتھ پر بیعت کی تاکہ ہم قریب والے چشمے سے سیراب ہو کر پئیں جو بہت سیراب کرتا ہے ——— انہوں نے اپنے سچے خواب میں اہل ایمان کے امیر اہل اسلام کے مولی سیدنا علی المرتضیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی ( اللہ تعالیٰ ان کے پُر نور چہرے کو عزتیں بخشے ) ——— انہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی جن کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ اور جن کی بیعت اللہ کی بیعت ہے یعنی ہم سب کے آقا ہم سب کے مولیٰ حضرت جناب محمد رسول اللہ ( صلی اللہ علیہ وسلم ) کے دستِ حق پرست پر۔ ( اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر اور آپ کے سب گھر والوں اور سارے لشکر پر درود و برکت سلام اتارے اور شرافت و کرامت بخشے ) تو بحمدہ تعالیٰ صحیح بخاری کی اعلیٰ سند کی طرح یہ سند بھی ثلاثی ہے جو اس عاجز بندے سے جلیل الشان آقا تک صرف تین واسطوں سے پہنچتی ہے ( علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام بالتبجیل ) ——— تو اے میرے پیارے مستجیز آپ حضرات کے لیے یہ سند بواسطہ فقیر رباعی ہوگی۔ جس طرح صحیح مسلم کی اعلیٰ سند رباعی ( چار واسطوں والی ) ہے حضرت شاہ عبد العزیز ( علیہ الرحمت ) نے چھوٹا مگر شاندار پمفلٹ بھی اس خواب کی شرح میں لکھا ہے ( سب تعریفیں اللہ کو ہیں اس کی شریف و لطیف نعمتوں پر )۔

سادساً: درج ذیل ادعیہ وغیرہا کی بھی اجازت دیتا ہوں مجھے ان سب کی میرے مشایخ کرام نے مع اپنی برکات سنیہ کے اجازت بخشی ہے:

| | |
|---|---|
| ۱۔ قرآن عظیم کے خواص | ۲۔ اسماء الٰہیہ |
| ۳۔ دلائل الخیرات | ۴۔ حصن حصین |
| ۵۔ قصر متین | ۶۔ اسماء اربعینہ |
| ۷۔ حزب البحر | ۸۔ حزب البر |

Marfat.com

وحزب النصر وسائر احزاب الحضرة الشاذلية وحرز ماشة
الف واربعة من الاولياء وحرز الاميرين والحرز اليمانى
والدعاء المغنى والدعاء الحيدرى والدعاء العزرائيلى
والدعاء السريانى والقصيدة الخمرية الملقبة بالغوثية
والصلوة الغوثية المدعوة بصلوة الاسرار المجربة لنجاح الحاجات باذن الغفار وقصيدة
البردة ودعاء بشمخ وتكبير عاشقان ونيم تكبير
وارسال الهواتف واشياء كثيرة من هذا الجنس عسى
ان لاتدخل تحت وصف واصف بشرط ان لايدعى بها لقطيعة
رحم ولالماثم ولاعلى سنى صحيح العقيدة وان ظلم
كما هو بحمد الله تعالى داب هذا الحقير وداب مشايخى
بجميل الهمم فانا اذا ظلمنا واذانا احد من اخواننا
اهل السنة لاناخذ السيف قط بايدينا وانما
نجتزى بالجنة ثم نشاهد بحمد الله تعالى
ان المولى قد كفانا كل شى بجميل المنة و
معلوم ان هذه السيوف اشد واحد من صوارم
الحديد فمن قتل بهذه كمن قتل بتلك
وان لم يقتص منه فى الشرع المجيد لحكمه
بالظاهر وثمه يوم تبلى فيه السرائر فجميل
الصبر على كل حال جميل وحسبنا الله ونعم الوكيل
وما ينتظر الصابرون فى الدنيا الافرجا له
اقتراب ولافى الاخرة الا اجرا بغير حساب
وسالها اجازة جميع الاذكار و
الاشغال والاوفاق والاعمال ما وصلنى من مشايخى

Marfat.com

۹۔ حزب النصر　　　　　　۱۰۔ سلسلہ شاذلیہ کے تمام احزاب

۱۱۔ ایک لاکھ چار دلیوں کا حرز　　　　　　۱۲۔ حرز الامیرین

۱۳۔ حرز یمانی　　　　　　۱۴۔ دعاء مغنی

۱۵۔ دعاء حیدری　　　　　　۱۶۔ دعاء عزرائیلی

۱۷۔ دعاء سریانی　　　　　　۱۸۔ قصیدہ خمریہ جس کا مشہور نام قصیدہ غوثیہ ہے۔

۱۹۔ صلوٰۃ غوثیہ جسے صلوٰۃ الاسرار کہا جاتا ہے جو بخشنے والے رب کے اذن سے حاجت برآری کیلئے مجرب المجرب ہے،　　　　　　۲۰۔ قصیدہ بردہ

۲۱۔ دعاء الشیخ　　　　　　۲۲۔ تکبیر عاشقاں

۲۳۔ نیم تکبیر　　　　　　۲۴۔ ارسال الہواتف

ان کے علاوہ اس قسم کی اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جو احاطۂ وصف[۲۳] میں شاید نہ آسکیں۔ اجازت کی شرط یہ ہے کہ مندرجہ دعائیں قطع رحمی اور ناجائز کام کے لیے نہ پڑھی جائیں اور ان سے کسی صحیح العقیدہ سنی کو نقصان نہ پہنچایا جائے اگرچہ اس نے ظلم کیا ہو ــــ بحمدہ تعالیٰ اس عبد حقیر کی اور میرے عالی ہمت مشایخ کی یہی عادت ہے کہ اگر سنی بھائیوں میں کوئی ہم پر ظلم کرے یا ایذا پہنچائے تو ہم اپنے ہاتھوں میں ان دعاؤں کو تلواریں بنا کر نہیں پکڑتے بلکہ انھیں بطور ڈھال استعمال کرتے ہیں پھر ہم بحمداللہ تعالیٰ مشاہدہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کفایت فرما دی اور اپنی قدرت جمیلہ کے سبب ہر شر سے بچا لیا ــ ویسے یہ امر یقینی ہے کہ ان دعاؤں کی تلواریں لوہے کی تلواروں سے زیادہ سخت اور زیادہ تیز ہیں تو جس نے ان سے قتل کیا وہ اتنا ہی مجرم و گناہگار ہوگا جتنا مجرم ان سے قتل کرنے والا ہوتا ہے۔ اگرچہ شریعت مطہرہ میں ایسے شخص سے قصاص نہیں لیا جاتا کیونکہ شرعی حکم کا تعلق ظاہر سے ہوتا ہے۔ لیکن ایک دن ایسا آنے والا ہے جس میں نیتوں پر بھی گرفت ہوگی بلکہ ہر حال میں صبر کرنا بہتر ہے داگرچہ غیر سنی نے ایذا پہنچائی ہو، ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے۔ صبر والے دنیا میں اس کشادگی کے منتظر ہوتے ہیں جو قریب ہے اور آخرت میں اس اجر و ثواب کے مستحق ہوتے ہیں جو بے حساب ہے۔

بعاً: ان تمام اذکار، اشغال، اوفاق اور اعمال کی بھی اجازت دیتا ہوں جو مجھ تک میرے استاذوں

و اسیادی و ما استخرجت منها بفکری واجتهادی
فتوجدتها بحمد الله حسب مرادی وفوق مرادی
هذا وقد سمعتم منی الحدیث المسلسل بالاولیة
وها انا اصافحکم بالمصافحات الاربع الخضریة
والجنیة والمعمریة والمنامیة المتصلات
منی الی حضرة الرسالة و الخلیفة الاعظم لذی
الجلالة جل جلاله وصلی الله تعالی علیه وسلم
وعلی اله وصحبه وبارک وکرم امین یا ارحم
الراحمین هذا ورجائی منکم ان لا تنسوا هذا
العاجز الفقیر المحتاج الحقیر ذا القلب الکسیر
و الذنب الکثیر وذریته واخوانه ومحبیه
وخلانه من دعواتکم الصالحة المتوافرة
بالعفو والعافیة فی الدین والدنیا والاخرة
وتمام العافیة ودوام العافیة والشکر علی العافیة
و ان تکون رحمته لنا کافیة ولاسقامنا الظاهرة والباطنة
شافیة و لاعدائنا عنا دافعة نافیة بجاه من لم یخف عنه خافیة
علیه وعلی اله الصلوات الصافیة و التسلیمات الکثیرة الوافیة و
ان ینصرنا ویعیننا ویکرمنا ولا یهیننا وینصرنا بالدین بنا و
یمن علینا بمن حیلته بما من علی عبد صالح صدیق رزق من
ربه کمال التوفیق وکان عند الله مرتضی ووجهه من عبد المصطفی احمد
رضا صلی الله علی نبی نقی علی ارضی وبارک وسلم الی یوم القضا بعدد
ما یاتی وما مضی ولا حاجة الی ایصائکم بصرف الاوقات فی نکایة الفتن واهانة
اصحابها وحمایة السنن واعانة اربابها لانه بحمد الله دیدنکم المبین لکن ذکری

آقاؤں کی جانب سے پہنچے ہیں یا جنہیں میں نے اپنی فکر اور کوشش سے استخراج کیا ہے اور بحمدہٖ تعالیٰ اپنی مراد کے موافق بلکہ اس سے بڑھ کر پایا ہے —— یہ لو —— آپ حضرات نے مجھ سے حدیث مسلسل بالاولیت کا سماع کر لیا اب آپ کو چاروں مصافحوں کے شرف سے بھی نوازتا ہوں۔

۱۔ مصافحہ خضریہ ۲۔ مصافحہ جنیہ

۳۔ مصافحہ معمریہ ۴۔ مصافحہ منامیہ

مجھے ان چار مصافحوں کے سبب رب ذوالجلال کے خلیفہ اعظم کی بارگاہِ رسالت سے متصل ہونے کا شرف نصیب ہوا ہے (جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وکرم آمین یا ارحم الراحمین) یہ لو —— آپ سب سے اُمید ہے کہ اس عاجز فقیر محتاج حقیر، ٹوٹے دل والے، کثیر لغزش والے کو اور اس کی اولاد، بھائیوں، محبوں اور دوستوں کو اپنی نیک دعاؤں کے وقت فراموش نہ کریں گے اور دین و دنیا و آخرت کے عفو و عافیت کی اور عافیت کے تمام و دوام کی اور عافیت پر شکر بجا لانے کی اور ہمارے لیے اللہ کی رحمت کے کافی ہونے کی اور ہماری ظاہری باطنی بیماریوں کے شفا پانے کی اور دشمنوں کے ہم سے دُور ہونے کی دعائیں بکثرت کرتے رہیں گے ان کے وسیلہ سے جن سے کوئی شئے مخفی نہیں۔

(آپ پر اور آپ کی آل پر صاف ستھرے درود اور حق ادا کرنے والے بہت سلام نازل ہوں) اور یہ بھی دُعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نصرت و امداد فرماتے اور ہمیں عزت بخشے، ذلت سے بچائے، دین کے ساتھ ہماری اور ہمارے ساتھ دین کی مدد فرمائے —— اور ہم پر اپنی حسنِ تدبیر سے ایسا احسان کرے جیسا احسان کہ اس نے اپنے اس بندے پر کیا جو صالح دوست ہیں (صالح بن کمال) جنھیں ان کے رب نے توفیق میں کمال بخشا ہے جو اللہ کی بارگاہ میں پسندیدہ ہیں اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بسیار حمد کنندہ اور رضا جوئندہ تسلیم کیے گئے ہیں (وہ نبی جو ستھرے ہیں اُونچا مقام رکھتے ہیں، بے شمار عطاؤں کے ملنے پر بہت راضی ہیں ان پر اللہ تعالیٰ اس قدر درود و برکت اور سلام قیامت تک اُتارے جس قدر ساعتیں آئیں گی اور جس قدر آ کر گزر گئیں) اس کی حاجت نہیں کہ میں آپ کو وصیت کروں کہ ہمہ وقت فتنوں کے مٹانے اور اہل فتنہ کی سرکوبی کرنے، سنتوں کے بچانے اور اہل سنت کی مدد کرنے میں مصروف رہو کیونکہ یہ کام تو بحمدہٖ تعالیٰ آپ کی واضح عادت میں داخل ہے۔ ہاں یاد دلاتا ہوں

Marfat.com

والذكرى تنفع المؤمنين فان ذلك اعظم القرب وارضى مرضاة
للنبيّ والرب جل جلاله تعالىٰ وتكرم وصلى الله تعالىٰ عليه
وسلم اللهم يا مرسل هذا الحبيب رحمة ونعمة ،
صل وسلم وبارك عليه عدد ما لك من علم وكلمة و
بجاهه عندك استر عوراتنا وآمن روعاتنا وكفر عنا
سيأتنا وتقبل منا حسناتنا وافض لنا بالخير جميع حاجاتنا واصلح اعمالنا
وحقق آمالنا وخفف اثقالنا وحسن احوالنا واجعلنا يا مولنا مع حبيبك
صلى الله تعالى عليه وسلم كالكلب مع مولاه يأكل من فضلته وينعم بنعمته
ويفديه بمحجته ويحمي حماه واجعل آخر مقالنا لساننا
وجناننا وتصديقا وايمانا واقرارا واعلانا نشهد ان
لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا و
مولانا محمدا عبده ورسوله بالهدى ودين الحق
ارسله صلى الله تعالى وسلم عليه الى يوم الدين وعلى اله
وصحبه واوليائه وعلمائه وامته اجمعين وآخر
دعوننا ان الحمد لله رب العلمين وكانت الاجازة
لليلتين بقيتا من ذى الحجة بمكة المحمية سنة
الف وثلثمائة وثلث وعشرين من الهجرة النبوية
عليه وعلى آله افضل الصلاة واكمل التحية لاجل هذا اسميتها الاجازة
الرضوية لمبجل مكة البهية واتفقت الكتابة لتسويف [23] [13]
الاجابة كما تقدم لست مضين من صفر وتم التبييض لتسع
خلون ونرجو من الله البركة والعون والصلاة والسلام
بعد كل شخص ولون على امام الانام وسيد الكون الذى بدل
لامته الحسر والهون بالعز والهون وعلى آله واصحابه وهم المصطفون

اور یاد دلانا مسلمانوں کو نفع دیتا ہے کہ فتنوں کو مٹانا اور سنتوں کو بچانا بہت بڑی عبادت ہے اور قربِ الٰہی کا بہت بڑا ذریعہ۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی اور نبی کریم کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے (جل جلالہٗ تعالیٰ و تکرم و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ اے اللہ! اے وہ ذات جس نے اس محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رحمت و نعمت بنا کر بھیجا ہے آپ پر درود و سلام اور برکتیں اس قدر نازل فرما جس قدر تیرا علم اور تیرے کلمات ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیری بارگاہ میں جو بلند مرتبہ ہے اس کے طفیل ہمارے عیب چھپا، خوف سے بچا، لغزشیں مٹا، نیکیاں قبول فرما اور جملہ حاجات بخیریت پوری فرما ہمارے اعمال کی اصلاح کر، آرزوؤں کو پورا اور بوجھوں کو ہلکا کر اور ہمارے اعمال کو حسن بخش۔ اور اے ہمارے ولی ہمیں اپنے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ ایسی معیت مرحمت فرما جیسی معیت کہ کتے کو اپنے آقا سے ہوا کرتی ہے۔ کتا اپنے آقا کا پس خوردہ کھاتا ہے اس کے انعامات سے نوازا جاتا ہے اسکی راہ میں جاں نثاری کرتا ہے اور اس کے گرد وپیش کا محافظ و پہریدار بنا رہتا ہے۔ اور ہمیں تادم واپسیں ایسا کر دے کہ ہم بوقت موت دل کے ساتھ تصدیق کریں اور زبان کے ساتھ اقرار و اعلان کریں اور گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں، وہ اکیلا اور لاشریک ہے اور یہ بھی گواہی دیں کہ ہمارے آقا حضرت جناب محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر اور آپ کی اُمت کے اولیاء و علماء پر اور سب امت پر درود و سلام نازل فرماتے۔ ہماری آخری دعا یہی ہے کہ سب تعریفیں اللہ رب العالمین کو ہیں۔ دانھیں زبانی اجازت تو بتاریخ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ مکہ مکرمہ میں دی گئی تھی (جس نبی برحق کی طرف سن ہجری منسوب ہے ان پر اور ان کی آل پر افضل درود اور اکمل تحیہ) اسی بنا پر میں نے اس سند کا تاریخی نام "الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البھیۃ" [۱۳۲۳] رکھا ہے۔ لیکن بسبب اس تاخیر کے جس کا ذکر ہو چکا ہے سند اجازت کی کتابت ۶ صفر کو اور اس کی تبییض ۹ صفر کو مکمل ہوئی)۔ ہم اللہ تعالیٰ کی برکت اور مدد کی آرزو رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جتنے شخص اور جتنے رنگ پیدا ہوئے ہیں اتنے درود اور اتنے سلام ان پر نازل ہوں جو مخلوق کے امام اور جہان کے سردار ہیں جنہوں نے اپنی امت کی حسرت اور ذلت کو عزت اور وقار سے بدل دیا اور آپ کی آل و اصحاب پر جو چنے ہوئے ہیں۔ درود و سلام اس شان کے

Marfat.com

بحیث بدنحان عنا حل مین ومون ویُبدلان لنا بقربہ حل بین وبون ویوجبان لنا فی الدنیا والآخرۃ الحفظ والصون آمین آمین یا ارحم الراحمین قالہ بفمہ ونمقہ بقلمہ عبد المصطفی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی غفر اللہ لہ ما مضی من ذنوبہ وما یأتی آمین والحمد للہ رب العلمین

## النسخۃ الثالثۃ

الشیخ الجلیل البری عن المساوی مولینا الشیخ احمد الخضراوی المکی اتی زائراو احضر کتاب تذکرۃ لہ واستکتب علی بعض صحائفہ الاجازۃ فلم یبق عندنا نسخۃ وکانت بالغۃ فی الوجازۃ

## النسخۃ الرابعۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ احد من لا احد لہ وسند من لا سند لہ وافضل الصلاۃ واکمل السلام علی سید الانام منتھی سلاسل الانبیاء العظام وعلی الہ وصحبہ رواۃ علمہ ودعاۃ ادبہ وبعد فقد سألنی

## تنوع العبارات بحسب الاجازات

(۱) الفضل الجلیل السید الجمیل جامع الفضائل الانسیۃ قامع الرذائل الدنسیۃ الفقیہ الوجیہ النبیل النبیہ مولنا الشیخ السید ابو الحسین محمد المرزوقی سلمہ اللہ تعالی ابن السید العالم الکبیر عبد الرحمن المکی رحمہ اللہ تعالی

Marfat.com

اتریں کہ وہ دونوں ہم سے ہر جھوٹ اور ہر بوجھ کو دُور کر دیں اور ہر جدائی و دُوری کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب سے بدل دیں اور دنیا و آخرت میں ہماری حفاظت و صیانت کو ثابت کریں آمین آمین یا ارحم الراحمین۔

عبد المصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی نے یہ باتیں اپنے منہ سے کہی ہیں اور قلم سے لکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ گزشتہ اور آئندہ تمام کوتاہیوں کی مغفرت فرمائے آمین والحمد للہ رب العالمین۔

## تیسرا نسخہ

جلیل القدر بزرگ، برائیوں سے محفوظ مولانا الشیخ احمد الخضراوی المکی زیارت کو آئے اور اپنی یادداشت کی کتاب حاضر کی کہ اس کے کسی صفحے پر اجازت لکھ دیجیے۔ اس وقت چونکہ سندوں کی نقلیں ختم ہو گئی تھیں اس لیے انھیں مختصر سند لکھ کر دی گئی۔

## چوتھا نسخہ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں جو یکتا ہے۔ جس کا کوئی نہیں اس کا وہ ہے۔ جس کا کوئی سہارا نہیں اس کا وہ سہارا ہے افضل درود اور اکمل سلام ان پر جو مخلوق کے سردار ہیں۔ جن پر عظمت والے پیغمبروں کے سلسلے ختم ہوتے ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر جو آپ کے علوم کے راوی اور آپ کی اچھی روش و پاکیزہ دانش کے محافظ ہیں ——— حمد و صلوٰۃ کے بعد ——— مجھ سے سند مانگی۔

## مختلف اجازات کے سبب قسم قسم کی عبارتیں

۱۔ فاضل جلیل سید جمیل۔ انسانی فضیلتوں کے جامع، گندی برائیوں کے قامع (نابود کنندہ) باوجاہت فقیہہ، نامور دانا حضرت مولانا سید ابوالحسین محمد المرزوقی نے (اللہ تعالیٰ انھیں سلامتی بخشے) جو عالم کبیر السید عبد الرحمٰن المکی (رحمۃ اللہ علیہ) کے صاحبزادے ہیں۔

Marfat.com

(اوائل صفر سنہ ۱۳۲۴ بمکة المکرمة) (۲) ذو القدر المنیع و الفخر البدیع مولینا
الفاضل بکر رفیع المکی حفظه الله تعالی (وکان ذلك لثلاث خلون من صفر
سنہ ۱۳۲۴ فی مکة المکرمة) (۳) الشیخ الاسعد الامجد الاوحد الارشد
المتضلع من الفنون الحائز بین الاصول و الغصون مولنا الشیخ اسعد الدهان
ابن العالم العامل الفاضل الکامل الولی العارف بالله الرحمن حضرة الشیخ المرحوم
بکرم الله تعالی احمد الدهان (۴) مولنا الفاضل اخو الفضائل و ابن الافاضل
وابو الفواضل المتفنن فی العلوم و المتمهر فی الفهوم مولنا الشیخ عبد الرحمن
الدهان ابن العالم العلامة و الفاضل الفهامة الولی العارف بالله الرحمن
حضرة الشیخ المرحوم بکرم الحنان احمد الدهان (۱ صفر سنہ ۱۳۲۴ فی مکة
المحمیة) (۵ و ۶ و ۷) الفاضل الاجل الکامل الابجل الاوحد الامجد بحر
العلوم الاصلیة والفرعیة مفتی المالکیة سابقا و ابن مفتی المالکیة بالاحکام
الشرعیة مولنا الشیخ محمد عابد ابن العلامة المرحوم بکرم الله تعالی الشیخ
حسین المکی و اخوه الفاضل الفقیه الجلیل الکامل النبیه النبیل ذو التصانیف
البهیة فی العلوم النقلیه و العقلیة مولنا الشیخ علی بن حسین المرحوم
و ابن اخیه الفاضل مولنا الشیخ محمد جمال ابن الشیخ محمد امیر
ابن الشیخ حسین سلمهم الله تعالی و ابقاهم و عن الضر و الضیر وقاهم امین
(۹ صفر سنہ ۱۳۲۴ یوم الاربعاء بمکة المحمیة) ثم سألونی الاجازة الکبیرة التی
کتبتها للفاضل العلامة الکامل الفهامة مفتی الحنفیة سابقا حضرة الشیخ
صالح کمال حفظه ذو الجلال فاجزتهم بها بارك الله تعالی لهم جمیعا فیها
فلیستنسخوا نسختها من عندها والله ینعم علینا جمیعا برفدها امین (۸) الفاضل الکامل
العالم العامل الصفی الوفی امام المقام الحنفی مولنا الشیخ عبد الله میرداد ابن
العلامة الاجل الاوحد الابجل الزاهد العابد الورع التقی النقی من کل
شین و ضیر حضرة مولنا الشیخ احمد

Marfat.com

(اوائل صفر ۱۳۲۴ھ در مکہ مکرمہ)

۲۔ مضبوط طاقت والے، نادر فضیلت والے مولانا الفاضل بکر رفیع المکی نے (اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے)۔ (۴ صفر ۱۳۲۴ھ در مکہ مکرمہ)

۳۔ حضرت صاحب سعادت یکتا بزرگ ہدایت یافتہ فنون علمیہ میں مضبوط، اصول و فروع کے جامع مولانا الشیخ اسعد الدہان نے جو باعمل عالم باکمال فاضل اللہ رحمٰن کے ولی و عارف حضرت الشیخ احمد الدہان (المرحوم بکرمہ تعالیٰ) کے صاحبزادے ہیں۔

۴۔ مولانا الفاضل، خوبیوں والے، فضل وکمال والوں کے فرزند، اصحاب فضیلت کے باپ، علموں میں ماہر، فہموں میں مضبوط مولانا عبدالرحمٰن الدھان نے جو عالم، علامہ، فاضل، فہامہ، اللہ رحمٰن کے ولی و عارف حضرت الشیخ احمد الدہان (المرحوم بکرم الحنان) کے صاحبزادے ہیں۔

۵۔ فاضل جلیل القدر کامل عظیم المرتبت یکتا بزرگ علوم اصلیہ و فرعیہ کے سمندر مالکی فقہ کے سابق مفتی حضرت مولانا محمد عابد نے ــــــــ جو مفتی المالکیہ در احکام شرعیہ الشیخ العلامہ حسین المکی (المرحوم بکرم اللہ تعالیٰ) کے فرزند ہیں۔

۶۔ اور ان کے بھائی فقیہہ جلیل کامل نامور دانا علوم عقلیہ و نقلیہ میں خوبصورت تصانیف والے حضرت مولانا علی بن حسین (المرحوم) نے۔

۷۔ اور ان کے برادر زادہ فاضل مولانا الشیخ محمد جمال بن الشیخ محمد امیر بن الشیخ حسین نے۔ اللہ تعالیٰ تینوں کو سلامتی و بقا بخشے اور ضرر و نقصان سے بچائے۔ (۹ صفر بروز بدھ ۱۳۲۴ھ در مکہ مکرمہ)

ازاں بعد ان تینوں نے بڑی سند بھی طلب کی جو فاضل علامہ کامل فہامہ احناف کے سابق مفتی حضرت الشیخ صالح کمال کو لکھ کر دی تھی۔ (رب ذوالجلال ان کی حفاظت فرمائے) تو میں نے انھیں اجازت دی اور کہا کہ حضرت صالح کمال کی سند اجازت کی نقلیں لے لو۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس سند اجازت کی برکتیں بخشے۔ اور ہم سب پر اپنی بخشش کے سبب انعام فرمائے۔ آمین

۸۔ فاضل کامل عالم عامل باصفا باوفا مصلی حنفی کے امام مولانا الشیخ عبداللہ میرداد نے، جو اجل علامہ یکتا بزرگ زاہد عابد متقی پرہیزگار پاک از عیب ونقص مولانا الشیخ احمد

Marfat.com

ابی الخیر میرداد حفظهما الملك الجواد فی کل خلوة وناد (وکان ذلك لاول عقد خلا من صفر لاخلا من خیر ولا صفر من ظفر آمین بحرمة سید البشر صلی الله تعالی وسلم علیه وعلی اله وصحبه الغرر (۹) الفاضل الجلیل النبیه النبیل مولنا الشیخ حسن العجیمی المکی ابن القاضی الفاضل الشیخ عبد الرحمن المرحوم من اولاد العلم الشهیر والعلامة الکبیر صاحب التصانیف الغرر والتالیف الزهر الابهی من الدر حضرة الشیخ الاجل مولنا حسن بن علی العجیمی المکی قدس سره المکی (وکان ذلك لاول عقد خلا من صفر لاخلا من ظفر سنه ۱۳۲۴ بمکة المحمیة (۱۰) العالم السالم البار مولنا السید سالم بن عبد روس البار العلوی الحضرمی الله تعالی یسلمه عن کل ضر ویحمی (۱۱ صفر سنه ۲۴) (۱۱) الوالد الصالح الشاب المفلح بکرم الله تعالی ملتزم العلم فی الحرم الکریم السید علوی بن حسن الکاف الحضرمی رزقه الله العلم النافع الجلیل السمی (۱۲) السید ابوبکر بن سالم البار العلوی الحضرمی (لا اتذکر هل کتب له او احیل علی ما کتب لابیه) (۱۳) الفاضل الجلیل الکامل النبیل غرس دوح الفضل و التبجیل ذو العلم والعرفان مولنا السید عبد الله دحلان ابن اخی العلامة الکبیر الامام الشهیر سیدنا وشیخنا السید احمد بن زین دحلان تغمده الله بالرحمة والرضوان (۲۴ صفر سنه ۱۳۲۴) (۱۴) السید محمد بن عثمن دحلان (کانت هذه الاجازت یوم الرواح من مکة الامینة الی المدینة السکینة واکبر ظنی ان هذا السید احیل علی الاجازة قبلها اوبالارسال وعلی (۱۵) الفاضل الکامل ذو المفاخر والفضائل الشاب الصالح المستقیم علی الدین القدیم والصراط القویم جامع اسباب الفضل والشرف مولنا الشیخ محمد یوسف حفظه الله عن موجبات التلهف مدرس مدرسة مولینا رحمة الله

ابوالخیر میرداد کے صاحبزادے ہیں (اللہ تعالیٰ کریم بادشاہ ان دونوں کی خلوۃ دجلوۃ میں حفاظت فرمائے)، ۱۰ صفر ۔ اللہ تعالیٰ اس مہینے کو خیر وظفر سے خالی نہ کرے آمین بطفیل سیدالبشر (اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل پر اور چمکنے والے صحابہ پر درود وسلام بھیجے)

۹۔ فاضل جلیل، نامور عقلمند حضرت مولانا حسن العجیمی المکی بن القاضی حضرت مولانا عبدالرحمن (المرحوم) نے ـــــ جو علم شہیر، علامہ کبیر، چمکتی مصنفات والے۔ خوبصورت مولفات والے جو کہ موتیوں سے زیادہ خوشنما لگتی ہیں حضرت الشیخ الاجل مولانا حسن بن علی العجیمی المکی کی اولاد سے ہیں (در مکہ مکرمہ ۱۰ صفر ۱۳۲۴ھ اللہ تعالیٰ اسے خالی از ظفر نہ کرے)

۱۰۔ علم والے، سلامتی والے، نیکی والے مولانا السید سالم بن عیدروس نیک العلوی الحضرمی نے اللہ تعالیٰ انھیں ہر نقصان سے بچائے اور حمایت فرمائے۔ ۱۱ صفر ۱۳۲۴ھ

۱۱۔ فرزند صلاح والے، جوان فلاح والے، حرم شریف میں بکرمہ تعالیٰ تحصیل علم کا التزام کرنیوالے الکریم السید العلوی بن حسن الکاف الحضرمی نے۔ (اللہ تعالیٰ انھیں نفع بخش جلیل الشان بلند پایہ علم بخشے۔

۱۲۔ سید ابوبکر بن سالم البار العلوی الحضرمی نے (یاد نہیں کہ ان کے لیے الگ کتابت ہوئی تھی یا انھیں ان کے والد صاحب کے حوالے کر دیا گیا تھا۔

۱۳۔ فاضل جلیل کامل عقلمند، شجرۂ فضیلت وعظمت کی شاخ صاحب علم و عرفاں مولانا السید عبداللہ دحلان نے جو علامہ کبیر امام شہیر ہمارے آقا ہمارے شیخ السید احمد بن زین دحلان کے برادر زادہ ہیں (اللہ تعالیٰ انھیں رحمت ورضا میں چھپائے، ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ)

۱۴۔ السید محمد بن عثمان دحلان نے (یہ اجازت اس وقت دی جبکہ ہم امن والے شہر مکہ مکرمہ سے رخصت ہو کر سکون والے شہر مدینہ طیبہ (زادہا اللہ شرفاً) کی طرف روانہ ہونے والے تھے غالباً سید صاحب موصوف کو پہلے اجازت نامہ میں شریک کر لیا تھا یا ان سے وعدہ ہوا تھا کہ پھر لکھ کر بھیجیں گے)

۱۵۔ فاضل کامل فضیلتوں اور بزرگیوں والے نیک جوان سیدھے راستے اور پرانے دین پر قایم رہنے والے فضل وشرافت کے اسباب کے جامع مولانا رحمت اللہ (علیہ رحمۃ تعالیٰ)،

Marfat.com

علیہ رحمۃ اللہ (۲۴ صفر الخیر سنہ ۱۳۲۴ھ)

# ثم اتفقت العبارۃ

وانا حل بالبلد الحرام اجازۃ مروياتى عن مشايخى الكرام وما
كنت اهلا لذلك ولا من فرسان تلك المعارك ولكن الصالحون
حسان الظنون وحسن الظن نفح مزيد فالله سبحنه وتعالى عند ظن
العبيد فاجزته على بركة الله تعالى بجميع ما تصح لى روايته من
القران العظيم واحاديث النبى الكريم عليه افضل الصلاة والتسليم
وكتب الحديث من صحاح[1] وسنن[2] ومسانيد[3] وجوامع[4] ومعاجيم[5] واجزاء[6]
وشروح[7] وكتب اصوله[8] واسماء رجاله[9] والفقه[10] والتفسير[11] والقراءات[12]
والتجويد[13] والكلام[14] واصول الفقه[15] والسير[16] والتواريخ[17] والادب[18] والنحو[19] والصرف[20]
واللغة[21] والمعانى[22] والبيان[23] والبديع[24] والمنطق[25] والحكمة[26] والهندسة[27] والهيئة[28]
والزيجات[29] وسائر كتب المقاصد والالات من كل ما ارويه عن مشايخى الاكرمين
كحضرة مولاى ومرشدى وسيدى وسندى وكنزى وذخرى ليومى وغدى
مجمع الطريقين ومرجع الفريقين من العلماء والعرفاء الاطاهر
ملحق الاصاغر بالاكابر سيدنا الشاه ال الرسول الاحمدى رضى الله تعالى عنه
رضى السرمدى عن شيوخ اجلاء منهم الشاه عبدالعزيز الدهلوى عن ابيه
الشاه ولى الله المحدث الدهلوى وكحضرة ابى ورحمة ربى وولى نعمتى و
مالك رقى ورقبتى ختام المحققين وامام المدققين
حامى السنن ماحى الفتن ذى التصانيف
الباهرة
والحجة القاهرة
والمحجة الزاهرة

کے مدرسہ کے مدرس مولانا الشیخ محمد یوسف نے (اللہ تعالیٰ انھیں اسباب غم سے بچائے۔

۲۴ صفر ۱۳۲۲ھ)

# ایک عبارت برائے جملہ مستجیزین

جبکہ میں مکہ محترمہ میں حاضر تھا کہ میں انھیں ان تمام مرویات کی روایت کی اجازت دوں جن کی روایت کی مجھے میرے مشایخ کرام سے اجازت ہے حالانکہ میں بخیال خود اس کی اہلیت نہیں رکھتا اور نہ ہی ان معرکوں کا شہسوار ہوں۔ لیکن نیک لوگوں کے گمان نیک ہوتے ہیں۔ اور نیک گمان بہت مفید ثابت ہوئے ہیں کیونکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بندوں کے ساتھ ان کے گمان کے مطابق معاملہ فرماتا ہے۔ اس بنا پر میں انھیں علیٰ برکتہ تعالیٰ درج ذیل کتب وعلوم وفنون کی اجازت دیتا ہوں جن کا میں مجاز ہوں۔ قرآن مجید[۱]، نبی کریم (علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم) کی احادیث مبارکہ کی کتب، صحاح[۲]، سنن[۳]، مسانید[۴]، جوامع[۵]، معاجم[۶]، اجزاء[۷]، شروح[۸]، کتب اصول حدیث[۹]، کتب اسماء الرجال[۱۰]، فقہ[۱۱]، تفسیر[۱۲]، قراٰت[۱۳]، تجوید[۱۴]، کلام[۱۵]، اصول فقہ[۱۶]، سِیَر[۱۷]، تواریخ[۱۸]، ادب[۱۹]، نحو[۲۰]، صرف[۲۱]، لغت[۲۲]، معانی[۲۳]، بیان[۲۴]، بدیع[۲۵]، منطق[۲۶]، حکمت[۲۷]، ہندسہ[۲۸]، ہیئات[۲۹]، زیجات[۳۰] اور مقاصد وآلات کی باقی کتابیں جن سب کی مجھے ان کرم فرما مشایخ سے اجازت ہے اور ان سے روایت کرتا ہوں۔ مثلاً:

۱۔ میں اپنے مولیٰ، اپنے مرشد، اپنے سردار سے راوی ہوں جو میرے لیے سہارا بھی ہیں اور خزانہ بھی اور دنیا وآخرت میں ذخیرہ بھی، جو شریعت وطریقت کے جامع بھی ہیں اور پاک لوگوں کی دونوں جماعتوں عالموں عارفوں کے مرجع بھی۔ جن کی توجہ اصاغر کو اکابر بنادیتی ہے۔ یعنی سیدنا الشاہ آل الرسول الاحمدی (اللہ تعالیٰ انھیں دائمی رضا مرحمت فرمائے)۔ وہ اپنے جلیل القدر مشائخ سے جن میں الشاہ عبدالعزیز دہلوی بھی ہیں۔ وہ اپنے والد الشاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی سے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

۲۔ میں اپنے والد صاحب سے راوی ہوں جو میرے لیے رب تعالیٰ کی رحمت ہیں اور میری نعمت کے والی ہیں۔ میری ذات اور گردن کے مالک ہیں۔ محققین کے خاتم اور مدققین کے پیشوا ہیں۔ سنتوں کے حامی اور فتنوں کے ماحی ہیں۔ عمدہ تصانیف غالب حجت اور روشن طریق والے ہیں۔

Marfat.com

سیدنا المولوی محمد نقی علی خان القادری البرکاتی البریلوی
قدس سرہ القوی عن ابیہ الکریم العارف باللہ ذی الفضائل والجاہ
سیدنا المولوی محمد رضا علی خان قدس اللہ سرہ ومثواہ عن
المولی خلیل الرحمن المحمد آبادی عن الفاضل محمد اعلم
السندیلی عن ملک العلماء بحر العلوم ابی العیاش محمد عبد العلی اللکنوی
وکشیخ العلماء بالبلد الامین الامام المحدث الفقیہ الرزین المولی
السید احمد بن زین دحلان المکی قدس سرہ الملکی عن الشیخ
عثمان الدمیاطی وغیرہ وکمولانا الھمام العلام سراج اللہ فی البلد
الحرام المولی عبد الرحمن ابن الشیخ عبد اللہ سراج مفتی الحنفیہ
بمکۃ المحمیہ عن المولی جمال بن عبد اللہ بن عمر مفتی الاحناف
عن المولی عابد السندی المدنی وکالسید الصالح حسین بن
صالح جمل اللیل المکی عن الشیخ عابد السندی وکحفید
مرشدی وصاحب سجادتہ ووارث علمہ وسیادتہ وسعادتہ
السید الشاہ ابی الحسین احمد النوری دام تنویرہ بالنور
المعنوی والصوری وغیرھم رحمہم اللہ الجمیع کل مساء
وصبیح وکذلک اجزتہ بجمیع مؤلفاتی التی نافت
المائتین وما عسی ان یفتح لی بتوفیق ربی الی حین
الحین منہا فتاوای الملقبۃ بالعطایا النبویۃ
فی الفتاوی الرضویہ وھی الان مع حذف المکررات
فی سبع مجلدات ونرجو المزید من فضل
ربنا المجید وکذلک اجزت بھا اولادہ و
احفادہ واخوانہ ومن احب ھو لہ بشرطہ المعلوم
عند ائمۃ ھذہ العلوم

Marfat.com

یعنی سیدنا مولانا محمد نقی علی خاں القادری البرکاتی البریلوی (قدس سرہ القوی) ۔ وہ اپنے کریم باپ عارف ربانی صاحبِ فضیلت ووجاہت سیدنا المولوی محمد رضا علی خاں (قدس اللہ سرہٗ ومثواہ) سے، وہ المولیٰ خلیل الرحمٰن محمد آبادی سے، وہ الفاضل محمد اعلم السندیلی سے، وہ عالموں کے بادشاہ، علموں کے سمندر ابو العیاش محمد عبد العلی اللکھنوی سے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

۳۔ میں امن والے شہر مکہ مکرمہ کے شیخ العلماء الامام المحدث پختہ رائے والے فقیہ المولیٰ سید احمد بن زین دحلان المکی (قدس سرہ المکی) سے راوی ہوں۔ وہ الشیخ عثمان الدمیاطی وغیرہ سے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

۴۔ میں مولانا بلند ہمت علامہ مکہ مخترمہ میں اللہ تعالیٰ کے روشن چراغ المولوی عبد الرحمٰن سے راوی ہوں، جو مکہ مکرمہ میں احناف کے مفتی الشیخ عبد اللہ سراج کے صاحبزادے ہیں، وہ مولا جمال بن عبد اللہ بن عمر مفتی الاحناف سے، وہ المولا عابد السندی المدنی سے۔

۵۔ میں نیک سید حسین بن صالح جمل اللیل المکی سے راوی ہوں، وہ الشیخ عابد السندی سے۔

۶۔ میں اپنے مرشد پاک کے پوتے، ان کے سجادہ نشین، ان کے علم سیادت، سعادت کے وارث السید الشاہ ابو الحسین احمد النوری سے راوی ہوں (اللہ تعالیٰ ان کے معنوی اور صوری نور کو برقرار رکھے۔

علاوہ ازیں دیگر مشایخ کرام سے بھی راوی ہوں (اللہ تعالیٰ ان سب پر صبح و شام رحمتیں نازل فرمائے)

اور میں انہیں اپنی تمام مولفات کی بھی اجازت دیتا ہوں جو دو سو سے بڑھ چکی ہیں[25] اور بتوفیقہ تعالیٰ آخری دم تک مزید لکھی جائیں گی۔ ان میں ایک فتاوی بھی ہے جو "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" کے نام سے موسوم ہے جس کی علاوہ مکررات کے سات جلدیں مرتب ہو چکی ہیں اور رب مجید کے فضل سے مزید جلدوں[26] کے مرتب ہونے کی امید ہے۔ اور موصوف کی طرح ان کے بیٹوں، پوتوں، نواسوں اور بھائیوں کو بھی اجازت دیتا ہوں اور اُن کو بھی جنھیں وہ پسند کریں۔ ہر ایک کے لیے وہی شرط ہے جو علوم مذکورہ کے ائمہ کے ہاں معلوم ومسلم ہے۔

Marfat.com

وکذلك اجزته بجميع سلاسل الطريقة التی انا مجازبها وماذون فيها کالطريقة العلية العالية القادرية البرکاتية الجديدة والقادرية الآبائيه القديمة والقادرية الاهدلية والقادرية الرزاقية والقادرية المنورية والچشتية النظامية القديمة والچشتية الجديدة والسهروردية الواحدية والسهروردية الفضيلة والنقشبندية العلائية نسبة الى المولى السيد الكريم ابی العلاء الاكبرآبادی والسلسلة البديعية والعلوية المنامية وهذه اقرب سلاسلی فی البيعة الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فانی بايعت على يد شيخی ومرشدی السيد ال الرسول الاحمدی تابع على يد الشاه عبد العزيز الدهلوی بايع فی روياه الصالحة على يد امير المومنين و مولى المسلمين على المرتضى كرم الله تعالى وجهه الاسنی بايع على يد من يده يد الله وبيعته بيعة الله سيدنا ومولانا محمد رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى اله وصحبه واهله وحزبه وبارك وسلم وشرف وكرم وله رحمه الله فی شرح روياه هذه رسالة لطيفة كراسة منيفة وايضا اخذته بالمصافحات الاربع الخضرية والجنية والمعمرية و المنامية المتصلات منی بحمد ربی الى حضرة الرسالة والخليفة الاعظم

Marfat.com

میں انھیں طریقت کے ان تمام سلسلوں کی بھی اجازت دیتا ہوں جن کی مجھے اجازت ہے اور خلیفہ بنانے کا اذن ہے۔ وہ سلاسل طریقت یہ ہیں:

۱۔ طریقہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ
۲۔ قادریہ آبائیہ قدیمہ
۳۔ قادریہ اھدلیہ
۴۔ قادریہ رزاقیہ
۵۔ قادریہ منوریہ
۶۔ چشتیہ نظامیہ قدیمہ
۷۔ چشتیہ جدیدہ
۸۔ سہروردیہ واحدیہ
۹۔ سہروردیہ فضلیہ
۱۰۔ نقشبندیہ علائیہ (جو حضرت سید کریم ابو العلاء اکبر آبادی کی طرف منسوب ہے)
۱۱۔ سلسلہ بدیعیہ
۱۲۔ علویہ منامیہ

یہ آخری سلسلہ بیعت میرے تمام سلسلوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے، کیونکہ میں نے اپنے شیخ اپنے مرشد السید آل الرسول الاحمدی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ انھوں نے الشاہ عبدالعزیز الدہلوی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ انھوں نے اپنے سچے خواب میں اہل ایمان کے امیر، اہل اسلام کے مولیٰ سیدنا علی المرتضیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی (اللہ تعالیٰ ان کے پُرنور چہرے کو عزتیں بخشے)۔ انھوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی جن کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ اور جن کی بیعت اللہ کی بیعت ہے یعنی ہم سب کے آقا، ہم سب کے مولیٰ حضرت جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دستِ حق پرست پر (اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر اور آپ کے سب گھر والوں اور سارے لشکر پر درود برکت سلام اتارے اور شرافت وکرامت بخشے) الشاہ عبدالعزیز علیہ الرحمت نے چھوٹا مگر شاندار پمفلٹ بھی اس خواب کی شرح میں لکھا ہے۔ میں انھیں مصافحات اربعہ سے بھی نوازتا ہوں:

۱۔ مصافحہ خضریہ
۲۔ مصافحہ جنیہ
۳۔ مصافحہ معمریہ
۴۔ مصافحہ منامیہ

مجھے بحمدہ تعالیٰ ان چار مصافحوں کے ذریعہ رب ذوالجلال کے خلیفۂ اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارگاہ رسالت تک متصل ہونے کا شرف حاصل ہے (اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل کریم پر درود وسلام

Marfat.com

لذی الجلالة صلی الله تعالی علیه وسلم وعلی اله
الکرام و اوصیته ان لاینسی هذا العاجز الفقیر المحتاج
الحقیر ذا القلب الکسیر و الذنب الکثیر وذریته و اخوانه
و محبیه وخلانه من دعوته الصالحة المتوافرة
با العفو والعافیة فی الدین والدنیا والاخرة
وان یصرف اوقاته فی نکایة الفتن واهانة اصحابها وحمایة
السنن واعانة اربابها فان ذلك اعظم القرب و ارضی
مرضاة للنبی والرب اللهم یا مرسل هذا الحبیب
رحمة ونعمة صل وسلم وبارك علیه عدد
مالك من علم وکلمة وبجاهه عندك استر
عوراتنا و آمن روعاتنا وکفر سیأتنا واقض لنا
بالخیر جمیع حاجاتنا واصلح اعمالنا وحقق أمالنا
وخفف اثقالنا وحسن احوالنا و آخر دعونا ان
الحمد لله رب العلمین و الصلوٰة والسلام علی سید المرسلین
محمد واله واصحابه اجمعین امین قاله بفمه وامر برقمه
الفقیر عبد المصطفی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری
البرکاتی غفر الله له ما مضی من ذنوبه وما یاتی امین والحمد لله رب العلمین

# النسخة الخامسة

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله علی ما انعم وعلم وصلی الله تعالی علی
الحبیب وسلم وعلی اله وصحبه وبارك وکرم اما بعد فانی الفاضل
ذوالهمم وحسن الشیم النافح المجدی مولنا الشیخ
عبد القادر الکردی حفظه الله

Marfat.com

بھیجے) — انہیں ان اجازتوں کے ساتھ دو وصیتیں بھی کرتا ہوں:

**پہلی وصیّت**: اس عاجز فقیر محتاج حقیر ٹوٹے دل والے کثیر لغزش والے کو اور اس کی اولاد، بھائیوں، محبوں اور دوستوں کو اپنی نیک دُعاؤں کے وقت نہ بھولیں بلکہ دین و دنیا اور آخرت کی عافیت اور عفو کی دُعائیں بکثرت کرتے رہیں۔

**دوسری وصیت**: فتنوں کے مٹانے اور سنتوں کے بچانے میں اہل فتنہ کی اہانت اور اہل سنت کی اعانت میں ہمہ وقت مصروف رہیں کیونکہ یہ بڑی عبادت ہے اس سے اللہ و رسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم) بہت راضی ہوتے ہیں۔

اے اللہ! اے وہ ذات جس نے اس محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رحمت اور نعمت بنا کر بھیجا ہے آپ پر درود و سلام اور برکتیں اس قدر نازل فرما جس قدر تیرا علم اور تیرے کلمات ہیں اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تیری بارگاہ میں جو بلند مرتبہ ہے اس کے طفیل ہمارے عیب چھپا، خوف سے بچا، لغزشیں مٹا اور جملہ حاجات بخیریت پوری فرما، ہمارے اعمال کی اصلاح فرما، آرزوؤں کو پورا کر، بوجھوں کو ہلکا فرما، حالات کو حسن بخش — اور ہماری آخری دُعا یہی ہے کہ سب تعریفیں اللہ رب العالمین کو ہیں اور درود و سلام رسولوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر، اور آپ کی آل واصحاب سب پر۔ آمین۔

الفقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی نے یہ باتیں اپنے مُنہ سے کہیں اور ان کے لکھنے کا حکم دیا (اللہ تعالیٰ گزشتہ اور آئندہ تمام گناہوں کی مغفرت فرمائے) آمین والحمد للہ رب العالمین۔

## پانچواں نسخہ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں اس کے انعام فرمانے اور تعلیم دینے پر۔ اللہ تعالیٰ درود و سلام بھیجے اور برکت و کرم اتارے اپنے محبوب پر اور آپ کی آل واصحاب پر —— حمد و صلوٰۃ کے بعد —— باہمت، نیک سیرت، نفع دینے والے، بخشش فرمانے والے فاضل مولانا الشیخ عبد القادر الکردی (اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی

Marfat.com

ومحفوظه مما يروى وانا حل بالبلد الحرام اجازة ما تصح لى روايته عن مشايخى الكرام فانعمت لهما مول وزدت على المسئول لانى تفرست فى ولده الصغير عمر الكبير انشاء الله قدرا عبد الله فريد حفظه كالدر الفريد آثار السعادة والحسنى وزيادة فانه كما اخبرنى ابوه فى عمره هذا احفظ عشرة متون واجازة الصغار امر معروف قد مضى عليه العلماء العاملون لانهم اذا كبروا وارزقوا علما يحصل لهم القرب والعلو ومن الحبيب صلى الله تعالى عليه وسلم الدنو فاجزتهما معا بما تصح لى روايته من حديث وفقه وتفسير وغيرها وتصانيفى التى فاقت على المائتين والله رزقنا جميعا النور والبها آمين وكان ذلك لعشر خلت من صفر الخير سنه ١٣٢٥ فى البلد الامين والحمد لله رب العلمين ٥

# النسخة السادسة

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لانبى بعده وعلى اله وصحبه المكرمين عنده اما بعد فلما سالنى السيد الاجل الابجل المعظم المفخم المكرم ذو المجد والكرم ومعالى الهمم مولينا السيد محمد عمر ابن السيد الجليل القدر الجميل الفخر المرحوم بكرم الله تعالى السيد ابى بكر الرشيدى جعل الله كل يوم من ايام عمره محفوفا بالسرور الجيدى اجازة الحديث وغيره مما تصح لى روايته من العلوم والمدارك رجاء ان يرزقه الله سبحنه وتعالى سلوك تلك والمرء يوجر على نيته ونية المومن خير من عمله و من اراد حسنة

پناہ میں آنے والوں کو اپنی حفاظت میں لے) نے مجھ سے بابام قیام مکہ محترمہ ان حدیثوں کی روایت کی اجازت مانگی جن کی روایت کی اجازت مجھے میرے کرم فرما مشائخ سے حاصل ہے۔ تو میں نے ان کی مراد پوری کی بلکہ اس پر اضافہ کیا کہ ان کا بچہ "عبداللہ فرید" (اللہ تعالیٰ اسے یکتا موتی کی طرح محفوظ رکھے) جو عمر میں چھوٹا اور قدر و منزلت میں ان شاء اللہ بڑا ہے۔ اس میں مجھے آثار سعادت نظر آنے اور زیادہ کوئی معلوم ہوئی بچے کے والد صاحب سے پتہ چلا کہ بچے نے اس عمر میں دس کتابوں کے متن حفظ کر لیے ہیں چونکہ بچوں کو اجازت دینا بھی مشہور و معروف ہے اور با عمل علماء کے معمول میں داخل ہے کیونکہ بڑے ہو کر دولت علم سے نوازے جانے کے بعد پیشتر اجازت حاصل ہونے کی صورت میں ان کو حبیب اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قرب اور ان کی سند کو علو حاصل ہو جاتا ہے۔ اس بناء پر میں نے باپ بیٹا دونوں کو حدیث، فقہ، تفسیر اور ان تمام علوم کی اجازت دی جن کی روایت کا میں مجاز ہوں۔ اور دونوں کو اپنی تمام تصانیف کی بھی اجازت دی جن کی تعداد اس وقت دو سو سے اوپر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نور علم اور اس کی رونق و زیبائی عطا فرمائے —— یہ سند اجازت ۱۰ صفر الخیر ۱۳۲۴ھ مکہ مکرمہ میں مرتب ہوئی اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کو ہیں)

# چھٹا نسخہ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں جو اکیلا ہے اور درود و سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں، اور آپ کی آل و اصحاب پر جو اللہ کے نزدیک عزت والے ہیں —— حمد و صلوٰۃ کے بعد —— جب مجھ سے سوال کیا جلیل القدر سردار صاحب شرافت لائق عظمت رفیع المرتبت صاحب عزت عالی ہمت مولانا السید محمد عمر نے۔

جو بلند شان والے سردار، صاحب جمال و افتخار، مورد رحمت پروردگار سید ابوبکر الرشیدی کے فرزند ہیں (اللہ تعالیٰ ان کی زندگی کے ہر دن کو عید جیسے سرور سے بھرپور فرمائے) —— (سوال یہ تھا) کہ میں انھیں حدیث شریف کی اور ان تمام علوم مدارک کی سند اجازت دوں جن کی روایت کا میں مجاز ہوں۔ بایں امید کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ انہیں ان علمی راستوں پر چلنا نصیب فرمائے۔ آدمی کو اس کی اچھی نیت پر بھی ثواب ملتا ہے اور مومن کی اچھی نیت خالی عمل سے بہتر ہوتی ہے جو شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے

Marfat.com

وسعى لها سعيها فالله سبحنه مبلغه لامله وقد جرت سنة العلماء بالاجازة لمن سيؤله فضلا عمن يوجد فاجبت مسئوله وحققت ماموله واجزته بالقران والحديث والفقه والاصول وسائر ما يتوجه اليه من فنون المعقول والمنقول بشرطه المقرر عند الائمة الغرر ودعوت الله تعالى ان يرزقه ولدا صالحا عالما كاملا مفلحا متميزا فى الدنيا والدين فاذا ولد ونتوجه الى العلم المبين فقد اجزته ايضا ليكون فى السند من العالين والحمد لله رب العلمين وقد كان نوى السيد نجاء البركة بحسن ظنه الجيد ان المولى تعالى ان رزقه ولدا مرتضى بتسميه باسم هذا الفقير احمد رضا فقلت بل سموه عثمن ان شاء الرحمن ليكون السيد عثمن ابن السيد عمر ابن السيد ابى بكر وكان اذ ذاك العلامة الجليل مولنا الشيخ صالح كمال حاضرا فى مجلسى فافادان سموا الاول عثمن واذا رزقتم ولدا ثانيا فسموا كما نويتم احمد رضا وعلى ذلك تم الامر نرجو المولى سبحنه وتعالى ان يحقق الآمال ويأتى فى الشاهد بما تصوره الخيال آمين وكان ذلك لاحدى عشرة خلت من صفر الخير ليلة الجمعة المباركة فى البلد الحرام مكة سنة ۱۳۲۴ واتفقت الكتابة لليلتين بقيتا من صفر فى جدة وانا على جناح سفر الى حضرة المدينة الامينة ذات الرحمة والسكينة صلى الله تعالى على من طيبها وبارك وسلم وعلى آله وصحبه وشرف وكرم آمين ه

## النسخة السابعة

بسم الله الرحمن الرحيم نحمده

اور اس کے لیے کوشش کرتا ہے تو اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کی آرزو پوری فرماتا ہے۔ اور علماء کے معمولات میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ لبعض دفعہ استقبال قریب میں پیدا ہونے والے بچے کو بھی اجازت دے دیتے ہیں تو جو موجود ہے اور اس نے ابھی تحصیل علم سے فراغت نہیں پائی اسے اجازت دینا بطریق اولیٰ درست ہے اس بناء پر میں نے سید محترم کی بات مانی ان کی مراد پوری کی۔ میں انہیں قرآن مجید کی حدیث شریف کی فقہ و اصول کی معقول و منقول کے ان تمام فنون کی اجازت دیتا ہوں جن کی جانب وہ توجہ فرمائیں۔ یہ اجازت اسی شرط کے ساتھ ہے جو ائمہ کرام کے ہاں مقرر و مسلم ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ سید محترم کو نیک لڑکا عطا فرماتے جو عالم بھی ہو اور کامل بھی۔ دین و دنیا میں کامیاب بھی ہو اور معزز بھی۔ تو جب ان کے ہاں بچہ متولد ہو اور وہ (بڑا ہو کر) علم مبین کی تحصیل کی طرف توجہ کرے تو اسے بھی میری طرف سے اجازت ہے۔ پیدا ہونے سے پہلے بچے کو اجازت اس لیے دی جاتی ہے تاکہ وُہ بھی عالی سند والوں میں شمار کیا جائے۔ سید محترم نے بنا بر حسن ظن لبغرض حصول برکت یہ نیت کی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں فرزند دلپسند مرحمت فرمائے تو وہ اس کا نام اس فقیر کے نام پر "احمد رضا" رکھیں گے۔ میں نے انھیں مشورہ دیا کہ بچے کا نام عثمان رکھنا تاکہ باپ دادا کے ناموں کے ساتھ مل کر اس کا نام اس طرح ہو جائے" سید عثمان بن سید عمر بن سید ابوبکر"۔ اس مجلس میں جلیل الشان علامہ مولانا صالح کمال بھی تھے انہوں نے افادہ فرمایا کہ جب پہلا بچہ پیدا ہو تو اس کا نام عثمان رکھنا، پھر جب دوسرا بچہ عطا ہو تو اس کا نام حسب نیت" احمد رضا" رکھنا۔ یہ مجلس اس گفتگو پر ختم ہوئی۔ ہمیں امید ہے کہ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ آرزوؤں کو پورا فرمائے گا اور متصور فی الخیال کا مشاہدہ کرائیگا۔ یہ گفتگو جمعہ کی شب بتاریخ ۱۱ صفر الخیر ۱۳۲۴ھ مکہ مکرمہ میں ہوئی اور سند اجازت بتاریخ ۲۸ صفر جدہ میں لکھی گئی جبکہ میں اس امن والے رحمت والے چین و سکون والے شہر مدینہ منورہ کی حاضری کو تیار تھا۔

(جنھوں نے مدینہ منورہ کو اپنی خوشبوؤں سے مہکایا ان پر اور ان کی آل واصحاب پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے برکت فرمائے سلام اتارے شرافت و کرامت بخشے۔ آمین)

## ساتواں نسخہ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ ہم اس کی حمد کرتے ہیں

Marfat.com

ونصلي على رسوله الكريم الحمد لله احد من لا احد له وسند من
لا سند له وافضل الصلاة واكمل السلام على سيد الكرام
وسند الانام منتهى سلاسل الانبياء العظام وعلى آله و
صحبه رواة علمه ودعاة ادبه وبعد فلما من على ربي بجاه نبي
وحسبي صلى الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه بتقبيل هذه
العتبة العلية النبوية على صاحبها وآله افضل الصلاة و
التحية سنة ١٣٢٤ تفضل المولى الفاضل العالم العامل المتورع
البارع القرع الفارع من اصل النبوة ودوح الكرام والفتوة
قرة عين الشريعة الامينة وفلذة كبد المدينة السكينة
شيخ الدلائل ومرجع الجلائل وجامع الفواضل ومنبع الفضائل
مولنا السيد الشيخ محمد سعيد ابن السيد الاجل العلامة
الاكمل الشهير في مشارق الارض ومغاربها والحائز لمقاصد الشريعة
ومآربها مولنا السيد محمد المغربي تغمده الله بالفضل الموهبي

وكان على ان آتيه لكن

تقدم والتقدم للكرام

ولما تشرفت بحضور بركته سمع مني الحديث المسلسل بالاولية وهو
اول حديث سمعه مني وسألني اجازة جميع ما اجازني به مشايخي الكاملون
وما كنت اهلاً لذلك ولكن الكرام بحسان الظنون فما كان لي بدٌّ لامتثال امره
الشريف والائتمار بحكمه المنيف فاجزته بجميع ما تصح لي روايته وتصانيفي
التي نافت المائتين وبجميع سلاسل الطريقة الواصلة الي وهي ثلثة
عشر من القادرية والچشتية والسهروردية والنقشبندية وغيرها
والآن آن الرحيل وسارسل الى السيد بعض التفصيل
بعد الوصول الى بلدي

Marfat.com

اور اس کے رسول کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں جو یکتا ہے جس کا کوئی نہیں اس کا وُہ ہے، جس کا کوئی سہارا نہیں اس کا وُہ سہارا ہے۔ افضل درود اور اکمل سلام ان پر جو سخیوں کے سردار ہیں۔ ساری مخلوق کو جن پر بھروسہ ہے جن پر عظمت والے پیغمبروں کے سلسلے ختم ہوتے ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر جو آپ کے علوم کے راوی اور آپ کی اچھی روش و پاکیزہ دانش کے محافظ ہیں۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد۔ جب میرے رب نے میری کفایت فرمانے والے میرے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم) کے طفیل مجھ پر احسان کیا کہ ۱۳۲۴ھ میں آستانہ عالیہ نبویہ (علی صاحبہا وآلہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ) کے چومنے کی سعادت بخشی، تو اس وقت مولانا السید الشیخ محمد سعید صاحب جو فضیلت والے آقا، باعمل عالم، یکتا متقی، شجرۂ نبوت کی حسین شاخ، کرم و سخا کے شجر عظیم، امن والی شریعت کی آنکھوں کی ٹھنڈک۔ سکون دینے والے شہر مدینہ کے جگر گوشہ ہیں جو دلائل الخیرات کی اجازتیں بخشتے ہیں جن کی جانب اصحاب مراتب لوٹ لوٹ کر آتے ہیں جو عزتوں کے جامع، فضیلتوں کے منبع ہیں —— اور سید اجل علامۂ اکمل زمین کے مشارق و مغارب میں شہرت پانے والے، شریعت کے مطالب و مقاصد کے جمع کرنے والے مولانا السید محمد المغربی (اللہ تعالیٰ انہیں اپنے وہبی فضل میں چھپائے) کے فرزند ہیں میرے پاس تشریف لائے۔

(ترجمہ شعر) ضروری تھا کہ میں جاتا مگر وہ آ گئے پہلے

کرم والے نوازش میں ہمیشہ پہل کرتے ہیں

میں جب ان کی آمد کی برکت سے مشرف ہُوا تو انہوں نے مجھ سے حدیث مسلسل بالاولیت کا سماع کیا اور وُہ پہلی حدیث ہے جو انہوں نے مجھ سے سُنی۔ انہوں نے وہ تمام اجازتیں بھی طلب کیں جو مجھے اپنے باکمال مشایخ سے ملی تھیں۔ اگرچہ میں بخیالِ خود اس قابل نہیں مگر اہل کرم حسن ظن کے عادی ہوتے ہیں چونکہ تعمیل ارشاد کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا اس لیے ان کے امر شریف و حکم منیف کو بجالاتے ہوئے انہیں تمام علوم و فنون کی روایت کی اجازت دیتا ہوں جن کی روایت کا میں مجاز ہُوں اور اپنی تمام تصانیف کی بھی —— جن کی تعداد (اس وقت) دو سو سے اوپر ہے —— اور طریقت کے تمام سلسلوں کی بھی جو مجھ تک پہنچتے ہیں اور تعداد میں تیرہ ہیں بالخصوص سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ —— اور اب چونکہ کوچ کا وقت آچکا ہے اس لیے وطن جانے کے بعد سید محترم کے لیے بعونہ تعالیٰ

Marfat.com

بعون الملك الجميل وآخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين وافضل الصلوة والسلام على هذا الحبيب الكريم وآله وصحبه وذويه اجمعين آمين تاسع شهر ربيع الآخر يوم السبت سنة ۱۳۲۴ھ عبده المذنب احمد رضا البريلوى عفى عنه كتبه بمحمدن المصطفى النبى الامى صلى الله تعالى عليه وسلم

# سند الحديث المسلسل بالاولية

له عند شيخنا السيد الاجل رضى الله تعالى عنه طريقان احدهما من جهة الشيخ المحقق مولانا الشيخ عبد الحق المحدث الدهلوى والاخرى من جهة الشاه عبد العزيز الدهلوى غفر لهما المولى القوى

## طريق الشيخ المحقق عبد الحق المحدث قدس سره

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على رسوله محمد واله واصحابه اجمعين امابعد فقد حدثنى السيد الامام الهمام قطب الزمان حضرة الشيخ رضى الله تعالى عنه وارضاه وهو اول حديث سمعته منه قال حدثنى السيد السند رحلة زمانه امام اوانه عمى وشيخى ومولاى ومرشدى السيد آل احمد الملقب باچهى ميان صاحب المارهروى قدس الله سره العزيز وهو اول حديث سمعته منه عن السيد النقى الامام المتقى الورع الكامل البارع الفاضل العارف بالله الاحد السيد الشاه حمزة ابن السيد آل محمد البلگرامى الحسينى الواسطى وهو

Marfat.com

قدرے تفصیل لکھ بھیجوں گا۔

ہماری دعا کا خاتمہ اس پر ہے کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کو ہیں اور افضل درود و سلام کرم فرمانے والے حبیب پر اور آپ کی آل و اصحاب پر اور آپ کے تمام خویش و اقارب پر۔ آمین

۹ ربیع الآخر ۱۳۲۴ھ بروز ہفتہ

اسے لکھا اللہ کے گنہگار بندے احمد رضا البریلوی نے
اللہ تعالیٰ نبی امی حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
کے طفیل معاف فرمائے۔

## حدیث "مسلسل بالاولیت" کی سند

یہ حدیث ہمارے پیرو مرشد سید اجل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دو سندوں کے ساتھ حاصل ہوئی ہے۔ایک سند الشیخ المحقق مولانا عبدالحق المحدث الدہلوی کی طرف سے ہے اور دوسری الشاد عبدالعزیز الدہلوی کی طرف سے۔ (قوت والا مولیٰ دونوں کی مغفرت فرمائے)

## الشیخ المحقق عبدالحق المحدث قدس سرہٗ کی سند

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔اور صلوٰۃ و سلام اللہ کے رسول محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی آل اور تمام اصحاب پر ــــ حمد و صلوٰۃ کے بعد ــــ مجھ سے حدیث بیان کی سید، پیشوا، بلند ہمت، قطب زمان، حضرت الشیخ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نے اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ــــ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے حدیث بیان کی با اعتماد سردار، مرجع اہل زمان، وقت کے امام میرے چچا، میرے شیخ، میرے آقا، میرے مرشد، سید آل احمد ملقب بہ اچھے میاں المارہروی (قدس اللہ سرہ العزیز) نے ــــ اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ــــ انہوں نے روایت کی سردار پاکیزہ پیشوا، پرہیزگار، کامل پارسا، فاضل یکتا، عارف باللہ السید الشاہ حمزہ بن السید آل محمد بلگرامی الحسینی الواسطی سے۔ اور وہ

Marfat.com

اول حدیث سمعه منه قال حدثنی السید طفیل محمد الاترولوی وهو
اول حدیث سمعته منه قال حدثنی السید السند البارع الاکمل
الافضل وحید زمانه السید مبارك فخر الدین البلجرامی رحمة الله
تعالی علیه وهو اول حدیث سمعته منه قال حدثنی الشیخ العالم
العامل حاج الحرمین الشریفین استاذی الشیخ ابو الرضا بن الشیخ
اسمعیل الدهلوی احد احفاد الشیخ عبد الحق الدهلوی سلمه
ربه ورحمة الله تعالی علیه وهو اول حدیث سمعته منه قال
حدثنا جدی واستاذی وشیخی افضل المحدثین الشیخ عبد الحق
الدهلوی رحمه الله علیه وهو اول حدیث سمعته منه قال
حدثنا الشیخ الصالح الموفق عبد الوهاب بن فتح الله البروجی
احد فقراء سیدی الشیخ عبد الوهاب المتقی رحمة الله تعالی
علیه وهو اول حدیث سمعته منه قال حدثنا الشیخ الکبیر
محمد بن افلح الیمنی وهو اول حدیث سمعته منه قال
حدثنا شیخنا الامام وجیه الدین عبد الرحمن بن ابراهیم
العلوی وهو اول حدیث سمعته منه ثنی شیخنا الامام شمس الدین
السخاوی القاهری وهو اول حدیث سمعته منه ثنی جماعة
کثیرون اجلهم علماً وعملا شیخ الاستاذ الحجة الناقد
شیخ مشایخ الاسلام حافظ العصر الشهاب ابو الفضل احمد
بن علی ن العسقلانی عرف بابن حجر رحمه الله تعالی سماعاً من
لفظه وحفظه وهو اول حدیث سمعته منه قال حدثنی به
جماعة کثیرون منهم حافظ الوقت الزین ابو الفضل عبد الرحیم بن الحسین العراقی وهو
اول حدیث سمعته منه ح واخبرنی به عالیاً الشیخ شمس الدین ابو عبد الله
محمد بن احمد التدمری اجازة وهو اول حدیث رویته عنه قال هو
والعراقی حدثنا به الصدر ابو الفتح محمد بن محمد بن ابراهیم المیدومی اجازة

پہلی حدیث ہے جو انہوں نے ان سے سنی ۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے حدیث بیان کی سید طفیل محمد الاترولوی نے اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی —— انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے حدیث بیان کی با اعتماد سردار، کمالات و فضائل میں یکتا، زمانے کے بے ہمتا سید مبارک فخر الدین بلگرامی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ۔ اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سُنی —— انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے حدیث بیان کی شیخ عالم عامل حرمین شریفین کے حاجی میرے استاذ شیخ ابوالرضا بن الشیخ اسماعیل الدہلوی نے جو الشیخ عبدالحق الدہلوی کے نواسے ہیں اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم سے حدیث بیان کی میرے نانا میرے استاذ میرے شیخ افضل المحدثین الشیخ عبدالحق الدہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے، اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی —— انہوں نے فرمایا کہ ہم سے حدیث بیان کی الشیخ الصالح صاحب توفیق عبدالوہاب بن فتح اللہ البروجی یکے از فقرائے سیدی عبدالوہاب المتقی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سُنی —— انہوں نے فرمایا کہ ہم سے حدیث بیان کی الشیخ الکبیر محمد بن افلح الیمینی نے اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سُنی —— انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی ہمارے شیخ، پیشوا وجیہ الدین عبدالرحمٰن بن ابراہیم العلوی نے اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سُنی۔ انہوں نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کی ہمارے شیخ، پیشوا، شمس الدین السخاوی القاہری نے اور وہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سُنی —— انہوں نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کی محدثین کی بڑی جماعت نے جن میں وُہ بھی ہیں جو علم و عمل میں ان سب سے اعلیٰ ہیں یعنی میرے شیخ استاذ حجۃ ناقد مشایخ اسلام کے سردار حافظ العصر الشہاب ابوالفضل احمد بن علی العسقلانی معروف بہ ابن حجر (رحمہ اللہ تعالیٰ)، میں نے ان کے لفظ و حفظ سے حدیث کا سماع کیا اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی —— انہوں نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کی محدثین کی بڑی جماعت نے جن میں حافظ الوقت صاحب زینت ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین العراقی بھی ہیں۔ اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی۔ سند دیگر۔ اور مجھے خبر دی الشیخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد التدمری نے بھی اور اجازت دی اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے روایت کی —— انہوں نے اور العراقی دونوں نے فرمایا کہ ہم سے حدیث بیان کی صدر ابوالفتح محمد بن محمد بن ابراہیم المیدومی نے اور اجازت دی

Marfat.com

وھو اول حدیث قال الحراقی سمعته منه وقال التدمری حضرته عنده ثنا به النجیب ابوالفرج عبداللطیف بن عبد المنعم الحرانی وھو اول حدیث سمعته منه ثنا به الحافظ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی وھو اول حدیث سمعته منه ثنا به ابوسعید اسمعیل بن ابی صالح احمد بن عبد الملک النیسابوری وھو اول حدیث سمعته منه ثنا به والدی ابوصالح احمد بن عبد الملک المؤذن وھو اول حدیث سمعته منه ثنا ابوطاھر محمد بن محمد بن محمش الزیادی وھو اول حدیث سمعته منه ثنا به ابوحامد احمد بن محمد بن یحیی بن بلال البزاز وھو اول حدیث سمعته منه ثنا به عبد الرحمن بن بشر بن الحکم وھو اول حدیث سمعته منه ثنا به سفین بن عیینه وھو اول حدیث سمعته من سفین عن عمرو بن دینار عن ابی قابوس مولی عبدالله بن عمرو بن العاص عن عبدالله بن عمرو رضی الله تعالی عنھما ان رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم قال الراحمون یرحمھم الرحمن تبارک وتعالی ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء ؛

## طریق الشاہ عبدالعزیز الدھلوی

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمدلله رب العلمین و الصلاة والسلم علی رسوله محمد و اله واصحبه اجمعین امابعد فقد حدثنی السید الامام الھمام قطب الزمان حضرة الشیخ رضی الله تعالی عنه و ارضاہ وھو اول حدیث سمعته منه قال

حدثنی استاذی

علم المحدثین

Marfat.com

العراقی نے کہا کہ یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سُنی اور التدمری نے کہا کہ یہ پہلی حدیث ہے جس کے درس کے وقت میں ان کے پاس حاضر تھا —— انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی النجیب ابو الفرج عبد اللطیف[16] بن عبد المنعم الحرانی نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ۔ انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی حافظ ابو الفرج عبد الرحمٰن[17] بن علی الجوزی نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی —— انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی ابو سعید[18] اسماعیل بن ابی صالح احمد بن عبد الملک النیشاپوری نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سُنی —— انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی میرے والد ابو صالح[19] احمد بن عبد الملک المؤذن نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی —— انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی ابو طاہر[20] محمد بن محمد بن محمش الزیادی نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی —— انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی ابو حامد[21] احمد بن محمد بن یحییٰ بن بلال البزار نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی —— انہوں نے فرمایا حدیث بیان کی ہم سے بدالرحمٰن[22] بن بشر بن الحکم نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی —— انہوں نے فرمایا ہم سے ریث بیان کی سفیان[23] بن عیینہ نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی —— انہوں نے سفیان[24] ن عمرو بن دینار سے روایت کی —— انہوں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص کے مولیٰ ابو قابوس[25] سے —— انہوں نے عبد اللہ[26] بن عبد اللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہما) سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رب رحمان تبارک و تعالیٰ رحم فرماتا ہے تم ان پر رحم کرو جو زمین پر ہیں تو تم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان پر ہے ۔

## الشاہ عبد العزیز الدہلوی کی سند

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان رحمت والا ہے سب تعریفیں اللہ کو ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے اور درود و سلام اللہ کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل اور تمام اصحاب پر —— حمد و صلوٰۃ کے بعد —— مجھ سے حدیث بیان کی سید، پیشوا، بلند ہمت، قطب زماں حضرت الشیخ[1] (رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ) نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی —— انہوں نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کی میرے استاذ علم المحدثین

Marfat.com

مولنا عبد العزیز الدهلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ وھو
اول حدیث سمعتہ منہ عن ابیہ ذی الفضل والجاہ
مولنا ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ وھو اول حدیث
سمعتہ منہ قال حدثنی السید عمر من لفظہ تجاہ
قبر النبی صلی اللہ تعالی وسلم وھو اول حدیث سمعتہ منہ
قال حدثنی جدی الشیخ عبد اللہ بن سالم البصری وھو
اول الخ قال حدثنا الشیخ یحیٰی بن محمد الشھیر
بالشاوی وھو اول حدیث سمعناہ منہ قال اخبرنا بہ الشیخ
سعید بن ابرھیم الجزائری المفتی الشھیر بقدورۃ
قال وھو اول حدیث سمعتہ منہ قال اخبرنا بہ الشیخ
المحقق سعید بن محمد المقری قال وھو اول الخ عن
الولی الکامل احمد حجی الوھرانی قال وھو الخ عن شیخ
الاسلام العارف باللہ تعالی سیدی ابرھیم التازی قال
وھو اول الخ قال قرأتہ علی المحدث الربانی ابی الفتح
محمد بن ابی بکر بن الحسین المراغی قال وھو
اول حدیث قرأتہ علیہ قال سمعت من لفظ شیخنا
زین الدین عبد الرحیم بن الحسین العراقی قال و
ھو اول حدیث سمعتہ منہ قال حدثنا ابو الفتح
محمد بن محمد ابرھیم البکری المیدومی قال
وھو الخ ربمثل الحدیث سندآ ومتنا) قلت ولی فی
الحدیث طریق ثالث عال جدآ حدثنی مولانا الاجل
السید الشاہ ابو الحسین احمد النوری نور نا اللہ
بنورہ المعنوی والصوری قال حدثنا

Marfat.com

مولانا الشاہ عبد العزیز الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۔ اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ——— انہوں نے یہ حدیث اپنے باپ صاحبِ فضل وجاہ مولانا ولی اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کی ۔ اور یہ پہلی حدیث ہے جو انہوں نے ان سے سنی ——— انہوں نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کی سید عمرؒ نے اپنے لفظ سے نبی اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے روضہ منورہ کے سامنے ۔ اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ——— انہوں نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کی میرے جد امجد الشیخ عبداللہؒ بن سالم البصری نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ——— انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی یحییٰؒ بن محمد نے جو شاوی کے نام سے مشہور ہیں اور یہ پہلی حدیث ہے جو ہم نے ان سے سنی ۔ انہوں نے فرمایا خبر دی ہم کو الشیخ سعیدؒ بن ابراہیم الجزائری المفتی نے جو قدورہ کے نام سے مشہور ہیں اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ——— انہوں نے فرمایا ہم کو خبر دی الشیخ المحقق سعیدؒ بن محمد المقری نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ——— انہوں نے یہ حدیث ولی کامل احمدؒ حجی الوہرانی سے روایت کی اور فرمایا کہ یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ——— انہوں نے یہ حدیث شیخ الاسلام العارف باللہ سیدی ابراہیمؒ التازی سے روایت کی اور فرمایا کہ یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ——— انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث المحدث الربانی ابو الفتح محمدؒ بن ابوبکر بن الحسین المراغی کے حضور پڑھی اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان پر پڑھی ——— انہوں نے فرمایا میں نے یہ حدیث اپنے شیخ زین الدینؒ عبد الرحیم بن الحسین العراقی سے سنی اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ——— انہوں نے فرمایا حدیث بیان کی ہم سے ابو الفتح محمدؒ بن محمد بن ابراہیم البکری المیدومی نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ۔ (ازاں بعد سند اور متن وہی ہے جس کا طریق اوّل میں ذکر ہوا) ۔

## تیسری سند جو بہت عالی ہے

میںؒ نے کہا کہ حدیث مسلسل بالاوّلیت کی یہ تیسری سند بھی مجھے حاصل ہے جو بہت عالی ہے ۔ مجھ سے حدیث بیان کی ہمارے جلیل القدر آقا السید الشاہ ابو الحسین احمد النوری نے (اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے معنوی اور صوری نور سے منور فرمائے) ——— انہوں نے فرمایا ہم سے

Marfat.com

افضل العلماء و اورع الاتقياء مولنا احمد مولنا احمد حسن الصوفی
المراد آبادی رحمة الله تعالی علیه و هو اول حدیث سمعته منه قال
حدثنا حدیث الرحمة المسلسل بالاولیة الشیخ الناسك احمد بن
محمد الدمیاطی المشهور بابن عبد الغنی و هو اول حدیث سمعته منه
بحضرة جمع من اهل العلم قال ثنا به المعمر احمد بن عبد العزیز و هو اول
حدیث سمعته و اجازه بجمیع مروياته فقال حدثنا به الشیخ المعمر ابو الخیر بن عموس
الرشیدی و هو اول حدیث سمعته منه و اجازه بجمیع مروياته
فی ربیع الاول سنة اثنین بعد الألف قال حدثنا به شیخ الاسلام
الشرف زکریا بن محمد الانصاری و هو اول حدیث سمعته منه قال
ثنا به خاتمة الحفاظ الشهاب ابو الفضل احمد بن علی بن حجر
العسقلانی و هو اول حدیث سمعته منه قال اخبرنا به الحافظ
زین الدین ابو الفضل عبد الرحیم بن حسین العراقی و هو اول حدیث
سمعته منه (الی آخر الحدیث سندا و متنا).

# المصافحات الاربعه

## سند المصافحة الجنیه

صافحت حضرة الشیخ رضی الله عنه قال صافحت الشیخ عبد العزیز صافح
اباه قال صافحت السید عبید الله بن عیدروس بن الشیخ علی الجیدروسی
قال صافحت السید جعفر الصادق بن السید المصطفی الجیدروسی و
قال صافحنی جنی اسمه غانم سنة ثمان و تسعین بعد الالف بعد ان
صلی العصر مع والدی قدس سره فی المسجد ذات یوم و امره والدی
ان یصافحنی حین اخبره انه صافحه جنی کان
من النفر الذین ذکرهم الله تعالی فی سورة الجن وقد

حدیث بیان کی افضل العلماء اورع الاتقیاء مولانا احمد حسین الصوفی المراد آبادی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سُنی ـــــ انہوں نے فرمایا رحمت والی حدیث جو مسلسل بالاولیت ہے ہم سے بیان کی شیخ عبادت گزار احمد بن محمد الدمیاطی نے جو ابن عبد الغنی کے نام سے مشہور ہیں اور یہ پہلی حدیث ہے جو ایک جماعت اہل علم کی موجودگی میں میں نے ان سے سُنی ـــــ انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی لمبی عمر والے محمد بن عبد العزیز نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی اور انہوں نے تمام مرویات کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی لمبی عمر والے الشیخ ابو الخیر بن عموس الرشیدی نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی ـــــ اور انہوں نے اپنی تمام مرویات کی ربیع الاوّل ۱۰۰۲ھ میں اجازت دی ـــــ اور فرمایا ہم سے حدیث بیان کی شیخ الاسلام اشرف زکریا بن محمد الانصاری نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سنی۔ انہوں نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی خاتمۃ الحفاظ الشہاب ابو الفضل احمد بن حجر العسقلانی نے اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سُنی ـــــ انہوں نے فرمایا خبر دی ہم کو حافظ زین الدین ابو الفضل عبد الرحیم بن الحسین العراقی نے۔ اور یہ پہلی حدیث ہے جو میں نے ان سے سُنی۔

(ازاں بعد سند اور متن وہی ہے جس کا پہلے ذکر ہوا)

## چار مصافحے

**مصافحہ جنیہ کی سند** میں نے حضرت الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مصافحہ کیا ـــــ انہوں نے فرمایا میں نے الشیخ عبد العزیز سے مصافحہ کیا ـــــ انہوں نے اپنے والد سے مصافحہ کیا ـــــ انہوں نے فرمایا میں نے السید عبد اللہ بن عیدروس بن الشیخ علی العیدروسی سے مصافحہ کیا ـــــ انہوں نے فرمایا میں نے سید مصطفیٰ العیدروسی کے صاحبزادے سید جعفر الصادق سے مصافحہ کیا۔ انہوں نے فرمایا میں نے ۱۰۹۸ھ میں "غانم" نامی ایک جن سے مصافحہ کیا۔ اس جن نے ایک دن مسجد میں نماز عصر میرے والد (قدس سرہٗ) کے ساتھ پڑھی نماز کے بعد والد صاحب نے حکم دیا کہ وہ مجھ سے مصافحہ کرے کیونکہ اس جن نے والد صاحب کو بتایا تھا کہ "سورۃ الجن" میں اللہ تعالیٰ نے جنوں کی جس جماعت کا ذکر کیا ہے ان میں سے ایک ایسے جن

Marfat.com

تحم اكثر من سبعمائة سنة و هو صافحه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
والحمدلله

## سند المصافحة الخضرية

وبه الى الشاه ولى الله قال صافحنى السيد عمر ابن بنت الشيخ
عبد الله بن سالم البصرى المكى وشد على يدى وقال المراد بهذا
الشد الاشتداد فى تاكيد الصحبة قال صافحنى جدى الشيخ
عبد الله كذلك كما صافحه شيخه الشيخ محمد بن محمد بن
سليمن كما صافحه شيخه ابو عثمن سعيد بن ابراهيم
الجزائرى المعروف بقدورة كما صافحه شيخه ابو سعيد بن احمد
المقرى القريشى كما صافحه شيخه سيدى احمد حجى الوهرانى
كما صافحه شيخه سيدى سالم التازى كما صافحه شيخه الشيخ
صالح الزوادى كما صافحه الفقيه الصالح حافظ عصره سيدى عبدالله
بن محمد بن موسى الحيدروسى وحدثه بها عن شيخه الاستاذ
ابى عبد الله محمد بن جابر الغسانى عن الامام الربانى ابى عبد الله محمد
بن على المراكشى شهرته بابن عليوات عن ابى عبد الله الصدفى
عن الامام العالم ابى العباس احمد بن البنا عن ولى الله تعالى ابى
عبد الله الهزميرى عن ابى العباس الخضر عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم

## سند المصافحة المعمريه

وبه اليه قال صافحنى ابو طاهر صافحه الشيخ احمد النخلى قال صافحنى العارف
الكبير الشيخ تاج الدين الهندى النقشبندى قال صافحنى الشيخ عبد الرحمن
الشهير بحاجى رمزى قال صافحنى الشيخ حافظ على الاوبهى قال صافحنى الشيخان

Marfat.com

نے اس سے مصافحہ کیا ہے جس نے سات سو سال سے زیادہ عمر پائی اور رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل کیا۔ (اور سب تعریفیں اللہ کو ہیں)

**مصافحہ خضریہ کی سند** مصافحہ خضریہ کی سند الشاہ ولی اللہ تک وہی ہے جس کا ذکر مصافحہ جنیہ میں ہوا —— الشاہ ولی اللہ نے فرمایا شیخ عبداللہ بن سالم البصری المکی کے نواسے السید عمر نے مجھ سے مصافحہ کیا اور میرا ہاتھ اچھی طرح دبایا اور فرمایا یہ دبانا تاکید صحبت کے لیے ہے —— انہوں نے فرمایا مجھ سے میرے نانا الشیخ عبداللہ نے یونہی مصافحہ کیا —— ان کے استاذ الشیخ محمد بن محمد بن سلیمان نے ان سے یونہی مصافحہ کیا —— ان کے شیخ ابوعثمان سعید بن ابراہیم الجزائری معروف بقدورۃ نے ان سے یونہی مصافحہ کیا —— ان سے ابوسعید بن احمد المقری القریشی نے یونہی مصافحہ کیا —— ان سے ان کے شیخ سیدی احمد حجی الدھرانی نے یونہی مصافحہ کیا —— ان سے ان کے شیخ سیدی سالم التازی نے یونہی مصافحہ کیا —— ان سے ان کے استاذ شیخ صالح الزواوی نے یونہی مصافحہ کیا —— ان سے فقیہہ، صالح حافظ العصر سیدی عبداللہ بن محمد بن موسیٰ العبدروسی نے یونہی مصافحہ کیا —— اور انہوں نے مصافحہ کرنے کی روایت اپنے شیخ استاذ ابوعبداللہ بن محمد بن جابر الغسانی سے بیان کی —— انہوں نے الامام الربانی ابوعبداللہ محمد بن علی المراکشی مشہور با بن علیوات سے —— انہوں نے ابوعبداللہ الصوفی سے —— انہوں نے الامام العالم ابوالعباس احمد بن البنا سے —— انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ولی ابوعبداللہ الھزمیری سے —— انہوں نے سیدنا ابوالعباس الخضر سے —— انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

**مصافحہ معمریہ کی سند** مصافحہ معمریہ کی سند الشاہ ولی اللہ (علیہ الرحمۃ) تک وہی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا —— انہوں نے فرمایا مجھ سے مصافحہ کیا ابوطاہر نے —— ان سے مصافحہ کیا شیخ احمد النخلی نے —— انہوں نے فرمایا مجھ سے مصافحہ کیا عارف کبیر الشیخ تاج الدین الھندی النقشبندی نے —— انہوں نے فرمایا مجھ سے مصافحہ کیا شیخ عبدالرحمٰن نے جو حاجی رمزی کے نام سے مشہور ہیں —— انہوں نے فرمایا مجھ سے مصافحہ کیا الشیخ حافظ علی الاوبھی نے —— انھوں نے فرمایا مجھ سے مصافحہ کیا دو بزرگوں نے

Marfat.com

الشیخ محمود الاسفرائنی والسید امیر علی الهمدانی قال صافحنا ابو سعید الحبشی الصحابی المعمر قال صافحنی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

# سند المصافحہ المنامیہ

وبالمار فی الحضریۃ الی صالح الزوادی عن عز الدین بن جماعۃ عن الشیخ محمد شیرین عن الشیخ سعد الدین زعفرانی عن والدہ محمود الزعفرانی عن ابی بکر السواسی ونام الدین علی بن ابی بکر ذی النون الملیطی وھما عن محمد بن اسحق الفولوی عن الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربی عن الشیخ احمد بن مسعود شداد المقری الموصلی عن الشیخ علی بن محمد بن الحاشکی الباھری عن الشیخ ابی الحسن الباغوزائی قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی المنام فشبک اصابعہ باصابعی وقال یا علی شابکنی فمن شابکنی دخل الجنہ وما زال یعد حتی وصل الی سبعۃ ثم استیقظت واصابعی فی اصابع رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال الشیخ التازی کذا ینبغی من شابک احدًا ان یقول شابکنی فمن شابکنی دخل الجنۃ ؛

اللھم ارزقنا وجمیع اھل السنہ آمین

Marfat.com

شیخ محمود الاسفرائنی اور سید امیر علی الہمدانی نے ــــــ ان دونوں نے فرمایا ہم سے مصافحہ کیا معمر صحابی ابوسعید الحبشی نے ــــ انہوں نے فرمایا مجھ سے مصافحہ کیا نبی اکرم سید عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے۔

## مصافحہ منامیہ کی سند

جو تفصیل مصافحہ خضریہ میں صالح الزوادی تک گزری وہی یہاں ہے ــــ انہوں نے مصافحہ منامیہ کی روایت کی عز الدین بن جماعۃ سے ــــ انہوں نے شیخ محمد شیرین سے ــــ انہوں نے شیخ سعد الدین الزعفرانی سے ــــ انہوں نے اپنے والد محمود الزعفرانی سے ــــ انہوں نے ابوبکر السواسی اور ناصر الدین علی بن ابوبکر ذوالنون الملیطی سے ــــ اور ان دونوں نے محمد بن اسحاق القونوی سے ــــ انہوں نے شیخ اکبر محی الدین ابن العربی سے ــــ انہوں نے الشیخ احمد بن مسعود بن شداد المقری الموصلی سے ــــ انہوں نے شیخ علی محمد الحائکی الباہری سے ــــ انہوں نے شیخ ابو الحسن علی اباغوزائی سے ــــ انہوں نے فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ نے اپنے دستِ اقدس کی انگشتانِ مبارکہ میرے ہاتھوں کی انگلیوں میں ڈال کر فرمایا "اے علی! میری انگلیوں میں انگلیاں ڈال، جو میری انگلیوں میں انگلیاں ڈالے گا جنت میں جائے گا" اور آپ گنتے گئے یہاں تک کہ سات تک پہنچے پھر مجھے جاگ آگئی اس وقت میری انگلیاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس انگلیوں میں تھیں ــــ الشیخ التازی نے فرمایا جو (شیخ) کسی (مرید) کی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر مصافحہ کرے اسے یہ کہنا چاہیے میری انگلیوں میں انگلیاں ڈال، جو میری انگلیوں میں انگلیاں ڈالے گا جنت میں جائے گا۔

الٰہی! ہم کو اور سب اہل سنت کو جنت نصیب فرما۔ آمین

Marfat.com

# حواشی

لے ملفوظات میں اس واقعہ کو اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے بدیں الفاظ بیان فرمایا جوتوں کو بوسہ۔ آج ہی کہ میں (الدولۃ المکیۃ) لکھ رہا ہوں حضرت شیخ الخطبا کبیر العلماء مولانا شیخ احمد ابوالخیر میرداد کا پیام آیا کہ میں پاؤں سے معذور ہوں اور تیرا (آپ کا رسالہ (الدولۃ المکیہ) سننا چاہتا ہوں۔ میں اسی حالت میں جتنے اوراق لکھے گئے تھے لے کر حاضر ہوا۔ رسالہ کی قسم اول ختم ہو چکی تھی جس میں اپنے مسلک کا ثبوت ہے قسم دوم لکھی جارہی تھی جس میں وہابیہ کا رد اور ان کے سوالوں کا جواب ہے۔ حضرت شیخ الخطباء نے اول تا آخر سن کر فرمایا اس میں علم خمس کی بحث نہ آئی میں نے عرض کی کہ سوال میں نہ تھی۔ فرمایا۔ میری خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو۔ میں نے قبول کیا کہ رخصت ہونے وقت ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا حضرت موصوف نے بآں فضل و کمال و بآں کبر سالی کہ عمر شریف ستر برس سے متجاوز تھی یہ لفظ فرمائے کہ انا اقبل ارجلکم انا اقبل نعالکم میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں میں تمہارے جوتوں کو بوسہ دوں ———— یہ میرے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے وُقعت کی یہ وُقعت۔ میں واپس آیا اور رشب ہی میں بحث خمس کو بڑھایا (ملفوظات صفحہ ۱۰ ج ۲) قال المترجم حضرت موصوف کا ذکر الاجازات المتینہ صفحہ ۲۵ میں بھی ہے۔ آپ کے فرزند مولانا عبداللہ میرداد مسجد حرام کے امام تھے اور اسی زمانے میں اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت فرما چکے تھے (ملفوظات صفحہ ۱۲ ج ۲)

سے قال المترجم۔ بفضلہٖ تعالیٰ و بکرم حبیبہ الاعلیٰ (جل مجدہ وصلی اللہ علیہ وسلم) سنہ ۱۳۹۰ھ میں جب اس فقیر بارگاہِ عالیہ قادریہ دریوزہ گر آستانۂ قدسیہ رضویہ کو زیارتِ حرمین طیبین زادھما اللہ شرفا وتعظیما) کی سعادت نصیب ہوئی ؎

منشرف گرچہ شد جامی زلطفش     خدایا ایں کرم بار دگر کن

Marfat.com

تو وہاں کے بعض اکابر علماء کرام و مشائخ عظام (زید مجدھم) سے "الدولۃ المکیہ" کی تصنیف کی کچھ وجوہ اس طرح سننے میں آئیں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کو مکہ مکرمہ میں دیکھ کر آپ کے ہندوستانی مخالفین (وہابیہ دیوبندیہ) نے دہلی کے ان تاجروں کے ذریعہ جو ایک عرصہ سے حرم محترم میں مقیم تھے کعبہ معظمہ کے کلید بردار شیبی صاحب تک رسائی پائی اور شیبی کے واسطہ سے شریف مکہ تک پہنچے اور ان کی خدمت میں ایک عریضہ پیش کیا کہ ہندوستان کے شہر بریلی سے ایک عالم دین آئے ہوئے ہیں جن کا نام احمد رضا ہے وہ اگرچہ عاشق رسول ہیں لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح حد سے زیادہ کرتے ہیں۔ اس لیے ہمارا ان سے اکثر اختلاف رہتا ہے۔ ہندوستان میں چونکہ اسلامی حکومت نہیں۔ اس لیے ہم ان پر وہاں کامیاب نہیں ہو سکتے اور یہاں مکہ مکرمہ میں اسلامی حکومت ہے۔ اس بنا پر ہم آپ سے ملتجی ہیں کہ انہیں اپنے دربار میں بلا کر ہماری ان سے گفتگو کروا دیجئے عالم دین اور عاشق رسول شریف مکہ ذی علم تھے اور علماء کا احترام کرتے تھے انہوں نے عریضہ پڑھ کر فرمایا کہ دو باتوں کا تم خود اعتراف کرتے ہو۔ ایک یہ کہ مولانا احمد رضا عالم دین ہیں دوسری یہ کہ وہ عاشق رسول ہیں، تو جو شخص عالم دین بھی ہو اور عاشق رسول بھی، اسے میں اپنے دربار میں حکماً نہیں بلا سکتا۔ مولانا کے علم اور ان کے عشق کا احترام کرتے ہوئے میں تمہیں ایک تجویز بتاتا ہوں کہ جس مسئلہ میں ان سے اختلاف رکھتے ہو اسے بصورت سوال لکھو۔ میں مفتی مکہ مکرمہ سے کہوں گا کہ وہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے جواب لکھوا لائیں۔ پھر دیکھا جائے گا کہ وہ کیا تحریر فرماتے ہیں اور اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہاں تک مبالغہ کرتے ہیں۔

## علم غیب

جس مسئلہ نے مخالفین کو زیادہ پریشان کیا ہوا تھا وہ مسئلہ رسول اکرم سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے "علم غیب کا تھا۔ انہوں نے ایک استفتاء مرتب کیا شریف صاحب نے وہ استفتاء مفتی مکہ مکرمہ جناب مولانا العلامہ صالح بن کمال (علیہ الرحمۃ) کی خدمت میں پیش کیا تاکہ وہ اس کا جواب اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز سے لکھوا لائیں۔ مفتی صاحب موصوف بھی ان دنوں اس قسم کے ایک استفتاء کا جواب لکھ رہے تھے لیکن بعض وجوہ کی بنا پر قدرے متردد تھے جب اعلیٰ حضرت کی خدمت میں استفتاء پیش ہوا اور آپ نے زبانی گفتگو

Marfat.com

میں دلائل کے انبار لگا دیئے تو ان کا تردد یکسر ختم ہوگیا۔ انہوں نے عرض کی کہ اس استفتاء کا جواب میں لکھ رہا تھا لیکن آپ کی گفتگو سن کر میں نے لکھنے کا ارادہ ترک کردیا ہے۔ آپ نے تو ان کتابوں کے بھی حوالے دیئے جنہیں بیسیوں دفعہ ہم پڑھ چکے ہیں لیکن ان کتابوں میں علم رسول (علیہ السلام) کی عظمت جس آب و تاب کے ساتھ موجود ہے اس کے سمجھنے سے ہم آج تک قاصر رہے۔ اب آپ سے گذارش ہے کہ اس سوال کا ایسا مسکت جواب تحریر فرمائیں کہ مخالفین کو زبان کھولنے کی طاقت نہ رہے۔

## عذر اور اصرار

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ ایسا مفصل جواب لکھنے کے لیے وقت کی ضرورت ہے اور میرے پاس اتنا وقت نہیں کیونکہ میں مدینہ منورہ جانے کے لیے تیار بیٹھا ہوا ہوں اور نہ ہی میرے پاس اس وقت کتب خانہ ہے کہ کتابیں دیکھ کر جواب لکھ سکوں۔ علاوہ ازیں بخار کی وجہ سے طبیعت بھی ناساز ہے۔ مفتی صاحب نے عرض کی کہ ابھی تین دن تک آپ مکہ مکرمہ ہی میں ہیں یہ ایک مسئلہ کیا! اگر سو مسئلے ہوں تو آپ سب کے جواب لکھ سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بڑا علم بخشا ہوا ہے اور زود نویسی کی عظیم قوت و کرامت سے نوازا ہوا ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت نے ناسازئ طبع کے باوجود مطالعہ کتب کے بغیر صرف آٹھ گھنٹے کے وقفہ میں جواب تحریر فرما دیا اور اس کا تاریخی نام "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" رکھا۔ یعنی یہ کتاب مکہ مکرمہ کی دولت ہے جسے کتب خانہ سے دور رہ کر محض غیبی مدد کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے جب کتاب "شریف مکہ" کے دربار میں پہنچی اور انہوں نے کتاب کا نام پڑھا تو ان کے دل میں یک دم اعلیٰ حضرت کی محبت و عظمت پیدا ہو گئی اور بولے کہ اس کا مصنف کوئی بے نظیر شخص معلوم ہوتا ہے۔

## دستی مکتوب

اعلیٰ حضرت نے شریف مکہ کی طرف کتاب کے ساتھ ایک دستی خط بھی ارسال فرمایا جس میں تحریر تھا کہ سوال کا جواب مختصراً لکھ کر حاضر کیا جاتا ہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت کا میدان اتنا وسیع ہے کہ مخلوق سے اس کی وسعت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ صرف خالق ہی جانتا ہے کہ اس کے محبوب کے علم کا میدان کتنا وسیع ہے۔ میری یہ کتاب مذہب اہل سنت و جماعت کے موافق ہے۔ اس وقت مکہ مکرمہ علماء حق سے بھرا ہوا ہے ہر ملک سے علماء کرام آئے ہوتے ہیں۔ ان سب کو ایک جگہ جمع کر کے میری کتاب سنائی جائے اگر علماء حق اس کتاب کو مذہب اہل سنت کے موافق قرار دیں تو چشم ما روشن، دلِ ما شاد۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ

Marfat.com

فلاں مسئلہ غلط ہے تو میں اس کے ساتھ گفتگو کرنے کے لیے تیار ہوں۔ شریف صاحب نے مکتوب گرامی پڑھ کر فرمایا کہ مولانا احمد رضا بڑے منصف معلوم ہوتے ہیں اور ان کے مخالفین جو میرے پاس ہزاروں روپے کی ڈالیاں لے کر آئے تھے۔ بڑے مکار نظر آتے ہیں۔

**مجلس علماء** پھر شریف مکہ نے اعلیٰ حضرت کی حسب منشا مکہ مکرمہ کے تمام مطوفوں (معلموں) کو حکم بھیجا کہ آپ لوگوں کے پاس جتنے علماء ٹھہرے ہوئے ہیں ان سب کی آج نماز عشا کے بعد میرے ہاں دعوت ہے چنانچہ نماز عشا کے بعد ہندوستان کے پنجاب کے انڈونیشیا کے عرب کے، سوڈان کے مصر کے ترکیہ شوریہ کے دنیا بھر کے ساڑھے تین سو سے زائد علماء کرام جمع ہو گئے ان سب کے سامنے بموجودگی شریف مکہ مفتی صالح بن کمال (علیہ الرحمۃ) نے کتاب "الدولۃ المکیۃ" پڑھنا شروع کر دی۔ نماز تہجد تک کتاب کے دو حصے سنائے گئے ابھی ایک حصہ باقی تھا کہ دستر خوان منگوایا گیا اور علماء کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ شریف صاحب نے فرمایا کہ کل نماز عشا کے بعد باقی حصہ بھی سنایا جائے گا۔ آپ حضرات کل پھر تشریف لائیں اور کتاب سن کر اپنی رائے سے آگاہ فرمائیں۔

**شیخ ہمدان** چنانچہ دوسری رات پھر اجتماع ہوا۔ سب نے پوری کتاب سماعت فرمائی۔ مغرب کی طرف کے ایک مشہور عالم دین شیخ ہمدان بھی آئے ہوئے تھے جو متعدد کتابوں کے مصنف تھے اور فاضل ترین علماء میں شمار ہوتے تھے۔ شریف کی نگاہِ انتخاب ان پر پڑی۔ ان سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ آپ نے یہ کتاب اوّل سے آخر تک سنی اس کی بابت آپ کی کیا رائے ہے انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی اس نعمت پر سجدہ شکر کرونگا کہ اس زمانہ میں رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت میں مولانا احمد رضا جیسا عالم دین موجود ہے۔

۳۔ شیخ الدلائل حضرت مولانا الشاہ عبدالحق مہاجر مکی دنیائے عرب و ہند میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ ہندوستانی ہیں لیکن آپ کے علم کے انوار۔ مکہ میں چمک رہے تھے۔ تفسیر مدارک التنزیل پر آپ نے سات ضخیم جلدوں میں حاشیہ لکھا ہے جو اِکلیل کے نام سے مشہور ہے (سوانح اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۶۳)

اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں قیام گاہِ فقیر حضرت مولانا عبدالحق الہ آبادی

Marfat.com

کو چالیس سال سے زائد مکہ معظمہ میں گزرے تھے کبھی شریف کے یہاں بھی تشریف لے گئے، قیام گاہ فقیر پر دو بار تشریف لائے۔ مولانا سید اسماعیل ان کے تلامذہ فرماتے تھے کہ یہ محض خرق عادت ہے۔ مولانا کا دم بسا غنیمت تھا ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے التزاماً ہر سال حج کرتے کرامت

مولانا سید اسماعیل فرماتے تھے کہ ایک سال زمانۂ حج میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب بہت علیل اور صاحب فراش تھے نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا مجھے حرم شریف میں لے چلو کئی آدمی اٹھا کر لائے کعبہ معظمہ کے سامنے بٹھایا زمزم شریف منگا کر پیا اور دعا کی کہ الٰہی حج سے محروم نہ رکھ۔ اس وقت مولا تعالیٰ نے ایسی قوت عطا فرمائی کہ اٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا۔

(ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۱۷ انظامی پریس)

## استفسار از مولانا عبدالحق

ہندوستان میں اترنے سے ایک مہینہ بعد مکان پر پہنچا۔۔۔۔ وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کو بفضلہٖ تعالیٰ جب (مکہ مکرمہ میں) شدید ذلتیں اور ناکامیاں ہوئیں المرجفون فی المدینۃ کی وراثت سے۔ یہاں یہ اڑا رکھی تھی کہ ——— معاذ اللہ فلاں (احمد رضا مکہ معظمہ میں) قید ہو گیا۔ بمبئی آکر یہ خبر سنی احباب نے مجلس بیان منعقد کی اور چاہا کہ اس کی نسبت کچھ کہہ دیا جائے۔ واحد قہار نے ان کا کذب خود ہی سب پر روشن فرما دیا تھا۔ مجھے کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہاں اتنا ہوا کہ آیۂ کریمہ "انا فتحنا لک فتحا مبینا" کا بیان کیا اور اس میں فتح مکہ مکرمہ اور اس سے پہلے صلح حدیبیہ کی حدیث ذکر کی۔ اس میں کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام فرما کر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ معظمہ بھیجا یہاں انہیں دیر لگی کافروں نے اڑا دیا کہ وہ مکہ میں قید کر لیے گئے۔ میرے آنے سے پہلے ہی اطراف سے لوگوں نے مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو استفسار واقعات کے خطوط لکھے اس کے جواب انہوں نے وہ دیے کہ سنیوں کا دل باغ باغ ہو گیا اور وہابیوں کا کلیجہ داغ داغ۔ والحمد للہ رب العالمین۔ ان میں سے بعض جواب میرے دیکھنے میں آئے۔ جن میں فرمایا۔ یہ خبیث کذابوں کا کذب خبیث ہے اس کو (مولانا احمد رضا خاں کو) تو مکہ معظمہ میں وہ اعزاز ملا جو کسی کو نصیب نہیں ہوتا (ملفوظات صفحہ ۳۷ ج ۲)

۴ے ملفوظات میں اس واقعہ کا ذکر کر کے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا۔ میں نے عرض

Marfat.com

کی میرے سرکار کا کرم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ؎

کریماں کہ در کرم بالا ترانند

سگاں پرورند و چناں پرورند

؎۴ اپنے کرم کا جب وہ صدقہ نکالتے ہیں۔ ہموں کو پالتے ہیں اور ایسا پالتے ہیں (صفحہ ۳۵ ج ۲ نظامی پریس بدایوں)

ملفوظات میں یہ بھی ہے کہ یہاں مدینہ طیبہ کے حضرات کرام کو حضرات مکہ معظمہ سے زیادہ اپنے اوپر مہربان پایا۔ بحمدہ تعالیٰ اکتیس روز حاضری نصیب ہوئی۔ بارھویں شریف کی مجلس مبارک یہیں ہوئی۔ صبح سے عشا تک اسی طرح علماء عظام کا ہجوم رہتا۔ بیرون باب مجیدی مولانا کریم اللہ علیہ رحمۃ اللہ تلمیذ حضرت مولانا عبد الحق مہاجر الہ آبادی رہتے تھے۔ ان کے خلوص کی تو کوئی حد ہی نہیں۔ حسام الحرمین و دولۃ المکیہ کی تقریظات میں انہوں نے بڑی سعی جمیل فرمائی۔ جزاہ اللہ خیرا کثیرا۔ یہاں بھی اہل علم نے دولۃ المکیہ کی نقلیں لیں۔ ایک نقل بالخصوص مولانا کریم اللہ نے مزید تقریظات کے لیے اپنے پاس رکھی میرے چلے آنے کے بعد بھی مصر و شام و بغداد مقدس وغیرہا کے علماء جو موسم میں خاک بوس آستانہ اقدس ہوتے جن کا ذرا بھی زیادہ قیام دیکھتے اور موقع پاتے ان کے سامنے کتاب پیش کرتے اور تقریظیں لیتے اور بصیغۂ رجسٹری مجھے بھیجتے رہتے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعۃ (صفحہ ۴۴ ج ۲)

؎۵ ان کے مکتوب کے ساتھ ان کے ہاں کی ایک دعوت کا واقعہ بھی سن لیجئے جسے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے بیان فرمایا رضا الوالدین زمانہ قیام میں علماء عظام مکہ معظمہ نے بکثرت فقیر کی دعوتیں بڑے اہتمام سے کیں۔ ہر دعوت میں علماء کا مجمع ہوتا۔ مذاکرات علمیہ رہتے۔ شیخ عبد القادر کردی مولانا شیخ صالح کمال کے شاگرد تھے۔ مسجد الحرام شریف کے احاطے ہی میں ان کا مکان تھا۔ انہوں نے تقرر دعوت سے پہلے باصرار تام پوچھا کہ تجھے (آپ کو) کیا چیز مرغوب ہے۔ ہر چند عذر کیا نہ مانا۔ آخر گذارش کی کہ "الحلو البارد" شیریں سرد۔ ان کے یہاں دعوت میں انواع اطعمہ جیسے ادر جگہ ہوتے تھے ان کے علاوہ ایک عجیب نفیس چیز پائی کہ اس "الحلو البارد" کی پوری مصداق تھی۔ نہایت شیریں و سرد و خوش ذائقہ۔ ان سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے، کہا "رضا الوالدین" اور

Marfat.com

وجہ تسمیہ یہ بتائی کہ جس کے ماں باپ ناراض ہوں یہ پکا کر کھلائے راضی ہو جائیں گے (ملفوظات صفحہ ۱۶ ج ۲)

۶ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے جب پہلی مرتبہ ۱۲۹۵ھ میں والدین کریمین کے ساتھ زیارت حرمین طیبین (زادھما اللہ شرفا و تعظیما) سے شرف افتخار و امتیاز حاصل فرمایا تو اکابر علماء دیار مثل حضرت سید احمد دحلان مفتی شافعیہ و حضرت عبد الرحمن سراج مفتی حنفیہ سے سند حدیث و فقہ و اصول و تفسیر و دیگر علوم حاصل فرمائی۔

## اللہ کا نور اس پیشانی میں

ایک دن آپ نے نماز مغرب مقام ابراہیم میں ادا کی کہ بعد نماز امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح جمل اللیل نے بلا تعارف سابق آپ کا ہاتھ پکڑا اور لیتے ہوئے اپنے دولت کدہ تشریف لے گئے اور دیر تک آپ کی پیشانی کو پکڑ کر فرمایا اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰہِ فِیْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ "بے شک میں اللہ کا نور اس پیشانی میں پاتا ہوں" ـــــ اور صحاح ستہ اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دست مبارک سے لکھ کر عنایت فرمائی۔ اور فرمایا کہ تمہارا نام "ضیاء الدین احمد" ہے۔ اس سند کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں امام بخاری تک فقط گیارہ واسطے ہیں (حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۲)

اپنے رسالہ مبارکہ "النیرۃ الوضیئۃ" کے خطبے میں خود فرماتے ہیں کہ :-

## حد سے زیادہ تلطف

حسن اتفاق سے ایک روز جناب مولانا سیدی حسین بن صالح جمل اللیل علوی فاطمی قادری مکی امام و خطیب شافعیہ سے مقام ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے قریب کہ فقیر رکعات طواف اور وہ جناب امامتِ نماز مغرب سے فارغ ہوئے تھے ملازمت حاصل ہوئی۔ سبحان اللہ! عجیب بزرگ خوش اوقات و بابرکات ہیں۔ اکثر عرب و جادہ و داغستان وغیرہا بلاد نزدیک و دُور کے ہزاروں آدمی ان کے بلکہ ان کے مریدوں کے مرید اور شرفِ بیعت و سلسلہ تلمذ سے مستفید ہیں اول نیاز میں حد سے زیادہ تلطف فرمایا۔ فقیر کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لیے دولت خانہ تک کہ نزدیک باب صفا واقع ہے لے گئے اور تا قیام مکہ معظمہ حاضری کا تقاضا فرمایا۔ ارجوزہ فقیر حسب وعدہ حاضر ہوا۔ مسائل حج میں ایک ارجوزہ اپنا مسمی "بالجوہرۃ المضیئۃ" فقیر کو سنایا۔ پھر فرمایا کہ اکثر اہل ہند اس سے مستفیض نہیں ہو سکتے۔ ایک تو زبان عربی، دوسرے مذہب شافعی اور ہندی اکثر حنفی۔ میں چاہتا ہوں۔ تو

Marfat.com

اس کی بزبان اُردو تشریح اور اس میں مذاہب حنفیہ کی توضیح کردے۔فقیر نے باعث اجر جزیل اور ثواب جمیل سمجھ کر قبول کیا۔ اگرچہ وہاں فرصت نہ تھی نہ کتابیں پاس ۔روز اول دو بیت کے متعلق صرف تفصیل مسائل میں تین ورق طویل سے زائد لکھے گئے جب بطور انموذج حاضر کیے۔جناب مولانا نے فرمایا۔میرا مقصود تطویل اور اس قدر تفصیل نہیں کہ عوام اس سے کم منتفع و متمتع ہوتے ہیں ۔ صرف ہمارے کلام کا ترجمہ و خلاصہ مطلب ، اور جہاں حنفیہ کا اختلاف ہو ان کا بیان مذہب ہو جائے ۔فقیر نے امتثال امر لازم اور یہی امر فرصت حاصل کے ملائم دیکھ کر تاریخ ہفتم ذوالحجہ ۱۲۹۵ھ روز جاں افروز دوشنبہ یہ مختصر جملے لکھ دیے اور "النیرۃ الوضیئۃ فی شرح الجوہرۃ المضیئۃ" سے ملقب کیے۔

ﺷـ ۷ ہم نے صفر ۱۳۲۷ھ تک لکھی گئی کتابیں جمع کیں تو وہ تین سو سے زیادہ تھیں (ملک العلماء مولانا ظفر الدین البہاری علیہ الرحمۃ) بلکہ صفر ۱۳۴۱ھ میں اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کے وصال شریف سے ایک سال بعد آپ کی تمام تصانیف میں نے جمع کیں تو وہ ہزار سے بھی بڑھ چکی تھیں (مولانا اعجاز الرضوی علیہ الرحمۃ)

ﺷـ ۸ اس وقت صرف سات جلدیں تھیں بعد میں فتاوی رضویہ کی بارہ ضخیم جلدیں مرتب ہو گئیں (مولانا اعجاز الرضوی علیہ الرحمۃ)

قال المترجم غفرلہ۔ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کے فتاوی مبارکہ جو ہزاروں صفحات میں پھیلے ہوئے ہیں کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کا سینہ علوم وہبیہ اور معارف لدنیہ کے انوار سے ایسا منور تھا کہ آپ اپنے تمام اقران پر بدرجہا فائق تھے ۔صرف ایک فتوی بطور نمونہ ہدیۂ ناظرین ہے

## لاجواب الہامی فتوی و کرامت

**سوال :** علماء کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے کہ ایک رافضی نے کہا کہ آیۂ کریمہ "اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ" کے اعداد ۱۲۰۲ ہیں اور یہی عدد ابوبکر، عمر، عثمن کے ہیں - یہ کیا بات ہے بینوا توجروا ۔ المستفتی قاضی فضل احمد لودھیانوی ۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ

**الجواب :** روافض (لعنہم اللہ تعالیٰ) کی جائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سر و پا دہا در ہوا پر ہے (اولا) ہر آیت عذاب کے عدد اسماء اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں اور ہر آیت ثواب کے

Marfat.com

۔ اسماء کفار سے ۔کہ اسماء میں وسعت وسیعہ ہے۔

ثانیا : امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تین صاحبزادوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان ہیں (الریاض النضرہ صفحہ ۲۳۲ ج ۲ مترجم) رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا ۔ کوئی ناصبی ادھر پھیر دے گا اور (رافضی ناصبی) دونوں ملعون ہیں ۔ حدیث میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا " اَرُوْنِیْ اِبْنِیْ مَاذَا سَمَّیْتُمُوْهُ " مجھے میرا بیٹا دکھاؤ ۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے ۔ مولیٰ علی نے عرض کی "حرب" فرمایا نہیں بلکہ وہ حسن ہے ۔ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے اور فرمایا ۔ مجھے میرا بیٹا دکھاؤ ۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا ؟ مولیٰ علی نے عرض کی "حرب" فرمایا ۔نہیں بلکہ وہ حسین ہے ۔ پھر حضرت محسن کی ولادت پر وہی فرمایا ۔ حضرت علی نے وہی عرض کی ۔ فرمایا نہیں بلکہ وہ محسن ہے ۔ پھر فرمایا میں نے اپنے بیٹوں کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں پر رکھے ۔ شبر شبیر، مشبر، حسن، حسین، محسن ۔ ان سے ہم وزن وہم معنی ۔ اس سے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اخیار کے ناموں پر رکھنے چاہئیں ۔ لہٰذا ان کے بعد صاحبزادوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان، عباس وغیرہم رکھے ۔

ثالثا : رافضی نے اعداد غلط بتلائے ۔ امیر المومنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا تو عدد بارہ سو ایک ہیں نہ کہ دو (۱) ہاں اور رافضی بارہ سو دو عدد کا ہے کہ یہی " ابن سبا رافضہ " کے (۲) ہاں اور رافضی بارہ سو دو عدد ان کے ہیں ۔ ابلیس ۔ یزید ۔ ابن زیاد ۔ شیطان الطاق کلینی ۔ ابن بابویہ قمی طوسی حلی (۳) ہاں اور رافضی ! اللہ عزوجل فرماتا ہے ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ بے شک جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہو گئے اے نبی تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں (سورۃ الانعام رکوع ۲۰) اس آیۃ کریمہ کے عدد ۲۸۲۸ ہیں اور یہی عدد ہیں ۔

" روافض اثنا عشریۃ شیطنیہ اسمٰعیلیہ " کے اور اگر اپنی طرح سے "اسمٰعیلیہ" میں الف چاہیے تو یہی عدد ہیں ۔ روافض اثنا عشریۃ ونصیریہ واسماعیلیہ کے (۴) ہاں اور رافضی ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ان کے لیے ہے لعنت

Marfat.com

اوران کے لیے ہے بُرا گھر (سورۃ الرعد رکوع ۳) اس کے عدد ۶۴۴ ہیں اور یہی عدد ہیں "شیطان الطاق طوسی حلی" کے (۵) نہیں او رافضی ! بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وہی اپنے رب کے ہاں صدیق اور شہید ہیں ان کے لیے ان کا ثواب ہے (سورۃ الحدید رکوع ۲) اس کے اعداد ۱۴۴۵ ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر عمر عثمٰن علی سعید کے (۶) نہیں او رافضی ! بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ وہی اپنے رب کے حضور صدیق و شہید ہیں ان کے لیے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور (سورہ الحدید رکوع ۳) اس کے اعداد ۱۷۹۲ ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر عمر عثمٰن علی طلحہ زبیر سعید کے (۷) نہیں او رافضی ! بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں ان کے لیے ان کا ثواب اور ان کا نور (سورۃ الحدید رکوع ۳) آیۂ کریمہ کے عدد ہیں تین ہزار سولہ (۳۰۱۶) اور یہی عدد ہیں۔ "صدیق ، فاروق ، ذوالنورین ، علی ، طلحہ ، زبیر ، سعد ، سعید ، ابوعبیدہ ، عبدالرحمٰن بن عوف" کے ——— الحمدللہ آیۂ کریمہ کا تمام کمال جملہ مدح بھی پورا ہوگیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسماء طیبہ بھی سب آگئے جس میں اصلاً تکلف و تصنع کو دخل نہیں۔ چند روزوں سے آنکھ دکھتی ہے۔ یہ تمام آیات عذاب و اسماء اشرار۔ و آیات مدح و اسماء اخیار کے عدد محض خیال میں مطابق کیے جن میں صرف چند منٹ صرف ہوئے اگر لکھ کر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی مگر بعونہ تعالیٰ اس قدر بھی کافی ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

(فقیر احمد رضا القادری غفرلہ)

اس فتوی کو [illegible] کے مستفتی نے لکھا ہے۔ شیعہ یعنی رافضی کا ماشاءاللہ "دلیہ" نہیں بلکہ قیمہ ہوگیا۔ اب مجال دم زدن نہیں۔ فقیر نے یہ کرامت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ امام اہل سنت وجماعت بچشم خود ملاحظہ کی کہ چند لمحوں میں ان تمام آیات و اعداد کی مطابقت زبان فیض و الہام ترجمان سے فرمائی۔ یہ رات کا وقت تھا۔ قریب نصف گزر چکی تھی۔ واللہ ، باللہ !

Marfat.com

عدد اخیار و اشرار کے اسماء بلا سوچے اور بے تامل کیسے فرما دیے کہ فقیر سوا اس کے اور اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت کا اظہار بذریعہ القائے ربانی و الہام سبحانی تھا۔ (حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۴۹ - ۱۵۰)

ف ۹ چونکہ علم حدیث رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ افعال شریفہ اور اخلاق حسنہ و عادات مبارکہ کا نام ہے بنائً علیہ یہ علم بہت بڑی شرافت اور بہت بڑی عظمت رکھتا ہے اس کے طالب و مستجیز پر لازم ہے کہ اس کی تحصیل و تکمیل میں دنیوی اغراض کو دخیل نہ ہونے دے۔ بلکہ صرف اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے پڑھے اور اس علم کو ذریعہ جلب زر کی بجائے توشۂ آخرت بنائے اور خود کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آداب شریفہ سے موصوف کرے نیز اس کے حفظ و ضبط میں نشر و اشاعت میں حتی الامکان کوشش کرے (خلاصہ ماتی شرح نخبۃ الفکر صفحہ ۱۱۸ و تدریب الراوی صفحہ ۳۴۴)

ف ۱۰ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ میں شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ تعلیم طریقت حضور پُرنور مرشد برحق سے حاصل کیا ۱۲۹۶ھ میں حضرت کا وصال ہوا تو قبل وصال مجھے حضرت سیدنا سید شاہ ابو الحسین احمد نوری اپنے ابن الابن ولی عہد و سجادہ نشین کے سپرد فرمایا۔ حضرت نوری میاں صاحب سے بعض تعلیم طریقت و علم تکسیر علم جفر وغیرہ علوم میں نے حاصل کیے (حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۴)

ف ۱۱ اس خطبے میں مصطلحات حدیث میں سے اتنی الفاظ بطور" براعۃ استہلال" اصطلاحی معانی کے علاوہ لغوی معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔

ف ۱۲ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں بروز محشر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ فرمانے کا ذکر ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے محمد! سر اٹھائیے اور کہیے آپ کی بات مقبول ہوگی سوال کیجیے آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت فرمائیے قبول کی جائے گی۔

ف ۱۳ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔ میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا۔ میری شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی نیز فرمایا۔ فخر نہیں تحدیث نعمت ہے، کہ میں تمام لوگوں کی شفاعت کا مالک ہوں۔

Marfat.com

۴؎ کیونکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج ہوں گے۔

۵؎ رسول اکرم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بزرگیاں اور کنجیاں میرے قبضے میں ہوں گی (رواہ الترمذی)

نوٹ: یہ پانچ حواشی اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کے افادات عالیہ سے ہیں۔ پہلے حاشیہ میں جن مصطلحات کا ذکر ہے ان کی مختصر فہرست مترجم غفرلہ کی طرف سے پیش خدمت ہے۔

**حدیث۔خبر۔تقریر۔مسموع** رسول اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر میں سے ہر ایک کو حدیث کہتے ہیں۔ اور ایک اصطلاح میں حدیث کا دوسرا نام خبر ہے۔

**قول کی مثال** من قرأ آیة الکرسی دبر کل صلوٰة لم یمنعه من دخول الجنة الا ان یموت

**فعل کی مثال** کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکثر الذکر

**تقریر کی تعریف** یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں کوئی مسلمان کوئی بات کہے یا کوئی کام کرے یا کسی عقیدے کا اظہار کرے اور آپ اس مسلمان کو اس سے منع نہ فرمائیں تو منع نہ فرمانے سے یہ سمجھا جائیگا کہ یہ بات بھی یہ کام بھی یہ عقیدہ بھی درست ہے۔ اگر درست نہ ہوتا تو آپ ضرور روکتے۔ کیونکہ قرآن مجید کے ارشاد "وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ" (سورۃ لقمان رکوع ۲) کے پیش نظر برائی سے روکنا فرض ہے۔

قول کو سنا اور فعل کو دیکھا جاتا ہے اس لیے قولی حدیث کو مسموع کہتے ہیں۔

**تقریر کی مثال** ایک صحابی نے پوچھا مَتٰی السَّاعَةُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قیامت کب آئے گی۔ ظاہر ہے کہ صحابی کا عقیدہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم ہے۔ آپ نے انہیں اس عقیدے سے نہیں روکا بلکہ فرمایا مَاذَا اَعْدَدْتَ لَهَا

Marfat.com

تونے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے (بخاری شریف صفحہ ۹۱۱ ج ۲) پہلی مثالیں ذکو شرالنبی صفحہ ۳ سے لی گئی ہیں اور آخری مثال فدائے شہنشاہِ رسالت نائب اعلیٰ حضرت استاذی المحترم حضرت شیخ الحدیث لائل پوری قدس سرہ العزیز بیان فرمایا کرتے تھے۔

**سند۔ اسناد۔ طریق** متن حدیث کے راویوں کی حکایت کو سند اور اسناد کہتے ہیں۔ بعض دفعہ اسناد کی تعریف یوں کی جاتی ہے "حدیث کو مع اس کی سند کے بیان کرنا" (مثال) امام بخاری کا قول۔ حدثنا قتیبہ قال حدثنا مغیرۃ بن عبدالرحمٰن القرشی عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قضی اللہ الخلق کتب فی کتابہ فھو عندہ فوق العرش ان رحمتی غلبت غضبی (بخاری صفحہ ۴۵۳ ج ۱) وسلم تک سند حدیث ہے آگے متن حدیث۔ سند حدیث کو طریق حدیث بھی کہتے ہیں۔

**متواتر۔ مشہور۔ مستفیض** حدیث کی سندیں اگر اس قدر زیادہ ہوں کہ ان کی تعداد معین نہیں کی جا سکتی تو وہ حدیث متواتر ہے اگر تعداد معین ہو سکتی ہے اور دو سے زیادہ ہیں تو حدیث مشہور ہے۔

**عزیز۔ غریب۔ فرد۔ احد** اسی کو مستفیض بھی کہتے ہیں اگر سندیں صرف دو ہیں تو حدیث عزیز ہے۔ اگر سند ایک ہی ہے تو حدیث غریب ہے اور غریب کو فرد بھی کہتے ہیں۔ پھر اگر غرابت بسبب اس تابعی کے ہے جو صحابی سے روایت کرتا ہے تو اس کا نام فرد مطلق ہے اگر تابعی میں غرابت نہ تھی اس کے بعد کسی جگہ غرابت واقع ہوئی تو وہ فرد نسبی ہے۔

من حیث اللغۃ ایک شخص کی روایت کردہ خبروں کو اخبار آحاد کہا جاتا ہے لیکن من حیث الاصطلاح وہ حدیثیں اخبار آحاد ہیں جن میں حدیث متواتر کی شرطیں نہ پائی جائیں لہٰذا مشہور، مستفیض، عزیز، غریب، فرد، سب کی سب اخبار آحاد ہیں۔

**مقبول۔ یرد (مردود)** اگر راوی کا صدق ظاہر دراجح ہو اور فی نفسہٖ اس کی حدیث پر عمل ثابت ہو تو وہ حدیث مقبول ہے ورنہ یرد (مردود ہے)

---

Marfat.com

## صحیح۔ متصل۔ موصول۔ وصل۔ متصل الاسانید۔ معلل۔ علت۔ شاذ۔ شذوذ۔ ضبط۔ حسن۔ ضعیف۔ اعتضاد

اخبار آحاد میں سے جس حدیث کے تمام راوی عادل اور تام الضبط ہوں اور وہ حدیث متصل السند ہو نہ معلل ہو نہ شاذ تو ایسی حدیث صحیح لذاتہ ہے۔ عادل وہ شخص ہے جس کو ایسی قوت راسخہ نصیب ہوئی جس نے اس کو تقوی اور مروّت پر قائم کردیا۔ تام الضبط وہ شخص ہے جس نے ضبط حدیث میں کمال حاصل کیا۔ ضبط کے معنے "حفظ" ہیں اس کی دو قسمیں ہیں (۱) ضبط صدر (۲) ضبط کتاب۔ سُنی ہوئی یا پڑھی ہوئی حدیث کو اس طرح ذہن نشین کرلینا کہ بوقت ضرورت بیان کی جا سکے۔ اسے ضبط صدر کہتے ہیں اور اسے کاپی پر لکھ لینا اور کاپی کو اپنی حفاظت میں رکھنا کہ کوئی شخص اس میں ردوبدل نہ کرسکے یہاں تک کہ وہ حدیث دوسرے کو پڑھا دی جائے اسے ضبط کتاب کہتے ہیں۔ متصلؔ السند وہ حدیث ہے جس کے کل راوی از اول تا آخر ذکر کیے گئے ہوں اور ہر راوی نے مروی عنہ سے حدیث سنی یا پڑھی ہو اسے موصول بھی کہتے ہیں اور حدیث کو ایسی سند کے ساتھ ذکر کرنے کا نام وصل ہے۔ ایسی حدیثیں اگر زیادہ ہوں تو انہیں متصلؔ الاسانید کہا جاتا ہے۔ معلّل وہ حدیث ہے جس کی سند میں بظاہر کوئی عیب نہیں لیکن دراصل اس میں ایک مخفی عیب پایا جاتا ہے جس پر متبحر علماء کے سوا کوئی دوسرا مطلع نہیں ہوسکتا۔ اس عیب کو علّت کہتے ہیں۔ شاذ وہ حدیث ہے جس کا ثقہ راوی کسی لفظ میں اس شخص کی مخالفت کرتا ہے جو ثقہ ہونے میں اس سے اعلیٰ ہے۔ اس مخالفت کا نام شذوذ ہے۔ اگر کسی حدیث کے راوی میں صحیح لذاتہ کی دوسری سب شرطیں پائی جائیں مگر اس کا ضبط تام نہیں تو اس کی حدیث کو حسن لذاتہ کہا جائے گا اور وہ تعدد طرق کی وجہ سے حسن لذاتہ سے ترقی کرکے صحیح لغیرہ ہوجاتی ہے۔ لذاتہ کا یہ مطلب ہے کہ حسن لذاتہ میں جو خوبی ہے یہ خوبی اسے باہر سے نہیں ملی بلکہ اس کی اپنی ذات اس وصف سے متصف ہے۔ اگر خوبی باہر سے حاصل ہوتی ہو جیسے مستور الحال راوی کی حدیث کہ وہ بذات خود حسن نہیں لیکن اس کی سندیں متعدد مل جائیں تو وہ تعدد اسناد کی وجہ سے حسن ہوجاتی ہے مگر حسن لذاتہ نہیں بلکہ حسن لغیرہ ہے۔ اگر حدیث صحیح اور حدیث حسن کی تمام شرطیں نہ پائی جائیں تو وہ حدیث ضعیف ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہو۔

Marfat.com

تعدد طرق وغیرہ کی وجہ سے جو کمزور حدیث میں قوت آجاتی ہے اسے اعتضاد کہتے ہیں۔

**محفوظ - منکر** اگر حدیث صحیح یا حدیث حسن کے ثقہ راوی کی مخالفت ایسا شخص کرے جو اس راوی سے اوثق و ارجح ہے تو ثقہ کی حدیث کو شاذ اور اوثق کی حدیث کو محفوظ کہا جاتا ہے۔ پھر یہ مخالفت عام ہے متن میں ہو یا سند میں یونہی ارجحیت و اوثقیت بھی عام ہے۔ عدالت وضبط میں ہو یا رواۃ کی کثرت یا فقاہت میں یا علو اسناد میں یا کتاب کے مقبول فی الامت ہونے میں۔ اور اگر ضعیف راوی ثقہ کی مخالفت کرے تو ثقہ کی حدیث کو معروف اور ضعیف کی روایت کو منکر کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ منکر اور شاذ دونوں اوثق کی مخالفت کرنے میں اگرچہ شریک ہیں لیکن ان میں ایک لحاظ سے فرق ہے۔ شاذ میں اوثق کی مخالفت ثقہ راوی کرتا ہے اور منکر میں اوثق کی مخالفت ثقہ نہیں بلکہ ضعیف کرتا ہے۔

**متابع - شاہد - معتبر** بعض دفعہ کسی حدیث کو فرد یا غریب قرار دینے میں غلطی ہو جاتی ہے یعنی اس کا وہ راوی جس کے متعلق تفرد کا گمان تھا تتبع کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ منفرد بالحدیث نہیں بلکہ روایت حدیث میں اس کی موافقت فلاں شخص نے کی ہے۔ اس دوسرے کو پہلے کا متابع بالکسر کہتے ہیں اور حدیث کو متابع بالفتح۔ پھر متابعت کی دو قسمیں ہیں (۱) تامہ (۲) قاصرہ۔ اگر منفرد راوی کی متابعت اس کی اپنی ذات کے لیے ہو تو وہ متابعت تامہ ہے اور اگر اس کے شیخ یا شیخ الشیخ یا اس سے بھی اوپر والے کسی شیخ کے لیے ہو تو وہ متابعت قاصرہ ہے ——— اگر کوئی ایسی حدیث مل جائے جس کا متن حدیث فرد کے صحابی کے علاوہ کسی دوسرے صحابی سے مروی ہے اور وہ متن لفظاً و معنے میں یا صرف معنے میں حدیث فرد کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے تو اسے حدیث فرد کا شاہد کہا جاتا ہے۔

حدیث فرد کا متابع و شاہد معلوم کرنے کے لیے کتب حدیث میں مختلف سندوں کی تلاش و تتبع کرنے کا نام اعتبار ہے اور متابع کو معتبر کہتے ہیں۔

**مرسل معضل منقطع - تدلیس** اگر سند حدیث متصل نہ ہو یعنی اس کے کل راوی مذکور نہ ہوں بلکہ بعض ساقط کیے گئے ہوں تو دیکھا جائے گا کہ راوی کا سقوط ابتداء سند سے بتصرف مصنف ہوا ہے یا سند کے آخر سے تابعی کے بعد والا راوی

Marfat.com

ساقط کیا گیا ہے یا ان دونوں صورتوں کے علاوہ سقوط راوی کی کوئی تیسری صورت ہے پہلی صورت کی حدیث کا نام معلق ہے۔ اور دوسری صورت کی حدیث کا نام مرسل ہے اور تیسری صورت کی دو قسمیں بنتی ہیں (۱) دو یا زیادہ راوی ایک ہی جگہ سے اکھٹے ساقط ہوتے ہیں (۲) مختلف جگہ سے دو یا زیادہ راوی ساقط ہوتے ہیں یا صرف ایک ہی۔ پہلی قسم کی حدیث کا نام معضل ہے۔ اور دوسری قسم کی حدیث کا نام منقطع ——— پھر سقوط راوی کی دو قسمیں ہیں (۱) سقوط واضح (۲) سقوط خفی۔ سقوط واضح وہ ہوتا ہے جسے فن حدیث میں مہارت رکھنے والا بھی اور مہارت نہ رکھنے والا بھی بآسانی سمجھ سکے۔ اور سقوط خفی وہ ہوتا ہے جسے ماہر کے سوا دوسرا نہ سمجھ سکے مندرجہ بالا قسمیں سقوط واضح کی تھیں۔ سقوط خفی والی حدیث کو "مدلس" کہا جاتا ہے اور راوی کو اس طرح ساقط کرنا کہ ماہر کے سوا دوسرا نہ سمجھ سکے (بلکہ راوی مدلس کے شیخ الشیخ کو راوی کا شیخ سمجھنے لگے) کا نام تدلیس ہے۔

## موضوع۔ متروک۔ معلول۔ مدرج۔ مزید فی متصل الاسانید۔ مضطرب۔ اختلاط۔ وہم۔

حدیث صحیح کی تعریف سے معلوم ہو گیا تھا کہ راوی کا عادل اور تام الضبط ہونا ضروری ہے اگر یہ دونوں وصف موجود نہ ہوں تو وہ راوی مطعون ہوگا۔ اس کے مطعون ہونے کی چند وجہیں ہو سکتی ہیں (۱) راوی کاذب ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات عمداً روایت کرتا ہے جسے آپ نے بیان نہیں فرمایا۔ اس کی روایت کا نام موضوع ہے (۲) راوی متہم بالکذب ہے اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ **پہلی صورت**۔ جس حدیث کو اس نے بیان کیا اسے کسی دوسرے نے بیان نہیں کیا اور وہ قواعد معلومہ کے مخالف ہے تو اس شخص پر اس روایت کی وجہ سے کاذب ہونے کی تہمت لگائی جائے گی اسے صراحت کاذب نہ کہا جائے گا **دوسری صورت** جو شخص اپنی روزمرہ کی گفتگو میں بکثرت جھوٹ بولتا ہے اور اس کا جھوٹ مشہور ہو چکا ہے اگر یہ حدیث بیان کرے تو اسے اس روایت میں متہم بالکذب کہیں گے اگرچہ صراحت کاذب نہ کہیں گے۔ اس متہم بالکذب کی روایت متروک ہے (۳) راوی فحش غلطیوں اور کثیر خطاؤں کا مرتکب ہوتا رہتا ہے۔ (۴) راوی فحش غفلت کا شکار ہوتا رہتا ہے (۵) راوی فاسق ہے۔ فسق فعلی (زنا، شراب وغیرہ)

Marfat.com

اور فسق قولی (غیبت وغیرہ) کا مرتکب ہوتا رہتا ہے ان تینوں کی روایت منکر ہے (علی رأی من لایشترط فی المنکر قید المخالفۃ دشرح نخبۃ الفکر صہ۵۹) (۶) راوی کو وہم ہو جاتا ہے کبھی سند حدیث میں کبھی متن حدیث میں یعنی وہ ایک حدیث کی سند کو دوسری حدیث کے ساتھ بیان کر دیتا ہے اور ایک حدیث کے متن کو دوسری حدیث کے متن میں داخل کر دیتا ہے وغیرہ۔ تو اگر اس کے وہم پر بذریعہ قرائن و بذریعہ تتبع اسانید اطلاع ہو جائے تو اس کی ایسی حدیث کو معلل کہتے ہیں۔ اس کا نام معلول بھی ہے (۷) راوی اپنے سے بہتر ثقہ حضرات کی مخالفت کرتا ہے اس کی چند صورتیں ہیں پہلی صورت اسناد میں تبدیلی کر دیتا ہے۔ ایسے اسناد والی حدیث کا نام "مدرج الاسناد" ہے۔ دوسری صورت موقوف کو مرفوع میں درج کر دیتا ہے اس کی ایسی حدیث کا نام "مدرج المتن" ہے تیسری صورت۔ رواۃ کے ناموں میں یا متن حدیث کے الفاظ میں تقدیم و تاخیر کر دیتا ہے اس کی اس حدیث کا نام مقلوب ہے چوتھی صورت۔ سند میں کسی زائد کو ذکر کر دیتا ہے اس حدیث کا نام مزید فی متصل الاسانید ہے۔ پانچویں صورت۔ دو راویوں نے ایک حدیث کو ایک ہی سند کے ساتھ روایت کیا مگر سند میں ایک جگہ جو نام ایک راوی نے ذکر کیا ہے دوسرے نے اس کی بجائے کوئی دوسرا نام ذکر کر دیا ہے اور ان دونوں میں کسی کو ترجیح بھی نہیں دی جا سکتی ان کی اس حدیث کا نام مضطرب ہے (۸) راوی مجہول ہے پہچاننے میں نہیں آتا نہ اس پر جرح کی جا سکتی ہے نہ تعدیل (۹) راوی بدعتی ہے۔ بدعت اعتقادیہ میں مبتلا ہے اسے شریعت مطہرہ سے عناد نہیں لیکن شبہات کی بنا پر طریقۂ اہل سنت وجماعت سے الگ ہو گیا ہے (۱۰) راوی سیئ الحفظ ہے۔ اس کا حافظہ کمزور ہے اسے حدیثیں بھول جاتی ہیں۔ احادیث مبارکہ کو من وعن محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ اس کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت۔ راوی کو حافظے کی کمزوری تمام حالات میں لازم ہے تو اس کی حدیث کا نام عند البعض (شرح نخبۃ صہ۷۴) شاذ ہے دوسری صورت پہلے ٹھیک تھا بعد میں سیئ الحفظ ہو گیا تو اس حالت کا نام اختلاط ہے اور وہ خود مختلط ہے پھر اگر سیئ الحفظ کا یا مستور الحال کا یا اسناد مرسل ومدلس کے راوی کا اعتبار طرق و تتبع اسانید کے ذریعہ کوئی معتبر متابع مل جائے تو ان سب کی حدیث "حسن" ہو جائے گی اس جگہ "معتبر" سے مراد وہ راوی ہے جس کا پتہ اعتبار و تتبع کے ذریعہ حاصل ہوا۔ اگرچہ فی نفسہٖ سیئ الحفظ وغیرہ پر فوقیت نہ رکھتا ہو۔

Marfat.com

**مرفوع۔ موقوف مقطوع۔ منتہی** پھر حدیث کی باعتبار منتہائے اسناد کے تین قسمیں ہیں (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح یا حکمی قول صریح یا حکمی فعل صریح یا حکمی تقریر تک اگر سند پہنچے تو اس حدیث کا نام مرفوع ہے (۲) اگر صحابی کے قول فعل تقریر تک سند پہنچے تو اس کا نام موقوف ہے (۳) اگر تابعی کے قول فعل تقریر تک سند پہنچے تو اس کا نام مقطوع ہے۔ حدیث کے سب سے پہلے راوی کو اس کی سند کا منتہی کہتے ہیں۔

**عوالی۔ النزول۔ علیۃ۔ علو** بعض دفعہ ایک حدیث کی دو سندیں ہوتی ہیں ایک سند کے "رجال" تھوڑے اور دوسری کے زیادہ ہوتے ہیں جس کے کم ہوں اس کا نام عالی اور جس کے زیادہ ہوں اس کا نام نازل ہوتا ہے جس وصف کی بدولت سند عالی یا نازل ہوئی اسے علو یا نزول کہتے ہیں۔ عالی کی جمع عوالی ہے۔ پھر اگر یہ سندیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہیں تو علو مطلق اور نزول مطلق کے ساتھ اور اگر آئمۃ الحدیث میں سے کسی ایسے امام تک پہنچتی ہیں جو صفت علیۃ کے مالک ہیں تو علو نسبی اور نزول نسبی کے ساتھ موصوف ہوتی ہیں۔ صفت علیۃ سے مراد حافظہ کی پختگی اور فقاہت وغیرہ ہے۔

**مسلسل بالاولیۃ** بعض دفعہ صیغ ادا میں سے ایک صیغے (سمعت یا اخبرنی وغیرہ) پر یا حالات قولیہ میں سے ایک (سمعت فلانا یقول اشھد باللہ وغیرہ) پر یا حالات فعلیہ میں سے ایک (حدثنی فلان وھو آخذ بلحیتہ وغیرہ) پر ہر راوی متفق ہوتا ہے تو اس سند کو مسلسل کہا جاتا ہے اور اگر ہر راوی "ھو اول حدیث سمعتہ منہ" پر متفق ہو تو اس کو مسلسل بالاولیۃ کہتے ہیں۔

**رجال، رواۃ، وعاۃ، صحب، روی یروی اجازۃ، مناولۃ وجادۃ، مجاز۔** جو حضرات حدیث کو بطریق معروف نقل کرتے ہیں انہیں رجال سند اور رواۃ حدیث کہا جاتا ہے۔ حدیثوں کو اچھی طرح حفظ کر لینے کی وجہ سے انہیں وعاۃ کہا جاتا ہے اور اگر انہوں نے رسول کریم علیہ السلام کی زیارت بھی کی ہو اور آخر دم تک ایمان پر قائم رہے ہوں تو انہیں صحب کہا جاتا

Marfat.com

ہے اور ان کی نقل کردہ حدیث کا ذکر نقل بنقل کی بجائے رَدّی یرَدّی سے کیا جاتا ہے اس کے لیے یہ شرط ہے کہ طالب کو شیخ سے اذن حاصل ہو۔ اذن دینے کا نام اجازۃ ہے اس کی چند صورتوں میں مناولہ اور وجادہ بھی ہیں۔ مناولہ یہ ہے کہ شیخ اپنی حدیثوں کی کتاب طالب کو دے کر کہے کہ اس میں میری مرویات درج ہیں انہیں میری طرف سے روایت کرنے کی تمہیں اجازت ہے۔ اور وجادہ یہ ہے کہ حدیث کے شیخ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب حدیث کسی شخص کو مل جائے اور وہ پہچان لے کہ یہ کتاب انہیں کی لکھی ہوئی ہے اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک صاحب کتاب سے باقاعدہ اجازت روائت حاصل نہ کی ہو صرف کتاب کے ملنے اور خط کے پہچاننے کی بنا پر "اخبرنی یا حدثنی" کہنا جائز نہیں بلکہ "وجدت بخط فلاں" کہے یا اس سے ملتا جلتا کوئی دوسرا جملہ استعمال کرے۔ اجازت دینے والے شیخ کو مجیز اور اجازت پانے والے تلمیذ کو مجازلہ اور جس کی اجازت دے اسے مجازبہ کہتے ہیں اور بسا اوقات براہ اختصار "لہ" اور "بہ" کو حذف بھی کر دیتے ہیں (تدریب الراوی صفحہ ۲۶۷ و ۲۶۸)

## صالح۔ جید

حدیث کے مقبول ہونے کے لیے راویوں کا مقبول ہونا ضروری ہے اس لیے ماہر علماء جس راوی کو صالح الحدیث یا جید الحدیث یا لاباس بہ کہہ دیں اس کی حدیث مقبول ہوگی۔ صالح اور جید کے الفاظ حدیث صحیح و حسن پر بھی بولے جاتے ہیں (تدریب صفحہ ۱۰۴)

## الحافظ۔ الحاکم۔ الحجۃ

باصطلاح محدثین اگر کسی شخص کے احاطۂ علم میں رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی لاکھ حدیثیں ہیں تو وہ شخص الحافظ ہے اور تین لاکھ حدیثیں حفظ ہیں تو وہ شخص الحجۃ ہے اور اگر روایت کردہ کل حدیثیں حفظ ہیں ان کے متن بھی سندیں بھی رواۃ کی جرح و تعدیل بھی اور ان کی تاریخ بھی تو وہ شخص الحاکم ہے (حاشیہ خطبہ شرح نخبۃ الفکر)

## جامع۔ جوامع۔ سنن۔ مسند معجم، مستخرج، مستدرک، صحاح

حدیث کی کتابوں کی مختلف قسمیں ہیں۔

(۱) جامع وہ کتاب ہے جس میں ہر قسم کی حدیثیں پائی جائیں۔ جیسے صحیح بخاری اور جامع ترمذی کہ سیر آداب

Marfat.com

تفسیر و عقائد ۔ فتن احکام و شرائط و مناقب ۔ جوامع اس کی جمع ہے ۔

۲۔ سنن وہ کتاب ہے جس میں بترتیب ابواب فقہ احکام کی حدیثیں درج ہوں جیسے سنن ابوداؤد اور سنن نسائی ۔

۳۔ مسند وہ کتاب ہے جس میں صحابہ کرام کی ترتیب کا لحاظ رکھ کر ہر ہر صحابی کی مرویات الگ الگ بیان کی جائیں جیسے مسند امام احمدؒ ۔

۴۔ معجم وہ کتاب ہے جس میں اپنے شیوخ کی ترتیب کا لحاظ رکھ کر ان کی مرویات الگ الگ ذکر کی جائیں جیسے معاجم ثلاثہ للطبرانی ۔

۵۔ مستخرج وہ کتاب ہے جس میں کسی دوسرے شخص کی کتاب حدیث میں درج شدہ حدیثوں کی ایسی زائد سندیں بیان کی جائیں جن میں اس کے مصنف کا ذکر نہ آئے ۔ جیسے مستخرج ابوعوانہ ۔ یہ صحیح مسلم پر مستخرج ہے ۔

۶۔ مستدرک وہ کتاب ہے جس میں کسی دوسری کتاب کی شرط کے موافق حدیثیں بیان کی جائیں جنہیں اس کے مصنف نے بیان نہیں کیا جیسے مستدرک علی الصحیحین للحاکم

۷۔ صحاح وہ کتابیں ہیں جن کے مصنفین نے صرف صحیح حدیثوں کے درج کرنے کا التزام کیا ہو جیسے صحیح بخاری و صحیح مسلم ۔

**مخرج** تخریج سے ماخوذ ہے جس کے معنے اخذ و استنباط کے ہیں (طحطاوی علی المراقی صفحہ ۲۰۱) مخرج سے مراد وہ شخص ہے جس نے اپنے شیوخ سے اخذ کردہ احادیث مع السندات جمع کی ہوں جیسے امام بخاری و امام مسلم (علیہما الرحمۃ والرضوان)

ف۱۶ ام المومنین سیدتنا خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا نے رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں یہ الفاظ کہے تھے ۔ ترجمہ یہ ہے " آپ بے سہاروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں ۔ ضرورتمندوں کی ضرورت کما کر پوری کرتے ہیں ۔ راہ حق میں پیش آنے والی مصیبتوں میں مدد دیتے ہیں " (بخاری شریف صفحہ ۳ ج ۱) اور بعینہٖ یہی الفاظ ابن الدغنۃ نے سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں عرض کیے تھے (بخاری شریف صفحہ ۵۵۲) مترجم غفرلہ

ف۱۷ محافظ کتب حرم حضرت مولانا سید اسماعیل کو اور سابق قاضی مکہ ومفتی حنفیہ حضرت مولانا

Marfat.com

الشیخ صالح کمال (علیہما الرحمۃ والرضوان) کو اعلیٰ حضرت سے اور اعلیٰ حضرت کو ان دونوں سے جو محبت و عقیدت تھی اس کا اندازہ درج ذیل واقعات سے بھی لگایا جاسکتا ہے جنہیں خود اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کی زبان فیض ترجمان نے بیان کیا۔

**پہلی ملاقات** بعد فراغ مناسک حج، کتب خانۂ حرم محترم کی حاضری کا شغل رہا۔ پہلے روز جو حاضر ہوا۔ حامد رضا خاں ساتھ تھے۔ محافظ کتب حرم ایک وجیہہ جمیل عالم نبیل مولانا سید اسماعیل تھے۔ یہ پہلا دن ان کی زیارت کا تھا۔ یہ حضرت مثل دیگر اکابر مکہ مکرمہ اس فقیر سے غائبانہ خلوص تام رکھتے تھے جس کا سبب میرا فتویٰ مسمیٰ بہ "فتاوی الحرمین لرجف ندوۃ المین" تھا۔ کہ سات برس پہلے ۱۳۱۶ھ میں رد ندوہ کے لیے اٹھائیس سوال و جواب پر مشتمل جسے میں نے ۲۰ بیس گھنٹے سے کم میں لکھا تھا اور بذریعہ بعض حجاج خادمان دین ان حضرات کے حضور پیش ہوا۔ اور انہوں نے اپنی گراں بہا تقریظات سے اسے مزین فرمایا اور فقیر کو بے شمار اعلیٰ اعلیٰ درجے کے کلمات دعا و ثنا کا شرف دیا۔ اور وہ مع ترجمہ ایک مبسوط کتاب ہو کر بمبئی ۱۳۱۷ھ میں طبع ہو کر شائع ہوچکا تھا۔ اس وقت سے مولیٰ عزوجل نے اس ذرۂ بے مقدار کی کمال محبت و وقعت ان جلیل قلوب میں ڈال دی تھی۔ مگر ملاقات ظاہری نہ ہوئی تھی۔ حضرت مولانا موصوف سے کچھ کتابیں مطالعہ کے لیے نکلوائیں حاضرین میں سے کسی نے اس مسئلہ کا ذکر کیا کہ قبل زوال رمی کیسی؟ مولانا نے فرمایا۔ یہاں کے علماء نے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔ حامد رضا خاں سے اس بارے میں گفتگو ہورہی تھی۔ مجھ سے استفسار ہوا۔ میں نے کہا۔ خلاف مذہب ہے۔ مولانا سید صاحب نے ایک متداول کتاب کا نام لیا کہ اس میں جواز کو "علیہ الفتویٰ" لکھا ہے۔ میں نے کہا ممکن کہ روایت جواز ہو مگر "علیہ الفتویٰ" ہرگز نہ ہوگا۔ وہ کتاب لے آئے۔ مسئلہ نکلا اور اسی صورت سے نکلا جو فقیر نے گذارش کی تھی یعنی اس میں "علیہ الفتویٰ" کا لفظ نہ تھا۔ حضرت مولانا نے حامد رضا خاں سے کان میں جھک کر مجھے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اور حامد رضا خاں کو بھی نہ جانتے تھے مگر اس وقت گفتگو انہیں سے ہورہی تھی۔ لہٰذا ان سے پوچھا انہوں نے میرا نام لیا۔ نام سنتے ہی حضرت مولانا وہاں سے اٹھ کر بے تابانہ دوڑتے ہوئے آکر فقیر سے لپٹ گئے پھر تو بحمد اللہ تعالیٰ و داد نے کامل ترقی کی (ملفوظات صفحہ ۸ ج ۲)

Marfat.com

## آپ کا آنا اللہ کی رحمت تھا

سُننے میں آیا دہابیہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں۔ جن میں خلیل احمد انبیٹھی اور بعض وزرا ریاست دیگر اہل ثروت بھی ہیں۔ حضرت شریف تک رسائی پیدا کی ہے اور مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علماء مکہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال سابق قاضی مکہ و مفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہُوا ہے۔ میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا ...... بعد سلام و مصافحہ مسئلہ علم غیب کی تقریر شروع کی اور دو گھنٹہ تک اسے آیات و احادیث و اقوال آئمہ سے ثابت کیا اور مخالفین جو شبہات کیا کرتے ہیں ان کا رد کیا۔ اس دو گھنٹہ تک حضرت موصوف محض سکوت کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر میرا منہ دیکھتے رہے۔ جب میں نے تقریر ختم کی چپکے اٹھے ہوئے قریب الماری رکھی تھی وہاں تشریف لے گئے اور کاغذ نکال لائے جس پر مولوی سلامت اللہ صاحب رام پوری کے رسالہ "اعلام الاذکیاء" کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "ھوالاوّل والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شیئٍ علیم" لکھا، چند سوال تھے اور جواب کی چار سطریں ناتمام اٹھالائے۔ مجھے دکھایا اور فرمایا۔ تیرا (آپ کا) آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتویٰ یہاں سے جاچکا۔ میں حمد الٰہی بجالایا (ملفوظات صفحہ ۹ ج ۲)

## علم غیب کے متعلق پانچ سوال

۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کی تاریخ ہے بعد نماز عصر ہیں کتب خانے کے زینے پر چڑھ رہا ہوں پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں۔ بعد سلام و مصافحہ دفتر کتب خانہ میں جا کر بیٹھے۔ وہاں حضرت مولانا سید اسماعیل اور ان کے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفےٰ اور ان کے والد ماجد مولانا سید خلیل اور بعض حضرات بھی کہ اس وقت یاد نہیں تشریف فرما ہیں حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے۔ (یہ وہی سوال ہیں جن کا جواب مولانا نے شروع کیا تھا اور تقریر فقیر کے بعد چاک فرمادیا) مجھ سے فرمایا۔ یہ سوال وہابیہ نے حضرت سیدنا کے ذریعہ پیش کیے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے (سیدنا وہاں شریف مکہ کو کہتے ہیں کہ اس وقت شریف علی پاشا تھے) میں نے مولانا سید مصطفےٰ سے گذارش کی کہ قلم دوات دیجیے۔ حضرت مولانا شیخ کمال و مولانا سید اسماعیل و مولانا سید خلیل

Marfat.com

سب اکابر نے کہ تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے بلکہ ایسا جواب ہو کہ خبیثوں کے دانت کھٹے ہوں۔ میں نے عرض کی اس کے لیے قدرے مہلت چاہیئے۔ دو گھڑی دن باقی ہے۔ اس میں کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا۔ کل سہ شنبہ، پرسوں چہارشنبہ ہے۔ ان دو روز میں ہو کہ پنج شنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے سامنے پیش کر دوں میں نے اپنے رب عز وجل کی عنایت اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کر لیا۔ فیضل الٰہی اور عنایت رسالت پناہی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے کتاب کی تکمیل تبییض سب پوری کرا دی "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" اس کا تاریخی نام ہوا اور پنج شنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچا دی گئی (ملفوظات صفحہ ۹ تا ۱۱ ج ۲)

## وہ علم ظاہر کیا جو ہمارے خواب میں بھی نہ تھا

شام سے نصف شب تک کہ عربی گھڑیوں میں چھ بجتے ہیں شریف علی پاشا کا دربار ہوتا تھا۔ حضرت مولانا (صالح کمال) نے دربار میں کتاب (الدولۃ المکیۃ) پیش کی اور علی الاعلان فرمایا:" اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اٹھے اور جو ہماری خواب میں بھی نہ تھا حضرت شریف نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا۔ دربار میں دو وہابی بھی بیٹھے تھے۔ ایک احمد فکیہ کہلاتا، دوسرا عبدالرحمن اسکوبی۔ انہوں نے مقدمہ کتاب کی آمد ہی سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دے گی۔ شریف ذی علم ہیں۔ مسئلہ ان پر منکشف ہو جائے گا۔ لہٰذا چاہا کہ سننے نہ دیں بحث میں الجھا کر وقت گزار دیں۔ کتاب پر کچھ اعتراض کیا حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جواب دیا۔ آگے بڑھے انہوں نے پھر ایک مہمل اعتراض کیا۔ حضرت مولانا نے جواب دیا اور فرمایا۔ کتاب سن لیجئے۔ پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض بے قاعدہ ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آتے اور نہ ہو تو میں جواب کا ذمہ دار ہوں۔ اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف موجود ہے۔ یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کیا۔ کچھ دور پہنچے تھے انہیں الجھانا مقصود تھا پھر معترض ہوئے۔ اب حضرت مولانا نے حضرت شریف سے کہا کہ سیدنا حضرت کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ (وہابی) جابجا بیجا الجھتے ہیں۔ حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا حکم ہو تو کتاب سناؤں۔ شریف نے فرمایا " اِقْرَأْ " آپ پڑھیے۔ اب ان کی "ہاں" "کون" "نا" کر سکتا تھا۔ معترضوں کا منہ مارا گیا

اور مولانا کتاب سناتے رہے۔ اس کے دلائل قاہرہ سن کر مولانا شریف نے با آواز بلند فرمایا "اَللّٰہُ یُعْطِیْ وَهٰؤُلَاءِ یَمْنَعُوْنَ" یعنی اللہ تو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور یہ وہابیہ منع کرتے ہیں (ملفوظات صفحہ ۱۱ تا ۱۲ ج ۲)

## سید جلیل کا جلال سیادت

اصل کتاب (الدولۃ المکیۃ) سے منقد دلقطیں مکہ معظمہ کے علماء کرام نے لیں اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہوا۔ وہابیہ پر اوس پڑ گئی۔ بفضلہ تعالیٰ سب کے لوہے ٹھنڈے ہو گئے۔ گلی کوچہ میں مکہ معظمہ کے لڑکے ان سے تمسخر کرتے کہ اب کچھ نہیں کہتے۔ اب وہ جوش کیا ہوئے۔ اب وہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا۔ تمہارا کفر و شرک تمہیں پر پلٹا۔ وہابیہ کہتے۔ اس شخص نے کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف پر جادو کر دیا۔ مولیٰ عز وجل کا فضل، حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم کہ علماء کرام نے کتاب پر دھوم دھامی تقریظیں لکھنی شروع کیں۔ وہابیہ کا دل جلتا اور بس نہ چلتا۔ آخر اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح فریب کر کے تقریظات تلف کر دی جائیں۔ ایک جگہ جمع ہوئے اور حضرت مولانا شیخ ابوالخیر میرداد سے عرض کی کہ ہم بھی کتاب پر تقریظیں لکھنا چاہتے ہیں۔ کتاب ہمیں منگوا دیجئے۔ وہ سیدھے مقدس بزرگ ان کے فریبوں کو کیا جانیں۔ اپنے صاحبزادے مولانا عبداللہ میرداد کو میرے پاس بھیجا۔ یہ صاحب مسجد حرام کے امام ہیں اور اسی زمانے میں فقیر کے ہاتھ پر بیعت فرما چکے تھے۔۔۔۔ میں اس وقت کتب خانہ حرم شریف میں تھا۔ حضرت مولانا اسماعیل کو اللہ عز وجل جنات عالیہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرمائے۔ قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں نہایت ترشی اور جلال سیادت سے فرمایا کہ کتاب ہرگز نہ دی جائے گی جو تقریظیں لکھنی ہوں لکھ کر بھیج دو۔ میں نے گذارش بھی کی کہ حضرت مولانا ابوالخیر منگاتے ہیں اور ان کے صاحب زادے لینے آئے ہیں اور ان کا جو تعلق فقیر سے ہے آپ کو معلوم ہے۔ فرمایا جو لوگ وہاں جمع ہیں ان کو میں جانتا ہوں وہ منافقین (وہابیہ) ہیں مولانا ابوالخیر کو انہوں نے دھوکہ دیا ہے۔ یوں اس عالم نبیل سید جلیل کی برکت نے کتاب بحمداللہ تعالیٰ محفوظ رکھی۔ وللہ الحمد (ملفوظات صفحہ ۱۲ ج ۲)

## تاہب الحرم۔ احمق سفیہ مخصوم

جب وہابیہ کا یہ مکر بھی نہ چلا اور مولانا شریف کے

Marfat.com

یہاں سے بحمدہ تعالیٰ ان کا منہ کالا ہُوا - ایک ناخواندہ جاہل کہ نائب الحرم کہلاتا دا سے کسی طرح اپنے، موافق کیا - احمد راتب پاشا اس زمانہ میں گورنر مکہ معظمہ تھے - آدمی ناخواندہ مگر دیندار - ہر روز بعد عصر طواف کرتے - خیال کیا کہ شریف ذی علم تھے کتاب سن کر معتقد ہو گئے یہ بے پڑھا فوجی آدمی ہمارے بھڑکائے سے بھڑک جائے گا - ایک روز بہ طواف سے فارغ ہوئے ہیں کہ نائب الحرم نے ان سے گذارش کی "ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیے ہیں اور اب اہل مکہ کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے . . . . اور اکابر علماء مکہ مثل شیخ العلماء سید محمد سعید بابصیل ومولانا شیخ صالح کمال ومولانا ابوالخیر میرداد اس کے ساتھ ہو گئے ہیں - مولیٰ تعالیٰ کی شان کہ یہ دافعی بات جو اس نے مجبورانہ کہی اس پر الٹ پڑی - پاشا نے بکمال غضب ایک چپت اس کی گردن پر جمائی اور کہا - یَا خَبِیْثُ ابْنَ الْخَبِیْثِ یَا کَلْبُ ابْنَ الْکَلْبِ اِذَا کَانَ هٰؤُلَاءِ مَعَهٗ فَهُوَ یُفْسِدُ اَمْ یُصْلِحُ (اے خبیث ابن خبیث اے کلب ابن کلب جب یہ اکابر اس کے ساتھ ہیں تو وہ خرابی ڈالے گا یا اصلاح کرے گا) اس روز سے مولانا سید اسمٰعیل وغیرہ اسے ناہب الحرم (حرم کا لٹیرا) کہتے اور احمد مگیہ کو احمق سفیہ (بے وقوف نادان) اور ایک اور مخالف معصوم کو مخصوم (دشمن) مولانا شریف کا دربار مہذب دربار تھا وہاں وہابیہ کو مہذّب ذلت پہنچی - یہ ایک جنگی فوجی ترک کا سامنا تھا - اس طریقے کی ذلت پائی (ملفوظات صفحہ ۱۳ ج ۲)

## تمام علماء ملنے آئے ہیں وہ کیوں نہیں آتے

مکہ معظمہ میں بنام علم کوئی صاحب ایسے نہ تھے جو فقیر سے ملنے نہ آئے ہوں سوا شیخ عبداللہ بن صدیق بن عباس کے کہ اس وقت مفتی حنفیہ تھے اور وہاں مفتی حنفیہ کا منصب شریف سے دوسرے درجے میں سمجھا جاتا ہے - اپنے منصب کی جلالت قدر نے انہیں فقیر غریب الوطن کے پاس آنے سے روکا - اپنے ایک شاگرد خاص کو فقیر کے پاس بھیجا کہ حضرت مفتی حنفیہ نے بعد سلام فرمایا ہے کہ میں آپ کی زیارت کا بہت مشتاق ہوں - مولانا سید اسمٰعیل اس وقت میرے پاس بیٹھے تھے - میں نے چاہا کہ حاضری کا وعدہ کروں مگر اللہ اعلم حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم نے ان اکابر کے دل میں اس ذرۂ بے مقدار کی کیسی وقعت ڈالی تھی فوراً روکا اور فرمایا - وَاللہ یہ نہ ہو گا - تمام علماء ملنے آئے ہیں وہ کیوں نہیں آتے - ہیں

Marfat.com

ان کی قسم کے سبب مجبور رہا (ملفوظات صفحہ ۱۸ ج ۲)

## پلنگ پر میں فرش پردہ

محترم شریف مجھے تقریباً بخار رہی میں گزرا ۔ اسی حالت میں علماء کرام کو اجازات لکھی جاتیں اور اسی حالت میں "کفل الفقیہہ" تصنیف ہوا ۔ وہاں پلنگ کا بھی رواج نہیں ۔ بالاخانوں میں زمین پر فرش ہیں ۔ اس پر سوتے ہیں مگر حضرت سید اسماعیل و حضرت مولانا شیخ صالح کمال (رحمہما اللہ تعالیٰ) نے میرے لیے ایک عمدہ پلنگ منگوا دیا تھا ۔ ایام مرض میں میں اس پر ہوتا اور علماء عظماء عیادت کو آتے اور فرش پر تشریف رکھتے ۔ میں اس سے نادم ہوتا ۔ ہر چند چاہتا کہ نیچے اتر دوں مگر قسموں سے مجبور فرماتے (ملفوظات صفحہ ۲۰ ج ۲)

## فیصلوں کے مسئلے

حضرت مولانا شیخ صالح کمال کو اللہ تعالیٰ جنات عالیہ عطا فرمائے باں فضل و کمال کہ میرے نزدیک مکہ معظمہ میں ان کے پائے کا دوسرا عالم نہ تھا ۔ اس فقیر حقیر کے ساتھ غائت اعزاز بلکہ ادب کا برتاؤ رکھتے ۔ بار بار کے اصرار کے ساتھ مجھ سے اجازت نامہ لکھوایا جسے میں نے ادباً کئی روز ٹالا ۔ جب مجبور فرمایا لکھ دیا ۔ تین تین پہر میری ان کی مجالست ہوتی اور اس میں سوا مذاکرات علمیہ کے کچھ نہ ہوتا ۔ جس زمانہ میں قاضی مکہ معظمہ رہے تھے اس وقت کے اپنے فیصلوں کے مسئلے دریافت فرماتے ۔ فقیر جو بیان کرتا اگر ان کے فیصلہ کے موافق ہوتا بشاشت و خوشی کا اثر چہرہ مبارک پر ظاہر ہوتا اور مخالف ہوتا تو ملال و کبیدگی ـــ اور یہ سمجھتے کہ مجھ سے حکم میں لغزش ہوئی (ملفوظات صفحہ ۲۱ ج ۲)

## مکبرین کے نغمات مفسد نماز ہیں

مجھے بھی ان دونوں صاحبوں (مولانا صالح کمال مولانا اسمٰعیل علیہما الرحمہ) کے کرم کے سبب ان سے کمال بے تکلفی ۔ ہر قسم کی بات گزارش کر دیتا ۔ ایک بار میں نے کہا مؤذنوں نے یہ جو اذان و اقامت و تکبیرات انتقال میں نغمات ایجاد کیے ہیں آپ حضرات ان سے منع نہیں فرماتے ؟ فتح القدیر میں مبلغ (یعنی مکبر) کے نغموں کو مفسد نماز لکھا ہے اور یہ کہ اس کی تکبیرات پر جو مقتدی رکوع و سجود وغیرہ افعال نماز کرے گا ۔ اس کی نماز نہ ہوگی ۔ فرمایا ۔ حکم یہ ہی ہے ۔ مگر ان پر علماء کا بس نہیں یہ جانب سلطنت سے ہیں (ملفوظات صفحہ ۲۱ ج ۲)

Marfat.com

فتح القدیر کی یہ عبارت "باب الامامت" میں زیر مسئلہ یصلی القائم خلف القاعد لکھی ہے خلاصہ یہ ہے کہ فی زمانہ مکبرین بلاضرورت چلاتے ہیں جس وجہ سے اللہ اکبر کے دونوں ہمزوں پر اور با پر "مد" پیدا ہو جاتی ہے اور معنے بگڑ جاتے ہیں۔ اگر مد پیدا نہ ہو تو ان کا بلا ضرورت زیادہ چلانا حرف نغمات کو خوب صورت بنانے کے لیے ہوتا ہے۔ تاکہ لوگ ان کے محسنِ صوت وحسنِ نغمات کی داد دیں اور یہ دونوں وجہیں عبادت سے غیر متعلق ہونے کی وجہ سے مفسد نماز ہیں۔

(فتح القدیر نولکشور صفحہ ۱۵۱ ج ۱)

مترجم غفرلہ کہتا ہے کہ مکبرین (جو شریک نماز ہیں) کی چیخ و پکار سے جب ان لوگوں کی نمازیں فاسد ہو جاتی ہیں جن تک اماموں کی اصل آواز نہیں پہنچ سکتی تو وہ علماء جو نمازوں کے بڑے بڑے اجتماعوں پر صالح مکبرین پر اکتفا کر کے سنّت صدیقیہ کو زندہ رکھتے ہیں اور لاؤڈ اسپیکر کی بے جا چیخ و پکار سے بچتے اور بچاتے ہیں۔ ان کی اس احتیاط کی داد دینی چاہیئے۔ نماز چونکہ اہم ترین عبادت ہے اس لیے یہاں احتیاط ہی انسب و الیق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو (بمطابق حدیث "البرکۃ مع اکابرکم" (الجامع الصغیر صفحہ ۱۲۷، الترغیب والترھیب صفحہ ۵۹ ج ۱) اپنے اکابر کی معیت بخشے۔

ایک جمعہ میں خطیب کے قریب تھا۔ اس نے خطبہ میں پڑھا

**اللّٰھم** وارضَ عن اعمام نبیک الاطائب حمزۃ والعبّاس وابی طالب **ھذا منکر** یہ بدعت تازہ ایجاد ہوئی۔ پہلی بار کی حاضری میں نہ تھی۔ اور یہ مداھنۃ جانب حکومت سے تھی۔ اسے سنتے ہی فوراً میری زبان سے بآواز بلند نکلا اللّٰھم ھذا منکر" کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان۔ فقیر بتوفیق رب کریم یہ حکم احکم بروجہ اوسط بجالایا۔ اور مولیٰ تعالیٰ کی رحمت کہ کسی کو تعرض کی جرأت نہ ہوئی۔ فرضوں کے بعد ایک اعرابی نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا رأیت تم نے دیکھا۔ میں نے کہا رأیتُ ہاں دیکھا۔ کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور تشریف لے گئے۔ ان دونوں اکابر علماء نے ہماری مجلس خلوت میں اس کی مبارک باد دی کہ اس ردِّ منکر

Marfat.com

پر کوئی معترض نہ ہوا اور ساتھ ہی فرمایا کہ ایسے امور ہیں کہ جانب حکومت سے ہیں، سکوت شایاں ہے (ملفوظات صفحہ ۲۱ ج ۲)

**التزاماً تشریف لاتے** فقیر دعوتوں کے علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا۔ مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلماء مولانا محمد سعید بابصیل اور مولانا عبدالحق مہاجر الٰہ آبادی اور کتب خانے میں مولانا سید اسماعیل کے پاس رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ یہ حضرات اور باقی تمام حضرات فرودگاہ فقیر پر تشریف لایا کرتے صبح سے نصف شب کے قریب تک ملاقاتوں ہی میں وقت صرف ہوتا۔ مولانا شیخ صالح کمال کی تشریف آوری کی تو گنتی نہیں اور مولانا سید اسماعیل التزاماً روزانہ تشریف لاتے۔ خصوصاً ایام علالت میں کہ یکم محرم ۱۳۲۴ھ سے سلخ محرم تک مسلسل رہی۔ دن میں دو بار بھی تشریف لاتے اور ایک بار کا آنا تو ناغہ ہی نہ ہوتا (ملفوظات صفحہ ۱۷ ج ۲) مترجم غفرلہ کہتا ہے کہ:۔

حضرت مولانا صالح بن کمال علیہ الرحمہ ان دنوں مسجد حرام شریف میں خطیب و اعلیٰ مدرس تھے اور اس سے پہلے مفتی الاحناف (کما ھو مصرح فی تقریظہ علی الدولۃ المکیۃ المطبوعۃ فی کراتشی صفحہ ۲۸)

**تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ ثُمَّ یَکُوْنُ** میں نے جناب سید مصطفےٰ خلیل برادر حضرت مولانا سید اسماعیل سے کہا ھَلْ عِنْدَ کُمْ شَیْئٌ مِّنْ ھَزْمَۃِ جِبْرِیْلَ آپ کے پاس سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ٹھوکر کا کچھ بقیہ ہے؟ سید زادے نے فرمایا نَعَمْ اور کٹورے میں زمزم شریف لائے میں اسے ضعف کے سبب بیٹھا ہی ہوا پی رہا تھا۔ آنکھیں نیچی تھیں جب نظر اٹھائی دیکھا تو وہ سید جلیل مؤدب ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ یہاں تک کہ کٹورا میں نے انہیں دیا۔ یہ حال ان معظم و معزز بندگان خدا کے ادب و اجلال کا تھا۔ بایں ہمہ شدت مرض و شوق مدینہ طیبہ میں جب وہ جملہ میں نے کہا کہ روضۂ انور پر ایک نگاہ پڑ جائے پھر دم نکل جائے۔ دونوں (صالح کمال اور سید اسماعیل علیہما الرحمۃ) علماء کرام کا غصہ سے رنگ متغیر ہو گیا اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا۔ ہرگز نہیں بلکہ تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ ثُمَّ یَکُوْنُ تو روضۂ انور پر اب حاضر

Marfat.com

ہو پھر حاضر ہو پھر حاضر ہو پھر مدینہ طیبہ میں وفات نصیب ہو۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے (ملفوظات صفحہ ۲۲ ج ۲)

## قیام کا سامان

وہ حضرات علماء بہت اس کے متمنی رہتے کہ کسی طرح میرا وہاں (مکہ معظمہ میں) قیام زیادہ ہو۔ حضرت مولانا سید اسماعیل نے فرمایا۔ یہ یہاں کی شدت گرمی تمہارے (آپ کے) لیے باعث تپ ہے۔ طائف شریف میں موسم نہایت معتدل اور وہاں میرا مکان بہت پُر فضا ہے چلیے گرمی کا موسم وہاں گذاریں۔ میں نے گذارش کی کہ اس حالتِ مرض میں قابلیت سفر ہو تو سرکار اعظم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی کی حاضری ہو۔ ہنس کر فرمایا کہ میرا مقصود یہ تھا کہ چند مہینے وہاں تنہائی میں رہ کر تم (آپ) سے کچھ پڑھتے کہ یہاں تو آمد وشد کے ہجوم سے تمہیں (آپ کو) فرصت نہیں۔ مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا — "اجازت ہو تو ہم یہاں تمہاری (آپ کی) شادی کی تجویز کریں۔ میں نے کہا وہ کنیز بارگاہِ الٰہی جسے میں اس کے دربار میں لایا اور اس نے مناسک حج ادا کیے۔ کیا اس کا بدلہ یہ ہی ہے کہ میں اسے یوں مغموم کردوں۔ فرمایا۔ ہمارا خیال یہ تھا کہ یوں یہاں تمہارے (آپ کے) قیام کا سامان ہو جاتا (ملفوظات صفحہ ۲۳ ج ۲)

## فرض عصر اپنی جماعت سے

نماز صبح کے سوا..... باقی چاروں نمازیں سب سے پہلے مصلائے حنفی پر ہوتی ہیں۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وقت عصر دو مثل سایہ گزر کر ہے۔ اس کے بعد نماز حنفی ہوتی۔ اس کے بعد باقی تینوں مصلوں پر۔ وہ لوگ اپنے لیے اسے بہت تاخیر سمجھتے۔ آخر کوشش کر کے حنفیہ سے یہ کرا لیا کہ تمام عصر مطابق قول صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مثل دوم کے شروع میں پڑھ لیں۔ اس بار کی حاضری میں یہ جدید بات دیکھی۔ اگرچہ کتب حنفیہ میں یہاں قول صاحبین پر بھی بعض نے فتویٰ دیا مگر اَصَحّ وَ اَحْوَط وَ اَقْدَم قول سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور فقیر کا معمول ہے کہ کسی مسئلہ میں بے خاص مجبوری کے قول امام سے عدول گوارا نہیں کرتا جس کی تفصیل جلیل میرے رسالہ "اجلی الاعلام بان الفتوی مطلقا علی قول الامام" میں ہے۔

Marfat.com

إِذَا قَالَ الْإِمَامُ فَصَدِّقُوْهُ   فَإِنَّ الْقَوْلَ مَا قَالَ الْإِمَامُ

ہم حنفی ہیں نہ کہ یوسفی یا شیبانی ۔ میں اس بار جماعتِ عصر میں بنیتِ نفل شریک ہو جاتا اور فرضِ عصر مثل دوم کے بعد میں اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال اور حضرت مولانا سید اسماعیل و دیگر بعض محتاطین حنفیہ اپنی جماعت سے پڑھتے ۔ جس میں وہ حضرات امامت پر اس فقیر کو مجبور فرماتے (ملفوظات صفحہ ۲۴ ج ۲)

## وحشی کبوتر بھی لحاظ کرتے ہیں

پہلے شیخ عمر صبحی کا مکان کرایہ پر لیا تھا پھر سید عمر رشیدی ابن سید ابوبکر رشیدی اپنے مکان پر لے گئے ۔ بالاخانے کے دروازہ وسطانی پر میری نشست تھی دروازوں پر جو طاق تھے، بائیں جانب کے طاق میں وحشی کبوتروں کا ایک جوڑا رہتا ۔ وہ تنکے لاتے اور گرایا کرتے ۔ اس طرف کے بیٹھنے والوں پر گرتے ۔ جب علالت میں میرے لیے پلنگ لایا گیا ۔ وہ اس در کے سامنے بچھایا گیا کہ تشریف لانے والوں کے لیے جگہ وسیع رہے ۔ اس وقت سے کبوتروں نے وہ طاق چھوڑ کر دروازہ وسطانی کے طاق میں بیٹھنا شروع کیا کہ اب جو وہاں بیٹھتے ان پر تنکے گرتے ۔ مولانا سید اسماعیل نے فرمایا ۔ وحشی کبوتر بھی نیز آپ کا لحاظ کرتے ہیں ۔ میں نے عرض کی صَالَحْنَاهُمْ فَصَالَحُوْنَا ہم نے ان سے صلح کی تو انہوں نے بھی ہم سے صلح کی (ملفوظات صفحہ ۲۴ ج ۱)

## ہر ماہ بارہ زمزم کے پیپے

پونے تین مہینے کے قیام مکہ معظمہ میں میں نے حساب کیا تو تقریباً چار من زمزم شریف میرے پینے میں آیا ہوگا ۔ حضرت مولانا سید اسماعیل کو اللہ تعالیٰ جنات عالیہ نصیب فرمائے ۔ میری واپسیٔ حج کے چند سال بعد جب ۱۳۲۸ھ میں مجھ سے ملنے (بریلی) آئے ہیں اور میرے شوق زمزم کا ذکر ہوا ۔ فرمایا کہ ہر مہینے اتنے ٹنک پیپے بھیج دیا کروں گا کہ تمہارے ایک مہینے کے صرف کو کافی ہوں مگر یہاں سے جاتے ہی انہیں سفر بابِ عالی کی ضرورت ہوئی اور مشیت الٰہی کہ وہیں انتقال فرمایا (رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً)

(ملفوظات صفحہ ۲۰ ج ۲)

Marfat.com

۱۸؎ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ فضائل مع دیگر فضائل کثیرہ کے بخاری شریف صفحہ ۵۳۱ ج ۱ - مسلم شریف صفحہ ۲۹۲ ج ۲ - ترمذی شریف صفحہ ۲۲۲ ج ۲ - المستدرک للحاکم صفحہ ۳۱۸، ۳۱۹ ج ۳ - مشکوٰۃ باب جامع المناقب الاستیعاب صفحہ ۳۱۶ ج ۲ - علی ھامش الاصابۃ والاصابۃ صفحہ ۳۶۸ ج ۲ وغیرہا کتب معتبرہ میں مذکور ہیں - شیخ قاموس (علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں کنیف لقب ابن مسعود لقبہ عمر تشبیہا بوعاء الراعی (قاموس صفحہ ۶۱۲) غیر مقلدین کے پیشوا میاں نذیر حسین دہلوی کے رسالہ "معیار الحق" کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے فرمایا - ابن عمر و انس میں کسی کو فقاہت جلیلہ عبداللہ بن مسعود تک رسائی نہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) یہ وہی ابن مسعود ہیں جن کی نسبت حدیث میں ہے - حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمسکوا بعہد ابن ام عبد ان کے عہد کو لازم پکڑو - رواہ الترمذی عنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مرقاۃ میں ہے اسی لیے ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی روایت و قول کو خلفاء اربعہ کے بعد سب صحابہ کے قول پر ترجیح دیتے ہیں - یہ وہی ابن مسعود ہیں جنہیں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ان اشبہ الناس دلاّ وسمتا وھدیا برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابن ام عبد .... بے شک چال ڈھال روش میں سب سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہ عبداللہ بن مسعود ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ (رواہ البخاری والترمذی والنسائی) یہ وہی ابن مسعود ہیں جنہیں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کنیف ملئ علما ایک گٹھڑی ہیں علم سے بھری ہوئی) نہایت یہ کہ حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رضیت لامتی ما رضی لھا ابن ام عبد (میں نے اپنی امت کے لیے پسند فرمالیا جو کچھ عبداللہ بن مسعود اس کیلئے پسند کرے) رواہ الحاکم بسند صحیح لاجرم ہمارے ائمہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے نزدیک خلفاء اربعہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) کے بعد وہ جناب تمام صحابہ کرام (علیہم الرضوان) سے علم و فقاہت میں زائد ہیں - مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے ھو عند ائمتنا افقہ الصحابۃ بعد الخلفاء الاربعۃ (فتاوی رضویہ صفحہ ۳۰۳ ج ۲ مطبوعہ دہلی)

Marfat.com

۱۹ـ مجیز محترم سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے اپنی تاریخ ولادت اور تاریخ وصال رب ذوالجلال کی آیات مبارکہ سے بھی استخراج فرمائیں۔ فرماتے ہیں میری تاریخ ولادت اس آیت سے نکلتی ہے اُولٰئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۱۲۷۲ھ (سورۃ المجادلۃ رکوع ۳)

**ترجمہ:** یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمایا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔

اور وفات سے چار ماہ بائیس دن پہلے اس دوسری آیت سے تاریخ وصال نکالی۔

وَیُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ (سورۃ الدھر رکوع ۱) ۱۳۴۰ھ

**ترجمہ:** اور ان پر (جنت میں) چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہو گا۔

۲۰ـ قال المترجم۔ اس ارشادگرامی کی کچھ برکتیں درج ذیل واقعات سے مشاہدہ کی جاسکتی ہیں: ـــــــــ

## ڈاکٹر ضیاء الدین کا استفادہ

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ..... ایک خط جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری پروفیسر دینیات علی گڑھ کالج کا حضور (اعلیٰ حضرت) کی خدمت میں بایں مضمون آتا ہے کہ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب جو ریاضی میں تقریباً ہر ولائت کی ڈگریاں اور تمغہ جات حاصل کئے ہوئے ہیں عرصہ سے حضور کی ملاقات کے مشتاق ہیں چونکہ ایک جنٹلمین انگریزی وضع قطع کے آدمی ہیں اس لیے آتے ہوئے جھجکتے ہیں مگر اب میرے کہنے اور اپنے اشتیاق ملاقات سے آمادگی ظاہر کی ہے۔ قیام نواب ضمیر احمد صاحب کے بنگلہ پر ہو گا۔ لہٰذا اگر وہ پہنچیں تو انہیں باریابی کا موقع دیا جائے۔ حضور (اعلیٰ حضرت) نے مولانا صاحب کو جواب بھیج دیا کہ وہ بلا تکلف تشریف لے آئیں۔ فقیر منتظر رہے گا.... دو چار روز کے بعد ڈاکٹر صاحب نے نواب صاحب کے بنگلہ سے اطلاع کی کہ میں پانچ بجے حاضر خدمت ہوں گا۔ چنانچہ وقت مقررہ پر موٹر آگیا۔

## موزوں پر مسح

(میں اور برادرم قناعت علی، ہم دونوں اس وقت موجود تھے ڈاکٹر صاحب کو اندر بلا لیا گیا۔ شاید نماز عصر ہونے والی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی

Marfat.com

وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا مگر نماز پڑھنے کے وقت موزے اتار ڈالے۔ لہٰذا اعلیٰ حضرت نے ان سے پھر پیروں کو دُھلوایا۔

**طفل مکتب** بعد نماز کچھ باہمی گفتگو رہی۔ حضور (اعلیٰ حضرت) نے اپنا ایک قلمی رسالہ جس میں اکثر اشکال مثلث اور دوائر کے بنے تھے ڈاکٹر صاحب کو دکھایا۔ ہم لوگوں نے دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب نہایت حیرت اور استعجاب سے اسے دیکھ رہے تھے اور بالآخر فرمایا۔ میں نے اس علم کو حاصل کرنے میں غیر ممالک کے اکثر سفر کیے مگر یہ باتیں کہیں بھی حاصل نہ ہوئیں۔ میں تو اپنے آپ کو بالکل طفل مکتب سمجھ رہا ہوں۔

**سرکار رسالت (علیہ السلام) کا کرم** مولانا یہ تو فرمائیے آپ کا اس فن میں استاد کون ہے حضور (اعلیٰ حضرت) نے ارشاد فرمایا۔ میرا کوئی استاد نہیں ہے۔ میں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ سے صرف چار قاعدے جمع، تفریق، ضرب تقسیم محض اس لیے سیکھے تھے کہ ترکہ کے مسائل میں ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ شرح چغمینی شروع کی تھی کہ حضرت والد ماجد نے فرمایا۔ کیوں اپنا وقت اس میں صرف کرتے ہو۔ مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سرکار سے یہ علوم تم کو خود ہی سکھا دیے جائیں گے چنانچہ یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں مکان کی چار دیواری کے اندر بیٹھا خود ہی کرتا رہتا ہوں۔ یہ سب سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کرم ہے۔

**کسور اعشاریہ** اس کے بعد کسور اعشاریہ متوالیہ کی قوت کا تذکرہ آیا۔ ڈاکٹر صاحب نے.... فرمایا کہ تیسری قوت تک ہے۔ اس پر حضور (اعلیٰ حضرت) نے میرے اور قناعت علی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میرے یہ دو بچے بیٹھے ہیں انہیں جس قوت کا آپ سوال دے دیں یہ حل کر دیں گے۔ ڈاکٹر صاحب متحیر ہو کر ہم دونوں کو دیکھنے لگے (حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۵۱)

**سوال اور جواب** قال المترجم۔ ڈاکٹر صاحب کے دل میں اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کی ملاقات کا شوق جن وجوہ کی بنا پر پیدا ہوا تھا ان میں سے ایک وجہ حضرت ملک العلماء بہاری علیہ الرحمۃ نے بایں الفاظ بیان فرمائی "ایک مرتبہ ڈاکٹر سر ضیاء الدین صاحب نے علم المربعات کا ایک سوال اخبار دبدبۂ سکندری رام پور میں شائع کیا کہ کوئی

Marfat.com

ریاضی داں صاحب اس کا جواب دیں .... اعلیٰ حضرت نے جب اس سوال کو ملاحظہ فرمایا تو اس کا جواب تحریر فرمایا اور ساتھ ساتھ اسی فن کا ایک سوال بھی جواب کے لیے تحریر فرمایا اور مجھے حکم ہوا کہ اس کی ایک نقل رکھ لی جائے۔ میں اس زمانہ میں اعلیٰ حضرت کا رسالہ "الموھبات فی المربعات" نقل کر رہا تھا۔ اس لیے کچھ دلچسپی تھی۔ جب وہ جواب اور پھر سوال اخبار میں چھپا تو ڈاکٹر صاحب موصوف کی نظر سے گزرا۔ ان کو حیرت ہوئی کہ ایک عالم دین بھی اس علم کو جانتا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے اس (سوال) کا جواب "دبدبۂ سکندری" میں چھپوایا۔ اتفاق وقت کہ وہ جواب غلط تھا۔ اعلیٰ حضرت نے اس کی تغلیط کی۔ متحیر تو ڈاکٹر صاحب پہلے ہی سے تھے۔ اب ان کو سخت تعجب ہوا کہ ایک عالم دین صرف جانتا ہی نہیں بلکہ اس میں کمال رکھتا ہے۔ یہ دیکھ کر ڈاکٹر صاحب کو اعلیٰ حضرت سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا (حیات اعلیٰ حضرت، صفحہ ۱۵۶)

## وائس چانسلر کی پریشانی

دوسری وجہ مولوی محمد حسین صاحب موجد طلسمی پریس نے اس طرح بیان کی۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر (ڈاکٹر ضیاء الدین) جنہوں نے ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک میں تعلیم پائی تھی اور ریاضی میں کمال حاصل کیا تھا اور ہندوستان میں کافی شہرت رکھتے تھے اتفاق سے ان کو ریاضی کے کسی مسئلے میں اشتباہ ہوا۔ ہر چند کوشش کی مگر مسئلہ حل نہ ہوا۔ چونکہ صاحب جینئیس تھے اور علم کے شائق اس لیے قصد کیا کہ جرمن جا کر اس کو حل کریں۔ حسن اتفاق سے جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری پروفیسر دینیات مسلم یونیورسٹی سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ بریلی جا کر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب سے دریافت کیجئے وہ ضرور حل کر دیں گے۔ ان صاحب نے کہا کہ مولانا یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ کہاں کہاں تعلیم پا کر میں آیا ہوں اور حل نہیں کر سکا اور آپ ان صاحب کا نام لیتے ہیں جو غیر ممالک تو کجا اپنے شہر کے کالج میں بھی تعلیم حاصل نہ کی۔ بھلا ان سے کیا معلوم ہو سکتا ہے۔ دو چار دن کے بعد مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے ان کو پریشان دیکھ کر پھر یہی مشورہ دیا۔ پھر ان صاحب نے وہی جواب دیا اور سفر یورپ کا سامان شروع کر دیا۔ مولانا صاحب موصوف نے پھر ان سے فرمایا تو غصے بھرے لہجے میں کہا کہ مولانا عقل بھی کوئی چیز ہے۔ آپ مجھ کو کیا رائے دیتے ہیں۔ اس پر مولانا نے فرمایا۔ آخر اس میں حرج ہی کیا ہے۔ اتنے بڑے سفر کے مقابلہ میں بریلی جانا

Marfat.com

تو کوئی چیز نہیں۔ سیدھی گاڑی جاتی ہے۔ کئی گھنٹے کا سفر ہے۔ آپ ہو تو آیئے۔ آخر ان کی سمجھ میں بھی بات آگئی (اور وہ بریلی شریف حاضر ہو گئے)....

**علم لدُنی** (اعلیٰ حضرت نے مزاج پرسی کے بعد تشریف آوری کی غرض دریافت کی۔ وائس چانسلر صاحب موصوف نے فرمایا کہ میں ریاضی کا ایک مسئلہ دریافت کرنے آیا ہوں ارشاد ہُوا، فرمائیے۔ انہوں نے کہا وہ ایسی بات نہیں ہے جسے میں اتنی جلدی عرض کر دوں — فرمایا۔ آخر کچھ تو فرمائیے۔ غرض وائس چانسلر صاحب نے سوال پیش کر دیا۔ اعلیٰ حضرت نے سنتے ہی فرمایا کہ اس کا جواب یہ ہے۔ یہ سن کر ان کو حیرت ہوگئی اور گویا آنکھ سے پردہ اٹھ گیا — بے اختیار بول اٹھے۔ میں سنا کرتا تھا کہ "علم لدنی" بھی کوئی شے ہے۔ آج آنکھ سے دیکھ لیا۔ میں تو اس مسئلے کے حل کے لیے جرمن جانا چاہتا تھا کہ ہمارے دینیات کے پروفیسر جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے میری رہبری فرمائی۔ مجھے جواب سُن کر تو ایسا معلوم ہو رہا ہے گویا جناب اسی مسئلہ کو کتاب میں دیکھ رہے تھے۔ سنتے ہی فی البدیہہ تشفی بخش نہایت اطمینان کا جواب دیا اور بہت شاداں و فرحاں علی گڑھ واپس ہوئے۔

**صحبت کا اثر** مجھے یہ واقعات سن کر بہت تعجب ہُوا اور میں مشکوک رہا۔ اتفاق سے ۱۹۲۹ء میں میں شملہ گیا۔ اس زمانہ میں وائس چانسلر صاحب بھی حسن اتفاق سے شملہ آئے ہوئے تھے اور سیسل ہوٹل میں مقیم تھے۔ میں وہاں گیا اور ان سے ملا اور کہا کہ میں ایک امر کی تحقیق و تفتیش آپ سے چاہتا ہوں۔ فرمایا۔ کل صبح بعد نماز فجر۔ دوسرے دن سویرے ہی گیا اور ان سے دریافت کیا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ ریاضی کا کوئی مسئلہ معلوم کرنے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بریلی تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کو کیسا پایا۔ فرمایا۔ بہت ہی خلیق منکسر المزاج اور ریاضی بہت اچھی خاصی جانتے تھے۔ باوجودیکہ کسی سے پڑھا نہیں۔ ان کو علم لدنی تھا۔ میرے سوال کا جواب بہت مشکل اور لاحل تھا۔ ایسا فی البدیہہ جواب دیا۔ گویا اسی مسئلہ پر عرصہ سے ریسرچ کیا ہے۔ اب ہندوستان میں کوئی جاننے والا نہیں ہے .... بریلی سے واپس ہونے پر وائس چانسلر صاحب نے داڑھی رکھلی اور نماز کے بھی پابند ہوئے۔

(حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۵۴-۱۵۵)

Marfat.com

**لاہور فتح دہلی پر دھمک** ایک مرتبہ مولوی غلام حسین صاحب یعنی مولوی محمد حسین صاحب بریلوی موجد طلسمی پریس کے والد ماجد تشریف لائے جو علم نجوم میں کامل اور اس فن کے ماہر تھے اور اعلیٰ حضرت سے فرمایا۔ مولوی (صاحب) سنتے ہو۔ "لاہور فتح دہلی پر دھمک" اعلیٰ حضرت نے فرمایا یہ کیسے ؟ انہوں نے ایک زائچہ پیش کیا جو تیار کر کے لائے تھے۔ اس کو اعلیٰ حضرت کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت نے اس کو ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا۔ یہ نہ ہوگا بلکہ اس کا حاصل فقط تبدیل سلطنت ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں یہی ہوگا جو میں نے حکم لگایا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ اس کا اثر میرے خیال میں یہ نہیں۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے اور تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد مکان پر تشریف لے گئے پھر کئی مہینہ کے بعد دوبارہ تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت نے دریافت فرمایا کہئے حضرت، کہاں لاہور فتح اور دہلی پر دھمک ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا حکم لگانا بھی تو غلط ہوا۔ کہاں تبدیل سلطنت ہوئی۔ ارشاد فرمایا۔ سلطنت تو بدل گئی۔ پہلے ملکہ وکٹوریہ کی سلطنت تھی یعنی ولیم کے خاندان میں اور آج کل ایڈورڈ ہفتم بادشاہ ہیں۔ ان کا خاندان دوسرا ہے .... مولوی غلام حسین صاحب خاموش ہو گئے —————— !

**گھنگھور گھٹا** ایک اور واقعہ انہیں کا ہے۔ ایک دن تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت نے دریافت فرمایا۔ فرمائیے بارش کا کیا انداز ہے کب تک ہوگی۔ انہوں نے ستاروں کی وضع سے زائچہ بنایا اور فرمایا کہ اس مہینہ میں پانی نہیں ہے آئندہ ماہ میں ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ زائچہ اعلیٰ حضرت کی طرف بڑھا دیا۔ اعلیٰ حضرت نے دیکھ کر فرمایا۔ اللہ کو سب قدرت ہے، چاہے تو آج بارش ہو۔ انہوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ ستاروں کی وضع کو نہیں دیکھتے حضرت نے فرمایا۔ میں سب دیکھ رہا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ستاروں کے واضع اور اس کی قدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں .... رب العزت جل جلالہ قادر مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت جہاں چاہے پہنچا دے۔ وہ چاہے تو ایک مہینہ ایک ہفتہ ایک دن کیا ابھی بارش ہونے لگے .... اتنا زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ چاروں طرف سے گھنگھور گھٹا آگئی اور پانی برسنے لگا (حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۵۰)

ـہ ۲۱ بعد میں ہزار سے بڑھ گئی تھیں (کمامر فی حاشیہ ۶)

ـہ ۲۲ بعد میں بارہ ضخیم جلدیں مرتب ہوگئی تھیں (کمامر فی حاشیہ ۶)

ـہ ۲۳ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کے بعض ملفوظات ملاحظہ ہوں۔ میرے پاس عملیات کے ذخائر بھرے ہیں لیکن بحمداللہ تعالیٰ آج تک کبھی اس طرف خیال بھی نہیں کیا۔ ہمیشہ ان دعاؤں پر جو احادیث میں ارشاد ہوئیں عمل کیا۔ میری تمام مشکلات انہیں سے حل ہوتی رہتی ہیں۔

**خدا کی قسم جہاز نہ ڈوبے گا**

پہلی بار کی حاضری (حرمین طیبین ۱۲۹۵ھ میں) حضرات والدین ماجدین کے ہمراہ رکاب تھی۔ اس وقت مجھے تئیسواں سال تھا۔ واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا تھا۔ اس کی تفصیل میں بہت طول ہے لوگوں نے کفن پہن لیے تھے حضرت والدہ ماجدہ کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کے لیے بیساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ اطمینان رکھیں۔ خدا کی قسم یہ جہاز نہ ڈوبے گا۔ یہ قسم میں نے حدیث ہی کے اطمینان پر کھائی تھی جس میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد ہوئی ہے میں نے وہ دعا پڑھ لی تھی لہٰذا حدیث کے وعدہ صادقہ پر مطمئن تھا پھر بھی قسم کے نکل جانے سے خود مجھے اندیشہ ہوا اور معاً حدیث یاد آئی "مَنْ یَتَاَلَّ عَلَی اللّٰہِ یُکَذِّبْہُ" حضرت عزت کی طرف رجوع کی اور سرکار رسالت سے مدد مانگی۔ الحمدللہ کہ وہ مخالف ہوا کہ تین دن سے بشدت چل رہی تھی وہ گھڑی میں موقوف ہوگئی اور جہاز نے نجات پائی (ملفوظات صفحہ ۲ ج ۲)

**اپنے حکیم سے کہہ لوں**

(بموقع حج دوم ۱۳۲۳ھ) میں جب ہمارا جہاز کامران پہنچا تو میں اور میرے سب ساتھی) قرنطینہ میں داخل ہوئے۔ وہاں دس روز ٹھہرنا ہوا... اب یہاں کامران میں نو دن ہو چکے کل جہاز پر جانا ہے۔ دفعتہً رات کو میرے سب ساتھیوں کو درد شکم و اسہال عارض ہوا۔ میرے درد تو نہ تھا مگر پانچ بار اجابت کو مجھے جانا ہوا، دن چڑھ گیا اور ڈاکٹر کے آنے کا وقت ہوا.... میں نے کہا ذرا ٹھہر دیں اپنے حکیم سے کہہ لوں۔ مکان سے باہر جنگل میں آیا اور حدیث کی دعائیں پڑھیں اور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استمداد کی.... مجھے مکان سے باہر آئے شاید دس منٹ ہوئے ہوں گے ... جو مکان میں جا کر دیکھا بحمدللہ سب کو ایسا تندرست پایا کہ گویا مرض ہی نہ تھا۔ درد وغیرہ کیا اس

Marfat.com

کا ضعف بھی نہ تھا۔ سب ڈھائی تین میل پیادہ چل کر سمندر کے کنارے پہنچے (ملفوظات صفحہ ۶ ج ۲)

## ایک عربی صاحب

جدہ شریف میں جب جہاز پہنچا۔ حجاج کی بے حد کثرت اور جانے کا صرف ایک راستہ .... بھلا ایسی حالت میں کس طرح گذر ہو۔ زنانی سواریاں ساتھ۔ پانچ گھنٹے اسی انتظار میں گزر گئے کہ ذرا ہجوم کم ہو تو سواریاں لے چلیں لیکن اس وقت سلسلہ منقطع نہ ہونا تھا نہ ہوا یہاں تک کہ دوپہر قریب ہو گیا۔ دھوپ، بھوک اور پیاس، سب باتیں جمع تھیں کہ ننھے میاں اور سب لوگ نہایت پریشان۔ جب بہت دیر ہو گئی تو ننھے میاں اور حامد رضا خان نے مجھے آکر کہا "میاں آخر کب تک بھوکے پیاسے دھوپ میں کھڑے رہیں گے۔" میں نے کہا کہ تمہیں جلدی ہے تو جاؤ، میں تاوقتیکہ بھیڑ کم نہ ہو، زنانی سواریوں کو نہیں لے جاؤں گا اب کس کی مجال تھی جو کچھ کہتا مجبوراً خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب جن کو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا میرے پاس تشریف لائے اور بعد سلام علیک پہلا لفظ یہ فرمایا "یَا شَیْخُ مَا لِیْ اَرَاکَ حَزِیْنًا" کیا سبب ہے کہ میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا۔ پریشانی ظاہر ہے ہمارے ساتھ مستورات ہیں اور مردوں کا یہ کثیر ہجوم! ہمیں پانچ گھنٹے یہاں کھڑے ہو گئے۔ فرمایا۔ اپنے مردوں کا حلقہ بنا کر عورتوں کو درمیان میں لے لو اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ غرض حلقہ میں عورتوں کو لے کر ان عربی صاحب کے پیچھے ہو لیے۔ ہم نے دیکھا کہ راستہ بھر ہمارے شانے سے بھی کسی غیر شخص کا شانہ نہیں لگا۔ جب راستہ طے ہوا فوراً وہ عربی صاحب نظروں سے غائب ہو گئے (ملفوظات صفحہ ۷ ج ۲)

## بخار جاتا رہا

جدہ پہنچتے ہی مجھے بخار آ گیا اور میری عادت ہے کہ بخار میں سردی بہت معلوم ہوتی ہے۔ محاذات یَلَمْلَمْ سے بحمد اللہ تعالیٰ احرام باندھ چکا تھا۔ اس سردی میں رضائی گردن تک اوپر سے ڈال لیتا کہ احرام میں چہرہ چھپانا منع ہے سو جاتا، آنکھ کھلی تو بحمد اللہ تعالیٰ رضائی گردن سے اصلاً نہ بڑھی ہوتی۔ تین روز جدہ میں رہنا ہوا، اور بخار ترقی پر ہے آج چل کر جدہ کے کھلے میدان میں رات بسر کرنی ہوگی۔ بخار میں کیا حالت ہو گی۔ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی۔ بحمد اللہ تعالیٰ معاً بخار جاتا رہا اور تیرھویں تک عود نہ کیا۔ جب بفضلہ تعالیٰ تمام مناسک حج سے فارغ ہو لیے تیرھویں تاریخ بخار

Marfat.com

نے عود کیا۔ میں نے کہا۔ اب آیا کیجئے۔ ہمارا کام رب العزت نے پورا کر دیا (ملفوظات صفحہ ۷ ج ۲)

**ہر طرح امان**

(جب واپس ہوئے تو راستہ میں طوفان آیا اور ایسا سخت کہ جہاز کا لنگر ٹوٹ گیا سخت ہولناک آواز پیدا ہوئی مگر دعاؤں کی برکت کہ مولی تعالی نے ہر طرح امان رکھی (ملفوظات صفحہ ۳۶ ج ۲)

**بارہ آنے محصول**

جب کراچی پہنچے ہمارے پاس صرف ڈو روپے تھے اور اس زمانے تک وہاں کسی سے تعارف نہ تھا۔ جہاز کنارے کے قریب ہی لگا اور عین ساحل پر چونگی کی چوکی جس میں انگریز یا کوئی گورا نوکر۔ اسباب کثیر، میاں محصول تک دینے کو نہیں۔ ہر چیز کی تعلیم وارشاد فرمانے والے پر بے شمار درود وسلام۔ ان کی ارشاد فرمائی ہوئی دعا پڑھی۔ وہ گورا آیا اور اسباب دیکھ کر بارہ آنے محصول کیا۔ ہم نے شکر الٰہی کیا اور بارہ آنے دے دیے۔ چند منٹ بعد وہ پھر واپس آیا اور کہا نہیں نہیں۔ اسباب دکھاؤ۔ سب صندوق وغیرہ دیکھے اور پھر بارہ آنے کہہ کر چلا گیا پھر واپس آیا اور سب صندوق کھلوا کر اندر سے دیکھے اور پھر بارہ ہی آنے کہے اور رسید دے کر چلا گیا۔ اب سوا روپیہ باقی رہا اس میں سے منجھلے بھائی مرحوم مولوی حسن رضا خاں کو تار دیا کہ دو سو روپیہ بھیجو.... روپے پہنچ گئے (ملفوظات صفحہ ۳۷ ج ۲)

**رب سے دعا حضور سے مدد**

ایک بار اپنے دیہات کو گیا تھا کوئی دیہی مقدمہ پیش آیا جس میں چوپال کے تمام ملازموں کو بدایوں جانا پڑا۔ میں تنہا رہا۔ اس زمانے میں معاذ اللہ قولنج کے دَورے ہُوا کرتے تھے۔ اس دن ظہر کے وقت سے درد شروع ہُوا۔ اسی حالت میں جس طرح بنا وضو کیا۔ اب نماز کو نہیں کھڑا ہُوا جاتا۔ رب عز وجل سے دعا کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مدد مانگی۔ مولی عز وجل مضطر کی پکار سنتا ہے۔ میں نے سنتوں کی نیت باندھی۔ درد بالکل نہ تھا۔ جب سلام پھیرا اسی شدت سے تھا۔ فوراً اُٹھ کر فرضوں کی نیت باندھی درد جاتا رہا۔ جب سلام پھیرا وہی حالت تھی۔ بعد کی سنتیں پڑھیں درد موقوف۔ اور سلام کے بعد پھر بدستور۔ میں نے کہا۔ اب عصر تک ہوتا رہ (ملفوظات صفحہ ۹ ج ۲)

**محبوب الٰہی کی درگاہ**

میری عمر کا نیسواں سال تھا حضرت محبوب الٰہی کی درگاہ میں حاضر ہُوا۔ احاطہ میں مزامیر وغیرہ کا شور مچا تھا۔ طبیعت منتشر

Marfat.com

ہوتی تھی۔ میں نے عرض کیا۔ حضور! میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اس شور و شغب سے مجھے نجات ملے۔ جیسے ہی پہلا قدم روضۂ مبارک میں رکھا ہے کہ معلوم ہوا سب ایک دم چپ ہو گئے میں سمجھا کہ واقعی سب لوگ خاموش ہو گئے۔ قدم درگاہ شریف سے باہر نکالا پھر وہی شور و غل تھا پھر اندر قدم رکھا پھر وہی خاموشی۔ معلوم ہوا کہ یہ سب حضرت کا تصرف ہے (ملفوظات صفحہ ۵۱ ج ۲)

## نہ مجھے طاعون ہے نہ ہوگا

ایک صاحب نے میری دعوت کی۔ باصرار لے گئے۔ ان دنوں جناب سید حبیب اللہ صاحب دمشقی فقیر کے یہاں مقیم تھے ان کی بھی دعوت تھی۔ میرے ساتھ تشریف لے گئے۔ وہاں دعوت کا یہ سامان تھا کہ چند لوگ گائے کے کباب بنا رہے تھے اور حلوائی پوریاں۔ یہی کھانا تھا۔ سید صاحب نے مجھ سے فرمایا تو (آپ) گائے کے گوشت کا دکے، عادی نہیں۔ اور یہاں کوئی اور چیز موجود نہیں۔ بہتر کہ صاحب خانہ سے کہہ دیا جائے۔ میں نے کہا یہ میری عادت نہیں۔ وہی پوریاں کباب کھائے۔ اسی دن مسوڑوں میں ورم ہو گیا۔ اور اتنا بڑھا کہ حلق اور منہ بالکل بند ہو گیا۔ مشکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اتارتا اور اسی پر اکتفا کرتا۔ بات بالکل نہ کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ قرأت سریہ بھی میسر نہ تھی سنتوں میں بھی کسی کی اقتداء کرتا۔ اس وقت مذہب حنفی میں عدم جواز قرأت خلف الامام کا یہ نفیس فائدہ مشاہدہ ہوا۔ جو کچھ کسی سے کہنا ہوتا لکھ دیتا۔ بخار بہت شدید تھا اور کان کے نیچے گلٹیں۔ میرے منجھلے بھائی مرحوم ایک طبیب کو لائے۔ ان دنوں بریلی میں مرض طاعون بشدت تھا۔ ان صاحب نے بغور دیکھ کر سات آٹھ مرتبہ کہا۔ یہ وہی ہے، وہی ہے، وہی ہے یعنی طاعون۔ میں بالکل کلام نہ کر سکتا تھا۔ اس لیے انہیں جواب نہ دے سکا۔ حالانکہ میں خوب جانتا تھا یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ نہ مجھے طاعون ہے نہ ان شاء اللہ العزیز کبھی ہوگا۔ اس لیے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھ کر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے جسے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لے گا اس بلا سے محفوظ رہے گا وہ دعا یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا جن جن امراض کے مریضوں جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اسے پڑھا بحمدہ تعالیٰ آج تک ان سے محفوظ ہوں اور بعونہ تعالے ہمیشہ

Marfat.com

محفوظ رہوں گا..... مجھے ارشاد حدیث پر اطمینان تھا کہ مجھے طاعون کبھی نہ ہوگا۔ آخر شب میں کرب بڑھا۔ میرے دل نے درگاہ الٰہی میں عرض کی اَللّٰھُمَّ صَدِّقِ الْحَبِیْبَ وَکَذِّبِ الطَّبِیْبَ (اے اللہ اپنے حبیب کے سچ کو اور طبیب کے جھوٹ کو ظاہر فرما)

کسی نے میرے داہنے کان میں منہ رکھ کر کہا کہ "مسواک اور سیاہ مرچیں" لوگ باری باری سے میرے لیے جاگتے۔ اس وقت جو شخص جاگ رہا تھا۔ میں نے اشارے سے اسے بلایا۔ اور اسے مسواک اور سیاہ مرچ کا اشارہ کیا۔ وہ مسواک تو سمجھ گئے۔ گول مرچ کس طرح سمجھیں بغرض بمشکل سمجھے۔ جب یہ دونوں چیزیں آئیں۔ بدقت میں نے مسواک کے سہارے پر تھوڑا تھوڑا منہ کھولا، اور دانتوں میں مسواک رکھ کر چھوڑ دی کہ دانتوں نے بند ہو کر دبالی۔ پسی ہوئی مرچیں اسی راہ سے داڑھوں تک پہنچائیں۔ تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ایک کلی خالص خون کی آئی مگر کوئی تکلیف واذیت محسوس نہ ہوئی۔ اس کے بعد ایک کلی خون کی اور آئی اور بحمد اللہ تعالیٰ وہ گلٹیں جاتی رہیں۔ منہ کھل گیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ آپ کا وہ طاعون بفضلہ تعالیٰ دفع ہوگیا اور تین روز میں بعونہ تعالیٰ بخار بھی جاتا رہا (ملفوظات صفحہ ۱۴ تا ۱۷ ج ۱)

## آشوبِ چشم پھر نہ ہوا

مجھے نوعمری میں آشوبِ چشم اکثر ہو جاتا اور بوجہ حدت مزاج بہت تکلیف دیتا تھا۔ ۱۹ سال کی عمر ہوگی۔ رام پور جاتے ہوئے ایک شخص کو رمدِ چشم میں مبتلا دیکھ کر یہ دعا پڑھی جب سے اب تک آشوبِ چشم پھر نہ ہوا۔ اسی زمانہ میں صرف دو مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک آنکھ کچھ دبی معلوم ہوئی۔ دو چار دن بعد وہ صاف ہوگئی۔ دوسری دبی پھر وہ بھی صاف ہوگئی مگر درد کھٹک سرخی، کوئی تکلیف اصلاً کسی قسم کی نہیں..... اس دعا کی برکت سے یہ (آشوبِ چشم) تو جاتا رہا (ملفوظات صفحہ ۱۵ تا ۱۶ ج ۱)

## مقدمہ نزولِ آب

جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ھ میں بعض اہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ کامل باریک خط کی کتابیں شبانہ روز علی الاتصال دیکھنا ہوا۔ گرمی کا موسم تھا۔ دن کو اندر کے دالان میں کتابیں دیکھتا اور لکھتا۔ اٹھائیسواں سال تھا۔ آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا۔ ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا۔ سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز دماغ سے داہنی آنکھ میں اتر آئی۔ بائیں آنکھ بند کرکے داہنی آنکھ سے دیکھا، تو

Marfat.com

وسط شی مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا۔ اس کے نیچے شے کا جتنا حصہ ہوا وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا ..... حکیم سید مرزا اشفاق حسین صاحب مرحوم سمبوانی ڈپٹی کلکٹر طبابت بھی کرتے تھے اور فقیر کے مہربان تھے۔ فرمایا۔ مقدمہ نزولِ آب ہے۔ بیس برس بعد (خدانہ کردہ) پانی اتر آئے گا۔ میں نے التفات نہ کیا اور نزولِ آب والے کو دیکھ کر وہی دعا پڑھ لی اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر مطمئن ہو گیا ۱۳۱۶ھ میں ایک اور حاذق طبیب کے سامنے ذکر ہوا۔ بغور دیکھ کر کہا۔ چار برس بعد (خدانخواستہ) پانی اتر آئے گا۔ ان کا حساب ڈپٹی صاحب کے حساب کے بالکل موافق آیا۔ انہوں نے بیس برس کہے تھے انہوں نے سولہ برس بعد چار کہے۔ مجھے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر وہ اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے سے معاذ اللہ متزلزل ہوتا۔ بیس درکنار، تیس برس سے زائد گزر چکے ہیں اور وہ حلقہ ذرہ بھر نہ بڑھا نہ بعونہ تعالیٰ بڑھے۔ نہ میں نے کتاب بینی میں کبھی کمی کی نہ انشاء اللہ تعالیٰ کروں۔ یہ میں نے اس لیے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائم و باقی معجزات ہیں جو آج تک آنکھوں دیکھے جارہے اور قیامت تک اہلِ ایمان مشاہدہ کریں گے۔ میں اگر انہیں واقعات کو بیان کروں جو ارشادات کے منافع مَیں نے خود اپنی ذات میں مشاہدہ کیے، تو ایک دفتر ہو۔

(ملفوظات صفحہ ۱۶ تا ۱۷ ج ۱)

## مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے!

طاعون اور وبائی امراض جس قدر ہیں اور نابینائی و یک چشمی، برص، جذام وغیرہ کا مجھ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ یہ امراض تجھے نہ ہوں گے جس پر میرا ایمان ہے (کیونکہ میں نے ایسے مریضوں کو دیکھ کر ارشاد فرمودہ دعا پڑھی ہوئی ہے (ملفوظات صفحہ ۲۴ ج ۴)

## نورانی صورت آدمی کی آمد

میری اتنی عمر گزری لوگ میری مخالفت ہی کرتے رہے۔ ایک طرف کفار کا نرغہ۔ دوسری طرف حاسدین کا مجمع۔ مجھ سے بعض لوگوں نے کہا۔ مجموعہ اعمال بھرا ہوا ہے۔ سبنیاں بھری پڑی ہیں۔ کوئی عمل کر لیجیے۔ میں نے کہا۔ جنہوں نے یہ تلواریں مجھے دی ہیں انہیں کا یہ حکم ہے کہ تلوار یا تھ میں کبھی

Marfat.com

لینا۔ ہمیشہ ڈھال ہی سے کام لینا۔ چنانچہ کبھی کسی پر حربہ نہ کیا ..... وہ خود ایسی مدد کرتا ہے کہ اپنے آپ انتظام کرنے کی ضرورت نہیں۔ میری عمر ۹ اسال کی تھی۔ اس وقت رام پور کو ریل نہ تھی ـــــ بیل گاڑی پر سوار ہو گیا۔ ساتھ میں عورتیں بھی تھیں۔ راستہ میں دریا پڑا۔ گاڑی والے نے غلطی سے بیلوں کو اس میں ہانک دیا۔ اس میں دَلدَل تھی۔ بیل پہنچتے ہی گھٹنوں تک دھنس گئے اور نصف پہیہ گاڑی کا۔ جتنا بیل زور کرتے اندر دھنستے چلے جاتے تھے۔ اب میں نہایت حیران کہ ساتھ میں عورتیں ہیں اتر سکتا نہیں کہ دَلدَل میں خود دھنس جانے کا اندیشہ ـــــ اسی پریشانی میں تھا کہ ایک بوڑھے آدمی جن کی صورت نورانی اور سفید داڑھی تھی نہ اس سے پہلے انہیں دیکھا تھا نہ جب سے اب تک دیکھا تشریف لائے اور فرمایا۔ کیا ہے؟ میں نے تمام واقعہ عرض کیا۔ فرمایا۔ یہ تو کوئی بات نہیں۔ گاڑی والے سے فرمایا۔ ہانک! اس نے کہا۔ کدھر ہانکوں۔ آپ دیکھتے ہیں دَلدَل میں گاڑی پھنسی ہے۔ فرمایا۔ ارے تجھے ہانکنا نہیں آتا۔ ادھر کو ہانک۔ یہ کہہ کر پہیہ کو ہاتھ لگایا فوراً گاڑی دَلدَل سے نکل گئی۔ (ملفوظات صفحہ ۴۹ ج ۴)

## اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَخِیْ ھٰذَا

پہلی بار کی حاضری میں منا شریف کی مسجد میں مغرب کے وقت حاضر تھا۔ اس وقت میں وظیفہ بہت پڑھا کرتا تھا ..... جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے تو مسجد کے اندرونی حصہ میں ایک صاحب کو دیکھا کہ قبلہ رُو وظیفہ میں مصروف ہیں۔ میں صحن مسجد میں دروازہ کے پاس تھا اور کوئی تیسرا مسجد میں نہ تھا۔ یکایک ایک آواز گنگناہٹ سی اندر مسجد کے معلوم ہوئی جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے۔ فوراً میرے قلب میں یہ حدیث آئی "اہل اللہ کے قلب سے ایسی آواز نکلتی ہے جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے" میں وظیفہ چھوڑ کر ان کی طرف چلا کہ ان سے دعائے مغفرت کراؤں۔ کبھی میں کسی بزرگ کے پاس بحمد اللہ تعالیٰ دنیاوی حاجت لے کر نہ گیا۔ جب گیا تو اسی خیال سے کہ دعائے مغفرت کراؤں گا۔ غرض دو ہی قدم ان کی طرف چلا تھا کہ ان بزرگ نے میری طرف منہ کر کے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا اللھم اغفر لاخی ھذا، اللھم اغفر لاخی ھذا، اللھم اغفر لاخی ھذا (الٰہی میرے اس بھائی کو بخش) میں سمجھ گیا کہ فرماتے ہیں ہم نے تیرا کام کر دیا۔ اب تو ہمارے کام میں مخل نہ ہو۔ میں ویسے ہی لوٹ آیا (ملفوظات ص۵۰ ج۴)

Marfat.com

**مجذوب بشیر الدین** بریلی میں ایک مجذوب بشیر الدین صاحب اخوندزادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے جو کوئی ان کے پاس جاتا کم سے کم پچاس گالیاں سناتے۔ مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا .... ایک روز رات کے گیارہ بجے ان کے پاس پہنچا اور فرش پر جا کر بیٹھ گیا۔ وہ حجرے میں چارپائی پر بیٹھے تھے مجھ کو بغور پندرہ بیس منٹ تک دیکھتے رہے۔ آخر مجھ سے پوچھا۔ صاحب زادے تم مولوی رضا علی خاں صاحب کے کون ہو؟ میں نے کہا۔ میں ان کا پوتا ہوں۔ فوراً وہاں سے جھپٹے اور مجھ کو اٹھا کر لے گئے اور چارپائی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہاں تشریف رکھیے۔ پوچھا۔ کیا مقدمہ کے لیے آئے ہو۔ میں نے کہا مقدمہ تو ہے لیکن میں اس لیے نہیں آیا ہوں۔ میں تو صرف دعائے مغفرت کے واسطے حاضر ہوا ہوں۔ قریب آدھے گھنٹے تک برابر کہتے رہے "اللہ کرم کرے۔ اللہ رحم کرے۔ اللہ کرم کرے۔ اللہ رحم کرے۔" اس کے بعد میرے منجھلے بھائی (مولوی حسن رضا خاں صاحب مرحوم) ان کے پاس مقدمہ کی غرض سے حاضر ہوئے۔ ان سے خود ہی پوچھا۔ کیا مقدمہ کے لیے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا مولوی صاحب سے کہنا۔ قرآن شریف میں یہ بھی تو ہے نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ۔ بس دوسرے ہی دن مقدمہ فتح ہو گیا (ملفوظات صفحہ ۱۵ ج ۴)

۲۴ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کے ملفوظات میں ہے چوبیس صفر ۱۳۲۴ھ کو کعبۂ تن سے کعبۂ جان کی طرف روانہ ہوا ... حضرت مولانا سید اسماعیل اور بعض دیگر حضرات شہر مبارک (مکہ مکرمہ) سے باہر دور تک برسم مشایعت تشریف لائے... پہلی رات کہ جنگل میں آئی۔ صبح کی مثل روشن معلوم ہوتی تھی جس کا اشارہ میں نے اپنے قصیدہ حضور جان نور میں کیا جو حاضری دربار معلی میں لکھا گیا تھا ؎

وہ دیکھ جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی  پہروں نہیں کہ بست[۲۴] و چہارم صفر کی ہے

(ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۳۱ مطبوعہ نظامی پریس بدایوں)

۲۵ بعد میں ہزار سے بڑھ گئی تھیں (کما مر فی حاشیہ ۵) مگر اب تک صرف تین سو کے قریب طبع ہوئی ہیں (اعجاز الرضوی علیہ الرحمۃ)

۲۶ بعد میں بارہ ضخیم جلدیں مرتب ہو گئی تھیں (کما مر فی حاشیہ ۸)

Marfat.com

۲۷ یہ سات نسخے ان اجازت ناموں کے ہیں جو حرمین طیبین میں لکھے گئے اور جو اجازت نامے بریلی شریف سے بھیجے گئے یہ ان سے الگ ہیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز اس کی تصریح فرماتے ہیں۔ رخصت کے وقت قافلے کے اونٹ آلیے ہیں پابرکاب ہوں۔ اس وقت تک علماء کو اجازت نامے لکھ کر دیئے وہ سب تو "الاجازات المتینہ" میں طبع ہو گئے اور یہاں (بریلی) آنے کے بعد دونوں حرم محترم سے درخواستیں آیاکیں اور اجازت نامے لکھ کر گئے۔ یہ درج رسالہ نہیں (ملفوظات صفحہ ۳۶ ج ۲)

۲۸ موصوف کا ذکر ملفوظات صفحہ ۳۴ ج ۲ میں اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے اس طرح فرمایا یا سیدی علماء کرام نے یہاں (مدینہ طیبہ میں) بھی فقیر سے سندیں اور اجازتیں لیں۔ خصوصاً شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی۔ اس فقیر سے خطاب میں یا سیدی فرماتے میں شرمندہ ہوتا۔ ایک بار میں نے عرض کی۔ حضرت سید تو آپ ہیں۔ فرمایا۔ واللہ! سید تم ہو۔ میں نے عرض کی۔ میں سیدوں کا غلام ہوں۔ فرمایا، تو یوں بھی سید ہوئے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ قوم کا غلام آزاد شدہ انہیں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سادات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقے میں آفاتِ دنیا و عذاب قبر و عذاب حشر سے کامل آزادی عطا فرمائے۔ آمین ::

۲۹ "الاجازات المتینہ" کے ایک قلمی نسخہ میں قلت (میں نے کہا) سے پہلے مولانا اعجاز الرضوی علیہ الرحمت کی ایک عربی عبارت دیکھنے میں آئی جسے مع ترجمہ ذکر کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اَحْمَدُ رَضَاكَ واصلی واسلم علی مصطفاك وعلی کل حامد رضاك وعلی کل من والاہ ووالاك قال شیخنا واستاذنا المجدد الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورضاہ عنا

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان رحمت والا ہے۔ تعریف کرتا ہوں یا اللہ تیری رضا کی اور درود و سلام بھیجتا ہوں تیرے مصطفےٰ پر اور ہر اس شخص پر جو تیری رضا کا مداح ہے اور اس پر بھی جو اس سے اور تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ ہمارے شیخ ہمارے استاد، (چودھویں صدی کے) مجدد اعظم نے فرمایا (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور انہیں ہم سے راضی فرمائے) ::

Marfat.com

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ۔

کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

# شرح المطالب فی مبحث ابی طالب

تصنیف


مجدد المائۃ الحاضرہ حامی سنن ماحی فتن حضرت مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب
قادری برکاتی بریلوی دام فیضہم القوی



مکتبہ حامدیہ ـــــ گنج بخش روڈ ـــــ لاہور



Marfat.com

# فہرست


فصل اول ــــــ آیاتِ قرآنیہ جن سے ابُوطالب کا مسلمان نہ ہونا ثابت ۴۱۱

فصل دوم ــــــ احادیث صریحہ جن سے ابُوطالب کا عدمِ اسلام ثابت ۴۱۷

فصل سوم ــــــ اقوال ائمہ کرام و علمائے اعلام جن سے کفر ابی طالب ثابت ۴۲۷

فصل چہارم ــــــ علماء کی تصریحیں کہ درباره ابوطالب قول تکفیر ہی حق و صحیح ہے۔ ۴۳۸

فصل پنجم ــــــ علماء کی تصریحیں کہ کفر ابی طالب پر اجماع اہلسنت ہے۔ ۴۴۰

فصل ششم ــــــ علماء کی تصریحیں کہ اسلام ابوطالب ماننا روافض کا مذہب ہے۔ ۴۴۱

فصل ہفتم ــــــ شبہاتِ مخالفین کا ردّ ۴۴۳

شُبہہ اُولیٰ ــــــ کفالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۴۴۳

شُبہہ دوم ــــــ نصرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُس کے پانچ جواب۔ ۴۴۳

شُبہہ سوم ــــــ محبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عدم اسلام ابی طالب کی حکمتیں۔ ۴۴۶

شُبہہ چہارم ــــــ نعت شریف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۴۴۸

شُبہہ پنجم ــــــ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استغفار فرمانا ۴۴۹

شُبہہ ششم ــــــ حکایت جامع الاصول اور جواب میں اُن اہلبیت کرام کا ذکر جنھوں نے کفر ابی طالب کی تصریحیں کیں۔ ۴۴۹

شُبہہ ہفتم ــــــ عبارت شرح سفر السعادۃ ۴۵۰

شُبہہ ہشتم ــــــ وصیت نامہ اور اُس کے تین جواب ۴۵۱


Marfat.com

شُبہہ نہم — روایت مغازی ابن اسحاق اور اُس کے سات جواب۔ ۴۵۴

فصل ہشتم — کفر ابو طالب و ابولہب کا فرق اور کافر کے لیے دعائے مغفرت کا حرام ہونا۔ ۴۶۶

فصل نہم — اُن اسّی صحابہ و تابعین و ائمہ و علماء کے نام جن سے کفر ابی طالب کی تصریح اس رسالہ میں منقول ہوئی۔ ۴۶۸

فصل دہم — اُن ایک سو تیس کتب تفسیر و عقائد وغیرہا کے نام جن کی سندیں اس رسالہ میں منقول ہوئیں۔ ۴۷۱


---

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## مسئلہ از بدایوں ۱۲۹۴ھ بعبارت سوال وثانیا بالاجمال از احمد آباد گجرات، محلہ جمال پور قریب مسجد کانچ مرسلہ جماعت اہل سنّت ساکنانان احمد آباد۔ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۶ ہجری

**سوال** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ابوطالب کو کافر اور ابولہب و ابلیس کا مماثل کہتا ہے اور عمرو بدین دلائل اس سے انکار کرتا ہے کہ اُنھوں نے جناب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کفالت ونصرت وحمایت ومحبّت بدرجۂ غایت کی اور نعت شریف میں قصائد لکھے حضور نے ان کے لیے استغفار فرمائی اور جامع الاصول میں ہے کہ اہل بیت کے نزدیک وہ مسلمان مرے شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے شرح سفر السعادۃ میں فرمایا "کم از ان نہ باشد کہ دریں مسئلہ توقف کنند وحرفہ نگہدارند"۔ اور مواہب لدنیہ میں ایک وصیت نامہ اُن کا بنام قریش منقول جو حرفاً حرفاً اُن کے اسلام پر شاہد اِن دونوں میں کون حق پر ہے اور ابوطالب کو مثل ابولہب و ابلیس سمجھنا کیسا اور اُن کے کفر میں کوئی حدیث صحیح وارد ہوئی یا نہیں برتقدیر ثانی اُنھیں ضامن وکفیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سمجھ کر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں یا مثل کفار سمجھیں بینوا بسند الکتاب توجروا من الملک الوھاب بیوم القیمۃ والحساب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم ربنا ولوجھك الحمد احق ما قال العبد وکلنا لك عبد لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منك الجد لك الحمد علی ما ھدیت وعفوت وعافیت ومنحت واولیت تبارکت و

Marfat.com

خالیت سبحٰنك رب البیت مستجیرین بجمال وجهك الکریم من عذابك الالیم
شاهدین بان لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم انت العزیز الغالب لا یعجزك
هارب ولا یدرك مامنعت طالب ما علیك من واجب قدرت الاقدار ودورت الادوار و
ثبت فی الاسفار ما انت کاتب یعمل عامل بعمل الجنان فیظن الظان من الانس و
الجان ان سید خلها وکان قد کان فیغلبه الکتاب فاذا هو غائب ویفعل فاعل
فعال النیران فیحسب الجیران ومن طلع علیه النیران ان سیوردها وکان
ندحان فیدرکه القدر فاذا هو تائب ارسلت خیر خلقك وسراج افقك محمدا
لمبعوث بیسرك ورفقك لبشیرا ونذیرا وسراجا منیرا املأ ضوءه المشارق و
المغارب وعم نوره الاباعد والاقارب وحرم بقرب حضرته من حضرة قربه
ابو طالب فلك الحجة السامیة صل علی محمد صلاة نامیة وعلی اٰله وصحبه
واهله وحزبه صلاة ترضیك وترضیه وتحفظ المصلی عما یردیه وبارك وسلم
ابدا ابدا والحمد لله دائما سرمدا اٰمین اٰمین یا ارحم الراحمین۔

**الجواب** اس میں شک نہیں کہ ابو طالب تمام عمر حضور سید المرسلین سید الاولین والآخرین سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم الی یوم القرار کی حفظ وحمایت و کفالت ونصرت میں مصروف رہے اپنی اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا اور اس وقت میں ساتھ دیا کہ ایک عالم حضور کا دشمنِ جان ہوگیا تھا اور حضور کی محبت میں اپنے تمام عزیزوں قریبوں سے مخالفت گوارا کی سب کو چھوڑ دینا قبول کیا کوئی دقیقہ غمگساری وجان نثاری کا نامرعی نہ رکھا اور یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اُن پر ایمان لانے میں جنت ابدی اور تکذیب میں جہنم دائمی ہے بنی ہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو فلاح پاؤ گے نعت شریف میں قصائد ان سے منقول اور اُن میں براہِ فراست وہ امور ذکر کیے کہ اُس وقت تک واقع نہ ہوئے تھے بعد بعثت شریف اُن کا ظہور ہوا یہ سب احوال مطالعہ احادیث ومراجعت کتب سیر سے ظاہر ایک شعر اُن کے قصیدے کا صحیح بخاری شریف میں بھی مروی ہے

Marfat.com

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ
ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

وہ گورے رنگ والے جن کے روئے روشن کے توسل سے مینہ برستا ہے یتیموں کے جائے پناہ بیواؤں کے نگہبان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد بن اسحٰق تابعی صاحب سیر و مغازی نے یہ قصیدہ بتمامہا نقل کیا جس میں ایک سو دس بیتیں مدح جلیل ولغت منیع پر مشتمل ہیں۔ شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ شرح صراط مستقیم میں اِس قصیدہ کی نسبت فرماتے ہیں، دلالت دارد بر کمال محبت و نہایت معرفت نبوت او انتہیٰ مگر مجرد ان امور سے ایمان ثابت نہیں ہوتا۔ کاش یہ افعال و اقوال اُن سے حالتِ اسلام میں صادر ہوتے تو سیّدنا عباس بلکہ ظاہراً سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی افضل قرار پاتے اور افضل الاعمام حضور افضل الانام علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلاۃ والسلام کہلائے جاتے تقدیر الٰہی نے بر بنا اُس حکمت کے جسے وُہ جانے یا اُس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُنھیں گروہِ مسلمین و غلامان شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں شمار کیا جاتا منظور نہ فرمایا فاعتبروا یا اولی الابصار صرف معرفت گو کیسی ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہیں دانستن و شناختن اور چیز ہے اور اذعان و گرویدن اور کم کا فرتھے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم اور علمائے اہل کتاب تو عموماً جزم کلی رکھتے تھے حتیٰ کہ یہ امر اُن کے نزدیک کالعیان سے بھی زاید تھا معاینہ میں بصر غلطی بھی کرتی ہے اور یہاں کسی طرح کا شُبہہ واحتمال نہ تھا قال جل وعلا یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم وقال عز من قائل فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکفرین و قال جل ذکرہ یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰۃ والانجیل بعض کورچشم بدباطن وہابیہ عصر کہ اِس میں کلام کرتے اور کہتے ہیں اگر اہل کتاب کے یہاں حضور کا ذکر رسالت ہوتا تو ایمان کیوں نہ لاتے نصوص قاطعہ سے انکار اور خدا ورسول کی تکذیب اور یہود و نصاریٰ کی حمایت و تصدیق کرنے والے ہیں اعوذ باللہ من وسواس الشیطٰن شرح عقاید نسفی میں ہے لیست حقیقۃ التصدیق ان تقع فی القلب نسبۃ الصدق الی الخبر والمخبر من غیر

Marfat.com

اذعان وقبول بل ھو اذعان وقبول لذالك بحیث یقع علیہ اسم التسلیم علی ماصرح بہ الامام الغزالی اسی میں ہے بعض القدریۃ ذھب الی ان الایمان ھوالمعرفۃ واطبق علماؤنا علی فسادہ لان اھل الکتاب کانوا یعرفون نبوۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما کانوا یعرفون ابناءھم مع القطع بکفرھم بعدم التصدیق ولان من الکفار من کان یعرف الحق یقینا وانما کان ینکر عناداً او استکبارا قال اللہ تعالیٰ وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم محقق دوانی شرح عقاید عضدی میں فرماتے ہیں التلفظ بکلمتی الشہادتین مع القدرۃ علیہ شرط فمن اخل بہ فھو کافر مخلد فی النار ولا تنفعہ المعرفۃ القلبیۃ من غیر اذعان وقبول فان من الکفار من کان یعرف الحق یقینا وکان انکارہ عنادا واستکبارا کما قال اللہ تعالیٰ وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا۔ آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ متواترہ متظافرہ سے ابُوطالب کا کفر پر مرنا اور دمِ واپسیں ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحاب نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس میں کسی سُنّی کو مجال دم زدن نہیں ہم یہاں کلام کو سات فصل پر منقسم کریں۔

# فصل اوّل

آیات قرآنیہ آیت اولیٰ قال اللہ تبارک وتعالیٰ:

| | |
|---|---|
| انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین ۵ | اے نبی! تم ہدایت نہیں دیتے جسے دوست رکھو ہاں خدا ہدایت دیتا ہے جسے چاہے وُہ خوب جانتا ہے جو راہ پانے والے ہیں |

مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیہ کریمہ ابُوطالب کے حق میں نازل ہُوئی۔

معالم التنزیل میں ہے: نزلت فی ابی طالب۔

جلالین میں ہے: نزل فی حرصہ صلی اللہ علیہ وسلّم علیٰ ایمان عمہ ابیطالب۔

مدارک التنزیل میں ہے: قال الزجاج اجمع المفسرون انہا نزلت فی ابیطالب۔

Marfat.com

**کشاف زمخشری وتفسیر کبیر میں ہے:** قال الزجاج اجمع المسلمون انہا نزلت فی ابی طالب۔

**امام نووی شرح صحیح مسلم شریف کتاب الایمان میں فرماتے ہیں:** اجمع المفسرون علٰی انما نزلت فی ابی طالب وکذا نقل اجماعھم علٰی ھٰذا الزجاج وغیرہ۔

**مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے:** لقولہ تعالٰی فی حقہ باتفاق المفسرین انک لا تہدی من احببت۔

**حدیث اوّل** صحیح حدیث میں اس آیہ کریمہ کا سبب نزول یُوں مذکور کہ جب حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ابوطالب سے مرتے وقت کلمہ پڑھنے کو ارشاد فرمایا صاف انکار کیا اور کہا مجھے قریش عیب لگائیں گے کہ موت کی سختی سے گھبرا کر مسلمان ہوگیا ورنہ حضور کی خوشی کر دیتا اس پر رب العزۃ تبارک وتعالٰی نے یہ آیۂ کریمہ اتاری یعنی اے حبیب! تم اس کا غم نہ کرو تم اپنا منصبِ تبلیغ ادا کر چکے ہدایت دینا اور دل میں نورِ ایمان پیدا کرنا یہ تمہارا فعل نہیں اللہ عزّ وجل کے اختیار ہے اور اُسے خوب معلوم ہے کہ کِسے یہ دولت دے گا کِسے محروم رکھے گا۔

**صحیح مسلم شریف کتاب الایمان وجامع ترمذی کتاب التفسیر میں** سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لعمہ (زاد مسلم فی اخری عند الموت) قل لا الہ الا اللہ اشھد لک بہا یوم القیٰمۃ قال لولا ان تعیرنی قریش یقولون انما حملہ علٰی ذٰلک الجزع لاقررت عینک فانزل اللہ عزوجل انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء۔

**معالم ومدارک وبیضاوی وارشاد العقل السلیم وخازن وفتوحات الٰہیہ** وغیرہا تفاسیر میں اسی حدیث کا حاصل اس آیت کے نیچے ذکر کیا۔

**آیت ثانیہ** قال جل جلالہٗ:

| | |
|---|---|
| ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان | روا نہیں نبی اور ایمان والوں کو کہ |
| یستغفروا للمشرکین ولو کانوا | استغفار کریں مشرکوں کے لیے اگرچہ وہ |

Marfat.com

اولی قربی من بعد ما تبین لھم انھم اصحٰب الجحیم۔ | اپنے قرابت والے ہوں بعد اس کے کہ اُن پر ظاہر ہو چکا کہ وُہ بھڑکتی آگ میں جانے والے ہیں۔

یہ آیت کریمہ بھی ابوطالب کے حق میں نازل ہُوئی۔

**تفسیر امام نسفی** میں ہے: ھم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یستغفر لابی طالب فنزل ماکان للنبی۔

**جلالین** میں ہے: نزل فی استغفارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعمہ ابی طالب

**امام عینی** عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: قال الواحدی سمعت اباعثمان الحیری سمعت ابا الحسن بن مقسم سمعت ابا اسحٰق الزجاج یقول فی ھذہ الآیۃ اجمع المفسرون انھا نزلت فی ابی طالب یعنی واحدی نے اپنی تفسیر میں بسند خود ابو اسحاق زجاج سے روایت کی کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اُتری۔

**اقول** ھکذا اثرہ ھھنا والمعروف من الزجاج قولہ ھذا فی الآیۃ الاولی کما سمعت والمذکور ھھنا فی المعالم وغیرھا ان الآیۃ مختلف فی سبب نزولھا فلیراجع تفسیر الواحدی فلعلہ اراد اتفاق الاکثرین ولم یلق للخلاف بالا لکونہ خلاف ما ثبت فی الصحیح۔

**بیضاوی** میں پہلا قول اس آیت کا نزول دربارہ ابی طالب لکھا۔

**علامہ شہاب خفاجی** اس کی شرح عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی میں فرماتے ہیں: ھو الصحیح فی سبب النزول یعنی یہی صحیح ہے اسی طرح اس کی تصحیح **فتوح الغیب** و **ارشاد الساری** میں کی ہے اور فرمایا یہی حق ہے۔ کما سیاتی وھذہ التصحیحات ایضا اٰیۃ الخلاف کمالیس بخاف۔

**حدیث دوم** صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن نسائی میں ہے: واللفظ لمحمد قال حدثنا محمود فذکر لسندہ عن سعید بن المسیب عن ابیہ رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہما ان اباطالب لما حضرتہ الوفاۃ دخل علیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعندہ ابوجہل فقال ای عم قل لا الہ الا اللہ کلمۃ احاج لک بہا عند اللہ فقال ابوجہل وعبد اللہ بن امیۃ یا ابا طالب ترغب عن ملۃ عبد المطلب فلم یزالا یکلمانہ حتی قال اخر شیئ کلمہم بہ علی ملۃ عبد المطلب (زاد البخاری فی الجنائز وتفسیر سورۃ القصص کمثل مسلم فی الایمان وابی ان یقول لا الہ الا اللہ) فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاستغفرن لک ما لم انہ عنہ فنزلت ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لہم انہم اصحب الجحیم ۝ ونزلت انک لا تہدی من احببت۔ اس حدیث جلیل سے واضح کہ ابوطالب نے وقتِ مرگ کلمہ طیبہ سے صاف انکار کر دیا اور ابوجہل لعین کے اغواسے حضورِ اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد قبول نہ کیا۔ حضور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر بھی وعدہ فرمایا کہ جب تک اللہ عزّ وجلّ مجھے منع نہ فرمائے گا میں تیرے لیے استغفار کروں گا مولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ نے یہ دونوں آیتیں اُتاریں اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابوطالب کے لیے استغفار سے منع کیا اور صاف ارشاد فرمایا کہ مشرکوں دوزخیوں کے لیے استغفار جائز نہیں۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ اما تزییف الزمخشری نزول الایۃ فیہ بان موت ابیطالب کان قبل الھجرۃ وھٰذا اٰخر ما نزل بالمدینہ اھ فمردود بما فی ارشاد الساری عن الطیبی عن التقریب[۲۴] انہ یجوز ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یستغفر لابی طالب الی حین نزولہا والتشدید مع الکفار انما ظہر فی ھٰذہ السورۃ اھ قال اعنی القسطلانی قال فی فتوح الغیب ھٰذا ھو الحق وروایۃ نزولہا فی ابی طالب ھی الصحیحۃ اھ وکذا اردہ الامام الرازی[۲۵] فی الکبیر وقال العلامۃ الخفاجی فی عنایت القاضی بعد نقل کلام التقریب اعتمدہ من بعدہ من الشراح ولا نیا فیہ قولہ فی الحدیث فنزلت لامتداد استغفارہ لہ الی نزولہا اولان الفاء للسببیۃ بدون تعقیب اھ۔

Marfat.com

**اقول** والدلیل علی الاستمرار واستدامۃ الاستغفار قول سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاستغفرن لک مالم انہ عنہ فہذا مقام الجزم دون التجویز والاستظہار علا ان الامام الجلیل الجلال السیوطی فی کتاب الاتقان عقد فصلا لبیان ما نزل من ایات السور المکیۃ بالمدینۃ وبالعکس وذکر فیہ عن بعضہم ان ایۃ ما کان للنبی الایۃ مکیۃ نزلت فی قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب لاستغفرن لک مالم انہ عنک واقرہ علیہ فعلی ہذا یزھق الاشکال من راسہ ثم ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر فانزل اللہ بعد ذلک قال الحافظ فی فتح الباری الظاہر نزولہا بعدہ بمدۃ لروایۃ التفسیر اھ وھذا ایضا یطیح الشبھۃ من راسہا افادھذین العلامۃ الزرقانی[۲۶] فی شرح المواھب وبعد اللتیا والتی اذ قد افصح الحدیث الصحیح بنزولہا فیہ فکیف ترد الصحاح بالھوسات۔

## آیت ثالثہ:

قال عزمجدہ وھم ینھون عنہ وینأون عنہ وان یھلکون الا انفسہم وما یشعرون ۵

وہ اس نبی سے اوروں کو روکتے اور باز رکھتے ہیں اور خود اس پر ایمان لانے سے بچتے اور دور رہتے ہیں اور اس کے باعث خود اپنی ہی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور انھیں شعور نہیں۔

یعنی جان بوجھ کر بے شعوروں کے سے کام کرے اُس سے بڑھ کر بے شعور کون، سلطان[۲۷] المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان[۲۸] کے تلمیذ رشید سیدنا امام اعظم کے استاد مجید امام عطاء بن ابی رباح ومقاتل[۲۹] وغیرہم مفسرین فرماتے ہیں: یہ آیت ابو طالب کے باب میں اُتری۔

تفسیر امام بغوی محی السنہ میں ہے: قال ابن عباس ومقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینھی الناس عن اذی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویمنعہم وینای عن الایمان بہ ای یبعد۔

Marfat.com

**انوار التنزیل** میں ہے: ینھون عن التعرض لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وینأون عنہ فلا یومنون بہ کابی طالب۔

فریابی اور عبدالرزاق اپنے مصنف اور سعید بن منصور سنن میں اور عبید بن

**حدیث سوم** حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وطبرانی وابوالشیخ وابن مردویہ او حاکم مستدرک میں بافادۂ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی قال نزلت فی ابی طالب کان ینھی عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وینأی عما جاء بہ۔ یعنی یہ آیت ابوطالب کے بارے میں اُتری اور کافروں کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ایذا سے منع کرتے بازرکھتے اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایمان لانے سے دُور رہتے قال فی مفاتیح الغیب فیہ قولان منہم من قال المراد انہم ینھون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ وقال عطاء ومقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینھی قریشا عن ایذاء النبی علیہ الصلاۃ والسلام ثم تیباعد عنہ ولا یتبعہ علی دینہ والقول الاول اشبہ لوجھین الاول ان جمیع الایات المتقدمہ علی ھذہ الایۃ تقتضی ذم طریقتھم فکذٰلک قولہ وھم ینھون عنہ ینبغی ان یکون محمولا علی امر مذموم فلو حملناہ علی ان اباطالب کان ینھٰی عن ایذائہ لما حصل ھٰذا النظم والثانی انہ تعالٰی قال بعد ذٰلک وان یہلکون الا انفسہم یعنی بہ ما تقدم ذکرہ ولا یلیق ذٰلک ان یکون المراد من قولہ وھم ینھون عنہ النھی عن اذیتہ کان ذٰلک حسن لا یوجب الھلاک اھ۔

**اقول** اصل الذم للنأی وقد تشدد بالنھی فان الذنب بعد العلم اشد منہ حین الجھل فذکر النھی لابانہ شدۃ ما یلحقہ من الذم فی ذٰلک وعظمۃ ما یعتریہ من الوزر فیما ھنالک فان العلم حجۃ اللہ مالک وعلیک الاتری الی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ابی طالب ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار کما سیأتی مع ما علم من حمایتہ وکفالتہ ونصرتہ ومحبتہ للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

Marfat.com

طول عمره فانما کاد یکون فی الدرک الاسفل لولا شفاعۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لما ابی الایمان مع کمال العرفان فالاٰیۃ علٰی وزان قولہ تعالٰی اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتٰب افلا تعقلون ہ فذکر فی سیاق الذم امرھم بالبر وتلاوتھم الکتاب وانما القصد الی نسیانھم نفسھم وذکر ھذین للتسجیل بل قال جل ذکرہ یاایھا الذین اٰمنوا لم تقولون مالا تفعلون ہ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون ہ فشدد النکیر علی القول من دون عمل وان کان القول خیرا فی نفسہ قال فی معالم التنزیل قال المفسرون ان المؤمنین قالوا لو علمنا احب الاعمال الی اللہ عزوجل لعملناہ ولبذلنا فیہ اموالنا وانفسنا فانزل عزوجل ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا فابتلوا بذلک یوم احد فولوا مدبرین فانزل اللہ تعالٰی لم تقولون مالا تفعلون اھ وبہ ینحل الوجھان لمن انصف لاجرم ان قال الخفاجی فی العنایۃ بعد نقلہ کلام الامام فیہ نظر اھ وبالجملۃ فعطاء اعلم منا ومنکم باسالیب القراٰن ونظمہ فضلا عن ھذا الحبر العظیم الذی قد فاق اکثر الامۃ فی علم القراٰن وفھمہ واللہ تعالٰی اعلم۔

## فصل دوم احادیث

**حدیث چہارم** صحیحین ومسند امام احمد میں حضرت سیدنا عباس عم رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے: انہ قال للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ما اغنیت عن عمک فواللہ کان یحوطک ویغضب لک قال ھو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار وفی روایۃ وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح یعنی انھوں نے خدمتِ اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں عرض کی حضور نے اپنے چچا ابوطالب کو کیا نفع دیا۔ خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا اور حضور کے لیے لوگوں سے لڑتا

Marfat.com

جھگڑتا تھا۔ فرمایا میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو اُسے کھینچ کر پاؤں تک آگ میں کردیا۔ اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا۔

امام ابن حجر[۳۳] فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: یؤید الخصوصیۃ انہ بعد ان امتنع شفع لہ حتی خفف لہ العذاب بالنسبۃ لغیرہ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت سے ہوا کہ ابوطالب نے باآنکہ ایمان لانے سے انکار کیا، پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نے اتنا کام دیا کہ بہ نسبت باقی کافروں کے عذاب ہلکا ہوگیا۔

**حدیث پنجم** صحیحین ومسند میں ابوسعید[۳۴] خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذکر عندہ عمہ ابوطالب فقال لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیٰمۃ فیجعل فی ضحضاح فی النار یبلغ کعبیہ یغلی منہ دماغہ۔ یعنی حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ابوطالب کا ذکر آیا، فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ روزِ قیامت میری شفاعت اُسے یہ نفع دے گی کہ جہنم میں پاؤں تک کی آگ میں کردیا جائے گا جو اُس کے ٹخنوں تک ہوگی جس سے اُس کا دماغ جوش مارے گا۔ یونس بن بکیر نے حدیث محمد بن اسحٰق سے یوں روایت کیا: یغلی منہ دماغہ حتی یسیل علی قدمیہ اُس کا بھیجا اُبل کر پاؤں پر گرے گا۔

عمدۃ[۳۴] القاری وارشاد الساری شروح صحیح بخاری ومواہب[۳۵] لدنیہ وغیرہا میں امام سہیلی[۳۶] سے منقول الحکمۃ فیہ ان اباطالب کان تابعا لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لجملتہ الا انہ استمر ثابت القدم علیٰ دین قومہ فسلط العذاب علی قدمیہ خاصۃ لتثبیتہ ایاھما علی دین قومہ یعنی ابوطالب کے پاؤں تک آگ رہنے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ عزوجل جزا ہمشکل عمل دیتا ہے ابوطالب کا سارا بدن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت میں صرف رہا ملتِ کفر پر ثابت قدمی نے پاؤں پر عذاب مسلط کیا۔ اسی طرح تیسیر[۳۷] شرح جامع صغیر وغیرہ میں ہے۔

**حدیث ششم** بزار و ابویعلیٰ و ابن عدی و تمام حضرت جابر[۳۸] بن عبداللہ انصاری

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قیل للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھل نفعت ابا طالب قال اخرجتہ من غمرۃ جھنم الی ضحضاح منہا یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، حضور نے ابو طالب کو کچھ نفع دیا۔ فرمایا، میں نے اُسے دوزخ کے غرق سے پاؤں تک کی آگ میں کھینچ لیا۔

امام علینی[۲۹] عمدہ میں فرماتے ہیں: فان قلت اعمال الکفرۃ ھباء منثور لا فائدۃ فیہا قلت ھذا النفع من برکۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخصائصہ اِس کا بھی وہی مطلب ہے کہ ابو طالب کو یہ نفع ملنا صرف حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ہے ورنہ کافروں کے اعمال تو غبار ہیں ہوا پر اُڑاتے ہوئے۔

**حدیث ہفتم** طبرانی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ان الحارث بن ھشام اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم حجۃ الوداع فقال یارسول اللہ انک تحث علی صلۃ الرحم والاحسان الی الجار وایواء الیتیم واطعام الضیف واطعام المسکین وکل ذلک کان یفعلہ ھشام بن المغیرہ فما ظنک بہ یارسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل قبر لا یشھد صاحبہ ان لا الٰہ الا اللہ فھو جذوۃ من النار وقد وجدت عمی ابا طالب فی طمطام من النار فاخرجہ اللہ لمکانہ منی واحسانہ الیّ فجعلہ فی ضحضاح من النار۔ یعنی حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روز حجۃ الوداع حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ! حضور اِن باتوں کی ترغیب فرماتے ہیں رشتہ داروں سے نیک سلوک، ہمسایہ سے اچھا برتاؤ، یتیم کو جگہ دینا، مہمان کو مہمانی دینا، محتاج کو کھانا کھلانا اور میرا باپ ہشام یہ سب کام کرتا تھا تو حضور کا اُس کی نسبت کیا گمان ہے فرمایا جو قبر ہے جس کا مردہ لا الٰہ الا اللہ نہ مانتا ہو وہ دوزخ کا انگارا ہے میں نے خود اپنے چچا ابو طالب کو سر سے اونچی آگ میں پایا۔ میری قرابت وخدمت کے باعث اللہ تعالیٰ نے اُسے وہاں سے نکال کر پاؤں تک آگ میں کر دیا۔

مجمع بحار الانوار[۳۰] میں لعلامت کاف امام کرمانی[۳۱] شارح بخاری سے منقول نفعہ

Marfat.com

اباطالب اعماله ببرکتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان کان اعمال الکفرۃ هباء منثورا یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ابوطالب کے اعمال نفع دے گئے ورنہ کافروں کے کام تو نرے برباد ہوتے ہیں۔

**حدیث ہشتم** امام احمد مسند اور بخاری و مسلم اپنی صحاح میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اھون اھل النار عذابا ابو طالب وھو منتعل بنعلین من نار یغلی منھما دماغہ بیشک دوزخیوں میں سب سے کم عذاب ابوطالب پر ہے وُہ آگ کے دو جوتے پہنے ہوئے ہے جس سے اُس کا دماغ کھولتا ہے نیز صحیحین میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اھون اھل النار عذابا من لہ نعلان وشراکان من نار یغلی منھما دماغہ کما یغلی المرجل ما یری ان احدا اشد منہ عذابا وانہ لاھونھم عذابا دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ ہے جسے آگ کے دو جوتے اور دو تسمے پہنائے جائیں گے جن سے اُس کا دماغ دیگ کی طرح جوش مارے گا وُہ یہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب اُسی پر ہے حالانکہ اُس پر سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔

اِسی حدیث میں امام احمد کی روایت یوں ہے:

| | |
|---|---|
| یوضع فی اخمص قدمیہ جمرتان یغلی منھما دماغہ۔ | اُس کے تلووں میں انگارے رکھے جائیں گے جس سے بھیجا اُبلے گا۔ |

اور صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| یقول اللہ لاھون اھل النار عذابا یوم القیٰمۃ لو ان لک ما فی الارض من شیئ اکنت تفتدی بہ فیقول نعم فیقول اردت | دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے سے اللہ عزوجل فرمائے گا تمام زمین میں جو کچھ ہے اگر تیری ملک ہوتا تو کیا اُسے اپنے فدیہ میں دے کر عذاب سے نجات |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| منك اهون من هذا وانت فی | مانگنے پر راضی ہوتا وہ عرض کرے گا ہاں، |
| صلب ادم ان لا تشرك بی شیئا | فرمائے گا میں نے تو تجھ سے روزِ میثاق |
| فابیت الا ان تشرك بی۔ | اِس سے بھی ہلکی اور آسان بات چاہی تھی |
| | کہ کسی کو میرا شریک نہ کرنا مگر تُو نے نہ مانا |
| | بغیر میرا شریک ٹھہرائے ہُوئے۔ |

اِس حدیث سے بھی ابوطالب کا شرک پر مرنا ثابت ہے۔

کتاب الخمیس ؒ فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے: قیل ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسح اباطالب بعد موتہ وانسی تحت قدمیہ ولذا ینتعل بنعلین من النار۔

یعنی کہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد مرگ ابوطالب کے بدن پر دستِ اقدس پھیر دیا تھا مگر تلوؤں پر ہاتھ پھیرنا یاد نہ رہا اس لیے ابوطالب کو روزِ قیامت آگ کے دو جُوتے پہنائے جائیں گے باقی جسم بہ برکت دستِ اقدس محفوظ رہے گا۔

**حدیث نہم** امام شافعی و امام احمد و امام اسحٰق بن راہویہ و ابوداؤد طیالسی اپنی مسانید اور ابن سعد طبقات اور ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف اور ابوداؤد و نسائی سنن اور ابن خزیمہ اپنی صحیح اور ابن الجارود منتقی اور مروزی کتاب الجنائز اور بزار و ابویعلی مسانید اور بیہقی سنن میں بطریق عدیدہ حضرت سیدنا امیرالمومنین مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی قال قلت للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان عمك الشیخ الضال قد مات قال اذهب فوار اباك یعنی میں نے حضورِ اقدس سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! حضور کا چچا وہ بڈھا گمراہ مر گیا۔ فرمایا جا اُسے دبا آ۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے، مولیٰ علی نے عرض کی ان عمك الشیخ الکافر قد مات فما تری فیہ حضور کا چچا وُہ بڈھا کافر مر گیا اُس کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے یعنی غسل وغیرہ دیا جائے یا نہیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اری ان تغسلہ تجنہ۔ نہلا کر دبا دو۔

Marfat.com

امام شافعی کی روایت میں ہے : فقلت یارسول اللہ انہ مات مشرکا قال اذھب فواره میں نے عرض کی یارسول اللہ! وہ تو مشرک مرا۔ فرمایا: جاؤ، دبا آؤ۔ امام الائمہ ابن خزیمہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ امام حافظ الشان اصابہ فی تمیز الصحابہ میں فرماتے ہیں: صححہ ابن خزیمۃ اس حدیث جلیل کو دیکھیے ابوطالب کے مرنے پر خود امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں کہ حضور کا وہ گمراہ کافر چچا مرگیا حضور اس پر انکار نہیں فرماتے نہ خود جنازے میں تشریف لے جاتے ہیں ابوطالب کی بی بی امیر المومنین کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب انتقال کیا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چادر و قمیص مبارک میں اُنھیں کفن دیا اپنے دستِ مبارک سے لحد کھودی، اپنے دستِ مبارک سے مٹی نکالی پھر اُن کے دفن سے پہلے خود اُن کی قبر مبارک میں لیٹے اور دُعا کی:

| | |
|---|---|
| اللہ الذی یحیی و یمیت و | اللہ جِلاتا ہے اور مارتا ہے اور خود زندہ |
| ھو حیّ لا یموت اغفر لامی | ہے کہ کبھی نہ مرے گا میری ماں فاطمہ بنت |
| فاطمۃ بنت اسد و وسع علیھا | اسد کو بخش دے اور اُن کی قبر وسیع کر |
| مدخلھا بحق نبیك والانبیآء | صدقہ اپنے نبی کا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا |
| الذین من قبلی فانك | تو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔ |
| ارحم الراحمین۔ | |

رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابن حبان والحاکم وصححہ وابو نعیم فی الحلیۃ عن انس ولخوہ بن ابی شیبۃ عن جابر والشیرازی فی الالقاب وابن عبدالبر وابو نعیم فی المعرفۃ والدیلمی بسند حسن عن ابن عباس وابن عساکر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین۔

کاش ابوطالب مسلمان ہوتے تو کیا سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے جنازہ میں تشریف نہ لے جاتے صرف اتنے ہی ارشاد پر قناعت فرماتے کہ جاؤ اُسے دبا آؤ۔ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی قوتِ ایمان دیکھیے کہ خاص اپنے باپ نے انتقال کیا ہے

Marfat.com

اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل کا فتویٰ دے رہے ہیں اور یہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ وہ تو مشرک مرا۔ ایمان اِن بندگانِ خدا کے تھے کہ اللہ و رسول کے مقابلہ میں باپ بیٹے کسی سے کچھ علاقہ نہ تھا اللہ و رسول کے مخالفوں کے دشمن تھے اگرچہ وُہ اپنا جگر ہو دوستانِ خدا و رسول کے دوست تھے اگرچہ اُن سے دنیوی ضرر ہو۔

اولئك كتب فی قلوبهم الایمان وایدهم بروح منه ویدخلهم جنتٍ تجری من تحتها الانهٰر خلدین فیها رضی الله عنهم ورضوا عنه اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون ۵ جعلنا الله منهم بهم ولهم بفضل رحمته بهم انه هو الغفور الرحیم والحمد لله رب العٰلمین وصلی الله تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و اٰله واصحابه اجمعین اٰمین۔

**حدیث دہم** بخاری و مسلم اپنی صحاح اور ابن ماجہ اپنی سنن اور طحاوی شرح معانی الآثار اور اسماعیلی مستخرج علی صحیح البخاری میں بطریق امام علی بن حسین زین العابدین عن عمرو بن عثمان الغنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

انه قال یا رسول الله این تنزل فی دارك بمكة فقال هل ترك عقیل من رباع او دور وكان عقیل ورث ابا طالب هو وطالب ولم یرثه جعفر ولا علی رضی الله تعالیٰ عنهما شیئا لانهما كانا مسلمین وكان عقیل وطالب كافرین فكان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه یقول لا یرث المؤمن الكافر ولفظ ابن ماجة والطحاوی فكان عمر من اجل ذلك یقول الخ ولفظ الاسماعیلی فمن اجل ذالك كان عمر یقول۔

یعنی انھوں نے خدمتِ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی کہ یا رسول اللہ حضور کل مکہ معظمہ میں اپنے محلے کے کون سے مکان میں نزول اجلال فرمائیں گے۔ فرمایا: کیا ہمارے لیے عقیل نے کوئی محلہ یا مکان چھوڑ دیا ہے۔ امام زین العابدین نے فرمایا: ہوا یہ تھا کہ ابو طالب کا ترکہ عقیل اور طالب نے پایا، اور جعفر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کچھ نہ ملا۔ یہ دونوں حضرات وقتِ موت ابی طالب مسلمان تھے اور طالب کافر تھا اور عقیل رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ بھی اُس وقت تک ایمان نہ لائے تھے۔ اسی بنا پر امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ کافر کا ترکہ مسلمان کو نہیں پہنچتا۔

**تنبیہ** لا شك ان قوله وكان عقيل ورث ابا طالب مدرج فى الحديث و لم يبين قائله فى الكتب الذى ذكرنا واخترت انا انه الامام زين العابدين رضى الله تعالىٰ عنه وقال الامام العينى فى العمدة قوله وكان عقيل ادراج من بعض الرواة ولعله من اسامة كذا قال الكرمانى اھ والصواب ماذكرته وقد كتبت على هامش العمدة مانصه۔

**اقول** بل هو من على بن حسين بن على رضى الله تعالىٰ عنهم بينه مالك فى مؤطاه فانه اسند اولا عن ابن شهاب بالسند المذكور فى الكتاب اعنى صحيح البخارى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يرث المسلم الكافر اھ ثم قال مالك عن ابن شهاب عن على بن حسين بن على بن ابى طالب انه اخبره انما ورث اباطالب عقيل وطالب ولم يرثه على قال فلذلك تركنا نصيبنا من الشعب اھ وهكذا رواه محمد فى مؤطاه عن مالك مفرقا مصرحا فقد بين واحسن احسن الله اليه والينا به آمين۔

**حدیث یازدہم** عمر بن شبہ کتاب مکہ میں اور ابو یعلی و ابو بشر اور سمویہ اپنے فوائد اور حاکم مستدرک میں بطریق محمد بن سلمة عن هشام بن حسان عن محمد بن سيرين قصہ اسلام ابی قحافہ والد امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال فلما مد يده يبايعه بكى ابو بكر فقال النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ما يبكيك قال لان تكون يد عمك مكان يده ويسلم ويقر الله عينك احب الى من ان يكون۔

یعنی جب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دستِ انور ابو قحافہ سے بیعت اسلام لینے کے لیے بڑھایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ عرض کی ان کے ہاتھ کی جگہ آج حضور کے

Marfat.com

چچا کا ہاتھ ہوتا اور اُن کے اسلام لانے سے اللہ تعالیٰ حضور کی آنکھ ٹھنڈی کرتا تو مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ یہ بات عزیز تھی۔ حاکم نے کہا یہ حدیث برشرط شیخین صحیح ہے حافظ الشان نے اصابہ میں اسے مسلم رکھا اور فرمایا: سندہ صحیح۔

**حدیث دوازدہم** ابوقرہ موسیٰ بن طارق موسیٰ بن عبیدہ وُہ عبداللہ بن دینار وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قال جاء ابوبکر بابی قحافة یقودہ یوم فتح مکہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا ترکت الشیخ حتی نأتیہ قال ابوبکر اردت ان یاجرہ اللہ والذی بعثك بالحق لانا کنت اشد فرحا باسلام ابی طالب لوکان اسلم منی بابی۔

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے دن ابوقحافہ کا ہاتھ پکڑے ہُوئے خدمتِ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر لاتے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس بوڑھے کو وہیں کیوں نہ رہنے دیا کہ ہم خود اُس کے پاس تشریف فرما ہوتے، صدیق نے عرض کی کہ میں نے چاہا کہ اللہ اُن کو اجر دے قسم اُس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ ابوطالب کے مسلمان ہونے کی خوشی ہوتی اگر وُہ اسلام لے آتے اللہ اللہ یہ محبوب میں فنائے مطلق کا مرتبہ ہے صدق اللہ والذین اٰمنوا اشد حبا للہ۔ اسی طرح امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ عمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا انا باسلامك اذا اسلمت افرح منی باسلام الخطاب مجھے آپ کے اسلام کی جتنی خوشی ہُوئی اپنے باپ خطاب کے اسلام کی اتنی نہ ہوتی ذکرہ ابن اسحٰق فی سیرتہ۔

**حدیث سیزدہم ۱۳** یونس بن بکیر فی زیادات مغازی ابن اسحٰق عن یونس بن عمرو عن ابی السفر[۱۵] قال بعث ابوطالب الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اطعمنی من عنب جنتك فقال ابوبکر ان اللہ حرمہا علی الکافرین۔

یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کر بھیجی کہ مجھے اپنی

Marfat.com

جنت کے انگور کھلائیے۔ اس پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ نے انھیں کافروں پر حرام کیا ہے۔

الواحدی من حدیث موسیٰ بن عبیدہ قال اخبرنا محمد بن[۵۳]

**حدیث چہاردہم** کعب القرظی قال بلغنی انہ لما اشتکی ابوطالب شکواہ التی قبض فیہا قالت لہ قریش ارسل الی ابن اخیک یرسل الیک من ھذہ الجنۃ التی ذکرھا یکون لک شفاء فارسل الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ حرمہما علی الکافرین طعامہا وشرابہا ثم اتاہ فعرض علیہ الاسلام فقال لولا ان تعیربہا فیقال جزع عمک من الموت لاقررت بہا عینک واستغفر لہ بعد ما مات فقال المسلمون ما یمنعنا ان نستغفر لآبائنا ولذوی قرابتنا قد استغفر ابراھیم علیہ السلام لابیہ ومحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعمہ فاستغفروا للمشرکین حتی نزلت ما کان للنبی والذین اٰمنوا الاٰیۃ۔

یعنی ابوطالب کے مرض الموت میں کافرانِ قریش نے صلاح دی کہ اپنے بھتیجے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کرو کہ یہ جنت جو وہ بیان کرتے ہیں اس میں سے تمھارے لیے کچھ بھیج دیں کہ تم شفا پاؤ۔ ابوطالب نے عرض کر بھیجی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کا کھانا پانی کافروں پر حرام کیا ہے۔ پھر تشریف لا کر ابوطالب پر اسلام پیش کیا۔ ابوطالب نے کہا لوگ حضور پر طعنہ کریں گے کہ حضور کا چچا موت سے گھبرا گیا اس کا خیال نہ ہوتا تو میں حضور کی خوشی کر دیتا جب وہ مر گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے لیے دعائے مغفرت کی مسلمانوں نے کہا ہمیں اپنے والدوں قریبوں کے لیے دُعائے بخشش سے کون مانع ہے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے باپ کے لیے استغفار کی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چچا کے لیے استغفار کر رہے ہیں یہ سمجھ کر مسلمانوں نے اپنے اقارب مشرکین کے واسطے دعائے مغفرت کی، اللہ عزوجل نے آیت اتاری کہ مشرکوں کے لیے یہ دُعا نہ نبی کو روا نہ مسلمانوں کو جبکہ روشن

ہو لیا کہ وہ جہنمی ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

**حدیث پانزدہم** ۱۵ ابو نعیم حلیہ میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

کانت مشیۃ اللہ عزوجل فی اسلام عمی العباس و مشیتی فی اسلام عمی ابی طالب فغلبت مشیۃ اللہ مشیتی۔

اللہ تعالیٰ نے میرے چچا عباس کا مسلمان ہونا چاہا اور میری خواہش یہ تھی کہ میرا چچا ابو طالب مسلمان ہو اللہ تعالیٰ کا ارادہ میری خواہش پر غالب آیا کہ ابو طالب کافر رہا

اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف باسلام ہوتے۔ فللہ الحجۃ البالغۃ۔

# فصل سوم

چونکہ ۵۴ اقوال ائمہ کرام و علمائے اعلام اوپر گزرے اور بعد کلام خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا حالت منتظرہ باقی ہے خاتمہ کا حال خدا اور رسول سے زیادہ کون جانے عز مجدہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مگر تکثیر فوائد و تسکین زاید کے لیے بعض اور بھی کہ سر دست پیش نظر ہیں اضافہ کیجیے کہ زیادت خیر زیادت خیر ہے وباللہ التوفیق۔

امام ۵۵ الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: ابو طالب عمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مات کافرا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی۔ والعیاذ باللہ۔

امام ۵۶ برہان الدین علی بن ابی بکر فرغانی ہدایہ میں فرماتے ہیں: اذا مات الکافر ولہ ولی مسلم فانہ یغسلہ ویکفنہ ویدفنہ بذلک امر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حق ابیہ ابی طالب لکن یغسل غسل الثوب النجس ویلف فی خرقۃ ویحفر حفیرۃ من غیر مراعاۃ سنۃ التکفین واللحد ولا یوضع فیہ بل یلقی۔

امام ۵۷ ابو البرکات عبد اللہ نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں: مات کافر یغسلہ

Marfat.com

ولیہ المسلم ویکفنہ ویدفنہ والاصل فیہ انہ لما مات ابوطالب اتی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال ان عمک الشیخ الضال قد مات فقال اغسلہ واکفنہ وادفنہ ولا تحدث حدثا حتی تلقانی ای لا تصل علیہ الخ

علامہ[۵۸] ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں: مات للمسلم قریب کافر لیس لہ ولی من الکفار یغسلہ غسل الثوب النجس ویلفہ فی خرقۃ ویحفر لہ حفرۃ ویلقیہ فیہا من غیر مراعاۃ السنۃ فی ذلک لما روی ان ابا طالب لما ھلک جاء علی فقال یارسول اللہ ان عمک الضال قد مات الخ

علامہ[۵۹] ابراہیم طرابلسی برہان شرح مواہب الرحمٰن پھر علامہ[۶۰] سید احمد طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں زیر قول نور الایضاح ان کان للکافر قریب مسلم غسلہ فرماتے ہیں: الاصل فیہ ما رواہ ابوداؤد وغیرہ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما مات ابوطالب الحدیث۔

علامہ[۶۱] زین بن نجیم مصری بحر الرائق میں فرماتے ہیں: یغسل ولی مسلم الکافر ویکفنہ ویدفنہ بذلک امر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان یفعل بابیہ حین مات۔

ان سب عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے قرابت دار کافر مردہ کو نہلا سکتا ہے کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اپنے باپ ابوطالب کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے نہلایا۔

فتح القدیر[۶۲] وکفایہ[۶۳] وبنایہ[۶۴] وغیرہا تمام شروح ہدایہ میں اس مضمون کو مقبول و مقرر رکھا۔ کتب فقہ میں اس کی عبارات بکثرت ملیں گی سب کی نقل سے اطالت کی حاجت نہیں۔ واضح ہوا کہ یہ سب علمائے کرام ابوطالب کو کافر جانتے ہیں یونہی امام[۶۵] ابوداؤد نے اپنی سنن میں باب الرجل یموت لہ قرابۃ مشرک وضع فرمایا۔ یعنی باب اس شخص کا جس کا کوئی قرابت دار مشرک مرے اور امام[۶۶] نسائی نے باب مواراۃ المشرک یعنی دفن مشرک کا باب اور دونوں نے اس میں یہی حدیث موت ابی طالب ذکر کی انہیں[۶۷]

Marfat.com

نسائی کے اِسی مجتبیٰ میں ایک باب النہی عن الاستغفار للمشرکین ہے اُس میں حدیث دوم روایت کی ابن ماجہ[۶۵] نے سنن میں باب میراث اھل الاسلام من اھل الشرک لکھا یعنی مشرک کا ترکہ مسلم کو ملے گا یا نہیں اُس میں حدیث دوم وارد کی۔

امام[۶۶] اجل صاحب المذہب سیدنا امام مالک نے مؤطا شریف میں باب التوارث بین اھل الملل منعقد فرمایا یعنی مختلف دین والوں میں ایک کو دوسرے کا ترکہ ملنے کا حکم اور اُس میں حدیثیں مسلم وکافر کے عدمِ توارث کی روایت فرمائیں جن میں یہ حدیث امام زین العابدین دربارۂ ترکہ ابو طالب مذکور حدیث دہم بھی ارشاد کی۔

یونہی امام[۶۷] محرر المذہب سیدنا امام محمد نے مؤطا شریف میں باب لا یرث المسلم الکافر منعقد فرما کر حدیث مذکور ایراد کی۔

امام[۶۸] اجل محمد بن اسمٰعیل بخاری نے جامع صحیح کتاب الجنائز میں ایک باب وضع فرمایا باب اذا قال المشرک عند الموت لا الٰہ الا اللہ یعنی باب اس کے بیان کا کہ مشرک مرتے وقت لا الٰہ الا اللہ کہے تو کیا حکم ہے اور اُس میں حدیث دوم روایت فرمائی۔ اُسی کی کتاب الادب میں لکھا باب کنیۃ المشرک اس میں حدیث چہارم روایت اور حدیث مذکور سمعت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول وھو علی المنبر ان بنی ھاشم بن المغیرہ استاذنونی ان ینکحوا ابنتھم علی بن ابی طالب ذکر کی۔

امام[۶۹] قسطلانی نے تطبیق حدیث وترجمہ میں لکھا فذکر اباطالب المشرک بکنیۃ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ابو طالب مشرک کو کنیت سے یاد فرمایا۔ پھر لکھا[۷۰] قد یجوز ذکر الکافر بکنیتہ اذا کان لا یعرف الا بھا کما فی ابی طالب او کان علی سبیل التألف رجاء اسلامھم او تحصیل منفعۃ منھم لا علی سبیل التکریم لانا مامورون بالاغلاظ علیھم علماء نے کافر کو کنیت سے ذکر کرنا جائز رکھا جب کہ وہ اور نام سے نہ پہچانا جائے جیسے ابو طالب یا بامید اسلام تالیف مقصود یا کام نکالنا ہو مگر بطور تکریم جائز نہیں کہ ہمیں اُن پر سختی کرنے کا حکم ہے۔ عمدۃ[۷۱] القاری میں ہے قال ابن بطال فیہ جواز تکنیۃ المشرک۔ امام[۷۲] ابن بطال نے فرمایا: اس حدیث سے مشرک کو بلفظ کنیت یاد کرنے کا جواز معلوم ہوا۔

Marfat.com

اُسیؒ میں ہے، فیہ دلالۃ ان اللہ تعالیٰ قد یعطی الکافر عوضاً من اعمالہ التی مثلہا یکون قربۃ لاھل الایمان باللہ تعالیٰ لانہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر ان عمہ نفقتہ تربیتہ ایاہ وحیاطتہ لہ التخفیف الخ

اِس حدیث سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ اللہ عزوجل کافر کو بھی اُس کے اعمال کا کچھ عوض دیتا ہے جو اہلِ ایمان کریں تو قربِ الٰہی پائیں۔ دیکھو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضور کے چچا کو حضور کی خدمت وحمایت نے تخفیفِ عذاب کا فائدہ دیا۔

امامؒ عارف باللہ سیّدی علی متقی کی قدس سرہٗ الملکی نے اپنی کتب حلیۃ منہج العمال وکنز العمال ومنتخب کنز العمال میں ایک باب منعقد فرمایا الباب الخامس فی اشخاص لیسوا من الصحابۃ اُن شخصوں کے ذکر میں جو صحابی نہیں اور اسی باب میں ابوطالب و ابوجہل وغیرہما کو ذکر کیا۔

اسیؒ طرح علامہ عبدالرحمٰن بن علی شیبانے تیسیر الوصول الی جامع الاصول میں احادیث ذکر ابی طالب کو فصل غیر صحابہ میں وارد کیا اور اُس میں صرف حدیث دوم وچہارم وپنجم کو جلوہ دیا۔ اگر ابوطالب کو اسلام نصیب ہوتا تو کیا وُہ شخص صحابہ سے خارج ہو سکتا جس نے بچپن سے حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گود میں پالا اور مرتے دم تک حضر و سفر کی ہمرکابی سے بہرہ یابی کا غلغلہ ڈالا۔

یونہی امامؒ حافظ الحدیث ابوالفضل شہاب الدین ابن حجر عسقلانی نے کتاب اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ابوطالب کو باب الکنی حرف الطاء المہملہ کی قسم رابع میں ذکر کیا۔ یعنی وُہ لوگ جنھیں صحابی کہنا مردود وغلط و باطل ہے۔

اُسیؒ میں فرماتے ہیں: ورد من عدۃ طرق فی حق من مات فی الفترۃ ومن ولد مجنونا ونحو ذٰلک ان کلا منہم یدلی بحجتہ ویقول لو عقلت اوذکرت لآمنت فترفع لھم نار ویقال لھم ادخلوھا فمن دخلھا کانت علیہم برداً وسلاما ومن امتنع اُدخلہا کرھا ونحن نرجو ان یدخل عبدالمطلب وآل بیتہ فی جملۃ من یدخلھا طائعا فینجو لکن ورد فی ابی طالب ما یدفع ذٰلک وھو ما تقدم من

Marfat.com

ایۃ براءۃ وما فی الصحیح انہ فی ضحضاح من النار فھذا شان من مات علی الکفر فلوکان مات علی التوحید نجا من النار اصلا والاحادیث الصحیحۃ والاخبار المتکاثرۃ طافحۃ بذلک اھ مختصرا۔ یعنی بہت اسانید سے حدیث آئی کہ جو زمانہ فترت میں اسلام آنے سے پہلے مرگیا یا مجنون پیدا ہُوا اور جنون ہی میں گزر گیا اور اسی قسم کے لوگ جنھیں دعوتِ انبیاء علیھم الصلاۃ والثناء نہ پہنچی اُن میں ہر ایک روز قیامت ایک عذر پیش کرے گا کہ الٰہی میں عقل رکھتا یا مجھے دعوت پہنچتی تو میں ایمان لاتا ان کے امتحان کو ایک آگ بلند کی جائے گی اور ارشاد ہوگا اس میں جاؤ جو حکم مانے گا اور اس میں داخل ہوگا وہ اس پر ٹھنڈی اور سلامتی ہوجائے گی اور جو نہ مانے گا جبرًا آگ میں ڈالا جائے گا اور ہمیں امید ہے کہ عبد المطلب اور اُن کے گھر والے کہ قبل ظہور نور اسلام انتقال کرگئے وُہ سب اُنھیں لوگوں میں ہوں گے جو اپنی خوشی سے اُس امتحانی آگ میں جاکر ناجی ہوجائیں گے مگر ابوطالب کے حق میں وُہ وارد ہولیا جو اسے دفع کرتا ہے سورۂ توبہ شریف کی آیت اور حدیث صحیح کا ارشاد کہ وُہ پاؤں تک کی آگ میں ہے یہ حال اُس کا ہے جو کافر مرے اگر اخیر وقت اسلام لاکر مرنا ہوتا تو دوزخ سے نجات کلی چاہیے تھی صحیح وکثیر حدیثیں کفرِ ابی طالب ثابت کررہی ہیں۔ پھر فرمایا: وقد فخر المنصور علی محمد بن عبد اللہ بن الحسن لما خرج بالمدینۃ وکاتبہ المکاتبات المشھورۃ ومنھا فی کتاب المنصور وقد بعث النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولہ اربعۃ اعمام فآمن بہ اثنان احدھما ابی وکفر بہ اثنان احدھما ابوک۔

یعنی جب امام نفس زکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنھم نے خلیفہ عباسی عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما مشہور بہ منصور دوانیقی پر خروج فرمایا اور مدینہ طیبہ پر تسلط کرکے خلیفہ و امیر المومنین لقب پایا اُن میں اور خلیفہ مذکور منصور میں مکاتبات مشہورہ ہوئے از انجملہ منصور نے ایک نامہ میں لکھا جب حضورِ اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نبوت ظاہر ہُوئی حضور کے چار چچا زندہ تھے حمزہ و عباس و ابوطالب و ابولہب دو حضور پر ایمان لائے ایک اُن میں میرے باپ ہیں

Marfat.com

یعنی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دو کافر رہے ایک اُن میں آپ کے باپ ہیں، یعنی ابو طالب بہ منصور علاوہ خلیفہ واہلبیت ہونے کے خود بھی علمائے تبع تابعین و فقہاء و محدثین سے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں انھیں فقیہہ النفس وحید المشارکۃ فی العلم لکھا اور فرمایا: ولد سنۃ خمس وتسعین و ادرک جدہ ولم یروعنہ وروی عن ابیہ وعن عطاء بن یسار وعنہ ولدہ المہدی اور امام اجل نفس زکیہ کو یُوں بے تامل لکھ بھیجنا اور امام کا اس پر رد نہ فرمانا بھی بتا رہا ہے کہ کفرِ ابی طالب واضح و مشہور بات تھی اصابہ میں اس کے بعد فرمایا و من شعر عبد اللہ بن المعتز یخاطب الفاطمیین ؎

وانتم بنو بنتہ دوننا
ونحن بنو عمہ المسلم

یعنی عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن محمد بن ہارون بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا یُوں کہیے کہ چھ خلفاء کے بیٹے عبد اللہ ابن المعتز باللہ ابن المتوکل ابن المعتصم ابن الرشید ابن المہدی ابن المنصور کا ایک شعر بعض سادات کرام کے خطاب میں ہے کہ تم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے ہو ہم نہیں اور ہم حضور کے مسلمان چچا کے بیٹے ہیں۔ اس میں بھی کفرِ ابی طالب پر صاف تعریض موجود ہے عبد اللہ اہلِ علم و فضل سے ہیں حدیث میں علی بن حرب معاصر امام بخاری و مسلم کے شاگرد نیز امام ممدوح کتاب الاحکام پھر امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں: نحن نرجو ان یدخل عبد المطلب وآل بیتہ الجنۃ الا ابا طالب فانہ ادرک البعثۃ ولم یؤمن لہ باختصار۔ ہم امید کرتے ہیں کہ عبد المطلب اور اُن کے اہلبیت سب جنّت میں جائیں گے سوا ابو طالب کے کہ زمانہ اسلام پایا اور ایمان نہ لائے نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: من عجائب الاتفاق ان الذین ادرکھم الاسلام من اعمام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اربعۃ لم یسلم منھم اثنان واسلم اثنان وکان اسم من لم یسلم ینافی اسامی المسلمین وھما ابو طالب اسمہ

Marfat.com

عبد مناف و ابو لہب و اسمہ عبد العزیٰ بخلاف من اسلم وھما حمزۃ و العباس۔ عجائب اتفاق سے ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چار چچا زمانۂ اسلام میں زندہ تھے دو اسلام نہ لائے اور دو مشرف باسلام ہوئے وہ دو کہ اسلام نہ لائے اُن کے نام بھی پہلے ہی سے مسلمانوں کے نام کے خلاف تھے ابو طالب کا نام عبد مناف تھا اور ابولہب کا عبد العزیٰ اور دو کہ مسلمان ہوئے اُن کے نام پاک وصاف تھے حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وکذا اثرہ الزرقانی فی شرح المواہب۔

امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں: کان العباس اصغر اعمامہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم یسلم منہم الا ھو وحمزۃ۔ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب میں چھوٹے چچا تھے۔ حضور کے اعمام میں صرف یہ اور حضرت حمزہ مسلمان ہوئے و بس امام محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حلیہ شرح منیہ اواخر صلاۃ اس مسئلہ کے بیان میں کہ کافر کے لیے دعائے مغفرت ناجائز ہے۔ آیت دوم تلاوت کر کے فرماتے ہیں: ثبت فی الصحیحین ان سبب نزول الآیۃ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب لاستغفرن لک ما لم انہ عنک صحیحین میں ثابت ہو چکا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کے لیے دعائے مغفرت کی تھی اُس پر یہ آیت اُتری۔

امام محی السنہ بغوی معالم شریف اول رکوع سورۂ بقرہ میں زیر قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا سواء علیھم، پھر فاضل حسین بن محمد دیار بکری مالکی کتاب الخمیس میں فرماتے ہیں: کفر چار قسم ہے کفر انکار و کفر جحود و کفر عناد و کفر نفاق کفر انکار یہ کہ اللہ عزوجل کو نہ دل سے جانے اور زبان سے مانے جیسے ابلیس و یہود اور کفر نفاق یہ کہ زبان سے نہ مانے مگر دل میں نہ جانے وکفر العناد ھو ان یعرف اللہ بقلبہ ویعترف بلسانہ ولا یدین بہ ککفر ابی طالب حیث یقول ؎

ولقد علمت بان دین محمد
من خیر ادیان البریۃ دینا

Marfat.com

لولا الملامة او حذار مسبة

لوجدتنی سمحا بذاك مبینا

یعنی کفر عنادیہ کہ اللہ تعالیٰ کو دِل سے بھی جانے اور زبان سے بھی کہے مگر تسلیم وگردیدگی سے باز رہے جیسے ابو طالب کا کفر کہ یہ شعر کہے واللہ میں جانتا ہُوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین تمام جہان کے دینوں سے بہتر ہے اگر ملامت یا طعنے سے بچنا نہ ہوتا تو تو مجھے دیکھتا کہ میں کیسی اہل دلی کے ساتھ صاف صاف اس دین کو قبول کرلیتا۔ امام ممدوح یہ چاروں قسمیں بیان کرکے فرماتے ہیں: جمیع ھذہ الاصناف سواء فی ان من لقی اللہ تعالیٰ بواحد منہا لا یغفر لہ۔ یہ سب قسمیں اس حکم میں یکساں ہیں کہ جو ان میں سے کسی قسم کا کفر کرکے اللہ عزّ وجل سے ملے گا وُہ کبھی اُسے نہ بخشے گا۔

امام شہاب[91] الدین ابو العباس احمد بن ادریس قرافی نے شرح التنقیح پھر امام[92] قسطلانی نے مواہب میں کفار کی چار قسمیں کرکے ایک قسم یُوں بیان فرمائی، من امن بظاھرہ و باطنہ وکفر بعدم الاذعان للفروع کما حکی عن ابی طالب انہ کان یقول انی لاعلم ان ما یقولہ ابن اخی لحق ولولا اخاف ان تعیرنی نساء قریش لاتبعتہ وفی شعرہ یقول ؎

لقد علموا ان ابننا لا مکذب

یقینا ولا یعزی لقول الاباطل

فہذا تصریح باللسان واعتقاد بالجنان غیر انہ لم یذعن۔ یعنی ایک کافر وُہ ہے جو قلب سے عارف زبان سے معترف ہو مگر اذعان نہ لائے جیسے ابو طالب سے مروی کہ بے شک میں یقیناً جانتا ہُوں کہ جو کچھ میرے بھتیجے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں ضرور حق ہے اگر اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش کی عورتیں مجھے عیب لگائیں گی تو ضرور میں اُن کا تابع ہوجاتا اور اپنے ایک شعر میں کہا خدا کی قسم کافرانِ قریش خوب جانتے ہیں کہ ہمارے بیٹے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یقیناً سچے ہیں اور معاذاللہ کوئی کلمہ خلافِ حق کہنا اُن کی طرف نسبت نہیں کیا جاتا تو یہ زبان سے تصریح اور دل سے اعتقاد سب کچھ ہے مگر اذعان

Marfat.com

نہ ہوا۔

امام[۹۳] ابن اثیر جزری نہایہ، پھر علامہ[۹۴] زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| کفر عناد ھو ان یعرفہ بقلبہ | کفر عناد یہ ہے کہ دل سے پہچانے اور |
| ولیعترف بلسانہ ولا یدین بہ | زبان سے اقرار کرے مگر تسلیم و انقیاد |
| کابی طالب۔ | سے باز رہے جیسے ابوطالب۔ |

علامہ مجد[۹۵] الدین فیروز آبادی سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں:

چوں عمِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُبوطالب بیمار شد با وجود آنکہ مشرک بود اورا عیادت فرمود و دعوتِ اسلام کرد ابوطالب قبول نہ کرد آہ ملخصاً۔

شیخ[۹۶] محقق مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

حدیث صحیح اثبات کردہ است برائے ابوطالب کفررا۔

پھر بعد ذکرِ احادیث فرمایا: و در روضۃ[۹۷] الاحباب نیز اخبار موت ابوطالب بر کفر آوردہ۔ الخ

بحر[۹۸] العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں:

احادیث کفرہ شہیرۃ وقد نزل فی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی شان عمہ ابی طالب انک لا تھدی من احببت کما فی صحیح مسلم وسنن الترمذی وقد ثبت فی الخبر الصحیح عن الامام محمد الباقر کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم ووجوہ اباۂ الکرام ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورث طالبا وعقیلا اباھما ولم یورث علیا وجعفرا ولذا ترکنا نصیبنا فی الشعب کذا فی مؤطا الامام مالک۔

یعنی کفرِ ابوطالب کی حدیثیں مشہور ہیں پھر اُس کے ثبوت میں آیت اولیٰ کا اُترنا اور حدیث دہم کفر ابی طالب کی وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علی و جعفر کو ترکہ نہ دلانا بیان فرمائی۔

Marfat.com

اقول وذکر الامام اباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقع زلۃ من القلم وانما هو الامام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما اسمعناك من المؤطا والصحیحین وغیرھا۔

نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض فصل الوجہ الخامس من وجوہ السب میں امام ابن حجر مکی سے نقل فرمایا:

حدیث مسلم ان ابی واباك فی النار اراد بابیہ عمہ اباطالب لان العرب تسمی العم ابا۔

یعنی عرب کی عادت ہے کہ باپ کو چچا کہتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اسی عادت پر اس حدیث میں اپنے چچا ابو طالب کو باپ کہہ کر فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے۔

امام خاتم الحفاظ جلال الملت والدین سیوطی مسالک الحنفا فی والدی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اسی حدیث کے نسبت فرماتے ہیں:

ما المانع ان یکون المراد بہ عمہ ابوطالب وکانت تسمیۃ ابی طالب ابا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شائعا عندھم لکونہ عمہ وکونہ رباہ وکفلہ من صغرہ اھ ملخصا۔

کون مانع ہے کہ اس حدیث میں ابو طالب مراد ہو کہ وہ دوزخ میں ہے اس زمانہ میں شائع تھا کہ ابو طالب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باپ کہا جاتا چچا ہونے اور بچپن سے حضور اقدس کی خدمت وکفالت کرنے کے باعث اقول جس طرح بھی ابو طالب کے شعر سے گزرا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا بیٹا کہا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کی بی بی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی ماں فرمایا۔ اُسی میں فرماتے ہیں:

اخرج تمام الرازی فی فوائدہ بسند ضعیف عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا کان یوم القیٰمۃ شفعت لابی وامی وابی طالب واخ لی کان فی الجاھلیۃ اورده

المحب الطبری وھو من الحفاظ والفقہاء فی کتابہ ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی وقال ان ثبت فھو مؤول فی ابی طالب علی ما ورد فی الصحیح من تخفیف العذاب عنہ بشفاعتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انتہٰی وانما احتاج الی تاویلہ فی ابی طالب دون الثلثۃ ابیہ وامہ واخیہ یعنی من الرضاعۃ لان اباطالب ادرک البعثۃ ولم یسلم والثلثۃ ماتوا فی الفترۃ۔

یعنی ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ میں روزِ قیامت اپنے والدین اور ابوطالب اور اپنے ایک رضاعی بھائی کی کہ زمانہ جاہلیت میں گزرا، شفاعت فرماؤں گا۔

امام محب طبری نے کہ حافظانِ حدیث وعلمائے فقہ سے ہیں ذخائر العقبی میں فرمایا یہ حدیث اگر ثابت بھی ہو تو ابوطالب کے بارے اس کی تاویل وہ ہے جو صحیح حدیث میں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شفاعت سے عذاب ہلکا ہو جائے گا۔ امام سیوطی فرماتے ہیں، خاص ابوطالب کے باب میں تاویل کی حاجت یہ ہوئی کہ ابوطالب نے زمانہ اسلام پایا اور کفر پہ اصرار رکھا بخلاف والدین کریمین و برادر رضاعی کہ زمانہ فترت میں گزرے۔

اقول یہاں تاویل بمعنی بیان مراد ومعنی ہے جس طرح شرح معانی قرآن کو تاویل کہتے ہیں۔ کفار سے تخفیف عذاب بھی حضور سید الشافعین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے ہی شفاعت کبرٰی کہ فتح باب حساب کے لیے ہے تمام جہان کو شامل وعام ہے۔ امام نووی نے باآنکہ ابوطالب کو بالیقین کافر جانتے ہیں تبویب صحیح مسلم شریف میں حدیث چہارم و پنجم کا باب یوں لکھا باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لابی طالب و التخفیف عنہ بسببہ امام بدرالدین زرکشی نے خادم میں امام ابن ماجہ سے نقل کیا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اقسام شفاعت سے وہ تخفیف عذاب ہے جو ابولہب کو بروز دوشنبہ ملتی ہے لسرورہ بولادۃ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واعتاقہ ثویبۃ حین بشرتہ وانما ھی کرامۃ لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس لیے کہ اُس نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے میلاد مبارک کی خوشی کی اور اُس کا مژدہ سُن کر ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ یہ حضور ہی کا فضل ہے جس کے باعث اُس نے تخفیف پائی

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نقلہ فی المسالک ایضاً نیز مسالک الحنفا پھر شرح مواہب علامہ زرقانی میں ہے:

قد ثبت فی الصحیح واخبر الصادق المصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اباطالب اھون اھل النار عذابا اھ ملتقطا۔ بیشک صحاح میں ثابت ہے اور صادق مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ ابوطالب پر سب دوزخیوں سے کم عذاب ہے۔ اللھم اجرنا من عذابک الالیم بجاہ نبیک الرؤف الرحیم علیہ وعلیٰ الہ افضل الصلاۃ وادوم التسلیم اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

# فصل چہارم

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر پھر علامہ علی بن احمد عزیزی سراج المنیر شروح جامع صغیر میں زیر حدیث ہشتم فرماتے ہیں:

ھذا یؤذن بموتہ علی کفرہ وھو الحق ووھم البعض۔

یعنی یہ حدیث بتاتی ہے کہ ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی اور یہی حق ہے اور اس کا خلاف وہم ہے۔

امام عینی زیر حدیث دوم وچہارم فرماتے ہیں:

ھذا کلہ ظاھر انہ مات علی غیر الاسلام فان قلت ذکر السھیلی انہ رای فی بعض کتب المسعودی انہ اسلم قلت ھذا لا یعارض ما فی الصحیح۔

ان سب حدیثوں سے ظاہر ہے کہ ابوطالب کی موت غیر اسلام پر ہوئی۔ اگر تو کہے کہ سہیلی نے ذکر کیا کہ انھوں نے مسعودی کی کسی کتاب میں دیکھا کہ ابوطالب اسلام لے آئے میں کہوں گا ایسی بے سروپا حکایت احادیث صحیح بخاری کی معارض نہیں ہو سکتی۔

**اقول** علاوہ بریں اگر یہ مسعودی علی بن حسین صاحب مروج ہے تو خود رافضی ہے اُس کی کتاب مروج الذہب خلفائے کرام وصحابہ عظام عشرہ بشرہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر صریح تبرا سے جابجا آلودہ وملوث ہے لوط بن یحییٰ ابومخنف رافضی خبیث ہالک کے اقوال

Marfat.com

نقول بکثرت لاتا ہے جس کے مردود و تالف ہونے پر ائمۂ جرح و تعدیل کا اجماع ہے اسی طرح اور رفاض و فساق و ہالکین کے اخبار پر اُس کی کتاب کا مدار ہے جیساکہ اُس کے مطالعہ سے واضح و آشکار ہے فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے اپنے نسخہ مروج الذہب کے ہامش پر اس کی تنبیہ لکھ دی ہے شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں:

ہشام کلبی مفسر کہ رافضی غالی ست و ہمچنیں مسعودی صاحب مروج الذہب و ابوالفرج اصبہانی صاحب کتاب الاغانی وعلی ہذا القیاس امثال ایںہا را ایں فرقہ در عداد اہلسنت داخل کنند و بمنقولات و مقولات ایشاں الزام اہلسنت خواہند۔

**علامہ زرقانی** شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

القول باسلام ابی طالب لا یصح قالہ ابن عساکر وغیرہ - ابوطالب کا اسلام ماننا غلط ہے امام ابن عساکر وغیرہ نے اس کی تصریح کی۔ اسی طرح اصابہ میں ہے: کما سیأتی۔

**علامہ شہاب** نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

من الغریب ما نقلہ بعضھم ان اللہ تعالٰی احیاہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاٰمن بہ کابویہ واظنہ من افتراء الشیعۃ۔

غرائب سے ہے یہ جو بعض نے نقل کیا کہ اللہ تعالٰی نے والدین رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرح ابوطالب کو بھی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے زندہ کیا کہ بعد مرگ جی کر مشرف باسلام ہوئے میرے گمان میں یہ رافضیوں کی گڑھت ہے۔

**اقول** وضاع کذاب رافضیوں ہی میں منحصر نہیں مگر یہ اُن کے مسلک کے موافق ہے لہٰذا اس کی وضع کا گمان انھیں کی طرف جاتا ہے پھر بھی بے تحقیق جزم کی کیا صورت ممکن کہ کسی اور نے وضع کی ہو اس بنا پر لفظ ظن فرمایا ورنہ اُس کے موضوع و مفتری ہونے میں تو شبہ نہیں کما لا یخفی۔

Marfat.com

علامہ[111] صبان محمد بن علی مصری کتاب اسعاف الراغبین میں فرماتے ہیں:

اما اعمامه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فاثنا عشرة حمزة والعباس وهما مسلمان وابوطالب والصحيح انه مات کافرا۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارہ چچا تھے حمزہ وعباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور یہی دو مشرف باسلام ہوئے اور ابوطالب اور صحیح یہی ہے کہ یہ کافر مرے۔

## فصل پنجم

شرح[112] مقاصد و شرح[113] تحریر پھر رد[114] المحتار حاشیہ درمختار باب المرتدین میں ہے:

المصر علی عدم الاقرار مع مطالبته به کافر وفاقا لکون ذلك من امارات عدم التصدیق ولهذا اطبقوا علی کفر ابی طالب۔

جس سے اقرار اسلام کا مطالبہ کیا جائے اور وہ اقرار نہ کرنے پر اصرار رکھے بالاتفاق کافر ہے کہ یہ دل میں تصدیق نہ ہونے کی علامت ہے اسی واسطے تمام علمائے کفر ابی طالب پر اجماع کیا ہے۔

مولانا[115] علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں:

اذا امر بها وامتنع وابی عنها کابی طالب فهو کافر بالاجماع۔

جسے شہادت کلمہ اسلام کا حکم دیا جائے اور وہ باز رہے اور ادائے شہادت سے انکار کرے جیسے ابوطالب تو وہ بالاجماع کافر ہے۔

مرقاۃ[116] شرح مشکوٰۃ میں اُس شخص کے بارہ میں جو قلب سے اعتقاد رکھتا تھا اور بغیر کسی عذر و مانع کے زبان سے اقرار کی نوبت نہ آئی علماء کا اختلاف کہ یہ اعتقاد بے اقرار اُسے آخرت میں نافع ہوگا یا نہیں، نقل کرکے فرماتے ہیں:

قلت لکن بشرط عدم طلب الاقرار منه فان ابی بعد ذلك فکافر اجماعا لقضیة

Marfat.com

ابی طالب - یعنی یہ اختلاف اُس صورت میں ہے کہ اُس سے اقرار طلب نہ کیا گیا ہو اور اگر بعد طلب باز رہے جب تو بالاجماع کافر ہے ابوطالب کا واقعہ اسی پر دلیل ہے - اُسی کی فصل ثانی باب اشراط الساعۃ میں ہے:

ابو طالب لم یؤمن عند اھل السنہ - اہل سنت کے نزدیک ابو طالب مسلمان نہیں -

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح سفرالسعادۃ میں فرماتے ہیں:

مشایخ حدیث و علمائے سنت بریں اندکہ ایمان ابو طالب ثبوت نہ پذیرفتہ و در صحاح احادیث ست کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در وقت وفات وی بر سروی آمد و عرض اسلام کرد وی قبول نہ کرد -

# فصل ششم

امام ابن حجر مکی افضل القریٰ لقراء ام القریٰ میں ابو طالب کی بیت مروی صحیح بخاری کہ ہم نے شروع جواب میں ذکر کی لکھ کر فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ھذا البیت من جملۃ قصیدۃ لـــہ فیہا مدح عجیب لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی اخذ الشیعۃ منہا القول باسلامہ - | یہ بیت ابو طالب کے ایک قصیدہ کی ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عجب نعت ہے یہاں تک کہ رافضیوں نے اس سے ابو طالب کا مسلمان ہونا اخذ کر لیا - |

پھر فرماتے ہیں:

صرائح الاحادیث المتفق علی صحتھا ترد ذٰلک لیکن صاف اور روشن حدیثیں جن کی صحت پر اتفاق ہے اسلام ابو طالب کو رد کر رہی ہیں -

علامہ محمد بن عبد الباقی شرح مواہب میں روایت ضعیفہ ابن اسحٰق کہ ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب مع اپنے جوابوں کے آئی ہے ذکر کر کے فرماتے ہیں:

بھذا احتج الرافضۃ ومن تبعھم علی اسلامہ رافضی اور جو اُن کے پیرو ہوئے

Marfat.com

وہ اسی روایت سے ابوطالب کے اسلام پر سند لاتے ہیں۔

انوار[۱۲۱] التنزیل وارشاد[۱۲۲] العقل میں زیر آیہ کریمہ انك لا تہدی من احببت فرمایا الجمہور علی انہا نزلت فی ابی طالب جمہور ائمہ کے نزدیک یہ آیت دربارۂ ابوطالب اُتری۔

علامہ[۱۲۳] خفاجی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں: اشارۃ الی الرد علی بعض الرافضۃ اذ ذھب الی اسلامہ یہ اشارہ ہے بعض رافضیوں کے رد کی طرف کہ وہ اسلام ابوطالب کے قائل ہیں۔

اصابہ[۱۲۴] میں ہے: ذکر جمع من الرافضۃ انہ مات مسلما قال ابن عساکر فی صدر ترجمتہ قیل انہ اسلم ولا یصح اسلامہ مختصر۔ رافضیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ابوطالب مسلمان مرے۔

امام[۱۲۵] ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں شروع تذکرہ ابوطالب میں فرمایا بعض اسلام ابوطالب کے قائل ہوئے اور یہ صحیح نہیں۔

زرقانی[۱۲۶] میں ہے:

| | |
|---|---|
| الصحیح ان اباطالب لم یسلم | صحیح یہ ہے کہ ابوطالب مسلمان نہ ہوئے |
| وذکر جمع من الرافضۃ انہ مات | رافضیوں کی ایک جماعت نے اُن کا اسلام |
| مسلما وتمسکوا باشعار واخبار | پر مرنا مانا اور کچھ شعروں اور واہیات |
| واھیۃ تکفل بردھا فی | خبروں سے تمسک کیا جن کے رد کا امام |
| الاصابہ۔ | حافظ الشان نے اصابہ میں ذمہ لیا۔ |

نسیم[۱۲۷] فصل کیفیۃ الصلاۃ علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والتسلیم میں ہے:

| | |
|---|---|
| ابوطالب توفی کافرا وادعاء بعض | ابوطالب کی موت کفر پر ہوئی اور بعض |
| الشیعۃ انہ اسلم لا اصل لہ۔ | رافضیوں کا دعوٰی باطلہ کہ وہ اسلام |
| | لائے محض بے اصل ہے۔ |

شیخ[۱۲۸] محقق شرح صراط المستقیم میں فرماتے ہیں،

Marfat.com

"شیخ ابن حجر در فتح الباری میگوید معرفت ابوطالب به نبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در بسیاری از اخبار آمدہ و تمسک کردہ بدان شیعہ بر اسلام وے و استدلال کردہ اند بر دعوٰی خود بچیزی کہ دلالت ندارد بر آن۔"

اُسی[۲۹] میں ہے:

مخفی نماند کہ صحت اسلام ابوین بلکہ سائر آبائی وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشہور ست و شیعہ اسلام ابوطالب را نیز ازیں قبیل دانند۔ اھ مختصرا

# فصل ہفتم

الحمد للہ کلام اپنی نہایت کو پہنچا بعد اس قدر نصوص علیۂ وجلیۂ قرآن وحدیث وارشادات صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ قدیم وحدیث کے منصف کو چارہ نہیں مگر تسلیم اور شبہات کا حصہ نہیں مگر فنائے عمیم پھر بھی تبیین مرام وتسکین اوہام مناسب مقام۔ عمرو نے آٹھ شبہے ذکر کیے اور نواں کہ اگر شبہ کہنے کے بھی کچھ قابل ہے تو وُہی ہے اُس سے متروک ہُوا ہم اُن سب کو ذکر کرکے بتوفیق اللہ تعالیٰ اظہار جواب وابانت صواب کریں۔

**شبہہ اولیٰ** کفالت **اقول** ہاں بالیقین مگر کفالت نبی مستلزم اطاعت نبی نہیں قال اللہ تعالیٰ فالتقطہ آل فرعون لیکون لھم عدوا وحزنا الآیات و قال اللہ تعالیٰ قال الم نربك فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرك سنین۔

**شبہہ ثانیہ** نصرت وحمایت **نقول** ضرور مگر مدعا سے دور۔ رافضی اس سے دلیل لائے اور علمائے سنت جواب دے چکے۔ اصابہ میں فرمایا:

استدلال الرافضی بقول اللہ تعالیٰ فالذین امنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعو النور الذی انزل معہ اولٰئك ھم المفلحون ۵ قال وعزرہ ابوطالب ونصرہ بما اشتھر وعلم ونابذ قریشا وعاداھم بسببہ مما لا یدفعہ احد من نقلۃ الاخبار فیکون من المفلحین انتھی وھذا مبلغھم من العلم وانا نسلم انہ نصرہ وبالغ فی ذلك لکنہ لم یتبع النور الذی معہ وھو الکتاب العزیز الداعی الی التوحید

Marfat.com

ولا یحصل الفلاح الا بحصول ما رتب علیہ من الصفات کلہا۔

یعنی اسلام ابی طالب پر رافضی اس آیت سے دلیل لایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے جو لوگ اس نبی پر ایمان لائے اور اس کی نصرت و مدد کی اور جو نور اس نبی کے ساتھ اتارا گیا اُس کے پیرو ہوتے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ رافضی نے کہا: ابوطالب کی مدد و نصرت مشہور و معروف ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے قریش سے مخالفت کی عداوت باندھ لی جس کا کوئی راوی اخبار انکار نہ کرے گا تو وہ فلاح پانے والوں میں ٹھہرے۔ رافضیوں کے علم کی رسائی یہاں تک ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ابوطالب نے ضرور نصرت کی اور بدرجۂ غایت کی مگر اُس نور کا تو اتباع نہ کیا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اُترا یعنی قرآن مجید داعی توحید اور فلاح تو جب ملے کہ جتنی صفات پر اُسے مرتب فرمایا ہے سب حاصل ہوں۔

**اقول اولاً**: یہ نصرت و حمایت کا قصہ بارگاہِ رسالت میں پیش ہو چکا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ابوطالب چنین و چنان کرتا اُسے کیا نفع ملا جواب جو ارشاد ہوا حدیث چہارم میں گزرا۔

**ثانیاً**: بلکہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر خود رب العزت جواب دے چکا کہ اوروں کو نبی کی ایذا سے روکتے اور خود اُس پر ایمان لانے سے بچتے ہیں دیکھو آیت و حدیث سوم۔

**ثالثاً**: اعتبار خاتمہ کا ہے انما الاعمال بالخواتیم جب ابوطالب کا کفر پر مرنا قرآن و حدیث سے ثابت تو اب اگلے قصے سنانا اور گزشتہ کفالت و نصرت سے دلیل لانا محض ساقط۔ صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث طویل ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| فواللہ الذی لا الٰہ غیرہ ان | قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں تم |
| احدکم لیعمل بعمل اہل الجنۃ | میں کوئی شخص جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے |
| حتی ما یکون بینہ وبینہا الا ذراع | یہاں تک کہ اُس میں اور جنت میں صرف |
| فیسبق علیہ الکتاب فیعمل | ایک ہاتھ کا فرق رہ جاتا ہے اتنے میں تقدیر |

Marfat.com

بعمل اهل النار فیدخل النار۔ غالب آجاتی ہے کہ دوزخیوں کے کام کرکے دوزخ میں جاتا ہے۔ (والعیاذ باللہ رب العلمین)

**رابعاً:** نہ صرف اسلام مستلزم اسلام نہ ثبوت خاص نہ ثبوت عام صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی غزوہ خیبر میں ایک مدعی اسلام نے ہمراہ رکاب اقدس سخت جہاد اور کافروں سے عظیم قتال کیا صحابہ اُس کے مداح ہُوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخی ہے اس پر قریب تھا کہ بعض لوگ متزلزل ہوجائیں (یعنی ایسے عالی درجے عمدہ کام ایسے جلیل وجمیل نصرت اسلام اور اس پر ناری ہونے کے احکام) بالآخر خبر پائی کہ وہ معرکہ میں زخمی ہوا ورد کی تاب نہ لایا رات کو اپنا گلا کاٹ کر مرگیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ خبر سُن کر فرمایا اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہُوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اُس کا رسول ہُوں، پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں منادی کردیں انہ لا یدخل الجنۃ الا نفس مسلمۃ وان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر بیشک جنت میں کوئی نہ جائے گا مگر مسلمان جان اور بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کی مدد کرتا ہے فاسق کے ہاتھ پر اِسی کے قریب طبرانی نے کبیر میں عمرو بن نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی نسائی و ابن حبان حضرت انس بن مالک اور احمد و طبرانی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند جید راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ یؤید ھذا الدین باقوام لا خلاق لھم۔ بے شک اللہ عزوجل اس دین کی مدد ایسے لوگوں سے فرماتا ہے جن کا کوئی حصہ نہیں۔

طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ لیؤید الاسلام برجال ماھم من اھلہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید ایسے لوگوں سے کرتا ہے جو خود اہلِ اسلام سے نہیں۔

نسأل اللہ العفو والعافیہ۔

Marfat.com

**شبہہ ثالثہ** محبت اقول بے شک مگر حد طبعی تک جیسے چچا کو بھتیجے سے چاہیے اور بھتیجے بھی کیسے کہ حقیقی بھائی نوجوان گزرے ہونے کی اکلوتی نشانی

پھر اُس پر جمال صورت و کمال سیرت وہ کہ اپنے تو اپنے غیر دیکھیں تو فدا ہو جائیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاندان ہاشمی ایک اسی چراغ محمود و شمع بے دود سے روشن تھا خاندانی حمیت ہر عاقل کو ہوئی ہے خصوصاً عرب خصوصاً قریش خصوصاً بنی ہاشم میں اس کا عظیم مادہ و لہٰذا جب یہ آیہ کریمہ فاصدع بما تؤمر و اعرض عن المشرکین ہ نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علانیہ دعوتِ اسلام شروع کی اشرافِ قریش جمع ہو کر ابو طالب کے پاس گئے اور کہا کہ تمام عرب میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے بڑھ کر اچھی اُٹھان والا لڑکا ہم سے لے لو اُسے بجائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرورش کرو اور اُنھیں ہم کو دے دو اور اسی ارادۂ فاسدہ پر عمارہ بن ولید کو لے کر گئے تھے کہ ابو طالب نے مانا تو اسے اُنھیں دے دیں گے ابو طالب نے کہا:

| | |
|---|---|
| واللہ لبئس ماتسومونني اتعطوني ابنكم اغذوه لكم واعطيكم ابني تقتلونه هذا واللہ مالا يكون ابدا احين تروح الابل فان حنت ناقة الى غير فصيلها دفعته اليكم۔ | خدا کی قسم کیا بُری گاہکی میرے ساتھ کرتے ہو، کیا تم اپنا بیٹا مجھے دو کہ میں تمہارے لیے اُسے کھلاؤں پرورش کروں اور میں اپنا بیٹا تمھیں دے دوں کہ تم اُسے قتل کرو۔ خدا کی قسم یہ کبھی ہونی نہیں جب اونٹ شام کو نکلتے ہیں تو اگر کوئی ناقہ اپنے بچے کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف میل کرتی ہو تو میں بھی تم سے اپنا بیٹا بدل لوں۔ |

لخصناه من حديث ابن اسحاق ذكره بلاغا و من حديث مقاتل ذكره في المواهب۔

ابو طالب نے صاف بتا دیا کہ ان کی محبت وہی ہے جو انسان تو انسان حیوان کو بھی اپنے بچے سے ہوتی ہے ایسی محبت ایمان نہیں ایمان حُب شرعی ہے ابو طالب میں اُس کی شان نہیں محبت شرعی و ایمانی ہوتی تو نار کو عار پر اختیار اور دم مرگ کلمہ طیبہ سے انکار اور ملتِ جاہلیت

Marfat.com

پر اصرار کیوں ہوتا۔

امام[۱۳۱] قسطلانی ارشاد الساری میں فرماتے ہیں:

قد کان ابو طالب یحوطہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وینصرہ ویحبہ حبا طبعیا لا شرعیا فسبق القدر فیہ واستمر علی کفرہ وللہ الحجۃ السامیۃ۔

یعنی ابوطالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت وحمایت سب کچھ کی طبعی محبت بہت کچھ رکھی مگر شرعی محبت نہ تھی آخر تقدیرِ الٰہی غالب آئی اور معاذ اللہ کفر پر وفات پائی اور اللہ ہی کے لیے ہے حجت بلند۔

نسیم[۱۳۲] الریاض میں ہے:

حنوہ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومحبتہ لہ امر مشہور فی السیر وکان یعظمہ ویعرف نبوتہ ولکن لم یوفقہ اللہ للاسلام وفی الامتاع ان فیہ حکمۃ خفیۃ من اللہ تعالیٰ لانہ عظیم قریش لا یمکن احدا منھم ان یتعدی علی ما فی جوارہ فکان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بدء امرہ فی کنف حمایتہ یذبھم عنہ کما قال ؎

واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم
حتی اوسد فی التراب دفینا

فلو اسلم لم یکن لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ بد من الھجرۃ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ابوطالب کی مہر ومحبت مشہور ہے اور تعظیم ومعرفت نبوت معلوم مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمان ہونے کی توفیق نہ دی۔ اور کتاب[۱۳۳] الامتاع میں فرمایا: ابوطالب کے مسلمان نہ ہونے میں اللہ تعالیٰ کی ایک باریک حکمت ہے وہ سردار قریش تھے کوئی ان کی پناہ پر تعدی نہ کرسکتا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں اُن کی حمایت میں تھے وہ مخالفوں کو حضور سے دفع کرتے تھے خود ایک شعر میں کہا ہے خدا کی قسم تمام قریش اکٹھے ہو جائیں تو حضور تک نہ پہنچ سکیں گے جب تک میں خاک میں دبا کر لٹا نہ دیا جاؤں تو اگر وہ اسلام لے آتے قریش کے نزدیک اُن کی پناہ کوئی

Marfat.com

چیز نہ رہتی آخر اُن کے انتقال پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہجرت ہی فرمانی ہوئی۔

اقول قرب انتقال تک اسلام نہ لانے کی یہ حکمت ہو سکتی ہے مرتے وقت کفر پر اصرار کی حکمت اللہ جانے یا اُس کا رسول۔ شاید اس میں اولاً یہ نکتہ ہو کہ اگر اسلام لا کر مرتے مخالف گمان کرتے کہ اللہ کے رسول نے ہمارے ساتھ معاذ اللہ فریب برتا اپنے چچا کو مسلمان تو کر لیا تھا مگر پناہ و ذمہ رکھنے کے لیے ظاہر نہ ہونے دیا جب اخیر وقت آیا کہ اب وُہ کام نہ رہا ظاہر کر دایا۔

ثانیاً اُن مسلمانوں کی تسکین بھی ہے جن کے بزرگ حالتِ کفر میں مرے جس کا پتہ حدیث ان ابی و اباك دیتی ہے اول ناگوار ہوا جب اپنے چچا کو شامل فرمایا سکون پایا۔

ثالثاً مسلمانوں کے لیے اُسوہ حسنہ قائم فرمانا کہ اپنے اقارب جب خدا کے خلاف ہوں اُن سے برات کریں مرنے پر جنازہ میں شریک نہ ہوں، نماز نہ پڑھیں، دعائے مغفرت نہ کریں کہ جب خود اپنے حبیب کو منع فرمایا تو اوروں کی کیا گنتی۔

رابعاً عمل میں اخلاص للہ وخوف و اتقیاد کی ترغیب اور محبوبانِ خدا سے نسبت پر بھول بیٹھنے سے ترہیب جب ابوطالب کو ایسی نسبت قریبہ بآن کارہائے عجیبہ بوجہ نامنقادی کام نہ آئی تو اور کیا چیز ہے الی غیر ذلك مما اللہ ورسولہ بہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

**شبہہ رابعہ** نعت شریف اقول یہ تو اور حجت الٰہیہ قائم ہوتا ہے جب ایسا جانتے ہو پھر کیوں نہیں مانتے یہود عنود قبل طلوع شمس رسالت کیا کچھ نعت و مدحت نہ کرتے جب کوئی مشکل آتی، مصیبت مُنھ دکھاتی حضور سے توسل کرتے جب دشمن کا مقابلہ ہوتا دُعا مانگتے:

| | |
|---|---|
| اللھم انصرنا علیھم بالنبی المبعوث | الٰہی ہمیں ان پر مدد دے صدقہ نبی آخر الزماں |
| فی اٰخر الزمان الذی نجد صفتہ | کا جس کی نعت ہم توراۃ میں پاتے ہیں۔ |
| فی التورٰیۃ۔ | |

پھر جان کر نہ ماننے کا کیا نتیجہ ہوا یہ جو قرآن عظیم نے فرمایا:

Marfat.com

کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکفرین ۵

اصابہ[۱۳۸] میں فرماتے ہیں :

اما شھادۃ ابی طالب بتصدیق النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فالجواب عنہ وعما ورد من شعر ابی طالب فی ذالک انہ نظیر ما حکی اللہ تعالٰی عن کفار قریش وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسھم ظلماً وعلوا فکان کفرھم عناد او منشؤہ من الانفۃ والکبر والی ذالک اشار ابو طالب بقولہ لولا ان تعیرنی قریش۔

یعنی ابوطالب کے ان اشعار وغیرہا کا جواب یہ ہے کہ وہ اسی قبیل سے ہے جو قرآن عظیم نے کفار کا حال بیان فرمایا کہ براہ ظلم وتکبر منکر ہوتے اور دل میں خوب یقین رکھتے ہیں تو یہ کفر عناد ہوا اور اس کا منشا تکبر اور اپنے نزدیک بڑی ناک والا ہونا ہے خود ابوطالب نے اِس کی طرف اشارہ کیا کہ اگر قریش کی طعنہ زنی کا خیال نہ ہوتا تو اسلام لے آتا۔

**شبہہ خامسہ** حضور کا استغفار فرمانا **اقول اوّلاً** اس کا جواب خود رب الارباب جل جلالہ دے چکا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قید لگا دی تھی مالم انہ عنہ میں لئے استغفار فرماؤں گا جب تک منع نہ کیا جاؤں گا۔ رب العزۃ جل جلالہ نے منع فرما دیا اب اُس سے استناد خرط القتاد۔

**ثانیاً** خود یہ وعدہ ہی کلمہ طیبہ سے انکار سن کر ارشاد ہوا تھا دیکھو حدیث دوم پھر اسے دلیل اسلام ٹھہرانا عجیب ہے۔

**شبہہ سادسہ** حکایت جامع الاصول **اقول** سید اہل بیت رضی اللہ تعالٰی عنہم مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الکریم ابوطالب کو مشرک کہتے باوصف حکم اقدس غسل وکفن میں تامل عرض کرتے سید السادات سید الکائنات علیہ وعلٰی آلہٖ افضل الصلوۃ واکمل التحیات اسے مقرر رکھتے، جنازہ میں شرکت سے باز رہتے سیدنا جعفر بن ابی طالب وامیر المومنین علی رضی اللہ تعالٰی عنہما بوجہ اسلام ترکہ کفار سے محرومی پاتے سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ اس کی

Marfat.com

وجہ کفر ابی طالب بیان فرماتے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ختن اہلبیت اسے کافر کا ترکہ مومن کو نہ ملنے کی دلیل ٹھہراتے۔ سیدنا عباس عمِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے حال سے سوال کرکے وہ جواب پاتے سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آیت وان یہلکون الا انفسہم کا ابوطالب میں نزول بتاتے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہشتم اور ام المومنین ام سلمہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ہفتم امیر المومنین علی برادر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث پانزدہم روایت فرماتے ہیں یہ سروران و سرداران اہلبیت کرام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اِن کے بعد وہ کون سے اہلبیت قائل اسلام ابوطالب ہوئے کیا قرآن و حدیث و اطباق ائمہ قدیم و حدیث کے مقابل ایسی حکایات بے زمام و خطام کچھ کام دے سکتے ہیں حاشا لاجرم شیخ محقق مدارج[۱۳۵] النبوۃ میں فرماتے ہیں:

ازاعمام پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر حمزہ و عباس مسلمان نہ شدہ اند و ابوطالب و ابولہب زمان اسلام را دریافتہ اما توفیق اسلام نیافتہ جمہور علماء برین اند و صاحب جامع الاصول آوردہ کہ زعم اہلبیت آن ست کہ ابوطالب مسلمان از دنیا رفتہ واللہ اعلم بصحتہ کذا فی روضۃ[۱۳۶] الاحباب۔

اقول علماء کا جابجا کفر ابی طالب پر اجماع نقل فرمانا اور اسلام ابی طالب کا قول مزعوم روافض بتانا جس کے نقول اگلے فصول میں مذکور و منقول اس حکایت بے سروپا کے رد کو بس ہے کیا باوصف خلاف ائمہ اہلبیت اجماع منعقد ہوسکتا یا معاذ اللہ ان کا خلاف لایعتد بہ ٹھہرا کر دعوے اتفاق فرما دیا جاتا اور جب خود اپنے ائمہ کرام میں خلاف حاصل تو جانب اجانب اعنی روافض قصر نسبت پر کیا حامل پس عند التحقیق یہ حکایت بے اصل اور محکی عنہ معدوم و باطل ہاں اگر سادات زیدیہ کہ ایک فرقہ روافض ہے مراد ہوں تو عجیب نہیں اور شبہہ زائل۔

**شبہہ سابعہ** عبارت شرح سفر السعادۃ **اقول** یہ تہمت محض ہے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کی عبارتیں خود اسی شرح صراط المستقیم وغیرہ تصانیف سے اوپر گزر چکیں جو اس کی تکذیب کو بس ہیں۔ شیخ فرماتے ہیں، حدیث صحیح ابو طالب کا کفر ثابت کرتی ہے علمائے سنت ابو طالب کا کفر مانتے ہیں شیعہ انھیں مسلمان جانتے ہیں اُن کے دلائل مردود و باطل ہیں ان سب تصریحات کے بعد توقف کا کیا محل ہاں یہ عبارت مدارج شریف میں نسبت آباء و اجداد حضور سید انام علیہ افضل الصلاۃ والسلام تحریر فرمائی ہے حیث قال متاخران ثابت کردہ اند کہ آباء واجداد آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاک و مصفا بودند از دنس شرک و کفر باری کم ازاں نہ باشد کہ دریں مسئلہ توقف کنند وصرفہ نگاہ دارند۔

**شبہہ ثامنہ** وصیت نامہ **اقول اولاً** وہ ایک حکایت منقطعہ ہے جس کا منتہائے سند ایک رافضی غالی، مواہب شریف میں جس سے عمرو ناقل یہ وصیت نامہ یوں منقول حکی عن ھشام بن السائب الکلبی او ابیہ انہ قال لما حضرت اباطالب الوفاۃ جمع الیہ وجوہ قریش الخ یعنی ہشام بن محمد بن سائب کلبی کوفی یا اُس کے باپ کلبی سے حکایت کی گئی کہ ابو طالب نے مرتے وقت عمدگان قریش کو جمع کرکے وصیت کی۔ ہشام وکلبی دونوں رافضی مطعون ہیں میزان الاعتدال میں ہے:

قال البخاری ابو النضر الکلبی ترکہ یحییٰ وابن مھدی قال علی ثنا یحییٰ عن سفیٰن قال الکلبی کلما حدثتک عن ابی صالح فھو کذب وقال یزید بن زریع ثنا الکلبی وکان سبائیا قال الاعمش اتق ھذہ السبائیۃ فانی ادرکت الناس وانما یسمونھم الکذابین البیتو ذکی سمعت ھماما یقول سمعت الکلبی یقول انا

امام بخاری نے فرمایا کلبی کو امام یحییٰ بن معین و امام عبد الرحمٰن بن مہدی نے متروک کیا امام سفیان فرماتے ہیں مجھ سے کلبی نے کہا جتنی حدیثیں میں نے آپ کے سامنے ابوصالح سے روایت کی ہیں وہ سب جھوٹ ہیں یزید بن زریع نے کہا کلبی رافضی تھا امام سلیمان اعمش تابعی نے فرمایا کہ ان رافضیوں سے بچو میں نے علماء کو پایا کہ ان کا نام کذاب رکھتے تھے۔ ہمام کہتے ہیں میں نے خود کلبی کو کہتے سُنا کہ

Marfat.com

سبائی عن ابی عوانة سمعت کلبی یقول کان جبرئیل یملی الوحی علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فلما دخل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخلاء جعل یملی علی علی قال الجوزجانی وغیرہ کذاب وقال الدارقطنی وجماعة متروک قال ابن حبان مذھبہ و وضوح الکذب فیہ اظھر من ان یحتاج الی وصفہ لا یحل ذکرہ فی کتب فکیف الاحتجاج بہ اھ ملتقطا۔

میں رافضی ہوں ابو عوانہ کہتے ہیں کلبی نے میرے سامنے کہا کہ جبرئیل نبی کو وحی لکھاتے تھے جب حضور بیت الخلا کو تشریف لے جاتے تو مولٰی علی کو لکھانے لگتے۔ جوزجانی وغیرہ نے کہا کلبی کذاب ہے۔ دارقطنی اور ایک جماعت علماء نے کہا متروک ہے ابن حبان نے کہا اُس کا مذہب اور اُس میں کذب کا وضوح ایسا روشن ہے کہ محتاج بیان نہیں کتابوں میں اس کا ذکر کرنا حلال نہیں نہ کہ اُس سے سند لانا۔

اُسی میں ہے:

ھشام بن محمد بن السائب الکلبی احمد بن حنبل انما کان صاحب اخبار ونسب ما ظننت ان احدا یحدث عنہ وقال الدارقطنی وغیرہ متروک وقال ابن عساکر رافضی لیس بثقة۔

امام احمد نے کلبی کے بیٹے ہشام کی نسبت فرمایا وہ تو یہی کچھ کہانیاں کچھ نسب نامے جانتا تھا مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی اُس سے حدیث روایت کرے گا امام دارقطنی وغیرہ نے فرمایا متروک ہے امام ابن عساکر نے کہا رافضی نامعتمد ہے۔

ثانیاً خود اُسی وصیت نامہ میں وہ لفظ منقول جن میں صاف اپنے حال کی طرف اشارہ ہے کہ اُن حاضرین سے کہا:

قد جاء بلم تقبلہ الجنان وانکرہ اللسان مخافة الشنان۔

محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہمارے پاس وہ بات لے کر آئے جسے دل نے مانا اور زبان نے انکار کیا اس خوف سے کہ لوگ دشمن ہوجائیں گے۔

Marfat.com

علامہ زرقانی اُس کی شرح میں فرماتے ہیں:

لما تعیرونه به من تبعیته لابن اخیه۔ یعنی وُہ خوف یہ ہے کہ تم عیب لگاؤ گے کہ اپنے بھتیجے کا تابع ہو گیا یعنے بھتیجا تو بیٹے کی مثل ہے اُنھیں امام بناتے آپ غلام بنتے عار آتی ہے تم طعنہ کرو گے اس لیے اسلام سے انکار ہے اگرچہ دل پر اُن کا صدق آشکار ہے۔

ثالثاً نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باب میں اُن سے بعض وصایا ضرور منقول مگر جب اوروں کو وصیت ہو خود جاہلی حمیت ہو تو اس سے کیا حصول قال اللہ تعالیٰ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اللہ کو سخت دشمن ہے یہ بات کہ کہو اور نہ کرو تندرستی میں بھی یہی برتاؤ تھا کہ اوروں کو ترغیب دینا اور آپ بچنا وہی انداز وقت مرگ برتا۔

اصابہ[۱۳۶] میں فرمایا:

اما امر ابی طالب ولدیه باتباعه فترك ذالك من جملة العناد وهو ایضاً من حسن نصرته له وذبه عنه ومعاداته قومه بسببه۔

رہا ابو طالب کا اپنے بیٹوں حیدر کرار و جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہنا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرو تو خود اُس کا ترک کرنا یہ عناد میں سے ہے اور یہ ترغیب پیروی بھی اُن کی اُسی خوبی مدد و حمایت اور حضور کے باعث اپنی قوم سے مخالفت ہی میں داخل ہے۔ یعنی جہاں وُہ سب کچھ تھا این ہم بر علم ایمان بے اذعان ملنا کیا امکان و لہذا علمائے کرام جہاں ابو طالب سے یہ امور نقل فرماتے ہیں وہیں موت علی الکفر کی بھی تصریح کر جاتے ہیں اسی مواہب لدنیہ اور اُن کی دُوسری کتاب ارشاد الساری کے کتنے کلمات اُوپر گزرے۔

مجمع البحار[۱۳۷] میں ہے:

فی العاشرة دنا موت ابی طالب فوصی بنی المطلب باعانته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ومات فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنه ان عمك الضال قدمات قال فاغسله وكفنه وواره غفر اللہ له فجعل يستغفر له اياما حتى نزل ما كان للنبي۔ یعنی نبوت سے دسویں سال ابو طالب کو موت آئی بنی مطلب کو مددگاری نبی صلی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم کے وصیت کر کے مر گئے۔ اس پر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی: حضور کا گمراہ چچا مر گیا۔ فرمایا نہلا کفنا کر دبا دے اللہ اُسے بخشے کچھ دنوں دعائے مغفرت فرماتے رہے یہاں تک کہ آیت اُتری نبی کو روا نہیں کہ مشرکوں جہنمیوں کی بخشش مانگے۔

علامہ حفنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاشیہ شرح ہمزیہ میں لکھتے ہیں:

قال القرطبی فی المفہم کان ابو طالب یعرف صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی کل ما یقولہ و یقول لقریش تعلمون واللہ ان محمدا لم یکذب قط و یقول لابنہ علی اتبعہ فانہ علی الحق غیر انہ لم یدخل فی الاسلام ولم یزل علی ذٰلک حتی حضرتہ الوفاۃ فدخل علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طامعًا فی اسلامہ وحریصًا علیہ باذلا فی ذٰلک جہدہ مستفرغا عندہ ولکن عاقت عن ذٰلک عوائق الاقدار التی لا ینفع معہا حرص ولا اعتذار۔

یعنی امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مفہم شرح صحیح مسلم میں فرمایا ابوطالب خوب جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں سب حق ہے قریش سے کہتے خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کوئی کلمہ خلاف واقع نہ فرمایا اپنے بیٹے علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے کہتے ان کے پیرو رہنا کہ یہ حق پر ہیں یہ سب کچھ تھا مگر خود اسلام میں نہ آئے موت آنے تک اُسی حال پر رہے اُس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف فرما ہوئے اس امید پر کہ شاید مسلمان ہو جائیں اس کی حضور کو سخت خواہش تھی جو کچھ کوشش ممکن تھی سب خرچ فرما دی مگر وہ تقدیریں آڑے آئیں جن کے آگے نہ خواہش چلتی ہے نہ عذر وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

الحمد للہ عمرو کے سب شبہات حل ہو گئے اور وہ شبہات ہی کیا تھے

**شبہہ تاسعہ** محض مہملات تھے اب ایک شبہہ باقی رہا جس سے زمانۂ قدیم میں بعض روافض نے اپنے رسالہ اسلام ابی طالب میں استناد کیا اور اکابر ائمہ و علمائے اہل سنت مثل امام اجل بیہقی و امام جلیل سہیلی و امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی و امام بدر الدین محمود عینی و امام احمد قسطلانی و امام ابن حجر مکی و علامہ حسین دیاربکری

Marfat.com

وعلّامہ محمد زرقانی و شیخ محقق دہلوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے متعدد وجوہ سے جواب دیا۔ سنی کے لیے تو اسی قدر سے جواب ظاہر ہو گیا کہ استدلال کرنے والا ایک رافضی اور جواب دینے والے ائمہ وعلمائے اہلسنت مگر تتمیم فائدہ کے لیے فقیر غفرلہ المولی القدیر وہ شبہہ اور علمائے اجوبہ ذکر کرکے جو کچھ فیض قدیر سے قلب فقیر پر فائض ہوا تحریر کرے وباللہ التوفیق

ابن اسحاق نے سیرت میں ایک روایت شاذہ ذکر کی جس کا خلاصہ یہ کہ ابو طالب کے مرض الموت میں اشراف قریش جمع ہو کر اُن کے پاس گئے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سمجھا دو کہ ہمارے دین سے غرض نہ رکھیں ہم اُن کے دین سے تعرض نہ کریں ابو طالب نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا کر عرض کی۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں یہ ایک بات کہہ لیں جس سے تم تمام عرب کے مالک ہو جاؤ اور عجم تمہاری مطیع۔ ابو جہل لعین نے عرض کی: حضور ہی کے باپ کی قسم ایک بات نہیں دس باتیں۔ فرمایا: تو لا الٰہ الا اللہ کہہ لو۔ اس پر کافر تالیاں بجا کر بھاگ گئے۔ ابو طالب کے منہ سے نکلا خدا کی قسم حضور نے کوئی بے جا بات تو اُن سے نہ چاہی تھی۔ اس کہنے سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُمید پڑی کہ شاید یہی مسلمان ہو جائے۔ حضور نے بار بار فرمانا شروع کیا: اے چچا! تو ہی کہہ لے جس کے سبب سے میں تیری شفاعت روزِ قیامت حلال کر لوں۔ جب ابو طالب نے حضور کی شدتِ خواہش دیکھی، کہا: اے بھتیجے! میرے خدا کی قسم اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ حضور کو اور حضور کے باپ (یعنی خود ابو طالب) کے بیٹوں کو طعنہ دیں گے کہ نزع کی سختی پر صبر نہ ہُوا، کلمہ پڑھ لیا، تو میں پڑھ لیتا اور وہ بھی کس طرح پڑھتا لا اقولہا الا لا سرك بہا صرف اس لیے کہ حضور کی خوشی کر دوں۔ یہ باتیں نزع میں تو ہو ہی رہی تھیں جب روح پرواز کرنے کا وقت نزدیک آیا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے لبوں کو جنبش دیکھی کان لگا کر سنا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: یا ابن اخی واللہ لقد قال اخی الکلمۃ التی امرتہ ان یقولہا اے میرے بھتیجے خدا کی قسم میرے بھائی نے وُہ بات کہہ لی جو حضور اقدس اُس سے کہلواتے تھے قال فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم اسمع سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے نہ سُنی۔ یہ وہ روایت ہے علمائے نے اس سے پانچ جواب دیے:

Marfat.com

**اوّل** یہ روایت ضعیف ومردود ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی مبہم موجود ہے۔ یہ جواب امام بیہقی پھر امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی و امام بدرالدین محمود عینی و امام ابن حجر مکی و علامہ حسین دیاربکری و علامہ زرقانی وغیرہم نے افادہ فرمایا۔ خمیس میں ہے:

قال البیہقی انہ منقطع الخ وسیأتی تمامہ۔

عمدۃ القاری میں ہے: فی سندہ من لم یسم۔

شرح مواہب میں ہے: روایۃ ابن اسحاق ضعیفۃ۔

اُسی میں ہے: فیہ من لم یسم۔

شرح ہمزیہ میں ہے: روایۃ ضعیفۃ عن العباس انہ اسر الیہ الاسلام عند موتہ۔

اصابہ میں ہے: لقد وقفت علی تصنیف لبعض الشیعۃ اثبت فیہ اسلام ابی طالب منہا ما اخرجہ عن محمد بن اسحٰق الی ان قال بعد نقل متمسکات الرافضی) اسانید ھذہ الاحادیث واھیۃ۔

یعنی میں نے ایک رافضی کا رسالہ دیکھا جس میں اُس نے بعض روایات سے اسلام ابی طالب ثابت کرنا چاہا ہے۔ ازاں جملہ یہ روایت ابن اسحٰق ہے۔ ان سب کی سندیں واہی ہیں **اقول** وباللہ التوفیق ھٰھنا امور یجب التنبہ لہا۔

**اولہا** لیس المنقطع ھھنا فی کلام البیہقی بالاصطلاح المشہور عند الجمہور انہ الذی سقط من سندہ راوٍ اما مطلقا او بشرط ان لا یسقط ازید من واحد علی التوالی وھو المرسل علی الاول ومنہ علی الثانی باصطلاح الفقہاء واھل الاصول واذا نظفت رجالہ فعندنا وعند الجمہور مقبول کیف وذلک خلاف الواقع فی روایۃ ابن اسحاق فان سندہ علی ما رأیت فی سیرۃ ابن ھشام ونقلہ الحافظ وغیرہ فی الفتح وغیرہ ھکذا **حدثنی** العباس بن عبد اللہ بن معبد عن بعض اھلہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما وھذا لا انقطاع فیہ کما تری ولا مساغ لارادۃ الانقطاع من قبل ان ابن عباس لم یدرک الواقعۃ

Marfat.com

فانه انما ولد عام مات ابو طالب ولد قبل الهجرة بثلث سنين كما فی التقریب وکذلک ارخ ابن الجزار موت ابی طالب قبل هجرته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بثلث سنین کما فی المواهب وذلک لان مراسیل الصحابة مقبولة بالاجماع ولا عبرة بمن شذ فی تقریب النووی هذا کله فی غیر مرسل الصحابی اما مرسله فمحکوم بصحته علی المذهب الصحیح قال فی التدریب قطع به الجمهور من اصحابنا وغیرهم واطبق علیه المحدثون وفی مسلم الثبوت ان کان من الصحابی یقبل مطلقا اتفاقا ولا اعتداد لمن خالف اه وانما سماه البیهقی منقطعا علی اصطلاح له ولشیخه الحاکم ان المبهم ایضا من المنقطع فی التقریب والتدریب (اذا قال) الراوی فی الاسناد (فلان عن رجل عن فلان فقال الحاکم) هو (منقطع لیس مرسلا وقال غیره مرسل) قال العراقی کل من القولین خلاف ما علیه الاکثرون فانهم ذهبوا الی انه متصل فی سنده مجهول وزاد البیهقی علی هذا فی سننه فجعل ما رواه التابعی عن رجل من الصحابة لم یسم مرسلا اھ مختصرا وفیها النوع العاشر المنقطع الصحیح الذی ذهب الیه الفقهاء والخطیب وابن عبد البر وغیرهما من المحدثین ان المنقطع ما لم یتصل اسناده علی ای وجه کان انقطاعه) فهو والمرسل واحد (واکثر ما یستعمل فی روایة من دون التابعی عن الصحابة کمالک عن ابن عمر وقیل هو ما اختل منه رجل قبل التابعی) الصواب قبل الصحابی (محذوفا کان) الرجل (او مبهما کرجل) هذا بناء علی ما تقدم ان فلانا عن رجل یسمی منقطعا وتقدم ان الاکثرین علی خلافه ثم ان هذا القول هو المشهور بشرط ان یکون الساقط واحدا فقط او اثنین لا علی التوالی کما جزم به العراقی وشیخ الاسلام اھ ملخصا۔

**ثانیها** لیس المبهم من المجهول المقبول عندنا وعند کثیر من الفحول او اکثرهم فان الراوی اذا لم یرو عنه الا واحد فمجهول العین نمشیه نحن و کثیر من المحققین واذا زکی ظاهرا لا باطنا فمستور نقبله نحن واکثر المحققین

Marfat.com

كما بينته فى منير العين فى حكم تقبيل الابهامين وظاهران شيئا من هذا لا يعرف الا بالتسمية فالمبهم ليس منهما فى شيئ بل هو كمجهول الحال الذى لم تعرف عدالته باطنا ولا ظاهرا وان خصصناه ايضا بمن سمى فليس من المجهول المصطلح عليه اصلا وان كان يطلق عليه اسم المجهول نظرا الى المعنى اللغوى وتحقيق الحكم فيه ان ابهام راو غير الصحابى بغير لفظ التعديل كحدثنا ثقة ليس كحذفه عندنا فى القبول فان الجزم مع الاسقاط امارة الاعتماد بخلاف الاسناد قال فى مسلم الثبوت وشرح فواتح الرحموت (قال رجل لا يقبل فى) المذهب (الصحيح) وليس هذا كالارسال كما نقل عن شمس الائمة لان هذا رواية عن مجهول والارسال جزم بنسبة المتن الى رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم وهذا لا يكون الا بالتوثيق فافترقا (بخلاف) قال ثقة اورجل من الصحابة لان هذا رواية ثقة لان الصحابة كلهم عدول (ولو اصطلح على معين) معلوم العدالة على التعبير برجل (فلا اشكال) فى المقبول اه **اقول** ويتراأى لى استثناء من ابهم وقد علم من عادته انه لا يروى الا عن ثقة كامامنا الاعظم والامام احمد وغيرهما ممن سميناهم فى منير العين فان المبهم اما من مجهول الحال اوكمثله وقد صرحوا فيه بهذا التفصيل قال فى الكتابين (فى رواية العدل) عن المجهول (مذاهب) احدها (التعديل) فان شان العدل ان لا يروى الا عن عدل (و) الثانى (المنع) لجواز روايته تعويلا على المجتهد انه لا يعمل الا بعد التعديل (و) الثالث (التفصيل بين من علم) من عادته (انه لا يروى الا عن عدل) فيكون تعديلا (اولا) فلا (وهو) اى الثالث (الاعدل) وهو ظاهر اه باختصار۔

**ثالثها** ليس الحكم على كافر معلوم الكفر لاسيما المدرك صحبة لغوية بطريان الاسلام من باب الفضائل المقبول فيه الضعاف باتفاق الاعلام كيف وانه يبتنى عليه كثير من الاحكام كتحريم ذكره الا بخير ووجوب تعظيمه

Marfat.com

وطلب المترضی علیہ اذا ذکر بعد ما کان ذالک سرا ما بل ربما الخبر الی الکفرو العیاذ باللہ تعالیٰ وقبول قولہ فی الروایات ان وقعت الی غیر ذالک وا لیقین لایزول بالشک والضعیف لایرفع الثابت وانما السر فی قبول الضعاف حیث تقبل انہا ثمہ لم تثبت شیئا لم یثبت کما حققناہ بمالا مزید علیہ ما دفع الاوھام المتطرقۃ الیہ فی رسالتنا الھاد الکاف فی حکم الضعاف نا ذالم تکن لتثبت ما لم یثبت فکیف ترفع ما قد ثبت ماھذا الاغلط وشطط وھذا وانہم جدا فاتضح بحمد اللہ تعالیٰ ان الروایۃ ضعیفۃ واھیۃ وانہا فی اثبات ماریم منہا غیر مغنیۃ ولا کافیۃ ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

**ثانیا** اگر بالفرض صحیح بھی ہوتی تو اُن احادیث جلیلہ جزیلہ صحاح اصح کے مخالف تھی لہذا مردود ہوتی نہ کہ خود صحیح بھی نہیں اب اُن کے مقابل کیا التفات کے قابل **اقول** جواب اول بنظر سند تھا یہ بلحاظ متن ہے یعنی اگر سنداً صحیح بھی ہوتی تو متناً شاذ تھی اور ایسا شذوذ قادح صحت یوں بھی ضعیف رہتی اب کہ سنداً بھی صحیح نہیں خاص منکر ہے اور بہر حال مردود ونامعتبر۔ یہ جواب بھی علمائے ممدوحین نے دیا اور امام قسطلانی وشیخ محقق نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا۔

خمیس[۱۴۱] میں بعد عبارت مذکورہ امام[۱۴۲] بیہقی سے ہے: والصحیح من الحدیث قد اثبت لابی طالب الوفاۃ علی الکفر والشرک کما رویناہ فی صحیح البخاری۔ یعنی حدیث صحیح ابو طالب کا کفر وشرک پر مرنا ثابت کر رہی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود۔ بعینہٖ اسی طرح مواہب[۱۴۳] میں ہے۔ عمدہ[۱۴۴] میں بعد عبارت مذکورہ اور زرقانی میں امام حافظ الشان سے ہے ولوکان صحیحا لعارضہ حدیث الباب لانہ اصح منہ فضلا عن انہ لم یصح۔

اصابہ میں بعد کلام سابق ہے، وعلی تقدیر ثبوتہا فقد عارضہا ما ھو اصح منہا۔ پھر حدیث دوم لکھ کر فرمایا: فھذا ھو الصحیح الذی یرد الروایۃ التی ذکرھا ابن اسحٰق یہ حدیث روایت ابن اسحاق کو رد کر رہی ہے شرح ہمزیہ کی عبارت اوپر گزری صرا ثم

Marfat.com

الاحادیث المتفق علی صحتها ترد ذٰلک صریح حدیثیں جن کی صحت پر اتفاق ہے اسے رد کر رہی ہیں۔

مدارج النبوۃ[۱۴۵] میں ہے: در احادیث و اخبار اسلام وے ثبوت نیافتہ جز آنچہ در روایت ابن اسحٰق آمدہ کہ وے اسلام آورد نزدیک بوقت مرگ و گفتہ کہ چون قریب شد موت وے عباس گفت یا ابن اخی واللہ تحقیق گفت برادر من کلمہ را کہ امر کردی تو او را بدان و در روایتی آمدہ کہ آں حضرت گفت من نشنیدم با آنکہ حدیث اثبات کردہ است برای ابو طالب کفر را۔اھ مختصرا۔

یہ کلام حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے یہاں ہامش مدارج پر اپنی دو حاشیے لکھے پائے جن کی نقل خالی از نفع نہیں۔

ل قول شیخ جز آنچہ در روایت ابن اسحٰق آمدہ پر باین عبارت **اقول** ایں استثنا منقطع ست ائمہ فن ہمچو امام بیہقی و امام ابن حجر عسقلانی و امام عینی و امام ابن حجر مکی وغیرہم تصریح کردہ اند بضعف این روایت زیرا کہ در روا وے مبہم واقع شدہ باز بمخالفت صحاح منکر ست و شیخ در آخر کلام خود اشارہ بضعف او میکند کہ با آنکہ حدیث صحیح اثبات کردہ است الخ معلوم شد کہ این صحیح نیست۔ دوم قول شیخ و در روایتی آمدہ پر بایں الفاظ **اقول** این لفظ ایہام میکند آن را کہ اینجا دو روایت ست و روایت مذکورہ ابن اسحٰق عاری ست از ذکر رد فرمودن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقول مبارکش لم اسمع حالانکہ نہ چنان ست بلکہ این تتمہ ہمان روایت ابن اسحاق ست برین معنی آگاہ باید بود۔

**ثالثا** خود قرآن عظیم اسے رد فرما رہا ہے اگر اسلام پر موت ہوتی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو استغفار سے کیوں ممانعت آتی۔ یہ جواب حافظ الشان کا ہے اور اُسے خمیس میں بھی ذکر کیا۔

اصابہ[۱۴۶] میں بعد عبارت مذکورہ قریبہ ہے: اذ لوکان قال کلمۃ التوحید مانھی اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الاستغفار لہ **اقول** استغفار سے نہی کفر میں صریح نہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں میت

Marfat.com

مدیوں کے جنازہ پر نماز پڑھنے سے ممنوع تھے۔ علمائے متاخرین نے حدیث استاذنت ربی
ان استغفر لامی فلم یاذن لی کا یہی جواب دیا ہے تو استدلال اسی آیت کریمہ کے لفظ
للمشرکین ولفظ اصحٰب الجحیم سے اولیٰ وانسب ہے اگر کلمۂ اسلام پر موت ہوتی تو
رب العزۃ ابو طالب کو مشرک کیوں بناتا اصحاب نار سے کیوں ٹھہراتا لاجرم یہ روایت بے اصل ہے
رابعاً **اقول** اُس میں ایک علت اور ہے حدیث صحیح چہارم دیکھئے خود یہی عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن سے یہ حکایت ذکر کی جاتی ہے موت ابی طالب کے بعد حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے پُوچھتے ہیں یارسول اللہ! حضور نے اپنے چچا ابوطالب کو بھی کچھ نفع دیا وُہ
حضور کا غمخوار طرفدار تھا ارشاد ہوا ہم نے اُسے سراپا جہنم میں غرق پایا اتنی تخفیف فرمادی کہ
ٹخنوں تک آگ ہے ہیں نہ ہوتا تو اسفل السافلین اُس کا ٹھکانا تھا۔ سبحٰن اللہ اگر عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کانوں سے مرتے وقت کلمۂ توحید پڑھنا سُنتے تو اس سوال کا کیا محل تھا وہ
نہ جانتے تھے کہ الاسلام یجب ما قبلہ مسلمان ہوجانا گزرے ہُوئے سب اعمالِ بد کو
ڈھا دیتا ہے۔ کیا وُہ نہ جانتے تھے کہ اخیر وقت جو کافر مسلمان ہوکر مرے بے حساب جنت میں
جائے من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ اور پھر سوال میں کیا عرض کرتے ہیں وہی پرانے
قصے نصرت و یاری و حمایت و غمخواری یہ نہیں کہتے یارسول اللہ! وُہ تو کلمۂ اسلام پڑھ کر مرا ہے
یہ پُوچھتے ہیں کہ حضور نے اُسے بھی کچُھ نفع بخشا یہ نہیں عرض کرتی کہ کون سے اعلیٰ درجات
جنت عطا فرمائے وہ حالت صحیح ہوتے تو پروانۂ سوال یُوں ہوتا کہ یارسول اللہ! ابوطالب کا
خاتمہ ایمان پر ہُوا اور حضور کے ساتھ اُن کی غایت محبت و کمال حمایت تو قدیم سے تھی اللہ
عزّ وجلّ نے فردوسِ اعلیٰ کا کون سا محل اُنھیں کرامت فرمایا تو نظرِ انصاف میں یہ سوال ہی
اِس روایت کی بے اصلی پر قرینہ واضحہ ہے اور جواب تو جو ارشاد ہُوا ظاہر ہے والعیاذ
باللہ تعالیٰ ارحم الراحمین یہ جواب فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے اپنے فتوائے سابقہ مختصرہ
میں ذکر کیا تھا اب شرح مواہب میں دیکھا کہ علامہ زرقانی نے بھی اِس کی طرف ایما کیا،
فرماتے ہیں: فی سوال العباس عن حالہ دلیل علی ضعف روایۃ ابن اسحٰق لانہ
لوکانت الشھادۃ عندہ لم یسئل لعلمہ بحالہ **اقول** یوہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہا جن کی طرف اس کی روایت نسبت کی جاتی ہے علاوہ اُس تفسیر کے جو آیت ثالثہ میں اُن سے مروی خود بسند صحیح معلوم کہ وہ حضور پُر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ابو طالب کے بارے میں وہ ارشاد پاک حدیث ہشتم میں سُن چکے ہیں جس میں ناری ہونے کی صریح تصریح ہے یہ روایت اگر صحیح ہوتی تو اِس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابو طالب کو ناجی جانیں کہ ان امور میں نسخ و تغییر کو راہ نہیں مگر لازم بحکم حدیث صحیح مسلم باطل تو ملزوم بھی حلیہ صحت سے عاطل فافہم۔

**خامساً** یقیناً معلوم کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت تک مشرف باسلام نہ ہوئے تھے کہیں گیارہ برس بعد فتح مکہ میں مسلمان ہوتے ہیں اور اسی روایت میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کا کلمہ پڑھنا نہ سُنا اور اُن کی عرض پر بھی اطمینان نہ فرمایا۔ یہی ارشاد ہوا کہ ہم نے نہ سُنا اب نہ رہی مگر ایک شخص کی شہادت جو عدالت درکنار گواہی دیتے وقت مسلمان بھی نہیں وہ شرعاً کس قاعدہ و قانون سے قابل قبول یا لائق التفات اصحاب عقول ہوسکتی ہے **اقول** پہلے جوابوں کا حاصل سنداً یا متناً روایت کی تضعیف تھی اُس جواب میں اُسے ہر طرح صحیح مان کر کلام ہے کہ اب بھی اثبات مدعی سے مس نہیں اُس سے یہ ثابت نہ ہوا کہ ابو طالب نے کلمہ پڑھا بلکہ اس قدر معلوم ہوا کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی غیر اسلام کی حالت میں ایسا بیان کیا پھر اس سے کیا ہوتا ہے یہ جواب امام[۱۴۸] سہیلی نے روض الانف میں ارشاد فرمایا اور اُن کے بعد امام[۱۴۹] **عینی** و **امام**[۱۵۰] **قسطلانی** نے ذکر کیا۔ عمدہ میں ہے: قال السہیلی ان العباس قال ذٰلک فی حال کونہ علی غیر الاسلام ولو اداھا بعد الاسلام لقبلت منہ **اقول** وباللہ التوفیق خود اسی روایت کا بیان کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی عرض پر یہی ارشاد فرمایا کہ ہمارے مسامع قدسیہ تک نہ آیا۔ دلیل واضح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے بیان پر اطمینان نہ فرمایا اس گواہی کو مقبول و معتبر نہ ٹھہرایا اور نہ کیا عقل سلیم قبول کرتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس کے اسلام میں اس درجہ کوشش بلیغ ہو نفس نفس اس حد شدت پر اُس کی خواہش فرمائی جب وہ امر عظیم محبوب وقوع میں آئے ایسے سہل

Marfat.com

لفظوں میں جواب دے دیا جائے لاجرم اس ارشاد کا یہی مفاد کہ تمہارے کہنے پر کیا اعتماد ہم
سُننے تو ٹھیک تھا یہ صریح رد شہادت ہے تو جو گواہی خدا اور رسول رد فرما چکے دُوسرا اُس کا
قبول کرنے والا کون ۔ وبهذا التحقیق الانیق اسنناد ر د للہ الحمد ان الامام العینی
لقد احسن اذ اقتصر فی نقل کلام الامام السہیلی علی مامر و نعما فعل اذ لم
یتعد الی ما تعدی الیہ الامام القسطلانی وتبعہ العلامۃ الزرقانی حیث
اثرا کلامہ برمتہ واقرا علیہ وھذا لفظھما (اجیب) کما قال السہیلی
فی الروض (بان شہادۃ العباس لابی طالب لو اداھا بعد ما اسلم کانت مقبولۃ ولم
ترد) شہادتہ (بقولہ علیہ الصلاۃ والسلام لم اسمع لان الشاھد العدل
اذا قال سمعت وقال من ھو اعدل منہ لم اسمع اخذ بقول من اثبت السماع)
قال السہیلی لان عدم السماع یحتمل اسبابا منعت الشاھد من السمع
(ولکن العباس شہد بذلک قبل ان یسلم) فلا تقبل شہادتہ اھ فلیس
الکلام فی ان عباسا اثبت والنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نفی فہما شہادتان
جاءتا عندنا احدھما تثبت والاخری تنفی فنقدم التی تثبت لو کان صاحبہا
عدلا ومعاذ اللہ ان تقدم علی قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یقبل شہادۃ
العباس ولم یرکن الیہا فہو صلی اللہ علیہ وسلم قاض لا شاھد اخر وانما
الشاھد العباس وحدہ فاذا لم یقبلہا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
فمن یقبلہا بعدہ ھذا ما عندی وانا فی عجب عاجب ھہنا من کلام ھٰؤلاء
الاعلام الاکابر فامعن النظر لعل لہ معنی قصرت عنہ ید فہمی القاصر۔
یہ اجوبۂ علماء ہیں اور بحمد اللہ کافی ووافی وصافی ہیں۔ وانا اقول وباللہ التوفیق۔
**سادسا** ہم تسلیم کرتے ہیں کہ روایت اُنھیں احادیث صحیحین کی مثل سنداً
ومتناً ہر طرح اعلیٰ درجہ کی صحیح اور شہادت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بروجہ کمال مقبول
ونجیح پھر بھی نہ مستدل کو نافع نہ کفر ابی طالب کی اصلا دافع۔ آخر جب بحکم احادیث
جلیلہ آیت قرآنیہ مشرک وناری بتا رہی ہے تو یہ تو کسی کے مٹائے مٹا نہیں یہ دوسری

Marfat.com

حدیث کہ فرضاً اُسی پلہ کی صحیح و جلیل ہے صرف اتنا بتاتی ہے کہ ابو طالب نے اخیر وقت لا الٰہ الا اللہ کہا یہ نہیں بتاتے کہ وُہ وقت کیا تھا آخر وقت دو ہیں ایک وُہ کہ ہنوز پردے باقی ہیں اور وقت قبول ایمان ہے دوسرا وہ حقیقی آخر جب حالت غرغرہ ہو پردے اُٹھ جائیں جنت و نار پیش نظر ہو جائیں یؤمنون بالغیب کا محل نہ رہی کافر کا اِس وقت اسلام لانا بالاجماع مردود و نامقبول ہے اللہ عزّ و جلّ فرماتا ہے: فلم یك ینفعهم ایمانهم لما رأو باسنا سنة الله التی قد خلت فی عباده وخسر هنالك الكفرون رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ان الله یقبل توبة العبد مالم یغرغر رواه احمد والترمذی وحسنه وابن ماجة والحاكم وابن حبان والبیهقی فی الشعب كلهم عن سیدنا عبد الله بن عمر رضی الله تعالٰی عنهما اب اگر وقت اول کہنا مانتے ہیں تو آیت قرآنیہ مع اُن احادیث صحیحہ کے اس حدیث صحیح مفروض سے متناقض ہوگی اور کسی نہ کسی حدیث صحیح کو رد کیے بغیر چارہ نہ ملے گا اور اگر وقت دوم پر مانتے ہیں تو آیت و احادیث سب حق و صحیح ٹھہرتے ہیں اور تناقض و تعارض بے تکلف دفع ہُوا جاتا ہے کلمہ پڑھا اور ضرور پڑھا مگر کب اُس وقت جب کہ وقت نہ رہا تھا لہٰذا حکم شرک و نار برقرار رہا قال اللہ تعالٰی حتی اذا ادركه الغرق قال امنت انه لا اله الا الذی امنت به بنوا اسرائیل وانا من المسلمین ○ الئن وقد عصیت قبل وكنت من المفسدین ○ صورت اولی ظاہر البطلان لہٰذا شق اخیر ہی لازم الاذعان اور فی الواقع اگر یہ روایت مطابق واقع تھی تو قطعاً یہی صورت واقع ہُوئی اور وُہ ضرور قرین قیاس بھی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُن کے قریب مرگ ہی جلوہ فرما ہُوئے ہیں۔ اسی حالت میں کفار قریش سے وہ محاورات ہُوئے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بار بار باصرار دعوتِ اسلام فرمائی کفار نے ملتِ کفر پر قائم رہنے میں جان لڑائی آخر پچھلا جواب وُہ دیا کہ ابو طالب ملت جاہلیت پر جاتا ہے یہاں تک بات چیت کی طاقت تھی اب سینے پر دم آیا پردے اُٹھے غیب سامنے آیا اُس نار نے جس پر عار کو اختیار کیا تھا اپنی مہیب صورت سے منہ دکھایا لیس الخبر كالمعاینة اب کھلا کہ یہ بلا جھیلنے کی نہیں ڈوبتا سوار پکڑتا ہے اب لا الٰہ الا اللہ کی

Marfat.com

قدر آئی کہنا چاہا طاقت نہ پائی، آہستہ لبوں کو جنبش ہوئی مگر بے سود کہ وقت نکل چکا تھا انا للہ و انا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سچے کہ کلمہ پڑھا اور قرآن وحدیث تو قطعاً سچے ہیں کہ حکم کفر بدستور رہا والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

**سابعاً** اس سے بھی درگزریے یہ بھی مانا کہ حالت غرغرہ سے پہلے ہی پڑھا ہے پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ظاہر ہی کی گواہی دیں گے دل کے حال کا عالم خدا ہے کیا اگر کوئی شخص روزانہ لاکھ بار کلمہ پڑھے اور اللہ عزوجل اُسے کافر بتائے تو ہم اُس کے کلمہ پڑھنے کو دیکھیں گے یا اپنے رب عزوجل کے ارشاد کو ایمان زبان سے کلمہ خوانی کا نام نہیں جب دلوں کا مالک اُس کے کفر پر حاکم تو قطعاً ثابت کہ اِس کے قلب میں اذعان و اسلام نہیں آخر نہ سُنا کہ جیتے جاگتے تندرستوں کے بڑی سے بڑی قسم کھا کر نشہد انک لرسول اللہ کہنے پر کیا ارشاد ہوا وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ ان المنفقین لکذبون ہ غرض لاکھ جتن کیجیے آیت برأت سے برأت ملے یہ شدنی نہیں رہے گی ہمان آتش درکا سہ کہ تبین لھم انھم اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ہ والعیاذ باللہ رب العلمین اللھم ارحم الراحمین صل وسلم و بارك علی السید الامین الاتی من عندك بالحق المبین اللھم بقدرتك علینا وفاقتنا الیك ارحم عجزنا یا ارحم الراحمین اٰمین اٰمین اٰمین والحمد للہ رب العلمین لا الہ الا اللہ عدۃ للقاء اللہ محمد رسول اللہ ودیعۃ عند اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و اٰلہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین بحمداللہ ازاحت شبہات سے بھی بروجہ احسن فراغ پایا وھناك شبہ اخری اوھن واھون لم نوردھا اذلم تعرض ولم تعرف فلا نطیل الکلام بایرادھا ولنطوھا علی غرھا المیعادھا اب بقیہ سوال کا جواب لیجیے اور اس رسالہ میں جن ائمہ وعلماء وکتب سے یہ مسئلہ ثابت کیا آخر میں اُن کے اسماء شمار کر دیجیے کہ جسے رسالہ دیکھنے میں کاہلی آئے ان ناموں ہی کو دیکھ کر خلاف سے ہاتھ اٹھائے لہٰذا

Marfat.com

تین فصل کا وصل اور مناسب کہ تلک عشرۃ کاملہ جلوہ دکھائے۔

# فصل ہشتم

جب ابوطالب کا کفر ادلّہ کالنہار سے آشکار تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کا کیونکر اختیار اگر اخبار ہے تو اللہ عزوجل پر افترا کفار کو رضائے الٰہی سے کیا بہرہ اور اگر دعا ہے کما ھو الظاھر تو دعا بالمحال حضرت ذی الجلال سے معاذ اللہ استہزاء ایسی دعا سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہی فرمائی۔ کما فی الصحیحین وقد بیناہ فی رسالتنا ذیل المدعا لاحسن الوعا التی ذیلنا بھا رسالۃ احسن الوعاء لاداب الدعاء لخاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد علماء نے کافر کے لیے دعائے مغفرت پر سخت اشد حکم صادر فرمایا اور اُس کے حرام ہونے پر تو اجماع ہے پھر دعائے رضوان تو اُس سے بھی ارفع و اعلیٰ فان السید قد یعفو عن عبدہ وھو عنہ غیر راض کما ان العبد ربما یحب سیدہ وھو علی امرہ غیر ماض وحسبنا اللہ ونعم الوکیل امام محمد محمد حلبی حلیہ میں فرماتے ہیں: صرح الشیخ شہاب الدین القرافی المالکی بان الدعاء بالمغفرۃ للکافر کفر لطلبہ تکذیب اللہ تعالیٰ فیما اخبر بہ ولھذا قال المصنف وغیرہ ان کانا مؤمنین۔ یعنی امام شہاب قرافی مالکی نے تصریح فرمائی کہ کفار کے لیے دعائے مغفرت کرنا کفر ہے کہ اللہ عزوجل نے جو خبر دی اُس کا جھوٹا کرنا چاہتا ہے اس لیے منیہ وغیرہ کتب فقہ میں قید لگا دی کہ ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت کرے بشرطیکہ وُہ مسلمان ہوں۔ پھر ایک ورق کے بعد فرمایا کہ تقدم انہ کفر اوپر بیان ہو چکا ہے کہ یہ کفر ہے۔

ردالمحتار میں ہے: الدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلا ولا شرعا ولتکذیبہ النصوص القطعیۃ بخلاف الدعاء للمومنین کما علمت فالحق ما فی الحلیۃ۔

درمختار میں ہے: الحق حرمۃ الدعاء بالمغفرۃ للکافر حق یہ ہے کہ کافر کی

Marfat.com

دعائے مغفرت حرام ہے۔

اسی طرح بحرالرائق میں ہے:

اقول وما نحا الیہ العلامة الشامی من عدم جواز عفو الکفر عقلا فانما بتع فیہ الامام النسفی صاحب عمدة الکلام و شرذمہ قلیلة من اھل السنة و الجمھور علی امتناعہ شرعا و جوازہ عقلا کما فی شرح المقاصد و المسامرہ وغیرھما و بہ تقضی الدلائل فھو الصحیح و علیہ التعویل فاذن الحق ما ذھب الیہ البحر و تبعہ فی الدر و تمام الکلام فی ھذا المقام فیما علقناہ علی رد المحتار۔

ہاں ابولہب و ابلیس لعنہما اللہ کی مثل کہنا محض افراط اور خون انصاف کرنا ہے ابوطالب کی عمر خدمت و کفالت و نصرت و حمایت حضرت رسالت علیہ وعلی الہ الصلاة والتحیة میں کٹی اور یہ ملاعنہ در پردہ و علانیہ در پے ایذا و اضرار رہے کہاں وُہ جس کا وظیفہ مدح وستائش ہو اور کہاں وُہ شقی جس کا ورد ذم ونکوہش ہو ایک اگرچہ خود محروم اور اسلام سے مصروف مگر بتسخیر تقدیر نفع اسلام میں مصروف اور دوسرا مردود و متمرد و عدو و معاند ہمہ تن کسر بیضہ اسلام میں مشغوف ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

آخر نہ دیکھا جو صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ ابوطالب پر تمام کفار سے کم عتاب ہے اور یہ اشقیا اُن میں ہیں جن پر اشد العذاب ہے ابوطالب کے صرف پاؤں آگ میں ہیں اور یہ ملاعنہ اُن میں کہ لھم من فوقھم ظلل من النار و من تحتھم ظلل اُن کے اوپر آگ کی تہیں ہیں اور اُن کے نیچے آگ کی تہیں لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ نیچے آگ کا بچھونا اور اوپر آگ کے لحاف سراپا آگ ہر طرف سے آگ والعیاذ باللہ رب العلمین بلکہ دونوں کا ثبوت کفر بھی ایک سا نہیں ابوطالب کے باب میں اگرچہ قول حق وصواب وہی کفر و عذاب اور اس کا خلاف شاذ و مردود و باطل و مطرود پھر بھی اس حد کا نہیں کہ معاذ اللہ خلاف پر تکفیر کا احتمال ہو اور ان اعداء اللہ کا کافر و ابدی جہنمی ہونا تو ضروریات دین سے ہے جس کا منکر خود جہنمی کافر تو فریقین کا نہ کفر یکساں نہ ثبوت کفر یکساں نہ عمل یکساں نہ سزا یکساں ہر جگہ

Marfat.com

فرق زمین و آسمان پھر مماثلت کہاں نسأل اللہ سلوک سوی الصراط و نعوذ باللہ من التفریط والافراط۔

# فصل نہم

اُن ائمۂ دین وعلمائے معتمدین کے ذکر اسمائے طیبہ میں جنھوں نے کفر ابی طالب کی تصریح وتصحیح فرمائی اور اُن کے ارشادات کی نقل اس رسالہ میں گزری فمن الصحابۃ

۱۔ امیر المومنین صدیق اکبر
۲۔ امیر المومنین فاروق اعظم
۳۔ امیر المومنین علی مرتضیٰ
۴۔ حبر الامۃ سیدنا عبداللہ بن عباس
۵۔ حافظ الصحابۃ سیدنا ابوہریرہ
۶۔ صحابی ابن الصحابی سیدنا مسیب بن حزن قریشی مخزومی
۷۔ حضرت سیدنا عباس عم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
۸۔ سیدنا ابوسعید خدری
۹۔ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری
۱۰۔ سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق
۱۱۔ سیدنا انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
۱۲۔ حضرت سیدتنا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

پہلے چھ حضرات سے تو خود اُن کے اقوال گزرے اور انس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریر اور باقی چار خود حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد بیان فرماتے ہیں اور ظاہر کہ یہاں اپنے کہنے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد بتانا اور بھی ابلغ ہے **ومن التابعین** (۱۳) آدم آل عبا زین العابدین علی بن حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وکرم وجوہہم (۱۴) امام عطاء بن ابی رباح اُستاذ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۱۵) امام محمد بن کعب قرظی کہ اجلۂ ائمہ محدثین ومفسرین تابعین سے ہیں (۱۶) سعید بن محمد ابوالسفر تابعی ابن التابعی ابن الصحابی نبیرہ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۷) امام الائمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **ومن تبع التابعین** (۱۸) عالم المدینۃ امام دار الہجرۃ سیدنا

Marfat.com

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۹) محرر المذہب مرجع الدنیا فی الفقہ والعلم سیدنا امام محمد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲۰) امام تفسیر مقاتل بلخی (۲۱) سلطان اسلام خلیفۃ المسلمین جن کے
آنے کی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بشارت دی تھی کہ منا السفاح
ومنا المنصور ومنا المہدی ہمیں میں سے ہوگا سفاح اور ہمیں میں منصور اور ہمیں میں
مہدی رواہ الخطیب وابن عساکر وغیرہما بطریق سعید بن جبیر عنہ
قال السیوطی قال الذہبی اسنادہ صالح بلکہ دو حدیثوں میں یہی الفاظ نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے آئے رواہ کذلک الخطیب من طریق الضحاک عن ابن عباس و
ابن عساکر فی ضمن حدیث عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم رفعاہ
الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعنی امام ابوجعفر منصور زبیر زادہ ابن عم
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **ومن اتباع التبع ومن یلیہم** (۲۲) امام الدنیا فی
الحفظ والحدیث ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری (۲۳) امام اجل ابوداؤد سلیمان بن اشعث
سجستانی (۲۴) امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی (۲۵) امام ابو عبداللہ بن یزید ابن
ماجہ قزوینی یہ چاروں ائمہ اصحاب صحاح مشہورہ ہیں اور یہی طبقہ اخیرہ عبداللہ بن المعتز
کا ہے۔ **وممن بعدہم من المفسرین** (۲۶) امام محی السنہ ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی
(۲۷) امام ابواسحٰق زجاج ابراہیم بن السری (۲۸) جار اللہ محمود بن عمر خوارزمی زمخشری
(۲۹) ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری صاحب بسیط و وسیط ووجیز (۳۰) امام
اجل محمد بن عمر فخر الدین رازی (۳۱) قاضی القضاۃ شہاب الدین بن خلیل خوبی دمشقی
مکمل الکبیر (۳۲) علامہ قطب الدین محمد بن مسعود بن محمود بن ابی الفتح سیرافی شفار صاحب
تقریب (۳۳) امام ناصر الدین ابو سعید عبداللہ بن عمر بیضاوی (۳۴) امام علامۃ الوجود مفتی ممالک
رومیہ ابوالسعود بن محمد عمادی (۳۵) علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی صاحب
تفسیر لباب شہیر بہ خازن (۳۶) امام جلال الدین محمد بن احمد محلی (۳۷) علامہ سلیمان
جمل وغیرہم من یانی۔ **ومن المحدثین والشارحین** (۳۸) امام اجل احمد بن حسین بیہقی
(۳۹) حافظ الشام ابوالقاسم علی بن حسین بن ہبۃ اللہ دمشقی شہیر بابن عساکر (۴۰) امام

Marfat.com

ابوالحسن علی بن خلف معروف بابن بطال مغربی شارح صحیح بخاری (۴۱) امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن احمد سہیلی (۴۲) امام حافظ الحدیث علامۃ الفقہ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی (۴۳) امام ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی شارح صحیح مسلم (۴۴) امام ابوالسعادات مبارک بن محمد ابی الکرم معروف بابن اثیر جزری صاحب نہایہ وجامع الاصول (۴۵) امام جلیل محب الدین احمد بن عبداللہ الطبری (۴۶) امام شرف الدین حسن بن محمد طیبی شارح مشکوٰۃ (۴۷) امام شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی شارح صحیح بخاری (۴۸) علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب القاموس (۴۹) امام حافظ الشان ابوالفضل شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی (۵۰) امام جلیل بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی (۵۱) امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس قرافی صاحب تنقیح الاصول (۵۲) امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی (۵۳) امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری (۵۴) علامہ عبدالرحمٰن بن علی شیبانی تلمیذ امام شمس الدین سخاوی (۵۵) علامہ قاضی حسین بن محمد بن حسین دیاربکری مکی (۵۶) مولانا الفاضل علی بن سلطان محمد قاری ہروی مکی (۵۷) علامہ زین العابدین عبدالرؤف محمد شمس الدین مناوی (۵۸) امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی (۵۹) شیخ تقی الدین احمد بن علی مقریزی اخباری (۶۰) سید جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی صاحب روضۃ الاحباب (۶۱) امام عارف باللہ سیدی علاء الملۃ والدین علی بن حسام الدین متقی مکی (۶۲) علامہ شہاب الدین احمد خفاجی شارح شفا (۶۳) علامہ علی بن احمد بن محمد بن ابراہیم عزیزی (۶۴) علامہ محمد حفنی محشے افضل القری (۶۵) علامہ طاہر فتنی مختصر نہایہ (۶۶) شیخ محقق مولانا عبدالحق بن سیف الدین بخاری دہلوی (۶۷) علامہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی مصری (۶۸) فاضل محمد بن علی صبان مصری صاحب اسعاف الراغبین وغیرہم من مضی و یجیئ **ومن الفقہاء والاصولیین** (۶۹) امام اجل شیخ الاسلام والمسلمین علی بن ابی بکر برہان الدین فرغانی صاحب ہدایہ (۷۰) امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد حافظ الدین نسفی صاحب کنز (۷۱) امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام (۷۲) امام جلال الدین کرلانی صاحب کفایہ

Marfat.com

(۳) امام محقق محمد بن محمد بن محمد ابن امیر الحاج حلبی (۴) امام ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی مصری صاحب مواہب الرحمن (۵) علامہ ابراہیم بن محمد حلبی شارح منیہ (۶) علامہ سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی (۷) علامہ محقق زین بن نجیم مصری صاحب بحر (۸) ملک العلماء بحرالعلوم عبدالعلی محمد لکھنوی (۹) علامہ سید احمد مصری طحطاوی (۱۰) علامہ سید محمد افندی ابن عابدین شامی وغیرھم ممن تقدم رحمہم اللہ تعالیٰ علماءنا جمیعا من تاخر منہم و من تقدم آمین۔

# فصل دہم

اُن کتابوں کے نام جن کی نقول دربارہ ابو طالب اس رسالہ میں مذکور ہوئیں:

## کُتبِ تفسیر

۱۔ معالم التنزیل امام بغوی (۲) مدارک التنزیل امام نسفی (۳) انوار التنزیل امام بیضاوی (۴) ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم للمفتی العلامۃ العمادی (۵) کشاف حقائق التنزیل للزمخشری (۶) مفاتیح الغیب للامام الرازی (۷) تکملۃ المفاتیح للشمس الخوبی (۸) جلالین (۹) فتوحات الٰہیہ للشیخ سلیمٰن (۱۰) عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی للعلامۃ الشہاب (۱۱) معانی القرآن للزجاج (۱۲) فتوح الغیب للطیبی (۱۳) تقریب مختصر الکشاف للسیرافی (۱۴) بسیط للواحدی (۱۵) لباب التاویل فی معانی التنزیل للعلامۃ الخازن (۱۶) الاحکام لبیان مافی القرآن من الابہام للعسقلانی۔

## کتبِ حدیث

(۱۷) صحیح بخاری (۱۸) صحیح مسلم (۱۹) سنن ابی داؤد (۲۰) جامع ترمذی (۲۱) مجتبیٰ نسائی (۲۲) سنن ابن ماجہ (۲۳) مؤطا امام مالک (۲۴) مؤطا امام محمد (۲۵) مسند امام شافعی (۲۶) مسند امام احمد (۲۷) شرح معانی الآثار (۲۸) مشکوٰۃ المصابیح (۲۹)

Marfat.com

تیسیر الوصول الی جامع الاصول (۳۰) جامع صغیر (۳۱) منہج العمال للامام المتقی (۳۲) کنز العمال لہ (۳۳) منتخب کنز العمال لہ (۳۴) مصنف عبد الرزاق (۳۵) مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ (۳۶) مسند ابی داؤد طیالسی (۳۷) مسند اسحٰق بن راہویہ (۳۸) طبقات ابن سعد (۳۹) کتاب موسٰی بن طارق ابوقرہ (۴۰) زیادات مغازی ابن اسحٰق لیونس بن بکیر (۴۱) صحیح ابن خزیمہ (۴۲) منتقی ابن زود (۴۳) مسند بزار (۴۴) مسند ابی یعلی (۴۵) معجم کبیر طبرانی (۴۶) معجم اوسط لہ (۴۷) فوائد تمام رازی (۴۸) کامل ابن عدی (۴۹) کتاب الجنائز لمروزی (۵۰) کتاب مکہ لعمر بن شبہ (۵۱) کتاب ابی بشر (۵۲) فوائد سمویہ (۵۳) مستخرج اسماعیلی (۵۴) مستدرک حاکم (۵۵) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم (۵۶) سنن بیہقی (۵۷) دلائل النبوۃ (۵۸) سنن سعید بن منصور (۵۹) مسند فریابی (۶۰) مسند عبد بن حمید (۶۱) تفسیر ابن جریر (۶۲) تفسیر ابن المنذر (۶۳) تفسیر ابن ابی حاتم (۶۴) تفسیر ابو الشیخ (۶۵) تفسیر ابن مردویہ (۶۶) مغازی ابن اسحاق علی ما فرزنا و حررنا۔

## شروح حدیث

(۶۷) منہاج شرح مسلم للنووی (۶۸) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعینی (۶۹) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری للقسطلانی (۷۰) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ للقاری (۷۱) تیسیر شرح جامع صغیر للمناوی (۷۲) سراج المنیر شرح جامع صغیر للعزیزی (۷۳) فتح الباری شرح صحیح بخاری للعسقلانی (۷۴) کواکب الدراری شرح صحیح بخاری للکرمانی (۷۵) مفہم شرح صحیح مسلم للقرطبی۔

## کتبِ فقہ

(۷۶) ہدایہ (۷۷) کافی شرح الوافی کلاہما للامام النسفی (۷۸) فتح القدیر للمحقق (۷۹) کفایہ شرح ہدایہ (۸۰) حلیہ شرح منیہ للامام الحلبی (۸۱) غنیۃ شرح منیہ للمحقق الحلبی (۸۲) بحر الرائق شرح کنز الدقائق (۸۳) طحطاوی علی مراقی الفلاح للشرنبلالی (۸۴) رد المحتار علی الدر المختار

Marfat.com

(۸۵) بنایہ شرح ہدایہ للعینی (۸۶) برہان شرح مواہب الرحمٰن کلاہما للطرابلسی۔

## کتب سیر

(۸۷) مواہب لدنیہ و منح محمدیہ (۸۸) شرح مواہب للزرقانی (۸۹) صراط المستقیم للمجدد (۹۰) شرح صراط المستقیم للشیخ (۹۱) مدارج النبوۃ لہ (۹۲) خمیس للدیار بکری (۹۳) اسعاف الراغبین للصبان (۹۴) روضۃ الاحباب (۹۵) تاریخ ابن عساکر (۹۶) روض سہیلی (۹۷) امتاع الاسماع للمقریزی

## کتب عقائد و اصول و علوم شتی

(۹۸) فقہ اکبر للامام الاعظم (۹۹) شرح المقاصد للعلامۃ المآتن (۱۰۰) اصابہ فی تمیز الصحابہ للامام ابن حجر (۱۰۱) مسالک الحنفا فی والدی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم للامام السیوطی (۱۰۲) افضل القری لقراء ام القری للامام ابن حجر (۱۰۳) شرح الشفا لعلی القاری (۱۰۴) نسیم الریاض للخفاجی (۱۰۵) حفنی شرح الہمزیہ (۱۰۶) مجمع البحار للفتنی (۱۰۷) فواتح الرحموت لبحر العلوم (۱۰۸) التقریر والتحبیر فی الاصول للعلامۃ ابن امیر الحاج (۱۰۹) نہایہ فی غریب الحدیث لابن اثیر (۱۱۰) شرح تنقیح الفصول فی الاصول کلاہما للقرافی (۱۱۱) ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ للحافظ المحب الطبری۔

## تذییل

وہ کتابیں جن سے اس رسالہ میں مدد لی گئی:

(۱۱۲) شرح عقائد نسفی (۱۱۳) شرح عقائد عضدی (۱۱۴) سیرت ابن ہشام (۱۱۵) اتقان فی علوم القرآن (۱۱۶) میزان الاعتدال (۱۱۷) تقریب التہذیب (۱۱۸) تقریب امام نووی (۱۱۹) تدریب امام سیوطی (۱۲۰) مسلم الثبوت (۱۲۱) درمختار (۱۲۲) تاریخ الخلفاء (۱۲۳) تحفہ اثنا عشریہ (۱۲۴) صحیح ابن حبان (۱۲۵) القاب شیرازی (۱۲۶) استیعاب

Marfat.com

ابوملم (۱۲۷) معرفۃ الصحابہ لابی نعیم (۱۲۸) مسند الفردوس دیلمی (۱۲۹) خادم الامام بدرالدین الزرکشی (۱۳۰) شعب الایمان للامام البیہقی

ختم اللہ تعالیٰ لنا بالایمان والامان اٰمین اٰمین الحمد للہ علی الاختتام ونسألہ حسن الختام۔ پہلے یہ سوال بدایوں سے آیا تھا جواب میں ایک موجز رسالہ چند ورق کا لکھا اور اُس کا نام مغنبر الطالب فی شیون ابی طالب رکھا اب کہ دوبارہ احمد آباد سے سوال آیا اور بعض علمائے بمبئی نے بھی اس بارہ میں توجہ خاص کا تقاضا فرمایا حسبِ حالت راہنہ وفرصت حاضرہ شرح وبسط کافی کو کام میں لایا اور اُسے اُس اجمالِ اوّل کی شرح بنایا نیز شرح مطالب وتسکین طالب میں بحمد اللہ تعالیٰ حافل وکامل پایا لہٰذا شرح المطالب فی مبحث ابی طالب ۱۳۱۶ اس کا نام رکھا اور یہی اِس کی تاریخ آغاز وانجام والحمد للہ ولی الانعام وافضل الصلاۃ واکمل السلام علیٰ سیدنا محمد ھادی الانام وعلیٰ اٰلہ وصحبہ الغر الکرام وعلینا بہم ولہم الیٰ یوم القیام اٰمین یاذاالجلال والاکرام واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمدؐ المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنّی حنفی قادری
عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

Marfat.com

# تصدیقات

Marfat.com

یوں تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس
سرہٗ کا رسالہ مبارکہ شرح المطالب بھی ان کی دیگر تصانیف کی طرح اپنے
موضوع پر عرشِ تحقیق کا حامل اور حرفِ آخر ہے لیکن بعض حضرات کے مخصوص اندازِ فکر
کے باعث ہم نے مناسب جانا کہ موجودہ بعض علمائے اہلسنّت کی گرامی قدر آراء
اور تصدیقات حاصل کر کے اس رسالے کے ساتھ شامل کر دیں۔ چنانچہ مفتیانِ عظام
کی خدمت میں جو استفتاء پیش کیا گیا، پہلے ہم اسے نقل کرتے ہیں اور اس کے
بعد علمائے کرام کے جوابات ملاحظہ فرمائے جا سکتے ہیں وباللہ التوفیق۔

Marfat.com

۷۸۶
۹۲

# استفتاء

حضرات علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین کی خدمت میں التماس ہے کہ اعلیٰ حضرت، مجدّدِ دین و ملت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے اپنے رسالہ مبارکہ "شرح المطالب فی مبحث ابی طالب" میں تین ۳ آیات، پندرہ ۱۵ احادیث اور اسّی صحابۂ کرام و تابعین عظام و علمائے اعلام کے ایک سو پچاس اقوال سے اس امر کی تحقیق فرمائی ہے، کہ نبی آخر الزماں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہٖ وسلم کے شفیق چچا یعنی ابو طالب کا آخری وقت تک دولتِ اسلام و ایمان سے بہرہ ور ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر دریافت طلب یہ امور ہیں کہ:-

۱ —— کیا آپ مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہٗ کے مذکورہ مؤقف سے متفق ہیں؟

۲ —— اگر خدانخواستہ آپ مذکورہ مؤقف سے متفق نہیں تو فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کردہ دلائل و براہین کا آپ کے پاس جواب کیا ہے؟

۳ —— اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے اختلاف کی صورت میں آپ کے مؤقف کی بنیاد کونسی قطعی الدلالت آیت یا کونسی یقینی الافادہ حدیث پر ہے بینوا توجروا۔

المستفتی:- اختر شاہجہان پوری مظہری عفی عنہ
لاھور

۱۵ر ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ
۱۹ر دسمبر ۱۹۷۵ء

Marfat.com

(۱)

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ مبارکہ مسمیٰ "شرح المطالب فی مبحث ابی طالب" دلائل و براہین سے مملو ہے۔ جو کچھ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق فرمائی ہے، وہی حق ہے۔

فقیر قادری ابوالبرکات سیّد احمد غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم حزب الاحناف۔ لاہور

(۲)

**الجواب** وباللہ التوفیق۔ ہمارا مسلک اعلیٰ حضرت کا اتباع ہے اور احادیث صحیحہ جن کو میں پڑھاتا ہوں، ان میں بکثرت عدم ایمانِ ابوطالب مذکور ہے اور ان کے ایمان لانے پر کوئی حدیث صحیح دال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الفقیر عبدالمصطفیٰ الازہری غفرلہٗ
کراچی

(۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقیر نے رسالہ مبارکہ شرح المطالب اوّل تا آخر تقریباً بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اس رسالہ میں اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امامِ اہلسنت، مولانا الشیخ الشاہ احمد رضا خاں قدس سرہٗ نے آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ، ارشاداتِ صحابہ وتابعین وتبع التابعین اور اقوال ائمہ وعلمائے دین سے مہرِ نیم روز اور ماہِ نیم ماہ کی طرح مبیّن و مبرہن کر دیا ہے کہ ابوطالب کی حضور پرُنور، رحمتِ مجسّم، سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتہائی شفقت اور حضور کی کفالت اور نصرت و اعانت امرِ مسلّم ہے۔ مگر بایں ہمہ انہیں ایمان شرعی کی توفیق نہیں ہوئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انتہائی تمنا اور آرزو کے باوجود انہوں نے آخری دم حالتِ نزاع میں بھی کلمہ طیبہ پڑھنے سے انکار کر کے نار کو عار پر اختیار کیا۔ یہی قول بلاشک وشبہ حق وصواب ہے اور اس کا خلاف شاذ مردود

Marfat.com

اور باطل و مطرود ہے۔

امام اہلسنت نے ایمان ابی طالب کے مدعیوں کے تمام مفروضہ اور مخترعہ عقلی و نقلی دلائل کا ایسا قلع قمع فرما دیا ہے کہ اب منصف مزاج کے لیے تسلیم و اعتراف کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت نے دلائل و براہین کی روشنی میں اس امر کو بھی واضح کر دیا ہے کہ اگرچہ ابو طالب کا ایمان کسی قطعی یقینی دلیل سے ثابت نہیں ہے تاہم ابو طالب اور ابولہب کے کفر میں فرق ہے۔ ابولہب اور اس کے امثال اشقیاء کے لیے اشد العذاب ہے اور ابو طالب کے صرف پاؤں آگ میں ہیں۔ ابولہب کا کافر اور جہنمی ہونا ضروریاتِ دین سے ہے مگر ابو طالب اس حد کا نہیں کہ معاذ اللہ خلاف پر تکفیر کا احتمال ہو۔

اعلیٰ حضرت کی ان تحقیقاتِ عالیہ کے بعد اب کسی صحیح العقیدہ سُنّی بالخصوص رضوی کے لیے جدید تحقیق کا دعویٰ سراسر باطل ہے۔ یہ تحقیق نہیں بلکہ تخریب ہے، جس سے جماعت میں انتشار پھیلنے کا خطرہ ہے۔ نہایت ہی قابلِ افسوس تو یہ ہے کہ جو لوگ عربی عبارت صحیح طور پر لکھنے اور پڑھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، صحیح ترجمہ نہیں کر سکتے اور ایمانِ ابی طالب (کتاب) میں جو عبارات اِدھر اُدھر سے سرقہ کر کے نقل فرمائی ہیں، ان کے اعراب تک درست نہیں کر سکے اور دعویٰ محققِ اعظم ہونے کا کر رہے ہیں، فقیر ان محققین کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ دنیا روزے چند، عاقبت کار با خداوند، محض سستی شہرت حاصل کرنے یا حطامِ دنیوی جمع کرنے کے لیے ایسے نازک اور اہم دینی مسائل پر قلم اٹھانے کی جرأت نہ کریں اور اگر تصنیف و تالیف کا شوق ہی ہے تو کم از کم کسی ذمہ دار مستند عالم دین کی طرف مراجعت کر لیا کریں۔ اگر خود استطاعت نہیں تو کسی عربی درس گاہ کے طالب علم سے عباراتِ منقولہ تو صحیح کروا لیا کریں، تاکہ اہلِ علم کی نظر میں تضحیک کا نشانہ تو نہ بننا پڑے۔

دیانت داری سے مسائل غیر منصوصہ میں اختلاف رائے کی گنجائش ہوتی ہے مگر اپنے گریبان میں جھانک کر یہ بھی غور فرمائیں کہ آپ کون ہیں اختلاف کرنے والے

Marfat.com

اور آپ کی علمی حیثیت کیا ہے اور کس سے اختلاف کر رہے ہیں؟ جناب والا! کتاب و سنت کی تصریحات اور اجماعِ اہلسنت کے بعد اب چودھویں صدی کے کسی برخوردار یا مست کا قول کیا وقعت رکھتا ہے؟ اعلیٰ حضرت کے اس رسالہ مبارکہ کے پڑھنے کے بعد آپ کو اپنے مؤقف سے فوراً رجوع کرنا چاہیئے اور کفرِ ابی طالب کے قائلین پر آپ نے جو تبرا کیا ہے، اس سے بصدقِ قلب توبہ اور استغفار کرنی چاہیئے، یہ چند کلمات بطور نصیحت اور خیر خواہی سپردِ قلم کیے گئے ہیں اور ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے یہدی من یشآء الی صراط مستقیم وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین الی یوم الدین

حررہ الفقیر ابو الفضل غلام علی غفرلہٗ والوالدیہ والمشائخہ

ناظم اعلیٰ وخادم العلم الشریف۔ جامعہ حنفیہ دار العلوم، اشرف المدارس۔

اوکاڑہ۔ پاکستان

(۴)

۷۸۶
۹۲

**الجواب۔** بفضلہ تعالیٰ فقیر مجدد مأتہ حاضرہ، اعلیٰ حضرت، فاضلِ بریلوی کی تحقیقِ انیق سے پوری طرح متفق ہے۔ اُن کے آیات واحادیث اور اقوالِ صحابہ وتابعین و اکابر علمائے اُمت پر مبنی موقف سے نہ کوئی اختلاف کر سکتا ہے۔ نہ ان دلائل قاہرہ کا کوئی توڑ پیش کر سکتا ہے۔ اتنے دلائل اور ایسے عظیم شواہد کے مقابلے میں بعض اقوال کا سہارا لینا شانِ علم وتحقیق کے سراسر منافی ہے اور مصنفِ ایمانِ ابی طالب کی بچگانہ کوشش جماعتی تفرقہ کا موجب، علم وتحقیق کا منہ چڑانے اور چھوٹا منہ بڑی بات کہنے کا مصداق ہے۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

علاوہ ازیں اعلیٰ حضرت کی واضح تحقیقات کی موجودگی میں اس شخص کا جگہ جگہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کے اسمِ گرامی کے ناجائز استعمال سے غلط تاثر دینا شرمناک ستم ظریفی ہے

Marfat.com

بہرحال فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات حرفِ آخر ہیں اور یہ بات بلا خوفِ تردید کہی جا سکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تحقیقِ انیق کے مقابلے میں جن حضرات کے بعض اقوال کا سہارا لیا جاتا ہے اگر وہ حضرات اپنی آنکھوں سے اعلیٰ حضرت کی تحقیقاتِ عظیمہ و تصریحاتِ جلیلہ ملاحظہ فرمانے تو یقیناً اپنے اقوال سے رجوع کا اعلان کرتے۔ کیوں نہ ہو:۔ ؎

ملکِ سخن کی شاہی، تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آگئے ہو، سکّے بٹھا دیے ہیں

الفقیر ابوداؤد محمد صادق غفرلہٗ
امیر جماعت رضائے مصطفیٰ۔ گوجرانوالہ

⑤

**الجواب**۔ فقیر کو اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، سیدنا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ کی تحریر پر اعتماد ہے۔ آپ نے جو کچھ مسئلہ ہذا کے متعلق لکھا ہے، صحیح اور حق ہے۔ فقط

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی غفرلہٗ
۲۷ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ
بہاولپور

⑥

**الجواب**۔ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت نے اپنے مبارک رسالہ میں جو تحقیق فرمائی کہ ابوطالب آخری دم تک دولتِ ایمان سے بہرہ ور نہیں ہُوا تھا۔ ہمارا بھی اس پر اتفاق ہے۔ مزید برآں کہ تفسیر صاوی میں ہے:۔

ثم مات فاتی علی ابنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال عمک الضال قدمات فقال لہ اذھب فوارہ وما تقدم منہ انہ لم یؤمن حتّٰی مات ھو الصحیح

کشف المحجوب میں ہے۔ مستدل از ابوطالب عاقل تر نباشد و دلیل از محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزرگ تر نہ چوں جریان حکم ابوطالب بر شقاوت بود دلالت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُو را سود نداشت۔

Marfat.com

افضل الفوائد میں ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ابوطالب نے جو کچھ ممکن تھا، کیا لیکن چونکہ اس کی قسمت میں اسلام نہ تھا، اس لیے اس نعمت سے محروم رہا۔ بعدازاں فرمایا کہ ابتدا میں جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہتیری کوشش کی کہ ابوطالب ایمان لائیں لیکن چونکہ اللہ تعالےٰ کی مرضی نہ تھی، وہ کوشش بے فائدہ رہ گئی۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

محمد مختار احمد غفرلہٗ

۳۰ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ — خادم دار العلوم قادریہ رضویہ۔ لائل پور

(۷)

الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب

محمد ولی النبی عفی عنہ

(۸)

الجواب۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین، سیدی امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کی مسئلہ مذکورہ کے متعلق تحقیق کے ساتھ فقیر کو پورا اتفاق ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

فقیر ابوسعید محمد امین غفرلہٗ

مدرسہ امینیہ رضویہ۔ محمد پورہ۔ لائل پور

(۹)

الجواب۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ اما بعد۔ جس مسئلہ کو اس صدی کے مجدد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمہ نے تین آیات قرآنیہ، پندرہ احادیث نبویہ (صلی اللہ علی صاحبہا) اور انتی صحابہ کرام و تابعین عظام وعلمائے اعلام (علیہم الرضوان) کے ارشادات عالیہ کی روشنی میں محقق ومدلل ومبرہن فرمایا ہو۔ اس کے حق وصواب ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے ؟

Marfat.com

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

الفقیر محمد احسان الحق قادری رضوی غفرلہٗ

ہجویری مسجد۔ جناح کالونی۔ لائل پور

(۱۰)

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تحقیق اور ان کا مسلک درست ہے

محمد حسین نعیمی

جامعہ نعیمیہ۔ لاہور

(۱۱)

الجواب ھوالموفق للصواب۔ ابوطالب کے بارے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کا مسلک صحیح ہے اور یہی جمہور اہلسنت کا موقف ہے، اور یہی ہمارا مختار ہے۔

غلام رسول سعیدی غفرلہٗ

جامعہ نعیمیہ۔ لاہور

(۱۲)

مجھے فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ سے کلی اتفاق ہے

۱۔ محمد مہر الدین غفرلہٗ

۲۔ عبد القیوم ہزاروی غفرلہٗ

خادم جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور

۳۔ محمد عبد الحکیم شرف قادری

(۱۳)

ماقال امام اھل السنۃ والجماعۃ العلامۃ الشاہ احمد رضا خان البریلوی فھو حق واجب الاتباع فمن خالفہ خالف اھل السنۃ والجماعۃ۔

۲۶ رذی الحجہ ۱۳۹۵ھ گل احمد عتیقی

Marfat.com

(۱۴)

فقیر کو حضور سیدنا امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت علیہ رحمۃ واسعۃ کی تحقیق شریف سے اتفاق ہے۔

فقیر محمد عنایت اللہ سگِ غوثِ اعظم
(سانگلہ ہل)

(۱۵)

الجواب۔ ھو الموفق للصواب۔ سوال مذکور میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تحقیقِ ایمانِ ابوطالب کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی شخص کی تحقیق نہیں بلکہ موجودہ تمام محققین اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے خوشہ چین ہیں اور جن لوگوں نے ان کی تصنیفات کا مطالعہ فرمایا۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ جس مسئلے پر قلم اٹھاتے ہیں۔ اسے تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑتے اور یہ مسئلہ تو جمہور محققین نے واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔

نہ جانے بعض لوگوں نے اس مسئلہ میں کیوں مخالفت شروع کر دی ہے۔ اگر مخالفین یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں خاندانِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والثناء سے زیادہ محبت ہے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت کی خاندانِ نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے محبت عرب و عجم میں ضرب المثل بن چکی ہے۔ اعلیٰ حضرت کا ایک ایک شعر حضور علیہ السلام اور آپ کے صحابہ و اہل بیت و خدام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت سے پر ہے۔ اس لیے سوائے اختلاف برائے اختلاف یا ضد کے اختلاف کا کوئی جواز ثابت نہیں ہوتا۔ اس لیے بندہ کا مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے مسلک کے عین مطابق ہے اور اسی کو بندہ حق سمجھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم۔

فقیر ابوالبدر محمد شمس الزمان غفرلہٗ
خادم غوث العلوم۔ سمن آباد۔ لاہور

۲۶ صفر المظفر ۱۳۹۶ھ
۲۷ فروری ۱۹۷۶ء

Marfat.com

(۱۶)

الجواب ھو الموفق للصواب - فقیر کو ویسے تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے ساتھ عقیدت ہے کہ بلا تامل تصدیق کی جائے لیکن آپ کا رسالہ بھی سُن لیا، لہٰذا آپ کے پیش کردہ ارشادات کو تہ دل سے یقین کرتے ہوئے کلیۃً آپ کے ساتھ اس مسئلہ میں اتفاق ہے۔

سید جلال الدین شاہ

شیخ الحدیث، جامعہ بھکی شریف - ضلع گجرات

(۱۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ایمانِ ابوطالب کے متعلق اعلیٰحضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے اپنے موقف کو مدلل بیان فرما دیا ہے۔ اُن کی تحقیق میری تصدیق کی محتاج نہیں ہے۔ البتہ یہ واضح ہے کہ یہ مسئلہ نہ ضروریاتِ دین سے ہے نہ ضروریاتِ مذہب اہلسنت سے اور نہ اُن کا کفر ابولہب وغیرہ کفار کی طرح ہے بلکہ دلائل بھی یکساں نہیں ہیں، خود اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ نے تصریح فرمائی ہے کہ: "اگرچہ قولِ حق وصواب وہی کفر وعذاب" الخ - بنا بریں فریقین پر طعن وتشنیع بہت غیر مناسب اور قائلینِ تکفیر پر تبرا ظلمِ عظیم، خصوصًا اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کی تحقیق پر عامیانہ انداز میں تنقید تو کسی طرح بھی درست نہیں ...... واللہ اعلم

سید محمود احمد رضوی مدیر رضوان

۱۳ - جولائی ۱۹۷۶ء

Marfat.com

باسمہٖ سُبحانہٗ

# ابحاثِ اخیرہ

۱۳۸۲ھ

—— از تبرکات ——

حضور پُرنور شیخ الاسلام والمسلمین قدوۃ العلماء المحققین امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت مولٰینا الشاہ محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا

مکتبہ حامدیہ —— گنج بخش روڈ —— لاہور

Marfat.com

یہ مبارک رسالہ وہ ہے کہ جس نے وہابیوں، دیوبندیوں کی مناظرہ کی رٹ اور تعلیوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ خورجہ کے دیوبندیوں نے دعوتِ مناظرہ دی تھی۔ بیچارے اپنے طواغیت کی چالبازیوں سے ناواقف تھے۔ دعوتِ مناظرہ دے بیٹھے۔ اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مضمون حقائق مشحون بصیغہ رجسٹری ارسال فرما دیا، جس کا تاریخی نام "ابحاثِ اخیرہ" ہے۔ اس کے پہنچتے ہی تھانوی و اجودھیا باشی و چاندپوری وغیرہ کو سانپ سونگھ گیا اور آج تک اس کی تابشوں سے وہابیہ ملاعنہ کی آنکھیں خیرہ ہیں اور قیامت تک اس کا جواب ان سے ممکن نہیں۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

# جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

الحمد للہ! اس فقیر بارگاہِ غالب قدیر عز جلالہ کے دل میں کسی شخص نے نہ ذاتی مخالفت نہ دنیوی خصومت، مجھے میرے سرکار ابد قرار حضور پُر نور سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے محض اپنے کرم سے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو ایسوں کے حال سے خبردار رکھوں جو مسلمان کہلا کر اللہ واحد قہار جل جلالہ اور محمد رسول اللہ ماذون مختار صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان اقدس پر حملہ کریں تاکہ میرے عوام بھائی مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ان "ذیاب فی ثیاب" کے جبّوں، عماموں، مولویت، مشیخیت کے مقدس ناموں قال اللہ قال الرسول کے روغنی کلاموں سے دھوکے میں آ کر شکار گرگاں خونخوار ہو کر معاذ اللہ سقر میں نہ گریں یہ مبارک کام بحمد المنعام اس عاجز کی طاقت سے بدرجہا خوب تر وفزوں تر ہُوا، اور ہوتا ہے، اور جب تک وہ چاہے گا ہو گا ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ عَلَیْنَا وَعَلَی النَّاسِ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ اس سے زیادہ نہ کچھ مقصود نہ کسی کی سب وشتم وبہتان وافتراء کی پرواہ۔ میرے سرکار نے مجھے پہلے ہی سنا دیا تھا۔

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْٓا اَذًی کَثِیْرًا ط وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ط

بے شک ضرور تم مخالفوں کی طرف سے بہت کچھ بُرا سنو گے اور اگر صبر وتقویٰ کرو تو وہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

الحمد للہ یہ زبانی ادعا نہیں۔ میری تمام کارروائیاں اس پر شاہد عدل ہیں موافق اور مخالف سب دیکھ رہے ہیں کہ امر دین کے علاوہ جتنے ذاتی حملے مجھ پر ہوئے کسی کی اصلا پرواہ نہ کی۔ اصحاب فقیر نے آپ کی طرف سے ہر قابل جواب اشتہار کے لاجواب جواب دیئے جو بحمدہٖ تعالیٰ لاجواب رہے مگر جناب

Marfat.com

کے مہذب عالم مقدس متکلم مولوی مرتضیٰ احسن صاحب دیوبندی چاندپوری کے کمال شستہ وشائستہ دشنام نامے دہرے چھپ شاہ گرفتار کی نسبت قطعی ممانعت کردی۔ جس کا آج تک اُدھر والوں کو افتخار ہے کہ ہمارا گالی نامہ لاجواب رہا۔ گرامی منش مولوی ثناء اللہ امرتسری ممکن وموجود میں فرق نہ جان سکے۔ مقدوراتِ الٰہیہ کو موجودات میں منحصر ٹھہرایا۔ علم الٰہی کے نامحدود ہونے میں اپنے آپ کو متأمل بتایا اور جاتے ہی رمضان جیسے مبارک مہینہ میں برعکس چھاپ دیا۔ میں ہرا آیا۔ ادھر اس پر بھی التفات نہ ہوا۔ عاقلاں نیکو میدانند پر اکتفا کیا۔ یہاں تک وقائع مکہ معظمہ میں کیسے کیسے معکوس اور مصنوع اکاذیب فاجرہ اخبارں میں کس آب وتاب سے چھپا کیے۔ ہرچند احباب کا اصرار ہوا فقیر اتنا ہی شائع کرتا ہے کہ "یہ جھوٹ ہے" اتنا بھی نہ کیا پھر جب چند ہی روز میں حضرات کے جھوٹ کھل گئے اور واحد قہار کے زبردست ہاتھوں نے ان کے منہ میں پتھر دے دیے۔ اس پر بھی میں نے اتنا نہ کہا کہ "کیسا آپ صاحبوں کا جھوٹ کھلا" ایسے وقائع بکثرت ہیں اور اب جو صاحب چاہیں۔ امتحان فرمالیں۔ انشاء اللہ العزیز ذاتی حملوں پر کبھی التفات نہ ہوگا۔ سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہے کہ عزت سرکار کی حمایت کروں نہ کہ اپنی۔

میں تو خوش ہوں کہ جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے، افترا کرتے، بُرا کہتے ہیں اتنی دیر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی، منقصت جوئی سے غافل رہتے ہیں، میں چھاپ چکا اور پھر لکھتا ہوں۔ میری آنکھ کی ٹھنڈک اس میں ہے کہ میری اور میرے آبائے کرام کی آبروئیں عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سپر رہیں۔ اللّٰھم آمین۔

# تذکارات

۱۔ آپ جانتے ہیں اور زمانہ پر روشن ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ سالہا سال سے کس قدر رسائل کثیرہ عزیزہ آپ اور آپ کے اکابر جناب مولوی گنگوہی صاحب وغیرہ کے رد میں ادھر سے شائع ہوئے اور بحمدہ تعالیٰ ہمیشہ لاجواب رہے۔

۲۔ وہ اور آپ صراحۃً مناظرہ سے استعفاء دے چکے۔

۳۔ سوالات گئے، جواب نہ ملے، رسائل بھیجے، داخل دفتر ہوئے، رجسٹریاں پہنچیں، منکر ہو کر واپس فرمادیں۔

Marfat.com

۴۔ اخیر تدبیر کو دیوبند جلسہ میں ان رئیسوں کے ذریعہ سے جن کا جناب پر بار ہے، تحریک کی، اس پر بھی آپ ساکت ہی رہے۔

۵۔ رئیسوں کا دباؤ تھا، ناچار دفع وقتی کو وہی چاندپوری صاحب آپ کے وکیل بنے فقیر نے اپنے خط وقلم سے جناب کو رجسٹری شدہ کارڈ بھیجا۔ پھر کیا آپ مناظرۂ معلومہ پر آمادہ ہوئے کیا آپ نے چاندپوری صاحب کو اپنا وکیل مطلق کیا؟ سات مہینے سے زائد گزر گئے۔ آپ نے اس کا بھی جواب نہ دیا۔ ظاہر ہے کہ اگر آپ واقعی آمادہ ہوئے ہوتے، واقعی آپ نے وکیل کیا ہوتا، تو ہاں لکھ دینا دشوار نہ ہوتا۔ مردانہ وار اقرار سے فرار نہ ہوتا۔ یہ ہے وہ فرضی لایعنی غیر واقع بے بیہقی معاہدہ، جس سے عدول کا ادھر الزام لگایا جاتا ہے۔ سبحان اللہ! اپنے وکیل بالادعا کی وکالت آپ نہ مانیں اور عدول جانب خصم سے جانیں۔ ہاں! جناب تو نہ بولے۔ سولہ دن بعد انہیں آپ کے مؤکل صاحب نے لب کھولے کہ ہم جو رؤسا کے سامنے اپنے منہ آپ ہی دعویٰ وکالت کر چکے ہیں۔ اب جناب تھانوی صاحب سے دریافت کرنا، ذلت اور رسوائی گردن کا طوق، ناپاک چالیں، بے شرمی کے حیلے ہیں (ملاحظہ ہو ان کا شریفانہ مہذب خط مورخہ ۳۰ ربیع الآخر شریف ۲۸ھ) جو ان کی اعلیٰ تہذیبوں سے نمونہ خروارے ہے یہ خطاب محض اس جرم پر ہیں کہ تھانوی صاحب سے ہماری وکالت کا کیوں استفسار کیا۔ ان کے قبول و عدول پر کیوں موقوف رکھا۔ ہمارا زبانی ادعا کیوں نہ مان لیا۔ جناب تھانوی صاحب لاکھ نہ مانیں، ہم جو ان کے وکیل بن بیٹھے ہیں۔ اب نہ ماننا بے شرمی کا حیلہ ہے ناپاک چال ہے۔ ذلت ہے۔ رسوائی ہے۔ طوق وبال ہے۔ جناب تھانوی صاحب آپ اپنے مؤکل یعنی خود ساختہ وکیل صاحب کی بابت خود ہی فیصلہ فرما سکتے ہیں۔ آج تک ایسی وکالت کسی غیر مجنون کے نزدیک قابل قبول ہوئی، یا کوئی عاقل ایسے حضرات سے خطاب روا رکھے گا؟

۶۔ جلسۂ دیوبند کے بعد جناب مولوی گنگوہی صاحب کے ایک شاگردِ رشید مولوی علی رضا مودی نے آپ حضرات سے مناظرہ کر لینے کی تحریک کی۔ انہیں فوراً لکھا گیا۔ یہاں تو برسوں سے یہی درخواست ہے۔ جناب گنگوہی صاحب اپنی راہ گئے۔ جناب تھانوی

Marfat.com

صاحب بھی انہیں کی راہ پر مہر برلب ہیں۔ آپ ہی ہمت کیجئے اور تھانوی صاحب سے جواب لا دیجئے۔ اس کے پہنچنے پر ان صاحب نے بھی ہمت ہار دی۔

۷۔ اذناب جناب کے افترا د اعظم پر مسلمانوں نے پانچ سو روپے نقد کا اشتہار دیا اور آپ کو رجسٹری بھیجا۔ آپ نہ جواب دے سکے۔ نہ ثبوت۔

۸۔ دوسرے اشد افترا د نامہ پر تین ہزار روپے کا اشتہار آپ کو دیا اور رجسٹری بھیجا۔ اگر تمام جماعت سے کچھ بن پڑتی تو اپنے مدرسۂ دیوبند کے لیے اتنی بڑی رقم نہ چھوڑی جاتی مگر نہ جواب ہی ممکن ہوا نہ ثبوت۔ ناچار چارۂ کار وہی سکوت۔

۹۔ یہ مانا کہ جب جواب بن ہی نہ پڑے تو کیا کیجئے؟ کہاں سے لائیے؟ کس گھر سے دیجئے مگر والا جناب! ایسی صورتوں میں انصاف یہ تھا کہ اپنے اتباع کا منہ بند کرتے معاملہ دین میں ایسی ناگفتنی حرکات پر انہیں لجاتے، شرماتے۔ اگر جناب کی طرف سے ترغیب نہ تھی تو کم از کم آپ کے سکوت نے انہیں شہہ دی یہاں تک کہ انہوں نے "سیف النقی" جیسی تحریر شائع کی جس کی نظیر آج تک کسی آریہ یا پادری سے بن نہ پڑی یعنی میرے رسائل قاہرہ کے فرض اتارنے کا یہ ذریعہ شنیعہ ایجاد کیا کہ میرے والد ماجد و جدّ امجد و پیر و مرشد قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ وخود حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اسمائے طیبہ سے کتابیں گھڑ لیں۔ ان کے نام نہاد مطبع تراش لیے فرضی صفحوں کے نشان سے عبارتیں تصنیف کر لیں جس کی مختصر جدول یہ ہے۔

| نام کتاب | اسمائے طیبہ مفتری علیہم | مطبع تراشیدہ | صفحہ تراشیدہ | خلاصہ عبارت تراشیدہ | صفحہ افتراء |
|---|---|---|---|---|---|
| ہدایۃ البریہ | والد ماجد قدس سرہ | لاہور | ۱۳ | مسئلہ علم غیب | ۱۱ |
| " | " | " | ۴۱ | مسئلہ تبدیل گورستان | |
| | | | | بحمایت گنگوہی صاحب | ۲۰ |
| تحفۃ المقلدین | حضرت خاتم المحققین | صبح صادق سیتاپور | ۱۵ | تعریف جناب گنگوہی | ۳ |
| ہدایۃ الاسلام | حضرت قدوۃ السالکین | | | مسئلہ علم غیب خاص بحمایت | |
| | جد امجد قدس سرہ | " | ۳۰ | تھانوی صاحب | ۱۱ |

Marfat.com

| نام کتاب | اسمائے طیبہ مفتری علیہم | مطبع تراشیدہ | صفحہ تراشیدہ | خلاصہ عبارات تراشیدہ | صفحہ تراشیدہ |
|---|---|---|---|---|---|
| تحفۃ المقلدین | جد امجد قدس سرہ | لکھنؤ | ۱۲ | تبدیل گورستان بحمایت گنگوہی | ۲۰ |
| خزینۃ الاولیا | اعلیحضرت سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہ | کانپور | ۱۵ | مسئلہ علم غیب خاص بحمایت تھانوی | ۱۱ |
| ملفوظات | " | مصطفائی | ۱۷ | تبدیل گورستان بحمایت گنگوہی | ۲۱ |
| مراۃ الحقیقۃ | حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ | مصر | ۱۸ | مسئلہ علم غیب | ۱۴ |

اور بے دھڑک لکھ دیا کہ تم یہ کہتے ہو اور تمہارے اکابر اپنی ان کتابوں میں ان مطابع کی مطبوعات میں ان صفحوں پر یہ فرماتے ہیں حالانکہ ان کتابوں کا جہان میں وجود نہ ان مطابع کا کہ کسی مطبع میں چھپیں۔ نہ ان حضرات نے تصنیف فرمائیں۔ نہ حوالہ دہندہ کے فرض و تراشش کے باہر آئیں جرأت پر جرأت یہ کہ صفحہ ۲۰ پر جو فرضی مطبع لاہور کی خیالی ہدایۃ البریہ سے ایک فتویٰ گھڑا اس کے آخر میں حضرت خاتم المحققین قدس سرہٗ کی مُہر بھی دل سے تراشش لی۔ جس میں ۱۳۰۱ھ سنہ لکھے۔ حالانکہ حضرت والا کا وصال شریف سنہ ۱۲۹۷ھ میں ہو چکا۔ حضرات کی حیا! یہ سخت گندہ افترائی رسالہ جناب کے مدرسہ دیوبند سے شائع ہُوا۔ صاحب مطبع کا بیان ہے کہ آپ کے ایک متکلم مصنف مولوی صغیر حسین صاحب دیوبندی نے چھپوایا۔ آپ کے وکیل مولوی مرتضیٰ حسن دیوبندی اپنے ایک خط میں اسے انتہا آتیش کیا کہ تحریر میں بھی اب آپ کی حقیقت دیکھی ہے۔ سیف النقی طبع ہو چکا ہے ملاحظہ سے گزرا ہوگا (ملاحظہ ہو خط ۲۰ ربیع الآخر سنہ ۲۸ھ)، جب حیا و دین وغیرت و دیانت وعقل وانسانیت کی نوبت یہاں تک مشاہدہ ہولی ہر ذی فہم نے جان لیا کہ بحث کا خاتمہ ہو گیا۔ حضرت سے مخاطبہ کسی عاقل کا کام نہ رہا۔ الحمدللہ کتب ورسائل فقیر تو چھتیس سال سے لاجواب ہیں۔ اصحاب واحباب فقیر کے رسائل بھی بعونہٖ عز جلالہ لاجواب ہی رہے۔ ادھر کے تازہ رسائل "ظفر الدین الطیب" "کین کش پنجہ پیچ" "بارش سنگی" "پیکان جانگداز" "العذاب البئیس" اور ضروری نوٹس "نیاز نامہ" "کشف راز

داشتہار چہارم و پنجم " وہفتم " وہشتم ہی ملاحظہ فرمائیے ۔ کس سے جواب ہو سکا ؟ ان کے اعتراضوں ، مواخذوں اور مطالبوں کا ، کس نے قرض ادا کیا ۔ بات بدل کر ادھر اُدھر کی مہمل لچر اگر ایک آدھ پرچے میں کسی صاحب نے کچھ فرمائی ۔ اس کا جواب فوراً شائع ہوا کہ پھر ادھر مہر سکوت لگ گئی والحمد للہ رب العالمین مگر آپ کی یہ تدبیر حضرات کو ایسی سوجھی جس کا جواب ایک میں اور میرے اصحاب کیا تمام جہان میں کسی عاقل سے نہ ہو سکے ۔ غریب مسلمان اتنی حیا و غیرت ایسی بے نکان جرأت اتنی بے باک طبیعت کہاں سے لائیں کہ کتابیں کی کتابیں دل سے گھڑ لیں ان کے مطبع تراش لیں ان کی عبارتیں ڈھال لیں اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سربازار چھاپ دیں کہ فلاں چھاپے کی فلاں کتاب فلاں صفحہ پر جناب مولوی گنگوہی صاحب نے لکھا ہے کہ تھانوی صاحب کافر ہیں ۔ فلاں مطبع کے فلاں رسالے فلاں سطر میں جناب مولوی تھانوی صاحب نے فرمایا ہے کہ گنگوہی صاحب مرتد ہیں ۔ جو اتنا ہو لے ، وہ حضرات سے مخاطبہ کا نام لے اور واقعی سوا اس طریقے کے اور کر ہی کیا سکتے تھے کہ حضرات چھتیس سال کے کتب رسائل کے بار سے سبکدوش ہوتے ؎

وقت ضرورت گر نماند گریز ، دست بگیرد سر شمشیر تیز !

۱۰ ۔ الحمد للہ ! حق تمام جہان پر واضح ہو لیا اور ہر عاقل اگرچہ مخالف ہو ، خوب سمجھ گیا ۔ کہ کس نے مناظرہ سے برسوں فرار کیا ۔ کس نے ہر بار مقابلہ و جواب سے انکار کیا کون اتنا عاجز آیا کہ حیا و انسانیت کا یکسر پردہ اٹھایا اور مرتا کیا نہ کرتا کہ اس طرف چال بڑھایا آیا جو آج تک کسی منکر اسلام کو بھی اسلام کے مقابل نہ سوجھی ۔ مسیلمہ ملعون نے جوابِ قرآنِ عظیم کے نام سے وہ کچھ ناپاک خباثتیں ہزل فحش لغو جہالتیں بکیں مگر یہ اسے بھی نہ بن پڑی تھی کہ کچھ آیتیں سورتیں گھڑ کر قرآنِ عظیم ہی کی طرف نسبت کر دیتا کہ مسلمانو! تم تو یوں کہتے ہو اور تمہارے قرآن میں یہ لکھا ہے ۔ یہ خاتمہ کا بند اس اخیر دَور میں " مدرسہ عالیہ دیوبند " اور اس کے ہوا خواہوں ہی کا حصّہ تھا ۔ بایں ہمہ آپ کے بعض بیچارے ناسمجھ عوام یہ امید کیے جاتے ہیں کہ آپ مناظرہ فرمائیں گے ۔ اسی کے متعلق اب تازہ شگوفہ نے خروج سے خروج کیا ہے جو آپ کے کسی خلیفہ کلن صاحب کا کھلایا ہوا ہے

Marfat.com

اگرچہ یہاں صدہا بار کا تجربہ ہے کہ آپ نہ بولے نہ بولیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
کو گالیاں لکھ کر چھاپی نہیں وہ چھاپ چکے اور بار بار چھاپی جا رہی ہیں۔ اس پر مسلمانانِ عرب و
عجم مطالبہ کریں۔ آپ کو کیا غرض پڑی ہے کہ جواب دیں۔ کتنی بار خود آپ سے مطالبے ہو لیے
جواب غائب۔ جلسۂ دیوبند میں خط بھیجا، جواب غائب۔ تصدیق وکالت کے لیے رجسٹری
گئی۔ جواب غائب۔ آپ کے یہاں کے شاگرد مؤدی ہیکلے۔ ان کو متوسط کیا۔ جواب
غائب۔ جناب شیخ بشیر الدین وغیرہ رؤسائے میرٹھ کو متوسط کیا۔ جواب غائب۔ جب
آپ کے آقایانِ نعمت کی وساطت پر بھی آپ نے جواب نہ دیا، تو اب خورجہ والے آپ
کو بلوالیں۔ یہ امید موہوم۔ بہت اچھا۔ ہزار بار گنا بھول گئے۔ ایک بار پھر سہی۔ آپ کے
معتقدین خورجہ نے آپ حضرات کے اقوال سے ناتجربہ کاری یا اپنی سادگی سے لکھ دیا کہ جو
صورت بہ فقیر بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پسند کرے منظور ہے۔ بہت خوب
ادھر سے کتنے بار اصول اور اہم شرائط مناظرہ کی تصریح ہو چکی اور تعین مباحث کی گنتی ہی
نہیں۔ فقیر نے جو خط جلسۂ دیوبند میں بھیجا۔ اس میں بھی ان کی یاد دہانی تھی۔ ظفر الدین الطیب
وضروری نوٹس ملاحظہ ہو اور ان سوالوں کا جواب صاف صاف خاص اپنے قلم و مہر و دستخط
سے عطا ہو۔ تمام اشتہاروں تمام مطالبوں میں اگرچہ آپ کو کافی و وافی مہلتیں دیں اور ہمیشہ
بے کار گئیں کہ آپ تو اپنے ارادوں جیتے جی تک مہلت لیے ہوئے ہیں پھر بھی ربط ضبط
کے لیے تعین مدت لازم ہے یہ سوالات کچھ غور طلب نہیں۔ تھوڑی عقل والا بھی ان پر فوراً
ہاں یا نہ کہہ سکتا ہے مگر بہ لحاظ استعداد جناب شرعی مہلت کہ ابلاغ اعذار کے لیے معین
ہے پیش کش اور وصول خط سے تین دن کے اندر ہر سوال کا معقول جواب صاف صریح تحریری
مہری عنایت ہو۔ یہ آخری بار ہے۔ اس دفعہ بھی پہلو تہی فرمائی تو جن کو آپ نے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس میں ملایا انہی میں آپ کو ملا دینے کی ہمارے لیے اجازت ہو۔

Marfat.com

# استفسارات

۱۔ توہین اور تکذیب خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الزامات قطعیہ جو مدتوں سے آپ اور آپ کے اکابر جناب مولوی گنگوہی و نانوتوی صاحبان پر ہیں کیا آپ ان میں اس فقیر سے مناظرہ پر آمادہ ہیں۔ یا ہونا چاہتے ہیں؟

۲۔ کیا آپ بحالت صحت نفس و ثبات عقل بطوع و رغبت بلا جبر و اکراہ اقرار فرماتے ہیں کہ حسام الحرمین و تمہید ایمان و بطش غیب وغیرہ کے سوالات و اعتراضات کا جواب بالمواجہ مُہری و دستخطی دیتے رہیں گے۔ یوں ہی ان جوابات پر جو سوالات وارد پیدا ہوں اُن کا بیان تک کہ مناظرہ انجام کو پہنچے اور بفضلہ تعالیٰ حق ظاہر ہو۔

۳۔ کیا آپ اسی پر اکتفا فرمائیں گے یا حسب ترتیب مذکور ظفر الدین الطیب اس کے بعد سبحان السبوح و کوکبہ شہابیہ و سل السیوف وغیرہا میرے رسائل کے مطالبات سے اپنے اکابر گنگوہی صاحب و اسماعیل دہلوی صاحب کو سبکدوش کریں گے؟

۴۔ اگر آپ اپنے ہی اقوال کے ذمہ دار ہوں اور اپنے اکابر جناب گنگوہی و نانوتوی و دہلوی صاحبان پر سے دفع کفر و ضلال کی ہمت نہ فرمائیں، تو ارشاد ہو کہ یہاں دو فریق ہیں۔ اوّل مسلمانان اہلسنت عرب و عجم، دوم صاحبانِ مذکور گنگوہ و نانوتہ و دہلی مع الاتباع والاذناب ومن بلی۔ جناب اگر فریق اوّل سے ہیں تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ذٰلِکَ مَا کُنَّا نَبْغِ تحریر فرما دیجئے کہ یہ جنابانِ گنگوہی و نانوتوی و دہلوی سے بری ہوں وہ اپنے اقوال دکفر و ضلال و توہین و تکذیب رب ذی الجلال و محبوب ذی الجمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باعث ویسے ہی ہیں جیسا ان کو علمائے حرمین شریفین لکھتے آئے اور جیسا ان کی نسبت حسام الحرمین و فتاوی الحرمین وغیرہما میں لکھا ہے۔ اس وقت بلاشبہ ان کے اقوال کا مطالبہ آپ سے نہیں ہو سکتا بلکہ آپ خود بھی ان کے اتباع واذناب سے مطالبہ و مواخذہ میں شریک ہوں گے اور اگر جناب فریق دوم

Marfat.com

سے ہیں تو ان کے اقوال خود آپ کے اقوال ہیں پھر جواب مطالبات سے پہلو تہی کیا معنی؟ اور ظاہر اس کا منطقہ نہیں کہ جناب فریقین سے جدا ہو کر کسی تیسرے طائفہ مثلاً رافضی، خارجی، قادیانی، نیچری وغیرہ میں اپنے آپ کو گنیں اور بالفرض ایسا ہو تو اس کی تصریح فرما دیجئے۔ یوں بھی اس مطالبہ سے آپ کو برأت ہے۔

۵۔ واقعی آپ نے اپنے میاں کے متکلم اکبر چاند پوری صاحب کو جلسہ دیوبند میں مناظرہ مذکورہ کے لیے اپنا وکیل مطلق و مختار عام کیا تھا یا انہوں نے محض جھوٹ مشہور کر دیا؟ بر تقدیر اوّل کیا سبب کہ اسی کی تصدیق کے لیے جو کارڈ رجسٹری شدہ گیا۔ آج جناب کو آٹھواں مہینہ ہے کہ جواب نہ دیا۔

۶۔ وہ آپ نے وکیل کیا یا چاند پوری خود بن بیٹھے؟ بہر حال آپ سے اس کی تصدیق چاہنا ویسا ہی جرم اور انہیں مہذب خطاب بولا کا مستحق ہے جو چاند پوری صاحب نے تحریر فرمائے یا ان کا وہ زعم محض بذبان و مکابرہ و بے عقلی و جنون و زبان درازی و دریدہ دہنی ہے۔ بر تقدیر اوّل شرع، عقل، عرف، کس کا قانون ہے کہ زید جو محض اپنی زبان سے وکیل عمرو ہونے کا مدعی ہوا۔ اسی قدر سے اس کی وکالت ثابت ہو جانے اور تصرفات وہ جو عمرو کے مال و اہل میں کرے نافذ و تمام قرار پائیں اگرچہ عمرو ہرگز اس کی توکیل کا اقرار نہ دے۔ بر تقدیر ثانی کیا ایسا شخص کسی عاقل کے نزدیک قابل خطاب علوم خصوصاً مسائل اصول دینیہ ہو سکتا ہے یا مردود و مطرود نالائق مخاطبہ ہے؟

۷۔ سیف النقی کی نسبت بھی ارشاد ہو۔ آخر آپ بھی اللہ واحد قہار کا نام تو جانتے ہیں اسی واحد قہار جبار کی شہادت سے بتائیے کہ یہ حرکات جو آپ کے یہاں کے علماء مناظرین کر رہے ہیں صاف و صریح ان کے عجز کامل اور نہایت گندی حماقت بزدلی کی دلیل روشن ہیں یا نہیں؟

۸۔ جو حضرات ایسی حرکات اور تنی بے تکلف اختیار کریں۔ جو ان کو چھپوائیں۔ بیچیں۔ بانٹیں، شائع اور آشکارا کریں۔ جو ان کو پسند کریں۔ حوالہ دیں اپنا افتخار کریں، جو امور مذکورہ کو روا رکھیں۔ ترک انسداد و انکار کریں، کسی عاقل کے نزدیک لائق خطاب ٹھہر سکتے ہیں؟

Marfat.com

یا صاف ظاہر ہو گیا کہ مناظرہ آخر ہو گیا۔ مناظرہ مناظرہ کا جھوٹا نام لینے والے بے روح پھڑکتے بے جان سسکتے ہیں۔ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی۔

۹۔ اس واحد قہار جلیل وجبار کی شہادت سے یہ بھی بتا دیجیے کہ وہ رسالہ ملعونہ جو خاص جناب کے مدرسہ دیوبند سے اشاعت ہو رہا ہے اور جس کے آخر میں آپ کے دیوبندی مولوی کا اعلان لکھا ہے کہ بندہ کی معرفت رسالہ "سیف النقی علی راس الشقی" بھی مل سکتا ہے۔ قیمت ۲.۰ آنہ۔ اور مولانا محمد اشرف علی صاحب وغیرہ بزرگان دین کی جملہ تصانیف بھی مل سکتی ہیں۔ راقم بندہ سید اصغر حسین عفی عنہ مدرسہ اسلامیہ دیوبند ضلع سہارن پور۔

اس اشاعت کی آپ کو اطلاع تو ظاہر مگر اس میں آپ کا شورٰی نہیں ہے آپ کی شرکت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ کی رضا و رغبت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ کو سکوت اور سکوت کا محصل اجازت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ نے کیا انسداد کیا؟ اور اس میں اپنی پوری قدرت صرف کی یا بے پرواہی برتی؟ بر تقدیر اوّل اثر کیوں نہیں ہوتا؟ بر تقدیر ثانی یہ بھی نیم اجازت ہے یا نہیں؟

۱۰۔ اسی عزیز، مقتدر، منتقم، متکبر عز جلالہ کی شہادت سے یہ بھی حسبۃً للہ فرما دیجیے کہ حالات و مقالات جو ظفر الدین الجید تا اشتہار ہشتم از نامۂ حاضرہ مسمّٰی بہ "ابحاث اخیرہ" میں مذکور ہوئی سب حق و صواب ہیں یا ان میں سے کون سا خلاف واقع ہے؟ اور جب سب حق ہیں تو مناظرہ کا طالب کون رہا اور برابر فرار بر فرار، گریز بر گریز پر کس نے فرار کیا؟ فَیَتَنَوّٰی اَنْ تُوْجَرُوْا۔ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ط

جناب مولوی تھانوی صاحب یہ دس سوال ہیں صرف واقعات یا آپ کے ارادہ دہمت سے استفسار یا صاف واضحات جن کا جواب ہر ذی عقل پر آشکار۔ بایں ہمہ جواب میں جناب کو تین دن کی مہلت دی گئی اگر جناب کے نزدیک یہ بھی کم ہے تو بے تکلف فرما دیجیے۔ آپ جس قدر چاہیں فقیر توسیع کرنے کو حاضر ہے مگر جواب خود دیجیے۔ اب

Marfat.com

وکالت کا زمانہ گیا۔ وکلاء کا حال کھل گیا۔ مدتوں جناب کو اختیار توکیل دیا کہ آپ گھبرائے ہیں تو جسے چاہے اپنے مہر و دستخط سے اپنا وکیل بنائیے۔ بار بار رسائل و اشتہارات میں اس کی تکرار کی مگر آپ نے خاموشی ہی اختیار کی اور بالآخر چاند پوری صاحب محض بزور زبان خود بخود آپ کے وکیل بنے جس کا انجام وہ ہُوا۔ کیا آپ عالم نہیں۔ کیا آپ وضوح حق نہیں چاہتے کیا آپ ان کلمات کے تاحل نہیں۔ کیا آپ پر خود اپنا تجربہ لازم نہیں؟ آپ دوسروں کا سہارا چھوڑیے اور اللہ کو مان کر تحقیقِ حق سے منہ نہ موڑیے حیرانی و پریشانی میں عوام معتقدین کا دم نہ توڑیے۔ ہاں! ہاں! آپ سے مطالبہ ہے، آپ پر مواخذہ ہے، جواب دیجئے، اور آپ جواب دیجئے۔ اپنے قلم و خط سے دیجئے۔ اپنے مُہر و دستخط سے دیجئے۔ ورنہ صاف انکار کر دیجئے کہ عوام کی چپقلش تو جائے۔ حق اہلِ فہم پر ظاہر ہو چکا ہے آپ کے ان معتقدین پر بھی وضوح پائے پھر ان میں سے جسے توفیق ہو ضلالت چھوڑ کر ہدے پر آئے۔

واللہ یھدی من یشآء الیٰ صراط مستقیم وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا و مولٰینا و ناصرنا و ماونا محمد و اٰلہٖ و صحبہٖ اجمعین۔ والحمد للہ رب العالمین ٥

دستخط

فقیر احمد رضا خاں قادری عفی عنہ

آج بستم ذی القعدہ ۲۸ھ روز چہارشنبہ کو فقیر نے خود لکھا اور میری مُہر و دستخط سے امضا ہُوا۔

Marfat.com

# کاش یہ بات اسی وقت طے ہو جاتی

## ایک تاریخی خط

(بافاضہ حضرۃ علامہ مولانا حسنین رضا خاں بریلوی مدظلہ العالی)

علمائے دیوبند کی وہ دین سوز عبارتیں جن پر سارا عرب و عجم چیخ اٹھا تھا دنیا کے بڑے بڑے علمائے کرام و مفتیان عظام و مشائخ ذوی الاحترام وعوام لرز گئے تھے ہر دردمند مخلص تڑپ رہا تھا کہ کسی صورت یہ فتنہ ختم ہو اور ملت اسلامیہ سکون واطمینان کا سانس لے۔

دین اور ملت اسلامیہ میں فتنہ اور افتراق کی یہ ہولناک آگ ایسی نہ تھی جس پر مجدد اعظم احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ خاموش تماشائی رہتے۔ اسلام کا انتہائی درد، مسلمانوں کی دنیا و آخرت کی تباہی کا خوف اور آپ کے منصب کی ذمہ داری نے آپ کو مضطر اور بے چین کردیا۔ علمائے دیوبند کو دعوت پر دعوت دی۔ بہت سے مطبوعہ و غیر مطبوعہ خطوط لکھے رجسٹریاں بھیجیں کہ اے اللہ کے بندو! تمہاری ان عبارتوں سے اسلام کی بنیادوں پر ضربیں لگ رہی ہیں مسلمان سخت مشکلات میں پھنس گیا ہے۔ دنیا کے ساتھ اس کی آخرت بھی برباد ہو رہی ہے آؤ ہم تم بیٹھ کر اس معاملہ کو صاف کرلیں اور اس راہ کو اختیار کریں جو اسلام کا عین منشاء اور مسلمانوں کے لیے صراط مستقیم ہو۔

مگر افسوس کہ اکابر دیوبند نے یا تو اس سے اجتناب کیا یا اگر وعدے بھی کیے تو ایفا نہ کر سکے۔ جہالت اور شرمندگی دامن گیر رہی۔

علمائے دیوبند کی اس روش کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس وقت کے اندیشوں کے مطابق یہ فتنہ آج اپنے عروج پر پہنچ گیا جس سے نہ صرف مسلمانوں کی دنیا کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے بلکہ ایک بہت بڑی جماعت اور اس کی مختلف شاخوں کی آخرت بھی برباد ہو رہی ہے۔

Marfat.com

ہم ذیل میں مجدد اعظم امام بریلوی قدس سرہٗ کے ایک تاریخی خط کی نقل پیش کر رہے ہیں جو آپ نے آج سے تقریباً ساٹھ سال قبل ۱۳۲۹ھ میں مولوی اشرف علی تھانوی کو لکھا تھا اور جو رسالہ "دافع الفساد عن مراد آباد" میں چھپ چکا تھا۔

معاوضۂ عالیہ امام بریلوی قدس سرہٗ

نقل

بنام

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ؕ

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ۔ فقیر بارگاہِ عزیز قدیر عز جلالہ، تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے اب حسب معاہدہ دقرار داد مراد آباد پھر محرک ہے کہ آپ کو سوالات و مواخذات حسام الحرمین کی جواب دہی کو آمادہ ہوں ۔ ہیں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سُنا دیں اور دہی دستخطی پرچہ اسی وقت فریقین مقابل کو دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کے بدلنے کی گنجائش نہ رہے ۔ معاہدہ میں ۲۷ صفر مناظرہ کے لیے مقرر ہوئی ہے ۔ آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی ۔ گیارہ روز کی مہلت کافی ہے وہاں بات ہی کتنی ہے ۔ اسی قدر کہ یہ کلمات شانِ اقدس حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں توہین ہیں یا نہیں ؟ یہ بعونہٖ تعالیٰ دو منٹ میں اہلِ ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے لہٰذا فقیر اس عظیم ذوالعرش کی قدرت و رحمت پر توکل کر کے یہی ۲۷ صفر روز جان افروز دوشنبہ اس کے لیے مقرر کرتا ہے آپ فوراً قبول کی تحریر اپنی مُہری دستخطی روانہ کریں اور ۲۷ صفر کی صبح مراد آباد میں ہوں ۔ . . . اور آپ بالذات اس اہم اعظم دین کو طے کریں اپنے دل کی آپ جیسی بتا سکیں گے وکیل کیا بتائے گا ۔ عاقل بالغ مستطیع غیر مخدرہ کی توکیل کیوں منظور ہو ؟ معہذا یہ معاملہ کفر و اسلام کا ہے ۔ کفر و اسلام میں وکالت کیسی ؟ اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آسکتے اور وکیل کا سہارا ڈھونڈ لیے ، تو یہی لکھ دیجئے ۔ اتنا تو حسب معاہدہ آپ کو لکھنا ہی ہوگا کہ وہ آپ کا وکیل مطلق ہے ۔ اس کا تمام ساختہ و برداختہ قبول سکوت نکول ، عدول سب آپ کا ہے اور اس قدر اور بھی ضرور لکھنا ہوگا کہ اگر بعون العزیز المقتدر عز جلالہ آپ کا وکیل مغلوب یا معترف یا ساکت یا فرار ہُوا تو کفر سے توبہ علی الاعلان آپ کو کرنی اور چھاپنی ہوگی کہ توبہ یہ

Marfat.com

وکالت ناممکن ہے اور اعلانیہ کی توبہ اعلانیہ لازم ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آخر بار آپ ہی کے سر رہتا ہے کہ توبہ کرنی ہوئی تو آپ ہی پوچھے جائیں گے پھر آپ خود ہی دفع اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں ؟ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے کو آپ تھے اور بات بنانے دوسرا آئے ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ آپ برسوں سے ساکت اور آپ کے حواری رفع خجلت کی سعیِ بے حاصل کرتے ہیں ۔ ہر بار ایک ہی طرح کے جواب ہوتے ہیں آخر تابہ کے ؟ یہ اخیر دعوت ہے ۔ اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمدللہ میں فرضِ ہدایت ادا کر چکا ۔ آئندہ کسی کے غوغہ پر التفات نہ ہوگا ۔ منوا دینا میرا کام نہیں ۔ اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا و مولانا محمد و الہ وصحبہ اجمعین

والحمد للہ رب العالمین

| مہر |
| --- |

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۱۵ ر صفر المظفر روز چہار شنبہ ۱۳۲۹ھ

مآل یہی ہوا کہ اکابر دیوبند گھبراتے رہے ۔ خجالت و شرمندگی نبھاتے رہے رجوع و اتحاد سے گریز کیا اور ایک بہت بڑا فتنہ باقی رہ گیا ۔

○

Marfat.com

# قطعۂ تاریخِ طباعت

(از نتیجۂ فکر حضرت مولانا اختر الحامدی الرضوی مدظلہ حیدرآباد)

اللہ اللہ رسائل رضوی — مشتمل بر مسائلِ دینی
حق کی بُرہان، اِن کی ہر تحقیق — مہرِ روشن دلائلِ دینی
ایک نقشِ محافظِ ایماں — پاسبانِ شمائلِ دینی
طوقِ زرّیں عروسِ ملّت کا — خوبصورت حمائلِ دینی
دین و ملّت کو کیوں نہ اَوج ملے — مل گئے ہیں وسائلِ دینی
ہوں گے جس کے مطالعہ سے فزوں — اور پختہ خصائلِ دینی

کہو تاریخِ طبع اے اختر
رضویہ رسائلِ دینی
۱۳۹۶ھ

Marfat.com

Marfat.com